يعلمكم الكتاب والحكمة ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون

مفتاح کنوز اسرار ربانی منشور لامع النور فیوض سبحانی مجموعۂ معارف وحقائق ذخیرۂ اسرار ودقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی وتفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے ساتھ بہت سے مفید الترامات کی رعایت کی گئی ہے عمادین ایمان

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہٗ

حبر العلوم العقلیۃ النقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیہ ترجمہ عالمگیریہ وعین الہدایہ دام ظلہ العالی بدوام الایام واللیالی مزید اہتمام وحسن انتظام سے

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بخوبی چھپی

اعلان - حق تالیف وتصنیف اس کتاب برکت انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ومحدود رہے۔

Marfat.com

سُورَةُ الأنبياء

سورہ انبیاء

[illegible] انبیاء [illegible] بیان کے ساتھ کثرت سے انبیاء کا ذکر ہے اور یہ توجیہ مفسرین نے باعتبار ظاہر کے لکھی ہے نام کچھ [illegible] تبلایا گیا ہے یعنی جسطرح نام تبلایا گیا وہی نام ہے حتی کہ اپنی جانب سے استخراج نہیں ہو سکتا ہے۔

مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَإِحْدَى أَوِ اثْنَتَا عَشَرَةَ آيَةً

[illegible] ایک سو بارہ آیات ہیں- کلمات ایک ہزار ایک سو ساٹھ ہیں اور حروف چار ہزار آٹھ سو نوے ہیں لذا [illegible] قرطبی رح نے کہا کہ سب کے قول میں مکیہ ہے کسی کا اختلاف نہیں ہے اور امام رازی نے کبیر میں کہا کہ بالاجماع [illegible] نہیں کر سکتا۔ اور امام بخاری وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے روایت کی کہ سورہ بنو اسرائیل وسورہ کہف وسورہ [illegible] عتاق اول سے اور یہ میرے تلاد سے ہیں- ذکرہ ابن کثیر وغیرہ- اور صحابہ رض اس سورہ سے دنیا سے تفرید وتجرید [illegible] سامنے [illegible] تھے جیسا کہ بعض بیان آویگا- انشاء اللہ تعالی- سراج میں ہے کہ جعفر بن الزبیر رح اسکو لاتمدن عینیک کا سبب قرار [illegible] حساب کی فکر چاہیے نہ آنکہ احوال واقعہ پر جو فانی ہیں اور فتنہ عظیمہ میں اپنی نظر کریں کیونکہ یہ غفلت پیدا کرتے ہیں۔

الجزء السابع عشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ

نزدیک آ گیا ہے لوگوں کے لیے ان کا حساب حالانکہ وہ غفلت میں

مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ لَاهِيَةً

[illegible] نہیں آتی انکے پاس کوئی نصیحت انکے رب کی طرف سے نیا اور تازہ ہوا لیکن اسکو اس حال سے سنتے ہیں کہ وہ کھیلتے جاتے ہیں لہو میں ڈوبے ہیں

قُلُوْبُهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ

[illegible] ان لوگوں نے جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے کہ نہیں یہ شخص مگر ایک بشر تمہارا سا سو تم آؤ گے جادو پر

اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بَلْ

[illegible] جانتا ہے بات کو آسمان میں اور زمین میں اور وہی سننے والا جاننے والا ہے بلکہ

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝

[illegible] وہ شاعر ہے سو لاوے ہمارے پاس کوئی آیت جیسے بھیجے گئے تھے اگلے لوگ

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا

[illegible] ایمان لے آئینگے اور نہیں بھیجے تجھسے پہلے مگر

رِجَالًا نُّوحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا

مرد لوگ کہ ہم انکی جانب وحی کرتے تھے سو تم لوگ پوچھو اہل الذکر سے اگر تم نہین جانتے ہو

لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ

کہ وہ نہ کھاتے ہون طعام اور نہ وہ تھے ہمیشہ رہنے والے پھر سچا کر دیا ہم نے وعدہ جو انکو دیا

نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ع ۱۰ / ۱

ہم نے جسکو چاہا اور ہلاک کر دیا ہم نے حد سے بڑھنے والون کو بے شک ہم نے اوتارا ہی تمہارے جانب ایک کتاب کہ جسمے اسمین تمہارا ذکر ہی سو کیا تم لوگ نہین سمجھتے

اِقْتَرَبَ- عرب بولتے ہین کہ قرب الشی نزدیک ہوئی چیز اور اسی معنی مین اقترب الشی ہی لیکن قرب کی بہ نسبت اقتراب مین زیادہ
اشارہ ہی یعنی بہت پاس ہو گیا- **لِلنَّاسِ** آدمیون کے لیے- **حِسَابُهُمْ** انکا حساب- کیونکہ وقت حساب بہت قریب
قیامت ہی- حدیث صحیح مین ہی کہ بعثت انا والساعۃ کہاتین- یعنی میرا بھیجا جانا اور قیامت جیسے یہ دونون انگلیان اور آپ نے کلمہ اور بیچ کی
ملائی- اس سے ظاہر ہی کہ قیامت قریب ہی کیونکہ درمیان مین کوئی اور فاصلہ نہین ہی جسکا انتظار ہو اور اسوجہ سے کہ جو آنیوالی چیز ہو وہ قریب ہی
ہر دم اس سے قرب ہوتا جاتا ہی جیسے گذرے ہوے سے ہر دم دوری ہوتی جاتی ہی اور اسوجہ سے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ویستعجلونک بالعذاب وان
یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون- یعنی کفار لوگ تجھ سے یہ کہتے ہین کہ وہ عذاب موعود کہان ہی دیر کیون ہی آیا کیون نہین اور حال یہ ہی کہ ایک دن
تیرے رب کے یہان جیسے ہزار برس تمہارے شمار کے- اس سے ظاہر ہی کہ آجتک جتنا زمانہ گذرا یہ تو دو دن بھی نہ ہوے- اور اسلیے کہ ہر شخص کافر
جس عذاب کو جھٹلاتا اور دور سمجھتا ہی اور مومن اس سے خائف و ترسان ہی وہ تو اسکی موت تک ہی کیونکہ جب ہی وہ مرا تو جو اسکا حال قیامت
ہونے والا ہی اسکے آثار اسی وقت سے اسپر ظاہر ہو جاوینگے چنانچہ قبر کا عذاب و ثواب یہی ہی پس ہر شخص سے اسکا حساب بہت ہی قریب ہی اور
حدیث مین اغلب حالت سے اس امت کی عمر کا بیان حدیث شریف مین ہی کہ ساٹھ اور سو برس کے درمیان ہوگی پھر یہ تو بہت ہی قریب ہی
پھر اگر حساب کے وقت سے قیامت مراد ہی تو لوگون یعنی للناس سے سب لوگ عام مراد ہین کہ وہان اگلے پچھلے سب کا حساب ہی- یون ہی تفاسیر
مین مذکور ہی اور مترجم کہتا ہی کہ وہان کافرون کا حساب اسی قدر ہی کہ انپر یہ حجت ثابت کر دیجاوے کہ تم پر رسول آیا اور کتاب شریعت آئی تو
تم نے نہ مانا- اور حساب اصل مین مومنون کا ہی جیسا کہ بعض احادیث مین مصرح ہی لہذا بیان جو یہ قول بعض نے کہا کہ عباس سے مروی ہی
مشرکین مین زیادہ بعید ہی مگر آنکہ انکو تنبیہ ہی کہ حساب پر ایمان لاوین اور منکر نہ ہون ورنہ جہنم سیدھا آگے راستہ ہی- اور ابن
ابن عباس سے مذکور ہی کہ مراد کفار مکہ ہین- اور اسی جہت سے بعض اہل تفسیر نے کہا کہ حساب سے مراد انکا عذاب [illegible]
مابعد آیات مین مشرکون کی حرکات و حالات کا ذکر ہی لہذا اولی تفسیر بیان اسطرح ہو کہ بہت پاس ہو گیا وقت حساب [illegible]
واسطے- **وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ** حالانکہ وے غفلت مین اعراض کرنے والے ہین یعنی بعض نے کہا [illegible]
غفلت مین پڑے ہین اپنے حساب سے اور جو انکے ساتھ دنیا مین ہو وے اور منہ موڑنے والے ہین [illegible]
جاوے کہ وے لوگ غفلت مین پڑے ہین بوجہ دنیا کے منہ موڑنے والے ہین [illegible]
سے تنبیہ ہی اس امر پر کہ قیامت قریب ہی اور اس امر پر کہ لوگ اس سے غافل [illegible]
نسائی رح نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ [illegible]

[illegible] رواہ ابن مردویہ بسند صحیح عن ابی ہریرہ رضہ - اور یہ آیت بمانند قولہ تعالیٰ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ الآیہ - اور مانند قولہ تعالیٰ
[illegible] الآیہ - بہت پاس ہوگئی قیامت اور شق ہوا ماہتاب - اور ابن عساکر رح نے حسن بن ہانی ابو نواس شاعر کی تاریخ
[illegible] میں کہا کہ ابو نواس کا قول ہو کہ شاعرون مین سے بہتر ابو العتاہیہ شیخ طاہر رح ہو جس نے کہا کہ سہ الناس فی غفلاتہم ﴿ ورحا
[illegible] لوگ اپنی غفلتون مین پڑے ہین حالانکہ موت کی چکی چل رہی ہو - ابو نواس رح سے پوچھا کہ شیخ طاہر نے یہ مضمون کہان سے
[illegible] فرمایا کہ قولہ تعالیٰ اقترب للناس حسابہم وہم فی غفلۃ معرضون - سے نکالا ہو - اور ابن عساکر رح نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے
[illegible] میں باسناد خود روایت کی کہ عامر بن ربیعہ کے یہان ایک مہمان آیا عامر رضہ نے اُسکی تکریم کی اور اُسکے بارہ مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا - پھر وہ شخص بعد ملاقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عامر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وادی اپنے اقطاع مین پایا ہو اس سے بہتر عرب مین وادی نہین ہو اور مین نے قصد کیا ہو کہ اسمین سے ایک ٹکڑا
تمہارے واسطے کاٹ دون جو تمہارے لیے رہے اور تمہارے بعد تمہارے پچھلون کے واسطے ہو پس عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے
تمہارے اِس قطعہ کی تو کچھ حاجت نہین ہو آج ایک سورہ اُتری ہو جس نے ہمکو دنیا سے بھلا دیا ہو اقترب للناس حسابہم وہم فی غفلۃ معرضون
پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ باوجود اِسکے کفار قریش و جو لوگ اُنکے مشابہ ہین اِس وحی کی طرف کان نہین لاتے جو اللہ تعالیٰ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی جسمین اُنکی غفلات سے تنبیہ ہو اور آسان حساب کی تعلیم ہو چنانچہ فرمایا - وَمَا يَأْتِيهِم
مِّن ذِكْرٍ اور نہین آتا اُنکے پاس کوئی ذکر - مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ اُنکے رب عزوجل کی طرف سے نیا - إِلَّا اسْتَمَعُوهُ
وَهُمْ يَلْعَبُونَ - مگر آنکہ اُسکو سنتے ہین اِس حال سے کہ وے کھیل کرتے ہین - یعنی جو کوئی ذکر اُنکے پاس اُنکے رب تعالیٰ کی طرف
سے نیا آتا ہو یعنی بطریق وحی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا جاتا ہو تو کافرون کا یہ حال ہو کہ اُسکی طرف کان اپنے لہو ولعب کے
واسطے لگاتے ہین اور اسواسطے نہین سنتے کہ اسمین فکر و غور کرین یا غفلت و کھیل کی حالت مین اُسکو سنتے ہین بوجہ اِسکے کہ ہر دم غفلت مین
پڑے - لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ لہو کرنے والے ہین اُنکے دل - یعنی اُنکے دل غفلت کے ساتھ دنیاوی نمایش مین پڑے ہین - واضح
ہو کہ قولہ محدث صفت ذکر ہو یعنی ذکر محدث - ذکر جدید اور مراد یہ کہ اُتارا جانا اِسکا جدید ہو اگرچہ وہ کلام قدیم ہو لہٰذا اہل السنۃ والجماعۃ سب کا
اجماع ہو کہ اصل کلام الٰہی قدیم ہو اور یہ خود ظاہر ہو اسواسطے کہ کلام ایک صفت الٰہی ہو اور اللہ تعالیٰ کے جملہ صفات اُسکی ذات کے ساتھ
قدیم ہین مگر کوئی جدا نہین ہین ہان اِسکا اُتارا جانا اور یہ قرارت اِس ترتیب کے ساتھ حروف و آواز سے یہ چیزین حادث ہین ہان امام احمد
[illegible] اجماع [illegible] انکا بھی قدیم ہونا مروی ہو امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ محدث یعنی جدید ہو اِسکا اُتارا جانا - اور ایسا ہی بغوی مین ہو
[illegible] نے اسکی تصحیح کی اور مفسرین نے سواے کشاف کے اتفاق کیا ہو اور کشاف مین زمخشری نے بوجہ معتزلی ہونے کے قرآن کو
حادث قرار دیا اور یہ باطل ہو - یہ مسئلہ کہ قرآن قدیم ہو یا حادث ہو عہد دولت مامون رشید و معتصم و واثق مین پھیلا رہا اور بڑا فتنہ پیدا
ہوگیا حتیٰ کہ جب امام احمد رح نے قرآن کے قدیم ہونے پر فتویٰ دیا تو سلطان مذکور کی طرف سے اُنکو قید شدید اور آخر ضرب شدید پہونچی
[illegible] مین وفات فرمائی رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ کاملۃ واسعۃ اور خواب مین دیکھا گیا کہ اُنکے سر مبارک پر ایک تاج ہو جو آفتاب سے زیادہ روشن
[illegible] اللہ تعالیٰ نے مجھے [illegible] عطا فرمایا کہ مین نے اُسکے کلام پاک کو حادث نہین کہا - اور شیخ محمد بن النضر الخزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ
[illegible] افسوس ہو کہ جاہلون نے خود جہالت کی اور معرفت سے بدنصیب رہے پھر عارفون کی گردنین ماریں حالانکہ

اِس آیت مین تواسی قدر ہی کہ اُسکانازل ہونا جدید ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ پیر تو ایسا ہی ہی جیسے ...
رتم لوگون کا کیا حال ہی کہ تم یہود و نصاری سے جو اُنکی کتابون مین ہی دریافت کرتے ہو حالانکہ ...
نے تحریف کیا اور تبدیل کیا اور اسمین ٹرھایا اور اسمین سے گھٹایا ہی اور تمھاری یہ کتاب ...
فرمائین تم اِسکو خالص ٹرھتے ہو اسمین کچھ بھی میل نہین ہی - رواہ البخاری نحوہ - بعض نے کہا کہ ...
امر دنیا مین حادث کرتا ہی اور اسکے موافق ایک آیت کے بعد دوسری آیت اور ایک سورہ کے بعد دوسری سورہ ...
حاجت ہوتی ہی اُسکو اُتارتا ہی تاکہ اُسکا حکم معلوم ہو اور نصیحت اپنے وقت و موقع پر ہو - ...
واقعات حدیدکے ہوتا ہی اور جسکو ذرا بھی عقل ہی وہ جانتا ہی کہ یہ طریقہ اللہ تعالی کی طرف سے نہایت کامل ...
تھا جس سے طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کامل مکمل فرمایا تھا والحمد للہ رب العالمین - اور بعض نے کہا کہ ...
علیہ وسلم ہین اور یہ قول بیفائدہ ہی - پھر اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ کفار باوجود اِس تمام بدبختی وجہالت کے اِس ...
قسمت مین ازل سے لکھا ہی کہ پوشیدہ مشورہ کرتے ہین کہ لوگون کو کس طرح بہکاوین اور کیا بات ایک مقرر کرکے بناوین جس ...
صادقہ پر الزام لگاوین اور کیسے آفتاب کی طرف پھر خاک جھونک کر اندھے نہین چنانچہ بطور معجزہ کے اُنکی خفیہ مشاورت کو فاش کر ...
وَاَسَرُّوا النَّجْوَى اور خفیہ مشورہ کیا لوگون نے - یعنی آہستہ آہستہ کلام کے ساتھ سرگوشی کی جس سے کوئی واقف ...
کا بطور مبدل منہ سے بدل کے بیان کیا کہ - الَّذِينَ ظَلَمُوا ان لوگون نے جنھون نے اپنی جانون پر آفت ڈھائی ...
مشرکون نے کیونکہ انکے اِن حرکات کا نتیجہ انھین کی جانون پر آگ جہنم ہی - واضح ہو کہ نجوی اسم ہی مصدر تناجی کا اور نجوی ...
ہوا کرتا ہی پھر اسروا النجوی یعنی اسرار و خفیہ کیا نجوی کو - گویا کمال مبالغہ اسکے اخفا مین کیا ... یہ کہتے ہوئے خفیہ مشورہ کیا کہ
هَلْ هٰذَا - بھلا یہ شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ہی اِلَّا بَشَرٌ سوائے بشر کے - مِّثْلُكُمْ تمھارے مثل یعنی ...
تمھارے مثل ایک آدمی ہی اُسکے سوائے کچھ اور نہین ہی پھر رسول کہان سے ہوا - گویا اُنکے نزدیک ...
اول تو اُنکے نزدیک اللہ تعالی کا رسول ہی نہین ہو سکتا اور اگر ہوتا تو فرشتہ ہوتا بس بشر تو محال ہی پھر ...
لاتا ہی سحر ہین لہذا اِن بدبختون نے کہا اَفَتَأْتُوْنَ السِّحْرَ سو کیا تم آؤگے جادو پر - یعنی جب ...
کیا تم جادو کو مانکر اُسکی اتباع کرلوگے وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ حالانکہ تم دیکھتے ہو - یعنی آنکھون دیکھتے ہو کہ ...
حالانکہ تم لوگ اندھے نہین یعنی بیوقوف نہین ہو ولیکن اول اصح ہی - گویا اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ ...
اُسپر یہ دلیل لگائی کہ یہ تو رسول نہین ہو سکتا کیونکہ اول تو اللہ تعالے کے واسطے رسول ہی نہین اور ...
آیا کہ جو خوارق عادات یعنی معجزات مثل قران مجید وغیرہ کے لایا وہ ضرور ہی کہ سحر ہون ...
لوگون نے اِس مشورہ مین اِسقدر اخفا کیون کیا - جواب دیا گیا کہ اُنھون نے ایک امر ...
اور مشاورت کرنے والون کی عادت ہی کہ جب کسی بڑے کام مین شورہ کرتے ہین تو ...
لوگ کہا کرتے ہین کہ استعینوا علی قضاء الحوائج بالکتمان - پوشیدگی کے ساتھ ...
نے کہا کہ سبحان اللہ عجب شان ہی کہ اِس قوم نے قران پاک ایسی چیز کو ...

[illegible] برخلاف اسکے اسکو سحر تصور کیا اور یہ بھی عجب ہے کہ انہوں نے رسالت کے ساتھ خصوصیت کا انکار کیا باوجودیکہ [illegible] اپنے بعضے کمالات کے ساتھ بعض خاص کو مخصوص فرماتا ہے جیسے ذکاوت و فطنت و حسن خلقت و حسن اخلاق و قوت و صحت [illegible] وغیرہ انتہی ملخصا پھر اللہ تعالی نے اول تو ان لوگوں کے مشورہ کی پوشیدگی کو رد فرما دیا اور برعکس اسکے بعید کو ظاہر [illegible] لوگوں کی عقلی کو بیان فرما دیا کہ کیسے متحیر تھے جو اس امر کی دلیل ہے کہ انکی رسائی اصل مراد تک نہ تھی چنانچہ فرمایا قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ - یہاں دو قراءت ہیں امام حفص و حمزہ و کسائی کی قراءت قال بصیغہ ماضی ہے اور باقیوں کی قراءت قل بصیغہ امر ہے شیخ [illegible] نے کہا کہ دونوں قرائتیں متواترہ صحیحہ ہیں - اول قراءت پر معنی یہ ہیں کہ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قراءت دوم پر یہ ہیں کہ کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میرا رب جانتا ہے قول کو - فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ آسمان میں اور زمین میں وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وہی سمیع علیم ہے - لہذا جو انہوں نے اخفا کیا اور اسکے چھپانے میں ایسا مبالغہ کیا اسکو اللہ تعالی نے ظاہر کر دیا خلاصہ یہ کہ اتارنے والا قرآن کا اور بھیجنے والا رسول کا وہ پاک سمیع علیم ہے جس پر کچھ پوشیدہ نہیں تو کافروں کا مشورہ وہ خوب جانتا ہے پھر ان لوگوں کا [illegible] انجام ہوگا - بَلْ قَالُوا سحر ہی پر انکی رائے نے قرار نہیں پکڑا کیونکہ ساحر کے اوصاف میں سے ایک سے بھی بلکہ شائبہ بھی نہیں [illegible] تھا بلکہ کہتے تھے کہ أَضْغَاثُ اخلاط - أَحْلَامٍ خواب کے ہیں یعنی سونے میں خیالات کے خلط سے یہ مضامین پیدا ہوئے ہیں انکی کچھ اصل نہیں ہے حالانکہ ان کافروں نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھے یہ معارف و علوم صفات و توحید جو انتہا کے بلندی پر پہونچے ہوئے ہیں کہ جہاں عقل کے وہم کا بھی گذر نہیں ہوا ہے - افسوس کہ اشد جہالت سے انکو اضغاث احلام کہتے - بَلِ افْتَرَاهُ بلکہ اسنے جاگتے میں گڑھ لیے ہیں عجب کہ کافروں کو کبھی خواب میں بھی نظر نہ آئی کیونکہ کافروں کا جاگنا تو سخت موت تھی اور خواب جو ایک قسم کی موت ہوتی ہے اسمیں کسی قدر بیداری تھی - بَلْ هُوَ شَاعِرٌ بلکہ وہ شاعر ہے - مضامین خیالی کو بندش میں لاتا ہے - فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ سو اگر ان امور کا کچھ وجود ہے تو جیسے اگلوں کو آیات دی گئیں مانند عصائے موسی وغیرہ کے ویسی کوئی آیت ہمارے پاس لاوے - كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ جیسے اگلے رسول بھیجے گئے تھے - مترجم کہتا ہے کہ مفسرین رحمہم اللہ کی تقدیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگلے انبیاء علیہم السلام کی آیات میں سے کوئی آیت مانگتے تھے اور مترجم کہتا ہے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ وے اگلوں کی نبوت کے قائل ہوں اور یہ منافی ہے کیونکہ وے سرے سے آدمی کے رسول ہونے سے منکر تھے اور میرے خیال میں معنی یہ ہیں کہ کفار گمان کرتے تھے کہ شاعری مضمون اختراع کیے ہیں جنکا کچھ وجود نہیں ہے جیسے موسی علیہ السلام رسول ہوا اور اسکو ایسے ایسے معجزات دیے گئے اور صالح علیہ السلام کو اونٹنی دی گئی سو اگر یہ سچ ہے تو اگلوں کی آیات کی طرح کوئی آیت لاوے - اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وے اگلوں کی رسالت کے قائل ہوئے تھے بلکہ گویا یہ استدلال کرتے تھے کہ یہ واقعات حقیقت میں نہیں گذرے ہیں نہیں تو کوئی ویسی ہی آیت لاوے - اس سے لازم نہیں آتا کہ وے اگلے رسولوں کے قائل ہوئے اور اگلے رسول آدمی تھے تو کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا - پھر اگر اگلوں کے مثل آیت دیجاتی تو بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے [illegible] تو حیل لیتے اور پھر رسول کے آدمی ہونے سے انکار کرتے اور اسکو محال جانتے تھے تو آیت کو پورا سحر بتلاتے اسی واسطے انکے [illegible] فرمایا - مَا آمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ یعنی اگلے وے قریہ جنکو ہم نے [illegible] انکے اور دیئے پھر نہ ایمان لانے سے ہلاک کیا ہے ایسے ہی تھے کہ نہیں ایمان لائے سو کیا یہ لوگ ایمان لے آوینگے - [illegible] اللہ تعالی نے فرمایا ان الذین حقت علیہم کلمۃ ربک لا یومنون ولو جاءتہم کل آیۃ یعنی جنپر تیرے رب کا کلمہ ثابت ہو گیا ہے وے

Marfat.com

کبھی نہین ایمان لاوینگے اگرچہ اُنکے پاس ہر آیت آجاوے - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ کافر لوگ کہیں
کہتے کہ بشر رسول نہین ہوتا کبھی خواب پریشان کہتے اور کبھی ساحر اور کبھی شاعر کہتے اور کبھی تصدیق کی
صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات وسکنات سے وقت بوقت اِسقدر کثرت سے معجزات وعجائبات دیکھے
مانند ممکن نہ ہوا پھر بھی عناد والحاد وبھٹک سے ایسی باتین کرتے تھے اور بیشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام جہان پر ہو - آپ جنون کی نذیر ہین اور آپ کو اُمی رکھکر کتاب دی
کے آگے تمام جہان کی آنکھین چوندھاتی ہین مثل اسکا عالم نے کبھی خواب مین نہین دیکھا اور احمق تو خود احمق ہو
حماقت سے چھوٹیگا - اور آپ کو بالکل مغفور کر دیا کہ نشان غیر محمود نہ رہا تو آپ مقام محمود کے لیے سرفراز ہین اور
حوض ونہر کوثر دی اور شفاعت کبری واول بعثت واول دخول جنت عطا کی اور سب سے اعلی مرتبہ دیا جو کسی کو نہین ملیگا
کوئی نہ ہوگا سواے عرش کے - یہ سب ایک روایت ابن ابی حاتم مین مذکور ہین اور ابن کثیر رح نے کہا یہ روایت غریب ہو
فضائل صحاح مین مع دیگر فضائل کثیرہ کے ثابت ہین - زجاج رح نے کہا کہ ایسی آیات مین سے مانگنا جنکے نزول پر جو ایمان
لازم ہو کیونکہ اگلون کے حق مین سنت الٰہی واقع ہو چکی کہ جب اُنھون نے کسی آیت پر ہٹ کی کہ ایسا معجزہ واقع ہو تو ہم ایمان
پیغمبر علیہ السلام نے اُنکو روکا مگر وے نہ مانے جب آیت دی گئی پھر نہ ایمان لائے تو لامحالہ اُنپر وہ عذاب آیا کہ جڑ سے کاٹ دیے گئے
نے کہا کہ اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹ کی کہ جو آپ کہتے ہو اگر سچ ہو تو تم بھی ہمارے واسطے کوہ صفا کو سونا کر دو اور عرب کی
زمین سرسبز شاداب ہو جاوے تو ہم ایمان لاوین جبرئیل علیہ السلام نازل ہوے اور کہا کہ رب عزوجل فرماتا ہو کہ اگر تو چاہے تو ہم اُنکا سوال
پورا کر دین ولیکن نہ ایمان لائے تو پھر اُنپر عذاب مین تاخیر نہ ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ مین اپنی قوم کے واسطے
وہلت چاہتا ہون یہانتک کہ اُنکے اصلاب مین سے اللہ تعالی اہل ایمان پیدا کرے پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا ما آمنت قبلہم من قریۃ
الآیہ - سراج مین کہا کہ اِسمین دلیل ہو کہ جن آیات پر ہٹ کرتے تھے اُنکے نہ دینے مین انھین لوگون پر ایک قسم کی رحمت تھی کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بھیجے گئے تھے اور اگر دیجاتی اور نہ ایمان لاتے اور ضرور ہو کہ ہرگز ایمان نہ لاتے جبکہ ازلی کافر تھے تو پھر یہ بھی
ضرور تھا کہ وے عذاب استیصال سے ہلاک کیے جاتے - مترجم نے مصرح بیان کر دیا کہ آنکی درخواست نہ بروجہ اقرار تھی کیونکہ بشر کا رسول ہونا
اور اگلون کی نبوت تو اُنکے زعم باطل کے نزدیک محالات سے تھی کہ آدمی رسول ہو تو آنکی یہ ہٹ اپنی ہلاکت کے واسطے تھی پھر اللہ تعالی نے
اُنکے اِس زعم کا جواب دیا کہ اگلون کو ہمنے رسول جو بھیجے وے سب بشر کی جنس سے مرد تھے ملائکہ نہ تھے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ
چنانچہ فرمایا - وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ اور ہم نے تجھ سے پہلے زمانہ مین
نہین بھیجے رسول بنا کر مگر مرد بس انمین رسالت کی صفت یہ تھی کہ ہم اُنپر وحی فرماتے تھے - کبھی کوئی فرشتہ رسول بنا کر
نہین بھیجا - پھر اِسکی تصدیق کرنے کے لیے اہل کتاب سے دریافت کرنے کا حکم دیا بقولہ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ
اہل الذکر سے - یعنی ذکر سابق توریت وانجیل والون سے پوچھ لو - پھر اشارہ کیا کہ ابراہیم واسمٰعیل وموسیٰ وعیسیٰ
پاس ایسے ہین کہ اُنکو خود حاجت نہین لیکن پھر بھی فرمایا کہ - اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر تم جانتے نہو
اگر کتاب سے استخراج کرنا نہ جانتے ہو تو کتاب والون سے دریافت کر لو - واضح ہو کہ یہان دو مقام

Marfat.com

ہی تو کیا توریت بالتحریف اور انجیل بغیر تحریف موجود تھی جواب یہ ہے کہ نہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اُنکے اہل ہو کیونکہ دونون فریق بالاتفاق اسکے قائل تھے کہ جو رسول آیا وہ آدمی تھا اور یہ مراد نہین ہے کہ وے لوگ ذکر پر مستقیم تھے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیٹا ہونے کا بہتان لگاتے تھے پس علماء مین سے جس شخص نے اس آیت مین غور کیا اور اس سے یہ استدلال کیا کہ توریت وغیرہ مین لفظی تحریف نہ تھی اُسنے بعید کیا۔ مقام دوم یہ کہ اس آیت سے جواز تقلید پر حجت نکلتی ہے یا نہین۔ بعض نے کہا کہ ہان جواز تقلید پر حجت ہے کیونکہ یہ شرط لگائی کہ اگر تم نہ جانتے ہو تو اہل الذکر سے دریافت کر لو۔ پس جو شخص نہ جانتا ہو اُسکا یہی طریقہ ہے کہ ذکر جاننے والے سے دریافت کرلے۔ بعض نے کہا کہ نہین اور اعتراض کیا کہ تقلید یہ ہے کہ غیر کا قول بلا حجت قبول کرنا۔ اور جب اُسنے اہل الذکر سے کتاب الٰہی و سنت رسول کو دریافت کیا تو وہ مقلد نہ ہوا۔ جواب یہ ہے کہ شرعی تقلید سے تو مراد یہی ہے کہ شریعت مین اس مسئلہ کا کیا حکم ہے اور یہ مراد نہین ہے کہ شریعت سے خلاف یا شریعت سے قطع نظر تمہارا قول کیا ہے پس معترض کا یہ اعتراض تو بے فائدہ اصل ہے لیکن یہان دوسرا اعتراض ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اہل الذکر سے مراد اہل توریت و انجیل ہین اور یہان تقلید اسلام مین کلام ہے۔ امام رازی رح نے تفسیر کبیر مین کہا کہ لوگون مین سے بعض نے کہا کہ یہان اہل الذکر سے مراد اہل القران ہین اور یہ قول بالکل بعید ہے کیونکہ معنی یہ ہونگے کہ اے کفار قریش تم قران والون سے پوچھ لو اگر نہ جانتے ہو اور مشرکین بدبخت تو قران مین و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت مین طعن کرتے تھے پھر وے کیونکر پوچھتے اور رہا یہ کہ بہت سے فقہاء نے اس آیت کو اس مطلب کے واسطے لیا ہے کہ بے پڑھے کو جائز ہے کہ عالمون کے فتوی کی طرف رجوع کرے اور مجتہد کو جائز ہے کہ دوسرے مجتہد کا قول لے لے تو یہ بھی بعید ہے کیونکہ یہ آیت خطاب مشافہہ ہے اور یہ اس واقعہ مخصوصہ مین وارد ہے اور تعیین کر کے یہود و نصاریٰ سے متعلق ہے۔ انتہی مترجماً۔ مترجم کہتا ہے کہ شیخ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ فاسئلوا اہل الذکر یعنی امتون مین سے علم والون سے پوچھو جیسے یہود و نصاریٰ و دیگر گروہ جنکو علم ہے انتہی پس کوئی خصوصیت و تعیین یہود و نصاریٰ کی نہین ہے اور یہ جو کہا کہ خطاب مشافہہ ہونے سے خاص ہو گیا تو یہ بھی ضعیف ہے اسواسطے کہ آیت کا حکم ان جاہلون سے قیامت تک متعلق ہے جو مانند کفار قریش وغیرہ کے رسول کے بشر ہونے سے منکر ہون اور اُنکے واسطے سبیل یہی ہے کہ سوال کرین حتی کہ جن کفار کو یہ بات نہ معلوم ہو اور وے سوال بھی نہ کرین تو کیا وے معذور ہونگے۔ نہین نہین بلکہ اسی آیت سے اُنکو حکم ہے علاوہ ازین خطاب مشافہہ اگر خاص ہو جایا کرے تو بہت سے مسائل روزہ نماز کے مخصوص ہو جاوینگے۔ پھر تحقیق یہ ہے کہ اہل الذکر سے سوال کا حکم ہے اور اہل القران آیا اہل الذکر ہین یا نہین تو کوئی نہین کہہ سکتا بلکہ قطعاً بدلیل آیات قطعیہ اہل القران اہل الذکر ہین پھر جو ذکر کہ یہود و نصاریٰ کے پاس تھے اُنمین تحریف و تبدیل و زیادت و نقصان ہے باوجود اس بات مین اُنسے رجوع کرنے کا حکم دیا تو اہل القران سے رجوع کرنا بدرجہ اولی ہے کیونکہ بحکم حدیث شریف جو نہ جانے اُسکی دوا یہی ہے کہ جو جانتا ہے اُس سے پوچھے پس عامی ضرور ہے کہ اہل الذکر سے پوچھے۔ پھر یہ بات کہ کتاب اللہ و سنت رسول سے دریافت کرے تو جائز اور اگر عالم سے حکم شریعت دریافت کرے تو تقلید ہے محض واہیات فرق اور بے معنی ہے اور اگر یہ مقصود ہو کہ دلائل بھی دریافت کرے تو یہ بات نادان آدمی سے کوئی نہین کہیگا اور چارہ نہین عامی کو اس امر سے کہ وہ عالم سے دریافت کرے پس اُسکی اتباع اُسی فعل کی ہوگی جو بیان کیا بدون اسکے کہ وہ دلائل سے واقف ہو پس اسکا یہ استحقاق نہین ہے کہ عالم اُسکے لیے دلائل سے ثبوت دے بلکہ وہ شریعت جو نزدیک محقق ہے بیان کریگا اور یہی شرعی تقلید ہے اور رہا یہ جو بعضے ناواقفون نے زعم کیا کہ بدون حجت کے غیر کا مان لینا تقلید عام لغوی ہے اور اس مین ہمارا کلام نہین ہے فافہم۔ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ

وَمَا كَانُوا خٰلِدِينَ یعنی اور ہم نے اِن رسولون کو ایسے جسم نہین بنائے کہ طعام نہ ...
دنیا مین رہے - بلکہ وے اجساد تھے اس صفت کے کہ طعام کھاتے تھے اور اپنی مدت مقدرہ دنیا ...
من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق - ابن کثیر رح نے کہا یعنی بشر تھے ...
حاصل کرنے کے لیے بازارون مین تجارت کے لیے جاتے تھے اور اس سے انہین کوئی عیب و نقص نہین ...
قال تعالی قالوا ما لہذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق الآیۃ - اور وے دنیا مین ...
اب کوئی باقی نہین رہا وقد قال تعالی وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد - یعنی ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کے لیے ...
مجمل مین جو ابن فارس کی تصنیف ہے اور کتاب الخلیل رح مین ہے کہ جسد کا لفظ سوائے انسان کے ...
رنگدار جسم ہوتا ہے - بیضاوی رح نے کہا کہ رنگ نہ ہونے سے پانی وہوا پر نہین بولا جاتا ہے - رازی رح نے کہا کہ ...
اقول ظاہر یہ ہے کہ یہ لغت کا استعمال ہے کہ جسد سوائے انسان کے دوسرے کا نہین ہے اور اسکی توجیہ رنگ وغیرہ نہین ہے ...
کی اجازت وخوبی آیت سے ظاہر ہے ولیکن وے لوگ اسیقدر اسمین وقت دیتے تھے جسقدر ضرورت و کفاف ہے اور ...
علیہ السلام بڑھئی کا پیشہ کرتے تھے - اور یہی بیضاوی مین مصرح ہے اور کل وہ پیشہ عمدہ ہین جنہین ہاتھ کام مین ہو ...
مین رہ سکے جیسے بڑھئی اور موزہ دوزی و کپڑا بننا وغیرہ اگرچہ لوگون مین زیادہ معیوب ہو اور بعض علماء نے کہا کہ عالم اس سے ...
کرے کہ عوام اپنی جہالت سے اسکی تحقیر کرینگے اور معصیت مین مبتلا ہونگے - بالجملہ رسول مانند اورون کے بشر تھے ولیکن ...
روحانی ہے تو جسم کی مقتضیات مین رسولون کا اورون سے اتفاق تھا ولیکن انکے فضائل یہانتک بڑھے ہوئے تھے کہ اللہ تعالی ...
تھا اور انکو اپنے خلق کی ہدایت کے واسطے اللہ تعالے نے ممتاز کیا پس جس نے مانا اور ایمان لایا اسکو مبارک اور جس نے ...
وہ جہنمی خوار ہے اگرچہ ابتدا مین کافرون کو غلبہ ہو - ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ - پھر ہم نے انسے وعدہ سچا کر دیا ...
وَمَنْ نَّشَآءُ - پس ہم نے نجات دیدی انکو اور جسکو ہم نے چاہا یعنی مومنون کو - وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ...
استیصال سے ہلاک کر دیا کافرون مشرکون کو - مترجم کہتا ہے یہ صریح معجزہ اس امر کا ہے کہ ازل سے ...
انکے اصحاب رضی اللہ عنہم کے واسطے ہے یہ لوگ غالب ہو جاوینگے جیسا کہ اللہ تعالی نے اگلون کے ساتھ کیا ...
واقع ہوا - لہذا فرمایا - لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا بیشک ہم نے تمہاری جانب اتاری ہے ...
جسمین تمہارا ذکر ہے - ابن عباس رض نے کہا یعنی تمہارا شرف ہے - بعض نے کہا کہ ذکر یعنی تمہارا دین ...
کہا کہ تمہاری حدیث ہے حسن رح نے کہا یعنی تمہارا دین ہے - ابو السعود رح نے کہا کہ ذکر یعنی نصیحت ...
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ سو کیا تم سمجھتے نہین ہو یعنی غور نہین کرتے کہ اسمین تمہارے واسطے ہر طرح ...
کے ساتھ لو - ف - فی العرائس قولہ تعالی اقترب للناس حسابہم الآیۃ - اللہ تعالی نے ...
وے خواب غفلت سے بیدار ہون اور اگر لوگ جانتے تو جانتے کہ سب سے زیادہ قریب ...
حساب فرماتا ہے ولیکن اسکا حساب بال سے زیادہ باریک ہے اور یہ جان ...
کرتے ہین - قولہ وہم فی غفلۃ - الخ یعنی مشاہدۃ الحق تعالی ...

... انکا لہیف نہین ہے اور وہ غافل اگرچہ حساب الٰہی کی حلاوت وذوق معلوم ہوتی تو ہر لحظہ تو اپنی نفس سے ... انجام کیا اچھا نہین ہوتا ہے جس سے عارفون کو عار دلایا جاتا ہے اور اسکا بھید کیا خوب اپنے بندگان صدیقین ... نے خطراف ... کا مواخذہ فرماتا ہے اور باطن علم مجہول سے اشارہ ہے کہ یہ حرکت جرس وصال کی ہے۔ بعض نے ... خواب غفلت سے بیداری کا وقت آیا ولیکن لوگ اپنی غفلت مین راہ توبہ واستغفار سے منہ موڑے ہین۔ بعض نے کہا کہ وقت ملاقات قریب ہوا اور لوگ اس سے غافل ہین کہ اپنے نفوس کو بارگاہ حضوری کے لائق بنادین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قلوب اہل غفلت کا حال بیان فرمایا قولہ لاہیۃ قلوبہم۔ یعنی لذت ذکر وآئکے حقائق سے غافل دوسری طرف مشغول ہین اپنی نفس کی خواہشون مین مشغول اور ملاقات ... سے محجوب ہین۔ ابن عطا رح نے کہا کہ اپنی راہ رشد سے منہ موڑتے ہین۔ بعض نے کہا کہ راہ طریقت ومسلک یقین سے ... مین پڑے ہین۔ واسطی رح نے کہا کہ اپنے آغاز وانجام سے غافل ہین۔ قولہ۔ فاسئلوا اہل الذکران کنتم لاتعلمون۔ یعنی ایسے لوگون ... حقائق طریقت دریافت کرو جو ذاکر ہون اور ذکر انکا شہود جمال قدیم ہو اور ذکر انکا نور مشاہدہ سے صافی ہے اور یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ ... طرف سے یہ حالت ہے علوم ازلیہ غیبی کا بھید معلوم ہوتا ہے۔ شیخ سہل رح نے فرمایا کہ ان لوگون سے پوچھو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فہم حاصل ... ہین اور اسکے اوامر ونواہی سے آگاہ ہین۔ شیخ جنید رح نے فرمایا کہ اہل الذکر وہ ہین جو حقائق علوم ومجاری امور سے آگاہ ہین اور احکام کو ... غیب سے دیکھتے ہین۔ قولہ لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم۔ یعنی تمہارے مناقب کا ذکر ہے ارواح قدسیہ کی راہ سے اور اجسام انسیہ کی راہ سے ... عقول ملکوتیہ کی راہ سے اور امور جبروتیہ کی راہ سے اور یہ کہ نفوس وہ چیز ہین جنکا کام خواہش ہے اور یہ جمیع مراتب سوائے اولاد آدم علیہ السلام ... کسی کو حاصل نہین ہین اور اسمین خبر ہے کہ تم لوگ ازل مین دیگر مخلوقات پر ممتاز ہوئے ہو۔ تم اپنے نفوس کو کہان پہچانتے ہو اور میری ... دنیا مین اپنے نفوس کا شرف نہین جانتے ہو اور یہ نہین پہچانتے کہ تمہارا وصول مجھ تک میری عنایت ازلیہ پر ہے۔ شیخ سہل رح نے فرمایا ... حاصل اسکا یہ کہ ایسے اعمال کا بیان ہے جس سے تمہاری حیات ہے۔ استاد رح نے فرمایا کہ جسمین تمہارا شرف وفخر ہے پس جس نے اسکا ... دنیا وآخرت مین سعید ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگون کا افسوس کرنا انجام مین بیفائدہ ہونا اور حقیقت خلقت کو بیان فرمایا۔

... قصمنا من قریۃ کانت ظالمۃ وانشانا بعدھا قوما اخرین ○ فلما احسوا

قریے ہم نے برباد کردیے جو ظالم تھے اور پیدا کردین انکے پیچھے دوسری قومین پھر جب انھون نے

... اذاھم منھا یرکضون ○ لا ترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیہ ومسکنکم

... کی تو وہان سے یکایک بھاگنے لگے اب تم مت بھاگو اور واپس جاؤ اس چیز کی طرف جسمین اتراتے تھے اور اپنے مکانون کیطرف

... ○ قالوا یویلنا انا کنا ظلمین ○ فما زالت تلک دعوىھم

... بولے کہ ہائے ہماری خرابی ہم تو تھے ظالم لوگ سو برابر رہی انکی یہی پکار

... حصیدا خمدین ○ وما خلقنا السماء والارض وما بینھما لعبین

... ہم نے بنایا ... اور ہم نے نہین پیدا کیا آسمان اور زمین کو اور جو کچھ دونون کے بیچ مین ہے کھیل کے ...

... لاتخذنہ من لدنا ان کنا فعلین ○ بل نقذف بالحق

... اپنے پاس سے اگر ہم ایسا کرنے والے ہوتے بلکہ ہم پھینکا مارتے ہین حق کے ساتھ

عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ

باطل پر سو وہ باطل کا سر کچل دیتا ہی سو یکایک باطل نیست ہوجاتا ہی اور تمہارے لیے بربادی ہی [illegible]

وَالْأَرْضِ ۖ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ

اور زمین مین ہی اور جو اسکے یہان ہی کوئی تکبر نہین کرتے ہین اوسکی عبادت سے اور کچھ نہین [illegible]

يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ○

وہ برابر تسبیح پڑھتے ہین رات کو اور دن کو کچھ درمیان مین فتور نہین کرتے ہین

وَكَمْ قَصَمْنَا اور بہت توڑ کر ریزہ کردیے یعنی ہلاک کردیے ہم نے۔ مِنْ قَرْيَةٍ سو قریے یعنی قریون والے كَانَتْ ظَالِمَةً یہ قریہ ظالم تھے۔ ظلم اصل مین ایک چیز کو اُسکی جگہ کے سواے دوسری جگہ رکھنا یا غیر کے ملک مین تصرف کرنا اور ان لوگون نے ایمان کے کفر کو رکھا تھا اور بتون مین الوہیت کو قائم کیا تھا اگرچہ اُنکے قائم کرنے سے کچھ نہ ہو۔ اور اللہ تعالی کی مخلوقات مین بدون اجازت [illegible] اپنے ہوا و ہوس سے تصرف کرتے تھے پس اللہ تعالی نے انکو ہلاک کردیا۔ وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ اور پیدا کر [illegible] ہم نے بعد اہل قریہ کے ہلاک کرنے کے دوسری قومین۔ لہذا قریش و دیگر کفار جو اللہ تعالی سے کفر کرین وے خوف کرین کہ انجام مین ہلاک ہو [illegible] اور بجاے اُنکے دوسری قومین آوینگی اور جہانتک غور کیا جاوے اگلے لوگون کا نشان نہین ہی اور اگر موت کے وقت عذاب دیکھکر افسوس کیا تو وہ بے موقع ہی اسوقت فائدہ نہین ہی جیسے ان اہل قریہ ظالمہ کا حال فرمایا کہ۔ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا۔ پھر جب انھون نے ہمارا عذاب احساس کیا یعنی آنکھون دیکھا۔ إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ تو فورًا اس سے بھاگنے لگے۔ یا گھوڑون کو [illegible] جادین۔ اور یہ ممکن نہین ہی کہ عذاب الہی سے کوئی چھوٹ جاوے لہذا فرمایا۔ لَا تَرْكُضُوا مت بھاگو۔ وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ اور لوٹ جاو اسی چیز کی طرف جسمین تم اتراتے تھے اور اپنے گھرون کی طرف جہان رہتے تھے [illegible] فراخ عیش و اموال کی طرف اور محل و مکانات کی طرف جہان اتراتے و فخر کرتے تھے لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ شاید تم [illegible] و تدبیر و مشورت مین داخل کیے جاوگے۔ بعض نے کہا شاید تم سے سوال ہو کہ یہ عذاب جو تم پر ہوتا ہی کسی پر [illegible] آگاہ کرو بعض نے کہا یعنی تم سے سوال ہو کہ ایمان لے آو جیسے کہ عذاب نازل ہونے سے پہلے تم سے سوال [illegible] محتاج مانگین اور تم جسکو چاہے دو اور جسکو چاہے نہ دو اور اتراؤ۔ بہر حال یہ سب اُنکے حق مین تہکم [illegible] تم اب بھاگنے سے نہین بچ سکتے ہو اور نہ تم کو وہ چیزین مل سکتی ہین جنپر اتراتے تھے اور ایمان [illegible] اہل تواریخ و مفسرین نے لکھا ہی کہ ایسا واقعہ حضور نامی ایک شہر والون پر واقع ہوا جو یمن مین [illegible] نے اُنمین ایک پیغمبر بھیجا جنکا نام شعیب بن مہدم تھا اور یہ شعیب مدین کے علاوہ ہین [illegible] صنین کہتے ہین اور گانون حضور سے اور اس سے ایک فرسخ کا فاصلہ ہی مترجم کہتا ہی [illegible] اس قبر کے آثار موجود ہین اور اس نواح کے اکثر لوگ یہ کہتے ہین کہ یہ قبر شریف [illegible] جب ان لوگون نے پیغمبر موصوف کو جھٹلایا اور [illegible] انکو قتل کرنا شروع کیا اور سب طرف سے [illegible]

Marfat.com

اور اس حالت مین ان لوگون نے اپنے گناہ کا اقرار کیا ولیکن بے فائدہ اور بے وقت تھا جب ملائکہ نے کہا کہ مت بھاگو
واپس چلے آؤ تو کہا **یٰویلنا انا کنا ظٰلمین** اے ہماری بربادی ہم لوگ بیشک ظالم تھے۔ **فما زالت تلک**
دعوٰھم پھر ان کا یہی دعوی رہا یعنی یہی پکارتے رہے اور ندامت مین رہے **حتی جعلنٰھم حصیدًا** یہانتک
کہ ہم نے انکو حصید یعنی محصود کر دیا۔ تلوارون سے اسطرح کاٹے گئے جیسے کھیت کاٹا جاتا ہے۔ **خٰمدین** بجھے ہوے یعنی اُنکی آتش ظلم بالکل
بجھ گئی بوجہ اسکے کہ خود مقتول محصود ہو کر ٹھنڈے ہو گئے کہ کچھ حس وحرکت نہ رہی۔ سراج مین ہے کہ حضور وسحولیہ دو شہر قریب قریب مین
یمن کے قریب تھے قصبہ زمین۔ اور ابن ابی حاتم نے بسند منقطع مجہول روایت کی کہ یمن مین دو گانون تھے ایک کو حضور اور دوسرے کو قلابہ کہتے تھے
ان لوگون مین دولت کی کثرت ہوئی اور یہانتک نوبت پہونچی کہ اپنے دروازے بند نہین کرتے تھے پھر ان لوگون نے اترا کر فساد کیے تو اللہ تعالے
نے انپر ایک پیغمبر کو ارسال فرمایا ان لوگون نے اسکو جھٹلایا اور آخر قتل کیا تو اللہ تعالے نے بخت نصر کے دل مین ڈالا کہ اُسنے انپر لشکر بھیجا
ان لوگون نے شکست دی پھر دوسرا لشکر بھیجا اُسکو بھی شکست دی اور قیدیون کو قتل کر دیا تب بخت نصر نے غصہ مین ہو کر خود چڑھائی کی
اور انکے مقابلہ مین شکست کھا کر بھاگے راہ مین ایک آواز سنی کہ لاترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیہ الآیہ۔ بھاگو نہین شاید تم داخل مشاورت
پوچھے جاؤگے پس لوٹ آئے اور جب محصور ہوے تو آواز آئی کہ اے خون بہاے پیغمبر علیہ السلام پس بخت نصر نے ان سب کو گھیر کر قتل
کر دیا بعض نے کہا کہ صنعاء سے ایک منزل کے قریب حضور شہر اب بھی معروف ہے۔ **وما خلقنا السماء والارض**
وما بینھما لٰعبین اور نہین پیدا کیا ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ دونون کے درمیان ہے اس شان سے کہ ہم عبث کار بیفائدہ کرنیوالے
ہون یعنی یہ پیدائش عجیب جسکو دیکھتے ہو بلا حکمت کاملہ نہین ہے جیسے بہت سے جاہل بادشاہ بندون مین سے اپنے مکانات بلند وفرش وفروش
لہو ولعب کے واسطے بناتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ ہم نے یہ بلند چھت مع اقسام نجوم وسیارات کے اور یہ فرش زمین مع اقسام نباتات وحیوانات
کے اور یہ درمیانی جوف مع اجسام کے صرف لہو ولعب کے واسطے نہین پیدا کیا کما قال تعالے وما خلقنا السموات والارض وما بینھما
باطلا ذلک ظن الذین کفروا الآیہ۔ یعنی ہم نے آسمانون وزمین کو اور جو انکے درمیان ہے باطل نہین پیدا کیا ہے یہ تو گمان کافرون کا ہے الخ اور کافرون
کا یہ گمان اسوجہ سے ہے کہ وے اپنے آپ کو یہان کی زندگی کے ساتھ بیہودگی مین رکھتے ہین اور جب مرین تو کہتے ہین کہ نیست ہو گئے نہ ثواب ہے
نہ عذاب یہان جو چاہے کرو۔ یہ سب گمان باطل ہے اور یہ مقصود پیدائش کا ہیچ ہے بلکہ چاہیے کہ ان مخلوقات کے عجائبات صنعت سے
صانع کی معرفت حاصل کرین اور اسکے ساتھ نیک وبد کے بدلے یاد رکھین اور باطل معانی خیال مین نہ لاوین بلکہ اسمین نتائج ومنافع
لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذنٰہ من لدنا۔ اور اگر ہم چاہتے کہ اسکو لہو بنا دین
تو اپنی طرف سے بنا لیتے یعنی اپنی قدرت سے بناتے کچھ تمہاری جہت سے نہین۔ اسمین نصاری ویہود ومشرکین سب کے خیالات
باطل کا رد ہے جو جناب الٰہی عز وجل کی طرف فرزند یا جورو کی نسبت کرتے ہین۔ مفسرین نے کہا یعنی جورو ملائکہ وغیرہ سے بناتے
یعنی لہو کے معنی فرزند۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے اسکے معنی روایت کیے کہ یعنی اپنے پاس سے بناتے
یعنی ملائکہ وحور وجنت وحیات وحساب مکذب کچھ نہ پیدا کرتے۔ حسن وقتادہ رح اور سواے انکے دوسرے ائمہ نے فرمایا کہ لہو کا اطلاق
زوجہ پر ہے ابراہیم نخعی نے ایسا ہی کہا یعنی ہم اسکو حور عین سے بناتے۔ عکرمہ وسدی رح نے کہا کہ لہو سے مراد فرزند ہے۔ شیخ نے
کہا دونون قول متلازم ہین اور یہ بمانند قولہ تعالی لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا لاصطفی مما یخلق ما یشاء الآیہ۔ یعنی اگر اللہ تعالے

Marfat.com

چاہتا کہ فرزند بنا دے تو چھانٹ لیتا اِن مخلوقات میں سے جنکو پیدا کرتا ہے جو چاہتا اِنْ كُنَّا فَاعِلِيْنَ [illegible]
یہ ہم نے نہیں کیا کیونکہ جناب الوہیت اِس سے پاک متعالی مقدس ہے کما قال تعالیٰ سبحانہ [illegible]
ہو۔ قتادہ وسدی وابراہیم نخعی ومغیرہ بن مقسم اور مجاہد رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہاں اِن کُنَّا یعنی [illegible]
نہیں تھے ایسا کرنے والے کیونکہ یہ بات شانِ الوہیت میں سے نہیں ہے۔ قرطبی و مبرد و زجاج نے کہا کہ اِن [illegible]
عربیت کے لائق زیادہ مناسب یہی وجہ ہے کہ اِن شرطیہ ہو یعنی اگر ہم کرنا چاہتے تو کرتے ولیکن ہم [illegible]
جناب الٰہی نہیں ہے تو ہم نے اُسکو نہیں چاہا۔ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ۔ یہ امر [illegible]
بیہودہ اقوال وخیالات کا ذکر چھوڑ دے کہ یہ سب باطل ہیں بلکہ ہماری شان یہ ہے کہ ہم حق کو باطل پر مارتے ہیں فَيَدْمَغُهٗ
دماغ کچل دیتا ہے باطل کا یعنی اُسکو مقہور کر کے نیست کر دیتا ہے۔ بقولے مراد حق سے قطعی دلیل ہے اور باطل سے ظنون وخیالات [illegible]
ہیں۔ بقولی حق مواعظ ہیں اور باطل معاصی ہیں وبقولی باطل شیطان ہے اور اظہر بیان یہ ہے کہ حق کے ارسال سے ہم باطل [illegible]
مضمحل ونیست کرتے ہیں پس جو خیالات باطلہ صفات الٰہی عزوجل کے ہیں مٹا دیے جاتے ہیں خواہ ایمان سے کہ [illegible]
اِسطرح کہ باطل مذاہب نصرانی ویہودی وغیرہ کے کبھی حق کی حجت پر غالب نہیں آتے ہمیشہ مغلوب ہوتے ہیں لہٰذا فرمایا فَاِذَا هُوَ
زَاهِقٌ پس ناگاہ باطل گم وزائل ہو جاتا ہے پس جو باطل خیالات رائج کیے تھے اور حق تعالےٰ عزوجل کی شان پاک میں [illegible]
تھے کہ اُسکے واسطے زن وفرزند ہے سب مٹ جاتے ہیں اور جو خیالات تھے کہ بتوں وغیرہ میں الوہیت ہے سب نیست ہو جاتے [illegible]
کی شان میں شرکت نہیں ہے۔ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ۔ اور تمہارے واسطے اے کافرو اور مشرکو ویل ہے [illegible]
یا ہلاکت ہے بوجہ اِسکے جو تم اللہ تعالےٰ کی شان میں بہتان کفر وشرک کا لگاتے ہو۔ اور اِسکی شان عالی متعالی یہ ہے کہ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اور اِسی کے ملک وخلق وبندے ہیں جو ہیں آسمانوں وزمینوں میں۔ قال تعالیٰ لن یستنکف المسیح ان [illegible]
ولا الملائکة المقربون۔ استنکاف نہیں کر سکتا مسیح بن مریم اِس امر سے کہ ہووے وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور نہ مقرب فرشتے [illegible]
اِس امر پر ناز کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں پھر انہیں سے کوئی فرزند وشریک کیسے ہو سکتا ہے یہ باطل محال ہے وَمَنْ
عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ اور جو اِسکے پاس ہیں یعنی ملائکہ جنکو بالمثال دنیاوی مقربین کے [illegible]
اللہ تعالیٰ کی عبادت سے یعنی اُسکے آگے سجدہ میں ذلیل بننے سے وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ اور نہ کبھی عبادت سے تھک [illegible]
ہو کہ قولہ من عندہ۔ سے وہ مراد ہیں جو اُسکے پاس ہوں تو پاس ہونا جگہ پر تو موقوف ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ [illegible]
کہ یہ ملائکہ کی تشریف کے لیے ہے جیسے بادشاہوں کے مقرب ہوتے ہیں پس یہ بطریق تمثیل کے ہے [illegible]
وغیرہ نے اشارت سے بیان فرمایا ہے اور مراد من عندہ سے ملائکہ ہیں خطیب نے کہا [illegible]
تسبیح پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رات ودن۔ لَا يَفْتُرُوْنَ کبھی فتور نہیں کرتے [illegible]
عبد اللہ بن الحارث بن نوفل سے روایت کی کہ میں کعب احبار کی مجلس میں بیٹھا [illegible]
فرماتا ہے یسبحون اللیل والنہار لا یفترون میں نے کہا یہ تسبیح انکو ایسا کلام کرنے [illegible]
ہوتی ہے کعب احبار نے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے لوگوں نے کہا کہ بنی عبد المطلب [illegible]

Marfat.com

...لیے تسبیح ایسی کی گئی ہے جیسے تم لوگوں کے واسطے سانس ہے تو کام کرتا جاتا ہے اور سانس لیتا جاتا ہے اور چلنا اور سانس
...ابن ابی حاتم نے حکیم بن حزام سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا
...سنتے ہو جو میں سنتا ہوں۔ صحابہ رضہ نے کہا کہ ہم تو کچھ سنتے نہیں ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آسمان سے وہ
آواز سنتا ہوں چٹخنی کی ہوتی ہے اور اسکو اس سے ملامت نہیں کیجا سکتی حال یہ ہے کہ آسمان میں کوئی بالشت بھر جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ
سجدہ میں یا قیام میں نہ ہو۔ قال الامام ابن کثیر غریب اور یہ معنی مشکوٰۃ کے بعض احادیث سے ثابت ہیں۔ واضح ہو کہ اطیط آواز چٹخنے کی
یا چرچراہٹ ہیں شاید حقیقت مراد ہو اور یہی اقرب ہے کہ اسکو لچک سے چرچراہٹ ہوتی ہے اور اس قول کی طرف کان نہ لگایا جاوے جو جاہل
فلسفی لوگ کہتے ہیں اور شاید یہ ہو کہ اس سے ایک آواز ہوتی ہو جیسے زمین کے اجسام میں ہوتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ف ــ فی العرائس
قولہ تعالیٰ بل نقذف بالحق علی الباطل الآیہ۔ اسمیں اشارت سے ثابت ہے کہ طبیعت انسانیہ سے اباطیل اُگتے ہیں یعنی خیالات شیطانی
...نفسانی اور وہ ان اباطیل کے ساتھ مجموعہ باطل ہو جاتی ہے پھر جب بندہ کی ارادت سے اللہ تعالیٰ عزوجل نے ہدایت فرمائی اور آفتاب
جلال ذوالجلال نے طلوع فرمایا اور نور حق اس باطل پر پڑا تو باطل مٹ جاتا ہے اور طبیعت کی تاریکیوں کا اثر نہیں رہتا ہے اور اول تو نور موصوف
...تاریکیوں کا منجز مضمحل و پراگندہ ہو جاتا ہے اور جب وہ نور مستقیم ہوا تو باطل زائل ہو جاتا ہے۔ استاد رح نے فرمایا کہ آفتاب تحقیق سے تاریک
ریاں یعنی اوہام کی مٹ جاتی ہیں اور حقیقت کا ظہور ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے شرک کو قطعی دلیل سے باطل فرما دیا۔ بقولہ

اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ

کیا بنا لیے ہیں انھوں نے الٰہ زمین سے کہ وہی پیدا کرتے ہیں اگر ہوتے آسمان زمین میں الٰہ سوائے اللہ کے

لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝

تو دونوں بگڑ جاتے سو پاک ہے اللہ پروردگار عرش کا اُس سے جو یہ لوگ وصف کرتے ہیں نہیں پوچھا جاتا اُس سے جو کرتا ہے اور وہی پوچھے جاتے ہیں

اَمِ اتَّخَذُوْٓا بعض علماء نے کہا کہ ام استفہامیہ ہے اور مراد انکار ہے یعنی نہیں بنائے کافروں مشرکوں نے ایسے الٰہ جو پیدا کرتے ہوں
...جنہوں کا نام الٰہ رکھا ہے اور باطل اعتقاد میں گمراہ ہیں۔ شیخ مبرد رح نے کہا کہ ام بمعنی بل ہے یعنی کیا انھوں نے بنا لیے ہیں اٰلِهَةً
مِّنَ الْاَرْضِ زمین سے جنکی یہ صفت ہو کہ۔ هُمْ يُنْشِرُوْنَ وے نشر کرتے ہیں یعنی مخلوقات کو پیدا کرکے چھٹکاتے
...یعنی کا انکار ہے اور اسی برائی کی جہالت ظاہر فرمائی ہے ورنہ انھوں نے الٰہ تو زمین سے بنا لیے تھے مگر محض مجبور تھے انمیں کچھ بھی صفت
...کی نہیں تھی۔ اگر کہا جاوے کہ کافروں مشرکوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ انکے الٰہ ایجاد کرتے یا مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ بیضاوی رح
...جب انھوں نے دعویٰ کیا کہ یہ الٰہ ہیں تو لازم آگیا کہ ایجاد کرتے و پیدا کرتے ہیں کیونکہ الوہیت کو لازم ہے کہ جمیع ممکنات پر قادر ہو۔
...اس سے کافروں کی جہالت بیان کرنا اور انکو رلانا ہے اسی واسطے ہم ینشرون میں ضمیر ہم بڑھا دی جس سے خصوصیت کا وہم ہوتا ہے
...ایجاد کرنا انکے ساتھ مخصوص ہے۔ خطیب نے لکھا کہ قولہ آلہۃ من الارض۔ یعنی آلہ کو زمین کی طرف نسبت دی تو آلہ من السماء
...مشرکوں کے اقسام ہیں بعضے تو الٰہ ارضی کی پرستش کرتے ہیں جیسے اصنام بت وغیرہ اور بعضے الٰہ سماوی کی پرستش کرتے ہیں
...پوجنے والے۔ اور شاید یہ مراد ہو کہ الٰہ من جنس الارض۔ یعنی زمین سے بنے ہوئے کیونکہ بتوں کو یا تو پتھروں سے تراشتے
...بناتے ہیں اور جو مراد اس سے لیتے ہیں وہ بھی مخلوقات سے ہیں۔ امام ابن کثیر رح نے من الارض کو متعلق

Marfat.com

نیشرون قرار دیا اور لکھا کہ قولہ من الارض ہم ینشرون یعنی اہم یحیون الموتی وینشرہم من الارض [illegible]
زمین سے اُنکو نشر کرتے ہین - اور اِس تقدیر پر آلہ کی مطلقاً نفی ہوئی خواہ ارضی ہون یا سماوی ہون [illegible]
سواے اپنے ذات پاک کے دیگر آلہ کے نفی کردی کہ وہ محال ہو۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا - اگر ہوتے آسمان و زمین مین [illegible]
ہو اور مراد یہ کہ اگر وجود مین ہوتے - اٰلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ آلہہ سواے اللہ تعالے کے - یعنی دو آلہ بھی [illegible]
کے باقی سب کو شامل ہو اور یہ ضرور نہین کہ آلہہ جمع کا صیغہ ہو اور دو کم سے کم تین پر بولا جاتا ہو تو مراد یہ ہو کہ تین الہٰ نہین مین چاہیے [illegible]
یہ ہو کہ سواے اللہ تعالی کے کوئی الٰہ نہین ہو اور فیہما سے یہ غرض نہین کہ آسمان و زمین مین نہین ہو چاہیے اِن دونون سے باہر [illegible]
کی قید لوگون کی سمجھ کے واسطے ہو اور مراد یہ ہو کہ وجود ہی مین نہین ہو - اگر ہوتے تو لَفَسَدَتَا آسمان و زمین بگڑ جاتے یعنی درہم برہم [illegible]
اور کوئی انتظام باقی نہ رہتا - جیسے اللہ تعالے نے دوسرے مقام پر فرمایا ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الٰہ اذاً لذہب کل الٰہ بما [illegible]
بعضہم علی بعض سبحان اللہ عما یصفون یعنی نہین بنالیا اللہ تعالی نے کوئی فرزند اور نہ ہوا اُسکے ساتھ کوئی الٰہ کہ اگر ہوتا تو لیجاتا ہر الٰہ [illegible]
جو اُسنے پیدا کی مخلوق اور البتہ اونچا ہوتا بعض اُنکا بعض پر - پاک ہو اللہ تعالی اس سے جو یہ لوگ وصف تہمت لگاتے ہین - خطیب [illegible]
بیان کیا کہ فساد اِسوجہ سے کہ اِنمین تمانع و تخالف ہوتا جیسے متعدد حاکمون کے ہونے پر ہوتا ہو - عبد الملک بن مروان نے جب عمرو بن سعید
اشدق کو قتل کیا تو کہا کہ یہ شخص واللہ میری آنکھون سے زیادہ مجھے عزیز تھا لیکن مجبوری ہوئی کہ دو نر ایک مادہ پر جمع نہین ہوتے ہین
(تمانع - باہم روک و تخالف)
اور یہ ظاہر ہو اور اِس دلیل کی تقریر جو متکلمین نے بیان کی ہو وہ تفسیر کبیر وغیرہ سے اسطرح ہو کہ اگر دو الٰہ کا وجود ہوتا تو آسمان و زمین کا قیام
نہ ہوتا و لیکن آسمان و زمین کا قیام تو ظاہر موجود ہو پس نتیجہ نکلا کہ دو الٰہ کا وجود باطل ہو - یہ نتیجہ اِس سبب سے نکلا کہ یہ بات صحیح ہو کہ دو الٰہ ہوتے
تو آسمان و زمین کا وجود باطل ہوتا - کیونکہ اگر دو آلہ فرض کرین تو ضرور ہو کہ اِنمین سے ہر ایک تمام ممکنات پر قادر ہو پس ہر ایک کو قدرت [illegible]
کہ زید کو حرکت دے اور زید کو ساکن رکھے پس اگر فرض کرین کہ ایک نے چاہا کہ زید حرکت کرے اور دوسرے نے چاہا کہ زید ساکن رہے
ایک ہی وقت مین تو کیا ہوگا اگر دونون کی مراد واقع ہو تو یہ محال ہو کہ ایک ہی وقت مین زید متحرک ہو اور اُسی وقت مین ساکن بھی ہو [illegible]
اگر دونون کی مراد پوری نہ ہو تو معلوم ہوا کہ دونون عاجز ہین اور عاجزی نقص ہو جو الٰہ مین نہین ہو سکتا تو کوئی بھی الٰہ نہ ہوا اگر ایک کی
مراد پوری ہوئی اور دوسرے کی پوری نہ ہوئی تو جسکا ارادہ پورا ہوا وہی قادر ٹھہرا اور دوسرا عاجز ہونے سے الٰہ بھی نہ ہوا پس معلوم ہوا
کہ ایک آلہ ہوا اور دوسرا نہ ہوا - مترجم کہتا ہو کہ اِس دلیل مین اِس مقدمہ پر اعتراض کیا گیا کہ پس اگر فرض کرین کہ ایک نے چاہا کہ زید
حرکت کرے اور دوسرے نے چاہا کہ زید ساکن رہے "اعتراض یہ کیا گیا کہ شاید دونون ایسا اختلاف نہ کرین اور جب اختلاف نہ کرینگے
تو فساد آسمان و زمین لازم نہ آویگا - اور خلاصہ اعتراض کا یہ ہو کہ جائز ہو کہ آسمان و زمین مین کئی الٰہ ہون اور سب باہم متفق ہون تو آسمان [illegible]
زمین کا انتظام رہیگا اور کبھی بھی فساد و بگاڑ اُنکے انتظام مین نہ ہوگا - اگر کہا جاوے کہ کیا اِنمین یہ قدرت نہین ہو کہ [illegible]
جسم متحرک ہو اور دوسرا چاہے کہ وہی جسم اُسی وقت ساکن رہے اگر یہ قدرت ہو تو اختلاف ممکن ہو اور اگر قدرت نہین ہو تو عاجز [illegible]
کوئی الٰہ نہین ہو - جواب یہ ہو کہ نہین عاجزی نہین ہو بلکہ ہر ایک کو یہ قدرت حاصل ہو ولیکن اِس قدرت [illegible]
کرتے ہین جیسے کہا جاوے کہ بھلا اِنمین اتفاق کرنے کی قدرت ہو یا نہین اگر نہ ہو تو عاجزی لازم آویگی [illegible]
پس باہم اتفاق رہا اور اگر اختلاف کرتے تو نظام آسمان و زمین [illegible]

[یعنی وجودِ] الٰہ کا باطل نہ ہوا اور اختلاف ممکن الوجود ہی تو فساد ہو جانا ممکن ہوا اگر جب تک اختلاف واقع نہو جاوے اُسوقت تک فساد واقع نہ ہوگا اور چونکہ فساد نہیں ہوا ہی تو معلوم ہوا کہ اختلاف نہیں ہوا۔ لہٰذا اِس دلیل کے پورے ہونے کے واسطے لازم ہی کہ یہ صورت بھی باطل کیجاوے کہ اِن دونون مین اختلاف نہین ہو تو بھی محال ہی۔ بیضاوی رحمہ اللہ نے اُسکے جواب کا اشارہ اپنی تفسیر مین اِسطرح کیا ہی کہ اگر الٰہ ہون تو دونون مین اتفاق ہوگا یا اختلاف ہوگا اگر اتفاق ہو تو لازم آتا ہی کہ ایک ہی چیز پر دو قدرتین پوری جمع ہون اور یہ بات ثابت ہو چکی ہی کہ ایک ہی چیز پوری دو قدرتون سے نہین ہو سکتی یعنی دونون قدرتون کو اُسکے وجود مین دخل نہ ہوگا کیونکہ جب وہ چیز ایک قدرت سے موجود ہوئی تو دوسری قدرت اِسپر بیکار ہی اور اگر دونون مین اختلاف ہو تو نظام عالم درہم وبرہم ہو جاوے اور یہ بھی محال ہی جیسا اوپر مذکور ہوا پس معلوم ہوا کہ دو الٰہ کا ہونا ہر طرح محال ہی۔ اِس تقریر پر بھی ایک شبہہ وارد ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ شاید وہ دونون اپنی اپنی قدرت ایک چیز پر جمع نہ کرین بلکہ دونون مین سے ایک ہی کی قدرت سے وہ چیز پیدا ہو جاوے اور دوسرا اپنی قدرت اِسپر نہ ڈالے۔ اگر کہا جاوے کہ دونون قدرتین تو برابر ہین پھر ایک کی ترجیح کیون ہوگی جواب یہ ہی کہ دونون خود مختار ہین پس ہو سکتا ہی کہ دونون اتفاق کر کے اپنے اختیار سے ایک کے واسطے سپرد کرین تو کوئی بے وجہ ترجیح لازم نہین ہی۔ اِسی وجہ سے علامہ تفتازانی نے شرح عقائد مین اور دوسرون نے بھی زعم کیا کہ یہ دلیل جو مذکور ہوئی اقناعی ہی یعنی حق بات دریافت کر لینے اور اُسکے طالب کے واسطے یہ دلیل کافی ہی وہ اِسپر قناعت کرے اور یہ پوری حجت نہین ہی کیونکہ جو کوئی جھگڑا کرے تو جسطرح مذکور ہوا ہی اعتراض و جھگڑا کر سکتا ہی۔ ملا علی قاری رح نے جمالین [شرح] جلالین مین کہا کہ علامہ تفتازانی رح کا یہ قول کہ آیت حجت اقناعی ہی تو اِسکو محققین علماء مثل امام غزالی و شیخ امام ابن الہمام وغیرہ کے قول سے موافقت نہین ہی کیونکہ اِن محققین نے اِس حجت کو قطعی قرار دیا ہی اور اقناعی تک نہین رکھا ہی بلکہ یہ کہا ہی کہ جو شخص اِسکو حجت قطعی نہ جانے وہ کافر ہی انتہی کلامہ مترجما۔ مترجم کہتا ہی کہ جو کچھ محققین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا ہی کہ یہ حجت قطعی ہی وہی صحیح ہی اور جس نے زعم کیا کہ یہ حجت اقناعی ہی وہ اصل مراد کو نہین پہونچا اور عجب ہی کہ اِن علماء نے اِس آیت کی تقریر دلیل مین تکلمانہ کوشش کی اور بقول شخصے کوہ کندن دکاہ برآوردن کے مثل کر دی اور مترجم عفا اللہ عنہ بتوفیق الٰہی جل شانہ اُسکی تقریر توضیح کے ساتھ لکھتا ہی جس سے ثابت ہوگا کہ یہ دلیل تمام وجوہ سے حجت قطعی ہی اور کئی وجوہ سے یہ مطلب ثابت ہوتا ہی کہ وجود الٰہ باطل ہی اور اگر ہو تو نظام عالم درہم وبرہم ہو جاوے۔ پس اول اِسکے لیے الٰہ کے معنی بیان کر کے اور ضروری الفاظ کے معنی لکھکر تب تقریر شروع کیجاوے۔ واضح ہو کہ الٰہ جس مین کلام ہی کہ وہ سوا ایک کے دوسرا ہونا محال ہی اُسکے کیا معنی ہین پس الٰہ کے معنی یہ ہین کہ عاجز نہ ہو اور کسی بات مین اُسکو دوسرے کی طرف احتیاج یعنی ضرورت نہ ہو اور صفات کمال سب اِسمین موجود ہون یعنی جو صفت ایسی ہو کہ وہ کمال کی صفت ہی سب اِسمین ہون کیونکہ اگر یہ معنی مراد نہ ہون بلکہ فرض کرو کہ چاہیے وہ عاجز ہو چاہیے محتاج ہو اور چاہیے اِسمین صفات کمال ہون یا نہون تو ایسے تو انسان ہی موجود ہی کہ عاجز و محتاج و بے کمال صفات ہی ولیکن معنی الوہیت مین سے اِس مین کچھ بھی نہین ہی۔ اب ہم کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لو کان فیہما اٰلھة الا اللہ لفسدتا۔ یہ کئی جہت سے قطعی صادق ہی اول صفت کمال مین سے علو ہی یعنی سب سے اعلیٰ بے مثال ہونا و بے مثل ہونا پس اگر فرض کرو کہ دو ہین تو اِنمین سے ایک ہی سب سے اعلیٰ حقیقی ہو سکتا ہی دوسرا نہ ہوگا کیونکہ یہ صفت سوائے ایک کے محتمل نہین و دوسرا جبکہ ناقص ہوا اور ناقص معیوب ہی وہ الٰہ نہین ہو سکتا۔ دوم قاہر خالق اپنے ماسوائے کے واسطے کہ اُسکے سوائے جو کچھ ہی سب اُسکے [آگے] مسخر و مقہور ہو پس اگر دو فرض کیے جاوین تو ہم کہتے ہین کہ ہر ایک کی نسبت دوسرے کی جانب کیونکر ہی کیونکہ ایک کے

ماسواے مین دوسرا داخل ہو وہ اِسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہو یا نہین اگر نہ ہو تو وہ قیوم نہین اور دوسرا [illegible]
تو یہ قیوم ہو اور یہی الٰہ ہو اور اگر اِسکے قبضہ مین بھی وہ مسخر نہین تو کوئی بھی الٰہ نہو گا پس الا کوئی الٰہ [illegible] ہوگا [illegible]
اپنے اپنے مخلوق کے الٰہ ہین تو ہم کہتے ہین کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذا لذہب کل الٰہ بما خلق ولعلا بعضہم علی بعض [illegible]
مخلوق کے واسطے علیحدہ مستقل ہوگا اور ایک دوسرے پر علو ہوگا یعنی اِس جہت سے کہ سب سے اعلیٰ ہونا صفت کمال [illegible]
اعلیٰ ایک کی صفت ہو ولیکن یہ ایک ہی مین منحصر ہوگا تو خواہ مخواہ ایک کے سواے باقی سب ناقص ہو کر الوہیت سے خارج [illegible]
کہ جائز ہو کہ ایک اعلیٰ ہو اور باقی سب مین اپنے اپنے لوگون کی نسبت الوہیت ہو اور سب ایک کے تحت مین ہون تو جواب [illegible]
اعلیٰ ہو اُسکی قدرت قیومی وتسخیر قہاری کے قبضہ مین سب ہین مع تمام مخلوق کے پس جیسے تمام مخلوق اُسکے قبضۂ قدرت مین مسخر [illegible]
وہ لوگ جنکو الٰہ کہتے ہو وہ بھی اُسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہین پس اِنمین سے کوئی بھی خود مختار متصرف نہین ہو تو کسی کے تحت مین [illegible]
کہ وہ اِسمین خود مختار تصرف کرسکے تو مانند سب مخلوق کے ہو اِسمین کوئی الوہیت نہین ہو۔ خلاصہ تقریر یہ ہو اگر سواے اللہ تعالیٰ کے [illegible]
تو قادر ہونگے اِس نظام آسمان وزمین کے ولیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ولعلا بعضہم علی بعض۔ بعضے بعض پر علو کرینگے بوجہ اِسکے [illegible]
اکمل ہونا صفت کمال مین سے ہو تو اُنکے اِس تمانع وتخالف سے نظام عالم قطعاً درہم وبرہم ہوگا۔ اور یہان اِسکی ضرورت نہین ہو کہ [illegible]
باہم اتفاق کرین یا اختلاف کرین جیساکہ اہل کلام نے تقریر دلیل مین تطویل کی ہو اور اوپر مذکور ہوئی ہو بلکہ بعض کا علو بعض پر بحکم اِسکے کہ
اعلیٰ ہونا سب پر صفت کمال لازمی سے ہو واسطے الٰہ کے پس اگر ہوتے تو اُنکے تمانع مین نظام عالم فاسد ہوتا ولیکن نظام عالم بروجہ
احسن موجود ہو تو وجود الٰہ غیر اللہ تعالیٰ باطل ہو پس یہ دلیل قطعی ہو کہ اِسمین کچھ شبہ نہین ہو اور جب دیگر صفات کمال مین تقریر جاری
کیجاوے تو بھی محال لازم آتا ہو۔ پس اگر الوہیت کے معنی سے واقف ہوتے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی کوئی صفت بھی پہچانتے تو
کبھی اُسکی شان پاک مین شرک کا وہم نہ کرتے۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ پس پاک ہو اللہ
رب العرش ان باتون سے جو کفار مشرکین اُسکی شان مین لگاتے ہین۔ یعنی مشرکین مختلف الٰہ کا وجود ثابت کرتے ہین اور معلوم ہوا کہ
مختار الٰہ صرف ایک ہی مین منحصر ہو تو نعوذ باللہ اِس سے اللہ تعالیٰ کی شان مین نقص لگاتے ہین پس اپنے عارفین بندون کو [illegible]
کیا کہ اللہ سبحانہ تعالےٰ کی پاکی وعلو بیان کرین مشرکون کے بہتان سے۔ لَا يُسْئَلُ۔ یعنی اُسکی عظمت وجلال [illegible]
کی وہ شان ہو کہ کوئی بھی اِس سے سوال نہین کرسکتا۔ عَمَّا يَفْعَلُ اِسکا جو کیا۔ کہ یہ کیون کیا۔ جاہے جسکو عزیز کرے [illegible]
کرے چاہے نیک کرے چاہے شقی کرے وہ اپنے اختیار سے جو حکم چاہتا ہو جاری فرماتا ہو وَهُمْ۔ اور یہ بندے [illegible]
ہو۔ يُسْئَلُوْنَ۔ سب پوچھے جاتے ہین پس سب اُسکے مخلوق مملوک بندے ہین قیامت مین اُنسے سوال ہوگا کہ یہ کیون کیا [illegible]
اور ہر ایک کو اپنے علم قدیم محیط کے موافق سزا وجزا دیگا۔ بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ حق سبحانہ تعالیٰ سے کوئی اُسکی [illegible]
نہین کرسکتا اور باقی سب اُسکے حضور مین ماخوذ ہین۔ بعض نے کہا کہ اِسمین بیان ہو کہ جو شخص خود اپنے اعمال [illegible]
نہین ہو جیسے مسیح وملائکہ تو کوئی اُنمین سے الوہیت نہین رکھتا ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ [illegible]
نزدیک قدریہ سے زیادہ بدتر نہین ہو مین اِسکو زیادہ مبغوض رکھتا ہون [illegible]
ہین پھر یہی آیت پڑھی۔ واضح ہو کہ اگر یہان کوئی شخص [illegible]

Marfat.com

یعنی ایسی صفت لیتے ہو جو منحصر نہ ہو - جواب یہ ہے کہ جو عاجز ہو وہ نقص کی وجہ سے الہ نہیں اور وہ محتاج دوسرے کا ہے تو وہان دوسرا لازم ہے
اور جو چیز یہان موجود ہے باسباب وعلل ہے تو انتہا اسکی ایسی ذات پر ضرور ہے جو جامع کمال ہو اسمین عجز ونقص نہ ہو اور سب سے اعلی نہونا
نقص ہے تو وہ بالیقین لازم ہے جو ہم نے صفت بیان کی ہے - امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ تعالی لایسال عما یفعل - یعنی وہی قادر خالق
مختار سلطان ہے کہ اسکے حکم کے پیچھے کسی کا حکم نہیں اور جو وہ کرے کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا اسکی عظمت وجلال وکبریا کے سامنے
کسی کو مجال نہیں بعد اسکے کہ یہ معلوم ہے کہ وہ قادر قوی عادل علیم وخبیر ولطیف وحکیم ہے - وہم یسالون - وہ اپنی مخلوق سے سوال کریگا جو
کرتے ہین کہ یہ کیون کیا اور اسکے معنی یہ نہین ہین کہ پوچھکر معلوم کریگا بلکہ وہ سب جانتا ہے مراد یہ کہ مواخذہ کریگا کما قال تعالی فوربک لنسألنہم
اجمعین عما کانوا یعملون - قسم تیرے رب کی کہ ہم ان سب سے سوال کرینگے جو دے کرتے تھے - اور فرمایا کہ ثم لنقصن علیہم بعلم وما کنا غائبین
یعنی رسولون سے اور جن لوگون کی طرف رسول گئے تھے دونون سے سوالات کرکے پھر ہم خود اپنے علم سے صحیح صحیح بات انپر بیان کردینگے
لمحہ لمحہ اور وقت وقت کی اور ہم کچھ غائب نہین تھے پس یہ شان عالی متعالی ہے اسپر برہان کی حاجت نہین بلکہ برہان اس سے ثابت
ہے اور پھر اللہ تعالے نے کافرون سے دلیل مانگی

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ
کیا انھون نے بنا لیے اللہ کے سواے آلہ تو کہدے کہ لاؤ تو اپنی سچی کوئی دلیل یہ دیکھو ذکر اسکا جو میرے ساتھ ہے اور ذکر اسکا جو
قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
میرے پہلے گذرا سب شرک کے برخلاف ہین بلکہ اکثر لوگ یعنے کفار نہین جانتے ہین حق کو تو وے منہ موڑتے ہین اور نہین بھیجے ہمنے پہلے تجھسے
رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝
پیغمبر مگر وحی کرتے تھے ہم طرف اوسکے یہ کہ نہین کوئی معبود مگر مین پس عبادت کرو مجکو

اسمین بیان فرمایا کہ کافرون کے پاس کوئی دلیل شرک پر موجود نہین ہے ولیکن حق عزوجل کی معرفت سے بالکل جاہل ہین تو اسی سبب سے
جو امر حق معرفت الٰہی سبحانہ تعالی کا انکو بتلایا جاتا ہے اس سے منہ موڑ جاتے ہین چنانچہ فرمایا - اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ
اٰلِهَةً - کیا انھون نے بنا لیے ہین اللہ کے سواے آلہ یعنی سواے اللہ تعالی کے اسکی مخلوقات مین سے بعض مخلوق کو آلہ بنایا ہے یعنی
بعض مخلوق کو شریک اسکے بنا لیا ہے اور یہ صریح باطل ہے - قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ - کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ لاؤ اپنی دلیل
یعنی اگر تمہارے پاس کوئی یقینی دلیل ہے تو لاؤ اور کبھی نہین لا سکتے ہین اور حق تعالی عزوجل نے انکے بطلان پر قطعی دلیل بیان فرمادی بقولہ
لو کان فیہما آلہۃ الآیہ - سبحان اللہ کسقدر اختصار کے ساتھ ان تمام جاہلون کے زعم کو باطل ثابت فرمادیا اور وہ دلیل ہر ذی عقل کے واسطے
واضح نفیس ہے - اور دلیل نقلی تو فرمایا کہ - هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ - یہ قران ذکر ہے میرے ساتھ والون کا اور ذکر ہے
پہلے والون کا یعنی توریت وانجیل وغیرہ سب شاہد ہین کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ
مُّعْرِضُوْنَ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا
فَاعْبُدُوْنِ - بلکہ نہین اکثر حق کو جانتے نہین تو منہ موڑتے ہین اور نہین بھیجا ہمنے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر آنکہ ہم اسکو وحی فرماتے تھے کہ
[illegible] میری عبادت کرو - اور فرمایا واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن آلہۃ یعبدون - یعنی دریافت کر

اُسکے آثار سے جسکو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا کہ کیا ہم نے بنا دیے تھے سوائے اللہ کے اور اللہ جو پوجے جاتے تھے - وقال تعالیٰ ولقد بعثنا فی
کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت - اور قسم ہے کہ ہم نے بھیجا ہر ایک امت مین رسول اس پیغام کے ساتھ کہ عبادت
کرو اور پرہیز رکھو طاغوت سے - پس یہ بھی دلیل قطعی ہے کہ رسولون کا ہونا متواتر ہے اور اُنھون نے خالص توحید کا پیغام پہونچایا
ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ متواترات کا انکار کرنا محض جھوٹے بیوقوف جھگڑالو کا کام ہے پس یہ بات قطعی ہے کہ رسالت کے دعوی کرنے والے
بہت گذرے ہین اور سب نے بالاجماع صرف توحید کی دعوت کی ہے اور شرک سے منع کیا ہے - اس سے انکار باطل ہے اور توحید کامل
بدلیل عقلی پہلے ثابت ہو گیا پس توحید کا ثبوت ببرہان عقلی ثابت اور بدلیل نقلی قطعی ثابت ہے اور فطرت سلیمہ خود بھی اسی پر شاہد ہے پھر جو لوگ
توحید سے منکر ہین خواہ اسطرح کہ کوئی الٰہ ہی نہین ہے اور خواہ اسطرح کہ آلہہ متعدد مانتے ہین دونون بے عقل جاہل ہین اور ایک سے ایک بدتر
ہے اور یہ لوگ عقل کی بدیہیات وصاف ظاہری امور کا انکار کرتے ہین اُنکے پاس نہ کوئی حجت ہے نہ برہان ہے اور بغضب الٰہی دلائل سے
ہے اور عقل سے اندھے ہین لہٰذا فرمایا - بل اکثرہم لا یعلمون الحق - بلکہ اکثر اُنکے جانتے نہین حق کو یعنی صرف شرک نہین بلکہ معرفت الٰہی نہین ہے

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ
اور کہا اُنھون نے کہ پکڑی ہے رحمن نے اولاد پاک ہے وہ بلکہ بندے ہین عزت دیے گئے نہین آگے چلتے اُس سے بات مین اور وہ
بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى
ساتھ اُسکے حکم کے عمل کرتے ہین جانتا ہے جو کچھ کہ آگے اُنکے ہے اور جو کچھ پیچھے اُنکے ہے اور نہین شفاعت کرتے مگر اُسکی جسکو پسند کرے
وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ
اور وہ ڈر اُسکے سے ڈرنے والے ہین اور جو کوئی کہے اُن مین سے تحقیق مین معبود ہون ورے اُس سے پس وہ شخص جزا دیتے ہین ہم اوسکو دوزخ اسی طرح ع ۲

نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝
جزا دیتے ہین ہم ظالمون کو

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا - نصاریٰ و یہود و عرب کے بعض گروہ نے فرزند کا بہتان باندھا ہے نصاریٰ تو قائل ہین اللہ تعالیٰ کی نسبت اور یہود نے
عزیر علیہ السلام کو بنایا - اور عرب جہال مین سے خزاعہ و بنو سلمہ و بنو ملیح و جہینہ تھے پھر آخر کو اسلام لائے ہین [illegible]
کہ ہے جنھون نے ملائکہ کو بیٹیان بتلایا تھا - سُبْحَانَهٗ - اللہ تعالیٰ پاک ہے ایسے بہتان سے - اس سے [illegible]
اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے حق مین فرمایا کہ بَلْ عِبَادٌ بلکہ بندے ہین یعنی یہ خیال مشرکون کا باطل ہے بلکہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کے بندے [illegible]
ہوئے ہین اُنکی کمال طاعت وانقیاد کی یہ صفت ہے کہ - مُكْرَمُوْنَ اللہ تعالیٰ نے اُنکو کرامت دی ہے - لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ
قول وکلام مین اللہ تعالیٰ پر سبقت نہین کرتے ہین بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان عالی کی طرف دل لگائے ہوئے [illegible]
اسی پر عمل کرتے ہین - وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ اور وے حکم الٰہی پر عمل کرتے ہین [illegible]
غلطی نہین اور نافرمانی نہین ہے اور یہ صفات نیک بندون کے ہین تو نصاریٰ [illegible]
اُنکو شریک بنادے تو اُسکو کچھ فائدہ نہین ہے جیسا صریح کردی - يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا
قولہ تعالیٰ وما نتنزل الا بامر ربک لہ ما بین ایدینا وما خلفنا الآیہ [illegible]

یا دنیا و آخرت - بالجملہ جب علم الٰہی انپر محیط ہے تو صرف اللہ تعالے ہی کے حکم و امر پر انکا عمل ہے پس انکو خود اختیار کچھ نہین ہے - وَلَا
یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی اور نہین شفاعت کرینگے مگر اُس شخص کے لیے جسکو پسند کیا اللہ تعالی نے یعنی اللہ تعالی نے چاہا
اسکے لیے شفاعت کرین - ابن عباس رض نے کہا کہ یعنی جسکو پسند کر لیا بوجہ اسکے کہ اُسنے توحید الٰہی کی شہادت دی کہ لا الٰہ الا اللہ - قتادہ
مجاہد وحسن سے بھی اسی کے مانند مروی ہے بالجملہ شفاعت اُسی کے حق مین ہے جو اہل توحید سے ہو اور یہ بات حدیث صحیح مین ثابت ہے کہ ملائکہ
دار آخرت مین شفاعت کرینگے یعنی اہل توحید کے لیے - بیہقی نے کتاب البعث مین جابر رضی اللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ میری شفاعت میری امت والون مین سے کبیرہ گناہ والون کے لیے ہے - و رواہ الحاکم وصححہ - وَهُمْ مِّنْ
خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ - اور وے اسکے خشم سے ڈرتے ہین یعنی کافرون وجاہلون کی طرح نڈر نہین ہین کیونکہ جو شخص جسقدر زیادہ معرفت رکھتا
ہے وہ اُسی قدر اللہ تعالی سے زیادہ ڈرتا ہے اور وہی زیادہ رتبہ والا ہے اسی واسطے اللہ تعالی نے فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء -
یعنی اللہ تعالی سے ڈرنے والے اُسکے بندون مین سے وہی مین جو عالم ہین - اور حدیث مین ہے کہ اگر تم جانتے جو مین جانتا ہون تو کم
ہنستے اور بہت روتے - بالجملہ وے اللہ تعالی کی استغنار وشان کبریائی سے نڈر نہین رہتے بلکہ ڈرتے رہتے ہین - وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ
(اور بالفرض والتقدیر) جو کوئی انمین سے کہے - اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ - مین الٰہ ہون سوائے اللہ تعالی کے - فَذٰلِكَ
نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ تو ایسے کو ہم سزا دیتے ہین جہنم - شیخ جلال محلی وغیرہ نے کہا کہ یہ ابلیس ہے کیونکہ سوائے ابلیس کے کسی نے نہین کہا - ذکرہ
الخطیب - یہ قول مخدوش ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ ابلیس داخل ملائکہ تھا اور جنس ملائکہ مین سے نہ تھا اور جب اُسنے اپنی عبادت کی طرف لوگونکو
بلایا ہے تب داخل بھی نہین رہا تھا - پس وہ منہم مین سے نہ ہوا علاوہ اسکے ملائکہ کا معصوم ہونا ثابت ہے اور خود آیات بالا سے واضح ہے پس
صحیح یہ ہے کہ جو شیخ امام ابن کثیر رح نے فرمایا کہ یہ کلام شرطیہ ہے کہ اگر ایسا کہے تو اُسکی یہ سزا ہے اور شرط کا تحقق لازم نہین ہوتا ہے جیسے قولہ تعالی
قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین - یعنی کہدے کہ اگر الرحمن کا فرزند ہو تو مین پہلا عبادت کرنے والا ہون - یہ شرطیہ ہے جس کا
واقع ہونا محال ہے یا مانند قولہ لئن اشرکت لیحبطن عملک - اگر تو شرک کرے تو تیرے اعمال میٹ دیے جاوین - یون ہی یہان ہے - بالجملہ
معنی یہ ہین کہ اگر بالفرض ان ملائکہ معصومین مین سے کوئی دعوی الوہیت کرے تو ایسے کی سزا جہنم ہے - كَذٰلِكَ نَجْزِي
الظّٰلِمِيْنَ یون ہی ہم ظالمون کو سزا دیتے ہین - بعض نے کہا کہ ضمیر سے اشارت انبیاء کی طرف ہے اور بعض نے کہا کہ تمام خلائق - اور
ظالمین سے مراد مشرکین وکافرین ہین جنھون نے اللہ تعالی کی جناب مین اُسکے مخلوق مین سے شریک بنائے ہین یا اللہ تعالے کو نہ مانا
تمام چیزون کو خود قدرت والا بنایا اور یہ شرک شدید وجہالت بعید ہے پس واضح ہوگیا کہ جن لوگون وچیزون سے شرک لاتے ہین وے
سب خود بندے خوفناک اپنے رب عزوجل کے مطیع واُس سے خائف ہین اُسکے سامنے بول نہین سکتے اور کچھ اُنسے ہو نہین سکتا
پس شرک کرنے والا خود برباد ہے اور وے بری ہین اور مشرک کی ہوسات سب جہل وضلالات ہین - ف اشارات عرائس
مین ہے کہ قولہ تعالی لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ - اسمین اشارت ہے کہ قدم کی شان حدوث سے منفرد ہے اور ازلیت وابدیت مین کسی علت کا
... نہین ہے گویا عارفون کو اپنی معرفت کی جانب اسطرح دعوت کی کہ تمام حادثات ومخلوقات ماسواے سے منفرد ہوکر اللہ تعالی کو طلب
کرین اور حدوث سے پاک ہونے پر ساحت کبریائی کے فیض ووصال سے سرفراز ہوسکتے ہین - سیاری رح نے کہا کہ اسمین تحقیق تنبیہ ہے کہ
... اعتقاد کر اور علائق واسباب سے منقطع ہوجا تو واصل ہو - قولہ تعالی لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون - جب

عظمت جبروت وکبریائے ملکوت کا کشف ہو تو اُسوقت ادب سے خاموشی چاہیے اور انبساط کی مجال نہیں اور
زبان کٹی ہوئی ہے جو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے وہ کرتا ہے انکو مجال نہیں کہ کچھ سوال کر سکیں اور کچھ بول سکیں
نظر کہاں ہے اور اُنکے افعال سب اُسکی معرفت نہ ہونے سے سنت ازلی کی محک عیار پر ناقص ہیں تو اُنسے عتاب ہوگا
رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لایسئل عما یفعل - تو فرمایا کہ اسکے افعال کے واسطے کوئی علت نہیں ہے وہ قادر
کس چیز کا ہو اور بندے مجبور فرمانبردار ہیں تو اُنکی فرمانبرداری کے نقصان پر عتاب ہوگا - قولہ لایسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون
اشارت ہے کہ ملائکہ کروبین کی تسبیح بھی اُسکے مقام عزت سرمدی تک نہیں پہونچتی ہے اور ثنار وصفت واقعی سے عاجز ہیں اور
تو محال ہے کہ اُسکی شان عزت کو کوئی ادراک کر سکے اور کہاں کسی کا قول محیط ہو اور کہاں کسی مداح کا وصف ادراک کر سکتے
نہیں کہ اپنی طرف سے کوئی بات کر سکیں یا اپنے ارادہ سے کوئی فعل کریں بلکہ وے قبضہ قدرت وعزت میں مجبور ومسخر ہیں
جبروت کے تحت میں خاموش مطیع ہیں جو اُسنے چاہا اُسی کے فرمانبردار ہیں شیخ قاسم رحمہ نے کہا کہ کسی ارادہ یا فعل سے بدون امر الٰہی
کے سبقت نہیں کرتے ہیں کیونکہ جو ذکر اُنکو دیا اُسی کے ساتھ مربوط ہیں اور جو معرفت اُنکو دی اُسی پر معروف ہیں تاکہ اسپر کوئی اقرار
قولہ وہم من خشیتہ مشفقون - یعنی اُسکے جلال وقہر سے ڈرتے ہیں جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ جل جلالہ اُنکے وجود وعدم سے پاک ہے اور
واضح ہو کہ جب اللہ تعالیٰ کی معرفت ہوتی ہے تو اس سے خوف وحیا وتعظیم واجلال پیدا ہوتا ہے شیخ واسطی رحمہ نے کہا کہ خوف تو جاہل
کو ہوتا ہے اور خشیہ علماء کو ہوتا ہے اور رہبہ انبیاء علیہم السلام کو ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی نسبت ذکر فرمایا کہ وے خشیہ رب تعالیٰ سے
ڈرتے ہیں - اقول شاید اشارہ ہے کہ ملائکہ بمانند علماء ہیں اور انبیاء علیہم السلام سب سے افضل ہیں پھر حق عزوجل نے مشرکون کو آیات
قدرت کی طرف ہدایت فرمائی بقولہ تعالےٰ

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ

کیا نہیں دیکھا اُنھوں نے کہ کافر ہوئے یہ کہ آسمان اور زمین تھے ملے ہوئے پس جدا کیا ہمنے ان دونون کو اور کیا ہمنے

الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَ

پانی سے ہر چیز زندہ پھر کیا نہیں ایمان لاتے اور کیے ہمنے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہو کہ

جَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ

کیے ہمنے بیچ اُسکے کشادہ رستے توکہ وہ راہ پاویں اور کیا ہمنے آسمان کو چھت محفوظ

عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ

اور وہ نشانیون اُسکی سے منہ پھیرنے والے ہیں اور وہ ہے جسنے پیدا کیا رات کو اور دن کو اور سورج

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝

ہر ایک بیچ آسمان میں پیرتے ہیں

أو - ابن کثیر رحمہ کی قرارت بدون واو ہے اور باقیون کی قرارت بواو ہے اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا
یعنی نہیں جانا - ابن کثیر رحمہ نے لکھا یعنی جو لوگ کہ اللہ تعالےٰ کی الوہیت سے منکر

رحمن نے نہیں جانا کہ پیدا کرنے والا فقط وہی ہے اور تمام مخلوق اُسی کے قبضۂ قدرت میں مقہور ہے تو کیونکر لائق ہے کہ اُسکے ساتھ غیر کی عبادت
ہووے۔ کیا نہیں جانتے مشرکین کہ ۔ اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا آسمان و زمین رتق تھے ۔ لغت میں رتق
کے معنی بند و مسدود کے ہیں یعنی سموات سب مجموعہ اور زمین سب مجموعہ دونوں باہم متصل و باہم متلاصق و برتہ تھے ۔ فَفَتَقْنٰهُمَا
پس ہم نے اُنکو فتق کیا ۔ لغت میں فتق کے معنی شق کرنے کے ہیں یعنی دونوں کو علیحدہ کر دیا تو سموات سات بنائے اور زمینیں سات
بنائیں پس اول زمین کا مادہ چھوڑ دیا پھر آسمانوں کو بنایا پھر زمین کو بچھا کر سات طبقہ کیے پھر اسپر مخلوقات پیدا کیں اور آسمان و زمین
کے بیچ میں ہوا کر دی اور آسمان کی طرف سے پانی برسانا کر دیا اور زمین کی طرف سے نباتات اُگانا کر دیا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ
كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اور پانی سے ہر چیز زندہ کی اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ سو کیا ایمان نہیں لاتے ہیں یعنی ان مخلوقات کو مشاہدہ کر کے اور اُنسے
فکر کے ساتھ استدلال کر کے آخر فاعل مختار پر انتہا قرار نہیں دیتے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے ہیں ۔ اگر کہا جاوے کہ رتقًا واحد کہا
اور رتقین نہیں فرمایا جواب یہ کہ رتق مصدر ہے اسمیں واحد و تثنیہ و جمع یکساں ہے اور بلاغت بلیغہ ہے کیونکہ مقصود یہ بیان ہے کہ دونوں متصل بمنزلہ
واحد کے تھے لہذا آخر میں رتق واحد فرمایا ۔ اگر کہا جاوے کہ اولم یر الذین کفروا ۔ فرمایا تو کفار اسکو کیونکر دیکھتے ۔ بیضاوی رح وغیرہ نے جواب
دیا کہ دیکھنے سے مراد جاننا ہے اور کفار اگرچہ اسکو جانتے نہیں ولیکن اُنکو قدرت یہ ہے کہ نظر عبرت سے دیکھ کر جانیں کیونکہ فتق پیچھے عارض ہوا ہے
تو ضرور اسکا کرنے والا کوئی خالق ہے تو خواہ خود پہچان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہے یا علماء سے استفسار کریں یا کتابوں سے مطالعہ کریں انتہی ۔ گاذرونی
نے حاشیہ بیضاوی میں کہا کہ اسمیں تامل ہے اور یہ تمکن عمومًا کافروں کو نہیں ہو سکتا ہے ۔ مترجم کہتا ہے کہ اسقدر ہر ایک کو معلوم ہے کہ جو چیز
حادث نظر میں ہے وہ کسی علت سے ہوئی ہے اور قرآن مجید میں اُنکو متواتر تنبیہ کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور اُسکی صفات سب
کامل ہیں تو آخر میں علل کی انتہا اسی پر ضرور ہوئی ۔ پھر اب یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جسپر انتہا ہوئی ہے وہی درمیانی اسباب کا پیدا کرنیوالا ہے
تو خالق کی جمیع صفات کامل ہیں پس اسکو قدرت پوری ہے کہ درمیانی علت نہو تب بھی پیدا کرے ورنہ عاجز ہونا لازم آتا ہے پس سب کا
خالق و مالک وہی ہوا اور اُس نے اس طور پر پیدا کیا ہے اور پانی سے سب چیز کو زندہ کیا ہے پس سب چیز اُسی کی مخلوق اور اُسی کے
قبضۂ قدرت میں ہے وہی سب کا خالق و مالک و سب میں متصرف ہے پس اُسی کی عبادت ہے اور شرک باطل ہے ۔ اگر کہا جاوے کہ پانی سے
زندہ کرنے کی کیا معنی ہیں جواب دیا گیا کہ حیوانات میں پانی وہ منی ہے اور نباتات وغیرہ میں جسطرح پانی مؤثر ہوتا ہے یہی ابوالعالیہ و اکثر
مفسرین کا قول ہے ۔ اگر کہا جاوے کہ کیا نباتات وغیرہ کو بھی حی جاندار کہتے ہیں جواب یہ کہ حیوان میں حیات حقیقت ہے اور نباتات وغیرہ
میں مجاز ہے اور مترجم کہتا ہے کہ یہ تکلف بیکار ہے بلکہ حیات سب میں ہے ولیکن جیسی حیات کہ حیوانات میں ہے ویسی نباتات میں نہیں ہے
بلکہ ایک نوع کی حیات انمیں ہے جسکی ماہیت ہم نہیں جانتے ہیں اور متکلمین کی بحث یہاں مفید نہیں ہے اگر کہا جاوے کہ پھر آدم و
عیسیٰ و ملائکہ میں یہ کہاں ہے جواب یہ کہ یہ خاص قدرت ہے اور یہاں قدرت اسباب کا بیان ہے اور بعض نے کہا کہ پانی سے مراد جو زندگی میں
موجود ہوتا ہے خواہ بارش کا ہو یا دریا و چشمہ وغیرہ کا ۔ ولیکن اس صورت میں معنی قوله جعلنا من الماء كل شيء حي ۔ کے یہ ہوے کہ ہم نے پانی
میں ہر چیز کی حیات باقی رکھی ہے ۔ ف ۔ رتق و فتق آسمان و زمین کے بارہ میں اقوال ہیں ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
شخص نے اس آیت کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ اس شیخ سے جاکر پوچھ اور جو وہ کہے وہ مجھ سے بھی بیان کرنا اُسنے جاکر ابن عباس سے
پوچھا تو کہا کہ آسمان رتق تھا اس سے پانی نہیں برستا تھا اور زمین رتق تھی اس سے نباتات یعنی کوئی نباتات نہیں

اُگتی تھی پھر جب زمین کے واسطے اُسکے رہنے والے پیدا کیے تو آسمان کو مطر سے فتق کیا اور زمین کو نباتات سے [illegible]
ابن عمر رضہ کے پاس آیا اور ابن عباس کا جواب عرض کیا تو ابن عمر نے کہا کہ اب مین نے جانا کہ ابن عباس کو قرآن [illegible]
یون ہی تھا اور ابن عمر رضہ نے کہا کہ مین اپنے دل مین کہا کرتا تھا کہ قرآن کی تفسیر کرنے مین ابن عباس تجاوز کیا کرتے [illegible]
اور اب مجھے معلوم ہو گیا کہ اُسکو قرآن مین علم دیا گیا ہے - رواہ ابن ابی حاتم عطیہ عوفی نے اِس آیت مین کہا کہ آسمان رتق تھا [illegible]
تھا پھر فتق کیا تو برسانے لگا اور زمین رتق تھی کہ نباتات نہین اُگاتی تھی اُسکو فتق کیا تو نباتات اُگانے لگی - ابو صالح حنفی نے کہا [illegible]
ایک تھا اِس سے فتق کرکے سات آسمان بنائے اور زمین ایک تھی اِس سے فتق کرکے سات طبقہ بنائے - ایسا ہی مجاہد رحمہ نے [illegible]
کہا کہ آسمان و زمین باہم متبائن نہین تھے - سعید بن جبیر رح نے کہا کہ بلکہ دونون متلاصق چسپیدہ تھے پھر جب آسمان کو بلند کیا [illegible]
اٹے ہوئے رتق کہانے والے ۱۲
سے ظاہر کر دیا تو یہی دونون کا فتق ہوا اور حسن بصری و قتادہ نے کہا کہ آسمان و زمین دونون مجموعہ تھے پھر اِس ہوا سے دونون مین [illegible]
تو ر تعالیٰ وجعلنا من الماء کل شیء حی - امام احمد نے باسناد خود بطریق ابو میمونہ رح کے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ مین نے عرض کیا [illegible]
جب مین آپ کو دیکھ لیتا ہون تو میرا جی خوش ہو جاتا ہے اور میری آنکھین ٹھنڈی ہو جاتی ہین آپ مجھے ہر شیء سے آگاہ فرما دیجیے آپ نے [illegible]
کہ ہر شیء پانی سے پیدا ہوئی ہے - مین نے عرض کیا کہ مجھے ایک ایسے کام سے آگاہ فرمائیے جو مین اُسکو کرون تو جنت مین داخل ہون آپ نے فرمایا
سلام کا افشا کر اور طعام دے اور ناتے ملا اور رات کو نماز کے لیے اُٹھ اِس حالت مین کہ لوگ سوتے ہین پھر جنت مین سلامتی کے ساتھ داخل ہو
یعنی قرابتیون سے میل رکھ ۱۲
تفرد به احمد وهذا اسناد على شرط الصحيحين الا ان ابا ميمونة من رجال السنن واسمه سليم والترمذي يصحح له وقد رواه سعيد بن ابي عروبة عن قتادة
مرسلا كذا ذكره ابن كثير رحمه الله تعالى - وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ اور ہم نے پیدا کر دیے زمین مین رواسی - جمع راسیہ یعنی
پہاڑ جمے ہوئے - أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ تاکہ مخلوق کو لیکر متحرک نہ ہو - جھک نہ جاوے - وَجَعَلْنَا فِيهَا اور بنا دیے ہم نے اِس
یعنی پہاڑون مین یا زمین مین فِجَاجًا جمع فج یعنی سُبُلًا - جمع سبیل یعنی راہین - فجاج کی تفسیر سبل سے اسواسطے فرمائی کہ فج کبھی ایسے
راستہ پر بولا جاتا ہے جو چلنے کے قابل نہین ہوتا ہے تو مراد یہ کہ وہان چلنے کے لائق راہین بنا دین - لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ - تاکہ وے
راہ پکڑین یعنی اپنے مصالح و معاش و ضروریات کے حاصل کرنے مین ایک ملک سے دوسرے ملک کی راہ پاوین اور پہاڑون سے بالکل
جدائی نہ ہو جاوے اور شاید یہ مراد ہو کہ ایسی نعمت اُنکے واسطے بنا دی تاکہ وے اللہ تعالیٰ عزوجل پر ایمان لاوین - وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ
سَقْفًا اور ہم نے کر دیا آسمان کو چھت - مَحْفُوظًا محفوظ اِس امر سے محفوظ ہے کہ گر پڑے کقولہ تعالیٰ ویمسک السماء ان تقع علی
الارض - اللہ تعالیٰ روکتا ہے آسمان کو اِس امر سے کہ زمین پر گرے - اور فراء رح نے کہا کہ محفوظ از شیاطین ہے کما قال تعالیٰ وحفظناها من کل شیطان
مارد - اور شاید یہ معنی ہون کہ اوہام کے ادراک سے محفوظ ہے اور مترجم کہتا ہے کہ اوہام بیشک خفقہ نہین کر سکتے ہین و لیکن [illegible]
واللہ تعالیٰ اعلم - وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ - اور مشرکین اِس سقف آسمانی کی آیات سے [illegible]
جو اسمین آیات قدرت ظاہرہ و باہرہ مانند نجوم و آفتاب و ماہتاب و سیارات وغیرہ کے موجود ہین [illegible]
کہ یہ سقف سادہ جیسی بہت سے نقوش بھی ہین اور یہ عجائب طلسم عجائب قدرت [illegible] سبحانہ تعالیٰ کے [illegible]
کرتے ہین اور انکو فتور نہین ہے اور حرکات اُنکے عجائب ہیئات کے ساتھ [illegible]
کے ساتھ آیات بیان کی ہین اور اللہ تعالیٰ کی آیات سے [illegible]

ن عالم اسکے اندر بھرا ہوا ہو اور گلتا نہین ہو پھر جن بیہودہ لوگون نے یہان اوہام کا جواب دیا وہ محض لغو و مہمل ہو۔ ازانجملہ یہ محیط پانی
جو آسمان کے جوف مین خشکی کے گرد بھرا ہوا ہو اور کسی طرف نہین گرتا ہو اور دریاؤن کا پانی بہتا رہتا ہو اور کہین نہین گرتا ہو۔ پھر اہل ہیات
نے جو اسکے جوابات ثقل مرکز اور جذب کے لکھے ہین عاقل کے نزدیک اوہام بیہودہ ہین اور وہی بیوقوف کے نزدیک وہ تجربہ ہین کیونکہ اس سے
زیادہ مد عاجز ہو۔ ازانجملہ اشیاء موجودہ اور انسان سے لیکر ہر تخم و درخت تک انکا وجود ابتدائی کہان سے ہوا اور مثلاً گیہون کا بیج کہان سے
آیا پھر جن جاہلون نے زعم کیا کہ یہ دورہ یونہی چلا جاتا ہو ایسا شخص سخت جاہل ہو جبکہ ہر بات کیواسطے سبب کا قائل ہو اور یہان بے سبب
کہتا ہو یہ اصلی جہالت کی ہوسات ہین اور یہان ایسے ہی بہت سے وجوہ ہین جنمین مشرکین حیران ہین واللہ تعالیٰ ہو العلیم الحکیم — وَ
هُوَ الَّذِي اور وہی ہے جس نے خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ پیدا کی رات اور دن۔ رات مین سکون و راحت پاوین اور دن مین
معاش کماوین — وَالشَّمْسَ اور پیدا کیا آفتاب جو نشانی دن کی ہو — وَالْقَمَرَ اور ماہتاب جو نشانی رات کی ہو تاکہ ماہ و سال و زمانہ
کی مقدار جانین اور عبرت حاصل کرین — كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ہر ایک ان دونون مین سے ایک ایک فلک مین سیر
کرتے ہین۔ ابن عباس نے کہا کہ دور کرتے ہین جیسے تکلا کا دور چرخی مین ہوتا ہو یونہی ستارے دن و سورج و چاند کا دور اسی فلک کے
ساتھ ہو اور فلک انھین کے ساتھ دورکرتا ہو کذا فی تفسیر ابن کثیر رح۔ اور ابن ابی حاتم کی روایت ابن عباس سے مرفوع ذکر کی کہ آپ نے
آسمان کو فرمایا کہ یہ موج مکفوف ہو۔ تفسیر کبیر مین رازی رح نے لکھا کہ فلک کلام عرب مین ہر مستدیر چیز کو کہتے ہین اور اسکی جمع افلاک
ہو اور عقلاء نے اسمین اختلاف کیا ہو۔ بعض نے گمان کیا کہ فلک کوئی جسم نہین ہو بلکہ جسم آسمان ہو اور فلک نام ہو ان کواکب کی استدارت
کا (یعنی گول گھومنے) اور اکثرون نے کہا کہ نہین بلکہ افلاک اجسام ہین انپر یہ نجوم گھومتے ہین اور ظاہر قرآن سے یہی قول قریب تر ہو۔ اور لوگون نے حرکات
کواکب مین بھی اختلاف کیا ہو اور وجوہ ممکنہ عقلی اسمین تین ہی ہوسکتے ہین ایک یہ کہ فلک ساکن ہو اور کواکب اسمین اسطرح حرکت کرتے
ہون جیسے پیرنے والا پانی مین پیرتا ہو اور کہا گیا ہو کہ فلک ایک موج مکفوف یا پانی ہو جسمین یہ کواکب پھرتے ہین اور لکھا کہ ظاہر قرآن سے یہی
صورت معلوم ہوتی ہو۔ وجہ دوم یہ کہ افلاک و کواکب دونون متحرک ہون خواہ دونون کی حرکت یکسان ہو یا متفاوت ہو خواہ جہت ایک
ہو یا مختلف ہو۔ وجہ سوم یہ کہ فلک متحرک و کواکب ساکن ہون۔ مترجم کہتا ہو کہ اس زمانہ مین مشرکین کا اعتقاد یہ ہو کہ آسمان کچھ نہین ہو
بلکہ یہ خلا بے انتہا دوری ہو اور دلیل یہ لاتے ہین کہ دوربین سے ہمکو کچھ نظر نہین آتا ہو اور یہ دلیل باطل ہو اسواسطے کہ دوری فلک کے
پانچ سو برس کی راہ ہو اور وہ بالکل شفاف جسم ہو تو کوئی صورت سے ایسی دوربین پیدا نہین ہو جس سے اسقدر دوری کی چیز دریافت ہوسکے
اور اسکے دریافت ہونے کی تدبیر صرف اسکا عکس ہو جو پانی مین نظر آتا ہو اگر کہا جاوے کہ یہ عکس تاریکی کا ہو تو جواب یہ کہ ایسا
کہنا اہل جہالت ہو کیونکہ عکس کے واسطے جسم ہوتا ہو اور محض تاریکی کا عکس نہین معلوم ہوتا ہو اور فلک کے اثبات کے واسطے
یہ دلیل بہت قوی اور نہایت معقول ہو اور اس سے انکار کرنا بے عقلی و جہالت ہو۔ علاوہ اسکے دلیل عقلی یہ ہو کہ اگر یہ خلا بے انتہا
ہو تو سوال یہ ہو کہ آیا بے انتہا دوری ممکن ہو یا نہین ہو اگر ممکن ہو تو تمہارا مقصود ثابت ہو اور اگر ممکن نہ ہو تو یہ خیال باطل ہو اب ہم
کہتے ہین کہ یہ ممکن ہو اس دلیل سے کہ اگر بے انتہا دوری موجود ہو تو ہم سطح زمین پر ایک نقطہ سے دائین طرف یا بائین طرف یا اوپر
ایک خط فرض کرین جو بے انتہا دوری تک ہو پس اس خط کا دوسرا کنارہ بے انتہا غیر محدود ہو کیونکہ دوری کی انتہا نہین
پھر ہم نے اسی نقطہ سے اسکے متوازی فرض کرتے ہین وہ بھی دوسری جانب بے انتہا غیر محدود ہو اب ہم دونون

خطون کو اول خط کے نقطہ د سے دوم خط کے نقطہ س سے ملا کر دائین جانب یعنی دوسری جانب [illegible]

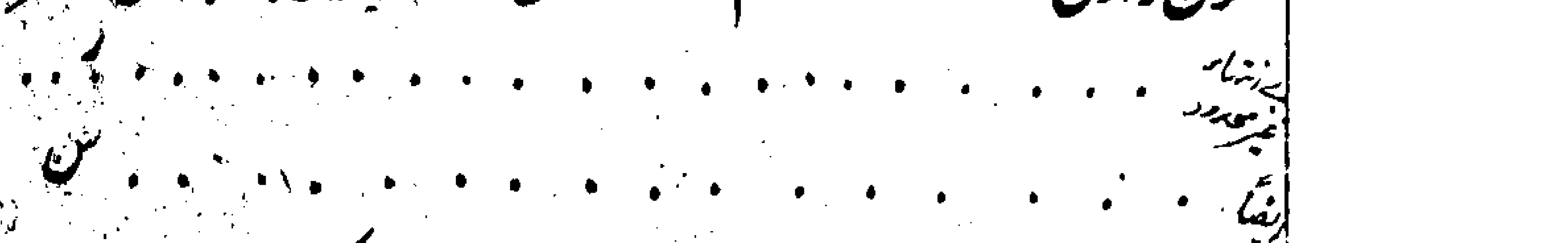

[illegible] ہو اور اب ہم پوچھتے ہین کہ یہ دونون متوازی خط دوسری جانب کم و بیش ہین یا مساوی ہین کیونکہ دو حال سے خالی نہین [illegible]
ہونگے یا کم و بیش ہونگے اگر دونون مساوی ہین تو یہ صریح باطل ہو اسواسطے کہ اول خط کے نقطہ ر سے محاذی بقدر دو ہزار کوس [illegible]
خط انا گیا ہو پس لامحالہ دوسرا خط بقدر دو ہزار کوس کے اول خط سے چھوٹا ہو اور اب ناپنے مین تم دونون کو برابر کہنے ہو یہ جزو و کل [illegible]
ہو اور بالبداہتہ جزو اور کل کا مساوی ہونا باطل ہو لہذا دونون خطون کا مساوی ہونا باطل ہو اور اگر کم و بیش ہین تو جہان چھوٹا کم [illegible]
زائد ہو وہی مقام انتہا ہو پس بے انتہا وہ نہ ہوے اور سطح بھی بے انتہا نہ ہوئی یہی ہمارا مقصود ہو بس یہ دلیل عقلی صحیح ہوئی ہو جس سے
خلو باطل ہو ولیکن واضح ہو کہ یہ کلام بے انتہا ہونے کا ان چیزون مین ہو جو دوری و مسافت یعنی مساحت قبول کرتے ہین اور ان چیزون [illegible]
جاری نہین ہو جو معانی و قوت ہین جیسے عقل مثلاً کیونکہ عقل ایسی چیزون مین سے نہین ہو جو پیمایش کیجاوے اور چھوٹی بڑی ہو اور مثلاً [illegible]
واہمہ ہو کہ وہ ایک دم مین تمام امریکہ و یورپ و ایشیا گھوم کر آگیا اور یہ خیال صحیح ہو نہ باطل حالانکہ جو چیز جسمانی ہو وہ جسم کی طرح [illegible]
یہ مسافت طے کریگی فافہم۔ اِس بیان سے معلوم ہوا کہ ہمارے زمانہ کے مشرکین بالکل عقل کے خلاف چلتے ہین اور اُنکی جہالت حد سے
بڑھی ہوئی ہو باوجودیکہ سماوی حقیقت و جسکو بے انتہا دوری کہتے ہین اُسکی ماہیت وغیرہ کچھ نہین جانتے ہین تاہم عقلیات سے انکار کرتے
ہین اور جو اُنکے زعم مین ہو اُسی پر بحث کرتے ہین پس عاقل کو چاہیے کہ اُنکی جہالات پر اعتقاد نہ کرے اور جسمانیات و اجسام کی [illegible]
ترکیب سے جو چیزین کارآمد بنائی جاتی ہین اُنکے لینے مین کچھ حرج نہین ہو ولیکن ہنوز یہ مدعی تو زمین کی ماہیات سے واقف نہین [illegible]
مخلوق سماوی بے تعداد ہو اسکو تمام جہان کی حکمت سے کیا معلومات ہو ایک ذرہ برابر بھی نہین ہو۔ اور قدرت و حکمت الٰہیہ غیر محدود [illegible]
اور آدمی و اُسکی جسمانیات سب فانی ہین چند روز مین زائل ہین پس عاقل ان امور کو ساتھ لے جو اُسکے ساتھ باقی رہین اور اللہ تعالیٰ
جس بندے کو چاہتا ہو ہدایت فرماتا ہو۔ شیخ امام ابن کثیر رح نے یہان لکھا کہ ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب التفکر والاعتبار مین [illegible]
کی کہ بنو اسرائیل کے بعضے عابدون مین سے ایک عابد تھا جس نے تیس برس عبادت کی اور بنو اسرائیل مین سے جو شخص تیس برس
عبادت کرتا تھا اُسپر ایک ابر رقیق سایہ کرتا تھا مگر اُس شخص نے وہ ابر عمامہ نہ دیکھا تو اُسنے اپنی ماں سے یہ افسوس بیان کیا [illegible]
صالحہ نے کہا کہ ای فرزند شاید تو نے اپنی اِس مدت عبادت مین کوئی فجور کیا ہو اُسنے عرض کیا کہ نہین [illegible]
کہ مین نے کوئی فجور کیا۔ اُسنے فرمایا کہ شاید تو نے اسکا عزم کیا ہو اُسنے عرض کیا کہ اور نہ مین نے اسکا عزم کیا ہو [illegible]
تو نے آسمان کی طرف بغیر فکر کرنے اور قدرت باری تعالیٰ دیکھنے کی نظر دوڑائی اور پھر آئی ہو اُسنے کہا کہ [illegible]
نے فرمایا کہ ای فرزند یہی باعث ہو۔ ف۔ واضح ہو کہ شیخ ابن العربی رح نے تفسیر وجعلنا من الماء کل شیء [illegible]
لکھے ہین کہ ہم نے ہر شی حیات والی کو پانی سے یعنی نطفہ سے پیدا کیا ہو۔ یعنی جعلنا کل شیء حی موجود [illegible]
جانور بنا دینے کی ظاہر ہو اور جو جاندار ہو وہ نطفہ سے پیدا ہوتا ہو خواہ بچہ پیدا ہو یا انڈا ہو کر بچہ نکلے
اللہ تعالیٰ نے تمام کا فنا ہونا اور اِس عجائب مین [illegible]

[illegible] لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ
[illegible] ہم نے کسی بشر کے واسطے تجھ سے پہلے ہمیشگی سو کیا تو مر جاوے تو وے ہمیشہ رہینگے ہر جان چکھنے والی ہی
الْمَوْتِ ۖ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝
[illegible] موت کو اور ہم امتحان مین ڈالتے ہین تم کو شر و خیر کے ساتھ فتنہ کرکے اور ہماری ہی طرف تم سب لوٹائے جاؤگے

[illegible] جب اپنی بدکاری کی تدبیر مین سب طرح عاجز آئے تو لوگون کو اسطرح بہکانا شروع کیا کہ یہ شخص جو اپنے آپ کو رسول کہتا ہی عنقریب [illegible] جائیگا پھر اللہ تعالی نے اُنسے حکایت فرمائی کہ ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون الآیہ - یعنی لوگون سے کہتے کہ شاعر ہی ہم اسکی موت کا انتظار کرتے ہین تو اللہ تعالی نے رد فرما دیا کہ - وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کے واسطے ہمیشگی نہین کردی ہی یعنی دنیا مین دوام بقا ہم نے کسی کے واسطے نہین کیا - اَفَإِنْ مِّتَّ - سو کیا اگر تو مرا - فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ تو وے ہمیشہ رہنے والے ہین - ہرگز نہین بلکہ وقت موت ہر ایک کے واسطے قبضۂ قدرت الٰہی مین مقدر ہی اسمین کمی [illegible] نہین ہی حالانکہ یہ مشرکین بہت سے بدر کے روز مقتول ہوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردون کو خطاب کیا کہ تم نے پایا جو تمہارے رب نے تمکو عذاب کا وعدہ دیا تھا اور ہم نے تو پایا جو ہمارے رب عزوجل نے ہمکو وعدہ دیا تھا - حاصل یہ کہ اگر تیری موت کا انتظار کرتے ہین تو وے بھی مرنے والے ہین کسی کو ہمیشگی نہین ہی - كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والی ہی - حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے [illegible] چہرہ مبارک کھول کر پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ وانبیاہ واخلیلاہ واصفیاہ پھر یہی آیت پڑھی وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد الآیہ [illegible] وغیرہ - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ خضر علیہ السلام خواہ ولی ہون یا نبی ہون یا رسول ہون بعضے علماء نے انکے مرجانے اور اتبک [illegible] نہ ہونے پر اسی آیت سے استدلال کیا ہی اور معنی یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی بشر دنیا مین نہین رہا اور عیسی علیہ السلام [illegible] نہین ہو سکتا کیونکہ وے دنیا مین نہین ہین اور دنیا کی راہ سے انکو وفات ہی کما قال تعالے اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی الآیہ - ولیکن انکو وہ موت ہنوز نہین پہونچی ہی جسکے بعد دنیا مین ورود نہ ہوگا بدین معنی وہ زندہ ہین کہ قبل قیامت کے انکا نزول ہوگا - پھر اللہ تعالے نے لوگون کی دنیاوی زندگی کا خلاصہ فرما دیا بقولہ - وَنَبْلُوْكُمْ اور ہم تم کو امتحان مین ڈالتے ہین بِالشَّرِّ برائی کے ساتھ وَالْخَيْرِ اور بھلائی کے ساتھ فِتْنَةً امتحان کرنے کو - یہ مفعول مطلق ہی حاصل یہ کہ تمہاری دنیاوی زندگی اسی قدر ہی کہ ہم تم کو کبھی مصائب و کبھی نعمتون سے امتحان کرتے ہین - علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی یعنی تکلیف و راحت سے اور [illegible] تونگری سے اور حرام و حلال سے اور معصیت و طاعت سے اور ضلالت و ہدایت سے تم کو امتحان کرتے ہین [illegible] شکر کرتا اور کون کفر کرتا ہی اور کون صبر کرتا اور کون حد سے گذرتا ہی اور ہر ایک اپنے اعمال کے موافق بھلائی یا برائی کماوےگے - وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ اور انجام موت سے ہماری طرف لوٹائے جاؤگے پس ہر ایک کو اسکے اعمال کے موافق دوسرے دار آخرت [illegible] ٹھکانا ملیگا پھر وہان سے موت نہین ہی ولیکن مدارج و مراتب ہین - ف - فی العرائس قولہ تعالے [illegible] اشارہ [illegible] کے ساتھ ہی کیونکہ نفوس کا ذکر فرمایا اور قلوب و ارواح کا ذکر نہین کیا کیونکہ انکے واسطے [illegible] پس انکے واسطے فنا و موت نہین ہی پس جب اجسام سے ارواح نکلین تو یہ

Marfat.com

ہیکل جسمانی منہدم ہوجائیگی اور ارواح اپنے معدن کی طرف رجوع لائینگی اور شاہد اسکا ارشاد رب عزوجل [illegible]
فرمایا کہ جو فنا کے طرفین میں ہو وہ فانی ہے یعنی اول فنا، اور آخر فنا، اور سر لحجہ و ما اپنے اجتبا حق [illegible] فانی ہے [illegible]
اپنی نفس سے ہو تو اسکی روح نکل جانے سے اسکی موت ہے اور جسکی حیات اپنے رب عزوجل سے ہے [illegible]
حیات مین جائیگا اور یہی حقیقی حیات ہے۔ واضح ہو کہ حقیقی موت وہ ہے کہ رب عزوجل کی رحمت سے جدائی ہو اور [illegible]
بہت افسوس کی ہے اور اِسی کے واسطے اور اِسی خوف سے رونے والے روئین اور یہین سے بزرگون نے کہا ہے [illegible]
کی موت ہے یعنی اللہ تعالی سے جاہل رہنا موت ہے اور حیات درحقیقت علم کی حیات ہے یعنی اللہ تعالی کے [illegible]
مین فنا کو اور حادث اگرچہ موجود کہلاوے وہ درحقیقت فانی ہے کیونکہ بقا کے معنی اسپر صادق نہین آتے ہین کیونکہ [illegible]
کی حقیقت اس مین نہین ہے کیونکہ پرتو انوار بقاے حق عزوجل سے اسکو وجود ہے۔ اور موت ایک [illegible] عبرت ازلی کا ہے [illegible]
اسکے فانی ہونے کو ثابت کر دیتی ہے اور اسکے زعم وجود کو درہم وبرہم کر دیتی ہے۔ پھر حق عزوجل نے خیر و شر مین مبتلا کرنا بیان فرمایا [illegible]
ونبلوکم بالشر والخیر فتنہ۔ یعنی قہر و لطف مین اور فراق و وصال مین اور ادبار و اقبال مین اور محنت و عافیت مین اور جانب [illegible]
نکرت و معرفت مین مبتلا فرماتا ہے۔ شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اصل جو شر کے فتنہ مین پڑتا ہے وہ نفس کی متابعت اسکی خواہش [illegible]
بدون اجازت شرعی ہے اور خیر یہ ہے کہ بندہ کو گناہون سے عصمت حاصل ہو اور اسکو طاعات پر معونت حاصل ہو۔ [illegible]
ہو کہ قہر کبھی بصورت لطف ہوتا ہے جیسے کافرون کی کثرت اموال ہین کہ انکا انجام ہلاکت و عذاب ہے [illegible]

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ

اور جب دیکھتے ہین تجکو وہ جو کافر ہوئے ہین نہین لیتے ہین تجکو مگر ٹھٹھول بناکر کیا یہی ہے وہ جو [illegible]

وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ

اور وہ الرحمن تعالے کے ذکر سے بالکل انکار کرتے ہین پیدا کیا گیا ہے انسان جلد بازی سے [illegible]

فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ لَوْ یَعْلَمُ

سو تم لوگ جلدی مت کرو اور کہتے ہین کہ کب ہے یہ وعید عذاب اگر تم [illegible]

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا حِیْنَ لَا یَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ

وہ لوگ جو کافر بنے ہین وہ وقت کہ نہین روک سکینگے اپنے چہرون سے آگ کو اور نہ اپنی پیٹھون سے [illegible]

یُنْصَرُوْنَ ۝ بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ

کچھ مددگاری کیے جائینگے بلکہ آجاویگی انپر اچانک سو انکو بھونچکا کر دیگی سو کچھ طاقت نہ پاوینگے اسکے پھیرنے کی [illegible]

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ع ۱۲

اور قسم ہے کہ ٹھٹھے مین لیے گئے رسول جو تجسے پہلے تھے سو گھیر لیا [illegible]

اللہ تعالی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا [illegible]
ابوجہل وغیرہ کفار قریش۔ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا [illegible]

[illegible] نے یہ لوگ غضب مین گرفتار ہین کہ اُسکے رسول کو اور ایسے رسول کو جو عین رحمت ہی دشمن بناتے اور اس سے ٹھٹھول
[illegible] مین کرتے ہین۔ **اَهٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ** کیا یہی شخص ہی جو تمہارے الٰہ کو بُری طرح یاد کرتا ہی یعنی اُنکو مخلوق
[illegible] ہتلاتا ہو اور یہی اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجا ہی اور ہم ثابت قدم نہ رہین تو یہ ہم کو الٰہ سے گمراہ کر دے پس الٰہ باطلہ کی نسبت تو ان
[illegible] بیت ہی۔ **وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ** ۔ اور حال یہ کہ الرحمن اللہ جل شانہ کے ذکر سے وے کافر ہین
اُنکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے ادبی کرتے ہین۔ روایت ہی کہ کفار قریش نے کہا کہ الرحمن کو محمد اپنا رب بتلاتا ہی اور ہم تو یمامہ والے
رحمن یمامہ کے سوائے اور الرحمن نہین جانتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مین بھی اُنکا ذکر فرمایا قالوا وما الرحمن الآیہ جیسا کہ سورہ [illegible]
مین گذرا خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سے کفر کرتے اور اُسکے رسول سے استہزا کرتے ہین اور باطل الٰہ پر جن سے کچھ بھی فائدہ نہین ہی اور جن لائق
[illegible] انکا بطلان ظاہر کر دیا گیا ہی اُنپر ناز کرتے ہین کما قال تعالیٰ اذا راک ان یتخذونک الا ہزوا اھٰذا الذی بعث اللہ رسولا ان
کاد لیضلنا عن الٰہتنا لولا ان صبرنا علیها وسوف یعلمون حین یرون العذاب من اضل سبیلا۔ یعنی کفار جب تجھے دیکھتے ہین تو نہین لیتے
تجھے مگر ٹھٹھول و مسخرہ ہین سے یہی ہی جسکو اللہ نے رسول بھیجا ہی قریب تھا کہ یہ ہمکو ہمارے الٰہ سے گمراہ کر دے اگر ہم اپنے الٰہ پر صبر کے
[illegible] تھے نہین اور قریب جان لینگے جب عذاب دیکھینگے کہ کون راہ سے بھٹکا تھا۔ **خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ** ۔
پیدا کیا گیا ہی انسان عجلت سے۔ دوسری آیت مین فرمایا وکان الانسان عجولا۔ اور انسان بہت جلد باز ہی۔ پس معنی یہ ہین کہ ایسا جلد باز ہی گویا
اُسی سے پیدا کیا گیا ہی اور یہ محاورہ فصیح ہی گویا اُسکی طینت مین عجلت ہی۔ زجاج رح نے کہا کہ اہل عرب جب کسی شخص سے کوئی بات کثرت سے
واقع ہوتی ہی تو کہتے ہین کہ تو اِس چیز سے پیدا ہوا ہی یا تیرا خمیر اِسکا ہی یا تیرے خمیر مین یہ چیز ہی۔ پھر انسان سے مراد یہان عموماً انسان ہین یا
فقط آدم علیہ السلام پھر اگر آدم علیہ السلام مراد ہون تو بھی یہ صفت اُنکے ذریات مین موجود ہی پس صادق ہی کہ جو آدمی ہی اُسکی طبیعت مین
عجلت ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ مجاہد رح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب چیز کے بعد پیدا کیا آخر اُس دن مین جسمین
خلائق کو پیدا کیا پس جب روح نے آدم کے دونون آنکھون و زبان و سر کو زندہ کیا اور ہنوز اُسکے نیچے کے دھڑ مین نہین پہونچی تھی تو آدم
نے کہا کہ اے رب جلدی کر دے میری پیدائش مین قبل غروب آفتاب کے۔ ابن ابی حاتم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر روز جسمین آفتاب طلوع ہوا ہی جمعہ کا روز ہی اِسی مین آدم پیدا کیے گئے اور اِسی مین جنت مین داخل کیے گئے
اور اِسی دن مین جنت سے اُتارے گئے اور اِسی دن مین قیامت قائم ہوگی اور اِسی دن مین ایک ساعت ہوتی ہی کہ نہین پاتا ہی
اُسکو کوئی بندہ مومن کہ نماز پڑھتا ہو اور آپ نے اِسکے قلیل ہونے کا اشارہ کیا پھر اِس بندہ نے اِسمین اللہ تعالیٰ سے کوئی بہتری
مانگی مگر اللہ تعالیٰ نے اُسکو دیا ہی پس عبداللہ بن سلام صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے یہ ساعت پہچانی ہی یہ روز جمعہ کی آخر ساعات
[illegible] سوائے قول عبداللہ بن سلام رض کی باقی حدیث تو صحاح مین بھی ثابت ہی اور قول عبداللہ بن سلام
[illegible] ہی۔ اور دیگر تفاسیر مین ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم مین روح پھونکی اور وہ سر تک پہونچی
[illegible] کہا کہ الحمد للہ پس ملائکہ نے جواب دیا کہ یرحمک اللہ۔ پھر آدم اُٹھنے لگے قبل اِسکے کہ روح اُنکے جسم کے نیچے
[illegible] تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا خلق الانسان من عجل۔ کذا قال عکرمہ وسعید بن جبیر وسدی وکلبی ومجاہد و
[illegible] انسان [illegible] ہو۔ بعض نے کہا کہ نزول آیت کا نضر بن الحارث کے حق مین ہی جس نے کہا تھا

Marfat.com

اللهم ان کان ہذا ہو الحق من عندک الخ یعنی اُسنے عذاب کی تعجیل کی تھی اور اُسکی دیکھا دیکھی مرتین نے عذاب
رحمہ اللہ نے کہا کہ بیان عجلت کے ذکر کرنے مین حکمت یہ ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول علیہ السلام
تو اب لوگون کے دلون مین یہ خیال آویگا کہ ایسے استہزاء کرنے والون پر فوراً عذاب کیون نہین آیا حالانکہ
ظالم کو مہلت دیتا ہی حتی کہ جب اُسکو گرفتار کرتا ہی تو پھر اُسکا چھٹکارا نہین ہی اور گرفتاری
ایٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ - عنقریب ہین تم کو اپنی آیات دکھلاؤنگا سو تم جلدی مت کرو یعنی جسنے میری نافرمانی
کے ساتھ اسطرح بیہودہ برتاؤ کیا اُسکو اپنا عذاب دردناک اور سب باتین جس سے اُسکو تہدید کی گئی ہی دکھلا دونگا اور اُسکی
ہی حتی کہ موت اُسکی انتہا ہی اور یہ مقدار نسبت بدوام عذاب کے بہت کم ہی بلکہ گویا کچھ بھی نہین ہی - اور یہ تو وقت
جو عجلت چاہتے ہو وہ انسانی نقائص وعیوب مین سے ہی اور شان الٰہی عزوجل اُس سے منزہ ہی - خطیب نے ذکر کیا
کہ ان لوگون کو عجلت سے کیون منع کیا حالانکہ پہلے فرمایا کہ آدمی عجلت سے پیدا ہوا ہی پھر کیونکر عجلت نہ کریگا جواب دیا گیا
کہ جیسے انسان کو شہوت سے ترکیب دیا اور حکم دیا کہ شہوت پر غالب رہے کیونکہ انسان کو ایسی استطاعت دی ہی
قمع کرسکتا ہی اور عجلت چھوڑ سکتا ہی پھر اللہ تعالیٰ نے اِن کافرون کو جو مشغول کرتے تھے بحکم قولہ تعالیٰ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَہْزِءِیْنَ
بعض آیات وعید دکھلا دین اور وہ بدر کے روز قتل کی خواری وقید وگرفتاری ہی - پھر ذکر فرمایا کہ یہ لوگ استہزاء کو زیادہ طول دیتے
ہین - وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ہٰذَا الْوَعْدُ - اور کہتے ہین کہ کب ہوگا یہ وعدہ عذاب کا یعنی قیامت وُاسکے مقدمات عذاب
کافرون ومشرکون کے واسطے موعود ہین کب آوینگے - اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر تم سچے ہو تو لاؤ - یہ وہی جہالت وحماقت
ہی کہ بدون انجام دیکھے وسوچے اسطرح استعجال کرتے ہین لہذا فرمایا - لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اگر جانتے یہ کافر
حِیْنَ لَا یَکُفُّوْنَ اسوقت کو کہ دفع نہین کرسکینگے عَنْ وُّجُوْہِہِمُ النَّارَ اپنے چہرون سے آگ کو - مراد
اور سب سامنے کا رخ ہی - وَلَا عَنْ ظُہُوْرِہِمْ اور نہ دفع کرسکینگے اپنے پیٹھون سے - اور مراد پیچھے کا رخ
دو حصہ کیے آدھا سامنے اور آدھا پیچھے اور مراد یہ کہ آگ انکو گھیر لیگی پس نہ دفع کرسکینگے - وَلَا ہُمْ یُنْظَرُوْنَ
مہلت دیے جاوینگے جیسے الٰہہ وبتون کی نصرت وشفاعت گمان کرتے ہین وہ باطل وہان گم ہو جائیگا اور کوئی نہ ہوگا
کیونکہ کوئی دوسرا الٰہ نہین ہی - حاصل یہ کہ اگر جان لیتے وہ وقت کہ آگ انکو گھیر لیگی اور کسی طرح چھٹکارا
کی جلدی آنے کو نہ چاہتے - پس قولہ حین لا یکفون مشعر ہی کہ جزاء اُسکی محذوف ہی یعنی
وہ کہتے کہ متی ہذا - کب - کس وقت یہ ہوگا حالانکہ اسوقت ان کافرون کی یہ کیفیت ہوگی پس جانتے
قدرہ ابن عطیہ - ولیکن جانتے نہین ہین - زمخشری نے کہا کہ اس صفت پر
نے کہا کہ تو ایمان مین جلدی کرتے - کسائی نے کہا کہ تو جان لیتے کہ قیامت آنے والی ہی
زمخشری ہی - اور اسی کو شیخ امام ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا ہی - پھر وہ جو وقت پوچھتے تھے
پھر اُسکو مبہم کردیا بقولہ - بَلْ تَاْتِیْہِمْ بَغْتَةً بلکہ آجاویگی وہ ساعت
پس وہ انکو اچانک آکر مبہوت بنادیگی یعنی اُسکے واسطے سر جھکا دینگے

...نے کی استطاعت نہ ہوگی یعنی کوئی حیلہ اُسکے ٹالنے کا نہ پا دینگے کیونکہ جو مہلت کا وقت تھا اور سمجھنے کے ایام وسال تھے
...خلاف حق کے ضائع کر دیا اور باوجود اُنکی جلدی مانگنے کے اُنکو مہلت دی گئی پھر جب گرفتار کیا گیا تو اب ایک ساعت مین کیا
کر سکتا ہے جبکہ اُس وقت اُنکو یاس ہوگی اُسکے ٹل جانے سے - اور اگر یاس نہ ہو تو بھی بیکار ہے کیونکہ فرمایا - وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ اور نہ دیے
مہلت دیے جاوینگے - پس اسوقت اُنکو توبہ کرنے یا عذر کرنے کی کچھ مہلت نہ ہوگی - پھر اللہ تعالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بندہ
رسول کو آگاہ فرمادیا کہ گذرے لوگ جنھون نے عذاب وغیرہ سے استہزا کیا تھا اور رسولون کے ساتھ مسخرہ پن کیا تھا اُنپر تو وہ آچکا اور یہ
لوگ ابھی کچھ گنتی کے دنون مہلت مین ہین اور اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تسلی بھی ہے پس فرمایا - وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ
اور بیشک ٹھٹھا کیا گیا رسولون سے یعنی اسی طرح کافرون مشرکون نے ٹھٹھا کیا بہت رسولون سے مِّنْ قَبْلِكَ جو تجھ سے پہلے ہو گذرے
ہین فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ پس گھیر لیا اُنکو جنھون نے مسخرہ پن کیا تھا رسولون کے ساتھ - مَّا كَانُوا بِهِ
يَسْتَهْزِئُونَ اس چیز نے کہ مشرکین جسکے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے - یعنی عذاب جہنم وغیرہ جسکے ساتھ رسول اُنکو وعید وتہدید کرتے تھے
اور وے اسکو مسخرہ پن سے ہنسی مین ڈالتے تھے اور رسولون کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے کہ نہ عذاب نہ ثواب کچھ نہیں ہے یہ رسول تو مجنون
ہے پس اُسی عذاب نے اُنکو گھیر لیا کیونکہ اُنکا وقت پورا ہوا اور عذاب مین گھر گئے ایسے ہی یہ کمبخت منکر ہین اور تمسخر سے انکار کرتے ہین
اُنکا انجام بھی عنقریب یہی ہے جو ٹھٹھا کرتے ہین اور ایمان لانے والے نہیں ہین برخلاف کفر کے کہ کافر غور کرتا ہے اور اپنے آغاز وانجام کو خیال
کرتا ہے اور کبھی اُسکو ہدایت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالے اُسکی توبہ قبول فرماتا ہے وہ غفور رحیم ہے اور جو کفار کہ گونگے بہرے بنگئے اور غور نہیں کرتے
صرف تمسخر کرتے ہین اور باتون کو ٹھٹھول بناتے ہین تو وے توبہ نہیں کرتے آخر جب اسپر مرے یا مارے گئے تو اُنکو عذاب سب طرف سے
گھیر لیتا ہے - ف - فی العرائس قولہ تعالی خلق الانسان من عجل - یہ واللہ ایک امر عجیب ہے کہ آدمیون کو عجلت سے پیدا کیا ہے اور پھر
اُنکو عجلت پر جھڑکی دی - یہ اظہار قہاریت ہے تمام مخلوق پر اور ظاہر کر دیا کہ مخلوق کو یہ قدرت نہیں ہے کہ اُسکی سلطنت وملکیت سے خارج
ہو سکے - اور حقیقت عجلت کی یہ ہے کہ جب آدمی مقدورات ازلیہ سے جاہل ہوتا ہے تو اُسکی جہالت سے عجلت پیدا ہوتی ہے اور اگر تقدیر ازلی
پر نظر رکھتا تو اُسکو یہ عجلت نہ ہوتی - واسطی رح نے کہا کہ اسمین بندون کی عاجزی ظاہر فرمائی اور اپنی قدرت کو پہنچوایا - قولہ بل تاتیہم
بغتۃ الآیہ - روز قیامت کی جلال عظمت کو ظاہر فرمایا کہ جب دیکھینگے تو اُسکے جلال ہیبت مین نیست وگم ہو جاوینگے اور ظہور جلال الٰہی کے
سامنے حادث کیونکر قائم رہ سکتا ہے جب تجلی عظمت وعزت کبریا رجل شانہ ہو اور جو بندے شہود قدم مین حضور پاگئے ہین وہ جریان افعال
قہر ولطف سے متغیر نہیں ہوتے ہین کیونکہ یہ امتحان عاریت ہین انسے اسی مین فزع ہوتا ہے جو حق عزوجل سے مشغول ہو - بعض نے فرمایا کہ جس
شخص کو مخلوق مین سے کوئی چیز مبہوت کر دے تو اسوجہ سے ہے کہ یہ شخص اُس چیز کے نزدیک مقام کر گیا اور اسکا محل وہی ہے اور یہ اُس چیز
پیدا کرنے والے سے غافل ہے اور جو شخص کہ قبضۂ حق عزوجل مین اُس کی حضوری مین ہے تو اُس کو کوئی چیز مبہوت نہیں کر سکتی
کیونکہ ...یت کی اعلی منزل مین مقام قدس مین ہے - پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اپنے بندون کے حفظ مین اسطرح ذکر فرمائی کہ سب کے سب اُسکے قبضۂ قدرت
مین مسخر ہین اور وہی اُنکو محفوظ فرماتا ہے اور جاہے جسکو فنا کرے اور کوئی مخلوق اُسکی اسطرح تسخیر وقہاریت سے خارج نہیں ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے فقال اللہ تعالیٰ سبحانہ
مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُونَ ○
کون تمکو محفوظ رکھے گا راتمین اور دن مین ارحم الراحمین سے بلکہ وے تو ذکر سے اپنے رب کے منھ موڑنیوالے ہین

Marfat.com

اَمۡ لَهُمۡ اٰلِهَةٌ تَمۡنَعُهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِنَا لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ نَصۡرَ اَنۡفُسِهِمۡ وَ [illegible]

یا انکے کوئی ٹھاکر ہین کہ انکو بچاتے ہین ہمارے سوا وے وہ اپنی مدد نہیں کر سکتے [illegible]

بَلۡ مَتَّعۡنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمۡ حَتّٰى طَالَ عَلَيۡهِمُ الۡعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوۡنَ [illegible]

کوئی نہیں پر بہنے برتوایا انکو اور انکے باپ دادہ انکو یہانتک کہ بڑھ پڑا انپر بھلا [illegible]

نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ۝ قُلۡ اِنَّمَاۤ اُنۡذِرُكُمۡ بِالۡوَحۡىِ [illegible]

گھٹاتے اسکے کنارون سے اب کیا یہ جیتنے والے ہین تو کہہ مین جو تمکو ڈر سناتا ہون سو [illegible]

الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنۡذَرُوۡنَ ۝ وَلَئِنۡ مَّسَّتۡهُمۡ نَفۡحَةٌ مِّنۡ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوۡلُنَّ يٰوَيۡلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ

بکار کو جب کوئی انکو ڈر سناوے اور کبھی ہوپنچے انکو ایک بھاپ تیرے رب کی آفت کی تو مقرر کہنے لگین ای خرابی ہماری بیشک ہم تھے [illegible]

اول مین کافرون کا استعجال عذاب کے بارہ مین اور اسکا وقت بعید جاننا ذکر فرمایا اور تہدید کر دی کہ جب آجاویگا عذاب موعود [illegible]

دکھ مین کفار گرفتار ہونگے اور وہ وقت اچانک آویگا اب بیان فرمایا کہ یہ بیخوفی اور غرور کس بات پر ہے قُلۡ مَنۡ يَّكۡلَؤُكُمۡ

بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحۡمٰنِ کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ٹھٹھا کرنے والون اور جرأت کرنے والون سے کہ کون [illegible]

محفوظ رکھیگا رات مین اور دن مین الرحمن سے یعنی اگر اللہ تعالی کا عذاب تم پر نازل ہو خواہ رات مین جب تم غافل ہو [illegible]

ہو یا نازل ہو دن مین جب قیلولہ مین ہوتے ہو یا معاش کے تردد مین ہوتے ہو تو تم کو کون بچا دیگا - یہان نام پاک الرحمن ذکر فرمانے مین [illegible]

ہے کہ اُسکی عام رحمت سے یہ لوگ بچگئے جسکی تربیت سے رحمۃ للعالمین رسول بھیجا ورنہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی امتون کی طرح ہلاک [illegible]

بَلۡ هُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ رَبِّهِمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ بلکہ ان لوگون کا یہ حال ہے کہ اپنے رب کے نام سے یعنی الرحمن سے منہ [illegible]

ہین یعنی عجب ہے کہ اسی رحمت عامہ سے عذاب سے بچے ہین اور اسی سے منہ موڑتے ہین - یعنی اپنے رب کا خیال ہی دل مین نہین [illegible]

تو اس سے خوف کرنا اور ڈرنا درکنار اور اسکا شکریہ ادا کرنا تو بالکل ندارد ہے - یہ معنی تو اکثر مفسرین نے لکھے ہین اور شیخ امام ابن کثیر [illegible]

لکھا کہ اللہ تعالی اپنی نعمت اپنے بندون پر ذکر فرماتا ہے کہ وہ انکو رات و دن مین محفوظ رکھتا ہے اور اسی کی حراست مین ہین قولہ [illegible]

یکلوکم باللیل والنہار من الرحمن ای بدل الرحمن نحوہ - یعنی یہان من بمعنی بدل ہے اور خبر ایک شعر سند کا لکھا ہے اور معنی یہ ہوئے [illegible]

کہ کون ہے جو تمہاری حفاظت کرتا ہے رات و دن مین بدلے الرحمن کے یعنی سوائے اللہ تعالی کے کوئی حافظ نہین بلکہ وہ الرحمن ذکر [illegible]

بلکہ وے اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑتے ہین کچھ شکریہ ادا کرنا تو درکنار وے اسکے ذکر ہی سے منکر ہین اللہ تعالی کی نعمت و احسان [illegible]

نہین کرتے ہین مترجم کہتا ہے کہ واللہ اعلم شاید معنی اول زیادہ مربوط ہین یعنی یہ کلام بطور ملامت کے ہے کہ تم لوگ عذاب سے [illegible]

ہو اپنی شب و روز کی حالت پر خوف نہین کرتے کہ اگر اسکا عذاب ابھی آجاوے خواہ رات مین یا دن مین تو تمکو کون بچا دیگا [illegible]

اضراب فرمایا کہ بلکہ وے اپنے رب کے ذکر سے معرض ہین یا بطور جملہ معترضہ کے انکی حالت بیان کرکے فرمایا اَمۡ لَهُمۡ اٰلِهَةٌ [illegible]

کیا انکے الٰہ ہین جو انکو منع کرین یعنی بچالینگے عذاب سے - مِّنۡ دُوۡنِنَا سوائے ہمارے [illegible] لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ [illegible]

نَصۡرَ اَنۡفُسِهِمۡ نہین استطاعت رکھتے ہین اپنی جانون کی نصرت کی یعنی جبکہ [illegible]

تو خود اپنی جانون کی حفاظت نہین کر سکتے ہین پس ہمارے عذاب کو کسطرح روکینگے [illegible]

Marfat.com

جانب سے پناہ دیے گئے ہین - حاصل یہ کہ اُنکے آلہ تو خود اپنے جان سے عذاب دور نہین کر سکتے ہین تو مشرکون کی کیا مدد کر سکینگے
اور جسے عذاب اُنپر سے نہین روک سکتے اور نہ مشرکین ہمارے عذاب سے محفوظ کیے گیے ہین پس لامحالہ ہلاک ہوجادین اگر ہمارا عذاب
اُنپر آوے ولیکن ہماری رحمت عام سے محفوظ ہین اِحکا شکر ادا کرین یصحبون کے معنی مین ابن عباس رضہ نے فرمایا امی یجارون - پناہ دیے ہوے
ہین مجاہد رحمہ نے کہا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کے ساتھ مصحوب نہین ہین - اورون نے کہا ممنوع نہین ہین یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے
ممنوع نہین ہین - اور امام ابن کثیر رحمہ کی تفسیر اول پر یہ آیت علیحدہ ہے اور معنی یہ ہین کہ کیا کافرون نے اپنے آلہ بنائے ہین جو رات و دن کی
آفات سے اُنکو محفوظ و ممنوع رکھین حالانکہ وے آلہ تو خود اپنی ذات سے آفت نہین ٹال سکتے عاجز ہین تو دوسرے پر سے کیونکر ٹال سکینگے
پس کفار سے اُنکے آلہ کی جانب سے آفت نہین ٹل سکتی اور نہ کفار ہماری جانب سے پناہ دیے گئے ہین کیونکہ جو آفت ہوگی وہ ہمارے
حکم سے ہوگی پس لامحالہ ہلاک ہوے تو مشرکون کو شب و روز خوف کرنا چاہیے اور ایسے آلہ سے جنکی ذات سے نہ نفع پہونچے اور نہ ضرر دور
ہو منہ موڑ کر اپنے رب عزوجل کی طرف جس سے اُلٹے منہ موڑتے ہین رجوع لانا چاہیے - اور دوسرے مفسرین کے طور پر یہ معنی ہین
کہ قولہ ولاہم منا یصحبون - اور نہ وے کفار ہمارے عذاب سے مصحوب ہین یعنی ہمارے عذاب سے پناہ دیے گئے نہین ہین - ابن قتیبہ
نے کہا یعنی کوئی نہین کہ اُنکو ہم سے اپنے اجارہ مین لے لے - کیونکہ جو شخص مجیر ہوتا ہے وہ اپنے جار کا مصاحب ہوتا ہے - اصل اسکی یہ ہے
کہ عرب جسکو پناہ دیتے ہین کہتے ہین انا اجرتہ وانا مجیرہ اور کہتے ہین انا صاحبہ من فلان یعنی فلان کے خطرے سے مین اُسکا مصاحب ہون یعنی
میری پناہ مین ہے تو فلان شخص اب اگر اسکو ایذا پہونچاوے تو اُسنے میرے ساتھ لڑائی باندھی - اسی کو شیخ ابن جریر رحمہ نے اختیار کیا ہے
اور مازنی رحمہ نے کہا کہ یصحبون یہان اصحبت سے ہے بمعنی منع کر دیا اور محفوظ کر دیا اور اول احسن ہے اور معنی یہ ہین کہ ہمارے مقابلہ مین کوئی
اُنکا پناہ دینے والا بھی نہین ہوگا - جب آلہ کا نفع و ضرر باطل تبلا دیا کہ کچھ ممکن نہین ہے تو اب اُنکے جزم و اعتقاد کی غلطی پر تنبیہ فرمائی بقولہ
بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ بلکہ تمتع دیا ہم نے اِن کافرون کو اور اُنکے آبا کو حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ
یہانتک کہ دراز ہوگئی اُنپر عمر - اسی جہت سے اُنکو غرہ ہوا کہ جس بات پر ہم چلے آتے ہین یہ کچھ ہے شیخ ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے
مشرکون کے حال سے آگاہ کیا کہ جس گمراہی مین پڑے ہین اسی پر جمے رہنے کی غلطی اُنکو اسوجہ سے پیش آئی کہ ہم نے اُنکو حیات دنیا مین
تمتع دیا ہے اور نعمت مین پلے ہین اور اسی حالت ضلالت و نعمت مین اُنکی عمر درازی کو پہونچی ہے تو اُنھون نے اعتقاد کیا ہے کہ ہم جس حال پر
ہین یہ بھی کچھ ہے اور ہم اسی پر برابر قائم رہینگے - پھر اُنکو نصیحت فرمائی بقولہ - اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا
مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ اس آیت کی تفسیر مین مفسرین نے اختلاف کیا ہے - بیضاوی رحمہ وغیرہ نے لکھا یعنی کیا نہین دیکھتے
ہین یعنی کیا نہین جانتے جو وضاحت مین دیکھنے کے مثل ہے کہ انا ناتی الارض - ہمارا حکم آتا ہے ارض الکفر پر ننقصہا من اطرافہا - اس شان سے
کہ ہم اس کافرون کی زمین کو کاٹ دیتے ہین اُسکے اطراف سے - اسطرح کہ مسلمانون کو اسپر مسلط کرتے ہین اور کافرون پر اُنکو غالب کرتے
ہین کہ وے بعض کو قتل کرتے ہین اور بعض کو دین اسلام مین لاتے ہین تو کفار ہمیشہ کمی کی حالت مین ہین اور مومنین ہمیشہ زیادتی مین ہین
افہم الغالبون تو کیا کفار غالب ہین رسول اللہ و مومنین پر - نہین بلکہ رسول اللہ و مومنین کو کافرون پر غلبہ ہے - ایسا ہی خطیب رحمہ وغیرہ
نے بھی ذکر کیا ہے - مترجم کہتا ہے کہ اس تفسیر مین یہ اعتراض ہے کہ یہ سورہ بالاتفاق مکیہ ہے جسمین یہ آیت ہے اور جہاد مشروع ہوا مدینہ مین بعد
ہجرت کے تو اسوقت یہ بات کہان تھی کہ مسلمانون کے جہاد سے دار الکفر کی تھوڑی تھوڑی زمین کم ہوکر قبضہ مسلمین مین آتی جاتی تھی

ور اُنکا غلبہ بڑھتا جاتا اور کافرون کا زور گھٹتا جاتا تھا - اور اِن تفسیرون مین سے کسی مین اسکا جواب نہین
مین آسکے جواب کا اشارہ اِسطرح کیا ہی کہ ہو تصویر لما یجر بہ اللہ تعالی علی ایدی المسلمین - یعنی یہ واقعہ [illegible]
صورت بالفعل نازل فرمادی - اور مترجم کہتا ہی کہ یہ جواب بھی ہو سکتا ہی کہ یہ آیت اِس سورہ مین سے [illegible]
اتقان مین ذکر کیا ہی - حسن بصری رح سے روایت ہی کہ مراد اِس سے اسلام کا غالب ہونا اور کافرون کا مغلوب ہونا - [illegible]
کہا کہ بہتر اِسکی تفسیر خود دوسری آیت سے ہی جو اللہ تعالی نے فرمایا ولقد اہلکنا ما حولکم من القری وصرفنا الآیات [illegible]
کردیے تمہارے گرد کے گانون وشہر اور تصریف فرمائین اپنی آیات تاکہ یہ لوگ کفر سے رجوع کرین - اور یہان معنی یہ ہین کہ یہان [illegible]
ہوتی ہی کہ اللہ تعالی اپنے دوستون کو نصرت دیتا ہی اپنے دشمنون پر اور ہلاک کردیتا ہی جھٹلانے والے گرد ہون اور شرک کرنے والے
اور نجات دیدیتا ہی اپنے مومن بندون کو - قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ - کہ دے اے اشرف الخلق کہ مین تم کو فقط وحی
ہون - یعنی جو مجھے وحی کی گئی اُس چیز سے ڈراتا ہون - وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ نہین سنتے ہین بہرے - الدُّعَآءَ
اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ جب ڈر سنائے جاوین - ابن عامر کی قرارت مین لاتسمع بصیغہ خطاب ہی تو الصم مفعول ہوگا یعنی تو اے [illegible]
علیہ وسلم نہین سنا سکتا ہی بہرون کو پکار جب وے ڈر سنائے جاوین - اگر کہا جاوے کہ بہرے تو ڈر سنائے جاوین یا خوشی سنائے جاوین
نہین سنتے ہین - بیضاوی رح نے جواب دیا کہ یہان کلام انذار مین تھا اِسی وجہ سے خالی اذا ما ینذرون - فرمایا - اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ اِس مین
مبالغہ ہو کہ ایسے دلیر وبیباک ہین کہ خوفناک امر سنانے سے بھی نہین سنتے ہین - وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ اور اگر اُنکو چھو جاوے -
نَفْحَةٌ ایک ذرا سا جیسے ہوا لگ جاتی ہی - مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ تیرے رب کے عذاب مین سے یعنی جس سے ڈرائے جاتے اور
نہین سنتے ہین - لَيَقُوْلُنَّ تو ضرور کہین اور اپنے اوپر مرجانے کی بددعا کرین کہ - يٰوَيْلَنَآ اے ہماری موت کہین آجا کہ اِس عذاب
سے چھوٹین - اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ہم تو بیشک ظالم تھے - اپنے اوپر کفر وشرک وجہالت وبہرے پن سے ظلم کیا ہی پھر کوئی شخص یہ گمان
نہ کرے کہ اِسمین اللہ تعالی کی طرف سے شدت وسختی ہی نہین بلکہ وہ پاک ہی اور یہ جو عذاب ہی خود اِنہین مشرکون کا کیا ہوا ہی اللہ تعالی
نے انپر ذرہ برابر بھی ظلم نہین کیا ہی اِسی واسطے آگے میزان عدل کا بیان فرمایا - ف - فی العرائس قولہ تعالی قل من یکلؤکم باللیل
والنہار من الرحمن - اِس مین بیان ہی کہ اللہ تعالی ہر مخلوق کو کامل محیط ہی اور وہ علت سے پاک ہی یعنی ذات پاک تعالی ہی کسی کے شرک
وطاعت سے اور لطیف رحیم ہی کہ بلطف قدیم اِن مخلوق سے قہر قدیم کو دور فرماتا ہی اور اگر یہ لطف قدیم نہ ہوتا تو حدوث کی علت [illegible]
غضب کون دور کر سکتا تھا - یہ کمال لطف رب عزوجل دیکھو اور مخلوق کا اپنے رب سے منھ موڑنا دیکھو کما قال تعالی بل هم [illegible]
معرضون - اِسمین اشارت ہی کہ ذکر الٰہی ازل مین اُنکے واسطے ہلاک کا ہی - ابن عطا رح نے کہا کہ بھلا کسی کو قدرت ہی کہ حفاظت [illegible]
حق عزوجل سے - (عس) واضح ہو کہ اللہ تعالے کے صفات قدس مین سے ایجاد خلقت کے اندر صفت رحمت [illegible]
سے ہے اور مخلوقات جمیع اُسکے قبضۂ قدرت مین دائمی مسخر ہے کسی دم اُسکی قیومی سے کوئی ذرہ باہر نہین ہو سکتا [illegible]
محیط ہی اور یہ معلوم کہ کفر وشرک اسکی صفت غضبی کا مظہر ہی تو حفظ کفار ومشرکین بسا بقۂ رحمت ہی [illegible]
راحت نہ پاتا اگرچہ دنیا تمام لعنت وکافرون پر وبال ہی - اسی جہت سے کوئی حرکت وسکون [illegible]
مین عدل سے وزن ہوگا کما قال [illegible]

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ

اور رکھینگے ہم ترازوئین عدل کی دن قیامت کے پس نہ ظلم کیا جاویگا کوئی جی کچھ اور اگر ہوویگا عمل برابر ایک دانہ

خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ○ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ

رائی کے لاویں گے ہم اسکو اور کفایت ہین ہم حساب لینے والے اور تحقیق دیا ہمنے موسیٰ اور ہارون کو معجزہ

وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ○ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُم مِّنَ السَّاعَةِ

اور روشنی اور نصیحت واسطے پرہیزگارون کے وہ جو ڈرتے ہین رب اپنے سے بن دیکھے اور وہ قیامت سے

ع ۴ ۹

مُشْفِقُونَ ○ وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ ۚ أَفَأَنتُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ○

ڈرتے ہین اور یہ ذکر ہے برکت والا اُتارا ہمنے اسکو کیا پس اسکے منکر ہو

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ - الموازین جمع میزان - اور یہ آلہ ہے اور معنی مصدری بھی ہوسکتے ہین یعنی وزن کرنا - اور القسط صفت موازین ہے اور موازین جمع کی صفت القسط واحد اسواسطے آیا کہ مصدر ہے بمعنی عدل اور میزان عدل بطور مبالغہ ہے یعنی وہ میزان ایسی ہے کہ عین عدل ہے اور اگر میزان سے معنی مصدری لیے جاوین یعنی وزن عدل تو ظاہر ہے - **لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ** - لام بمعنی وقت ہے یعنی وقت قیام قیامت کے حاصل یہ کہ ہم قیامت کے روز میزانین عدل کی رکھینگے - **فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا** - پس نہین ظلم کیا جائیگا کوئی نفس کچھ - اس سے ظاہر ہوا کہ مشرکین کے حق مین جو نفحۂ عذاب کی کیفیت بیان فرمائی وہ عین عدل کے ساتھ ہے واضح ہو کہ اسمین چند باتین ہین اول آنکہ موازین جمع ہے بمعنی میزانین - تو کیا مراد حقیقت ہے یا تمثیل ہے - دوم اگر حقیقت ہے تو کیا میزانین ہونگی یا ایک میزان ہوگی سوم میزان پر کیا چیز تولی جائیگی پس اول بات کی توضیح یہ ہے کہ بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ بعض کے نزدیک یہ بطور تمثیل کے ہے یعنی حساب انکا ایسا ٹھیک وصحیح ہوگا جیسے ترازو مین تلا ہوا اور جزا موافق اعمال کے عدل سے دیجائیگی خطیب نے کہا کہ یہ صحیح نہین ہے اور صحیح قول جسپر ائمہ سلف بخلف رح ہین وہ یہ ہے کہ حقیقی میزان ہوگی جسپر بندون کے اعمال وزن کیے جاوینگے - اور سورہ اعراف مین اسکی تحقیق گذر چکی ہے - دوم جب میزان حقیقی ہے تو صورت اسکی مثل ترازو کے ہے جیسا کہ حدیث مشہور مین وارد ہے اور حسن رح سے روایت ہے کہ اس میزان کے دو پلہ ہین اور خطیب رح نے ذکر کیا کہ روایت ہے کہ داؤد ع نے رب عزوجل سے درخواست کی کہ اسکو میزان دکھلادی جاوے پس اللہ تعالیٰ نے دکھلائی کہ اسکا ہر پلہ اسقدر وسیع تھا جیسے مشرق سے مغرب تک پس داؤد ع پر غشی طاری ہوئی جب افاقہ ہوا تو عرض کیا کہ الٰہی کسکے عمل ہین کہ اس پلہ کو بھرین ارشاد ہوا کہ اے داؤد ہم جب بندہ سے راضی ہوتے ہین تو اسکے ٹکڑے چھوہارے سے یہ پلہ بھر جاتا ہے بعض نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ میزان ایک ہی ہے تمام امتون اور تمام اعمال کے وزن کے لیے میزان واحد ہے - اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اکثر کے نزدیک میزان ایک ہے اور یہان موازین جمع فرمایا تو یہ باعتبار تعدد اعمال موزونہ کے ہے خطیب نے ذکر کیا کہ جمع اسکی بسبب کثرت اُن لوگون کے ہے جنکے اعمال وزن ہونگے [illegible] واسطے ترازو ہو اور جائز ہے کہ وزنون کے تعدد سے جمع فرمائی گئی ہے - سوم ترازو پر کیا چیز وزن ہوگی تو بیضاوی رح نے کہا کہ صحائف اعمال تولے جاوینگے - اور خطیب رح نے لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ اعمال کیونکر وزن ہونگے کیونکہ اعمال تو اعراض ہین - جواب دیا گیا کہ اسکے دو طریقہ ہین ایک یہ کہ اعمال جو بدن مین ہون ایک پلہ مین نیک اعمال کے صحائف ہون اور دوم مین بد اعمال کے صحائف ہون - اور دوم یہ کہ ایک پلہ مین نیکیون کے اجسام روشن ہون اور دوسرے مین بدیون کے جواہر سیاہ ہون - اقول جو بیضاوی رح نے ذکر کیا وہ بھی ظاہر احادیث سے نکلتا ہے اور نیز احادیث کثیرہ [illegible] ہوتے ہین انکے واسطے حقائق ہین اور وہ بعد موت کے قبر ہی سے ظاہر ہوجاتے ہین - اگر کہا جاوے کہ کفار کا وزن ہی [illegible] انکی کچھ نہوگی یعنی خواہ بے عزت ہونگے - ہان یہ صحیح ہے کہ وزن

ہرایک کیواسطے نہین ہی کیونکہ جنپر حساب نہین ہی اُسکے واسطے وزن نہین ہی جیسے انبیاء و ملائکہ - اور وزن مکلفین انسان و جن کے لیے ہی
یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ کبھی خود بندہ کا وزن ہو گا جیسے حدیث مین ہی کہ عبد اللہ بن مسعود میزان مین کوہ احد سے بھاری ہی اور حدیث سے
کا فرزند نابالغ مرا اور اُسنے صبر کیا تو یہ فرزند اُسکی میزان مین ہوگا اور کبھی نفس عمل میزان مین ہونا ظاہر ہوتا ہی چنانچہ صحیحین کی حدیث کلمتان خفیفتان
علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم یعنی دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہین اور ترازو مین بھاری
نزدیک محبوب ہین وہ سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم ہین - اور شاید کہ اول یعنی جسمین نفس بندہ کا میزان مین ہونا ظاہر ہوتا ہی مراد اس سے اُسکے
ثواب ہو - اور نفس عمل کا میزان مین ہونا اقرب ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قولہ تعالیٰ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا
وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ - اور اگر ہو گا جو وزن کیا جاوے بقدر دانہ خردل کے تو ہم اسکو لا دینگے اور ہم حساب کرنے والے کافی ہین
اور لقمان کی نصیحت مین ذکر فرمایا - یابنی انہا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بہا اللہ یعنی
اے پسر اگر وہ نیکی یا بدی ہو گی بقدر دانہ رائی کے پھر وہ ہو پتھر کے اندر یا آسمانون مین یا زمین مین تو اُسکو اللہ تعالیٰ لے آویگا - تو جسمین
اسمین دلالت ہی کہ نامۂ اعمال نہین بلکہ نفس عمل لایا جائیگا یا ثواب اس عمل کا - ولیکن کبھی یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ صحیفۂ اعمال تولے جاوینگے
چنانچہ امام احمد نے مسند مین کہا کہ حدثنا ابراہیم بن اسحٰق الطالقانی حدثنا ابن المبارک عن لیث بن سعد عن عامر بن یحیی عن ابی
عبد الرحمن الحبلی قال سمعت عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل یستخلص رجلا من امتی
علی رؤس الخلائق یوم القیامہ الحدیث وہو مذکور فی المشکوۃ یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عز وجل قیامت
کے روز میری امت مین سے ایک مرد کو سب خلائق کے روبرو علیحدہ کھڑا کریگا پھر اُسکے روبرو ننانوے سجل کھولے جاوینگے ہر ایک سجل درازی نظر تک ہے
ہو گا پھر فرماویگا کہ کیا تو اسمین سے کچھ انکار کرتا ہی کیا میرے ملائکہ حافظین کرام کاتبین نے تجھپر کچھ ظلم کیا ہی کہیگا کہ اے رب کچھ نہین - فرمائیگا کہ کیا تیرا کچھ عذر
یا نیکی - وہ متحیر ہو کر عرض کریگا کہ اے رب کچھ نہین ہی پس فرماویگا کہ نہین بلکہ ہمارے یہان تیری ایک نیکی ہی اور آج تجھ پر ظلم نہین ہی پس اس کے لیے
ایک بطاقہ نکالا جائیگا جسمین یہ ہو گا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ پس فرماویگا کہ اُس شخص کو ساتھ بطاقہ میزان پر حاضر کرو
وہ عرض کریگا کہ اے رب یہ بطاقہ بمقابلہ ان سجلات کے کیا ہو گا اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ تجھپر ظلم نہین کیا جائیگا - پھر وہ سجلات ایک پلہ مین رکھے جاوینگے
اور بطاقہ دوسرے پلہ مین رکھا جائیگا پس ہلکے پڑ جاوینگے سجلات اور بھاری پڑیگا وہ بطاقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے
نام کے مقابل ہو کر کوئی چیز بھاری نہین ہو سکتی ہی - رواہ الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی حسن غریب - اس حدیث سے ظاہر ہی کہ
صحائف اعمال موزون ہونگے - اور امام احمد نے من طریق ابن لہیعہ روایت کی عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ قیامت کے روز موازین رکھے جاوینگے پس آدمی لا کر ایک پلہ مین رکھا جائیگا اور جو اسپر شمار ہوا ہی وہ دوسرے پلہ مین
بُرائی کا پلہ جھک جائیگا وہ دوزخ کو بھیجا جائیگا وہ مایوس جاتا ہو گا کہ ناگاہ رب عز وجل کی طرف سے منادی پکاریگا کہ
کچھ باقی ہی پس ایک بطاقہ نکالا جائیگا جسمین لا الٰہ الا اللہ ہو گا وہ اس مرد کے ساتھ ایک پلہ مین رکھا جائیگا [illegible]
مترجم کہتا ہی کہ بحکم قولہ تعالیٰ الوزن یومئذ الحق - اس روز وزن تو یقینی ہی لیکن [illegible]
اور جسکو عقل ہی وہ جانتا ہی کہ وزن ہونا کچھ بعید نہین [illegible]
[illegible]

Marfat.com

...میں کی دلیل سے محال ہو وہ البتہ ناممکن ہے جیسے الوہیت میں اور تمام صفات کمال میں کسی چیز یا آدمی کا شریک ہونا عقلاً محال ہے اور یہ امور
...جنت ونار ومیزان وحساب سب بلاشبہہ ممکن ہیں پس یقینی ہیں اور مشرکین جاہل انکو بعید سمجھتے ہیں یعنی انکی نظر سے کبھی اسکی نظیر ومثال
نہیں گذری ہے اور اس سے کوئی چیز محال نہیں ہو سکتی جیسے دوسرا آفتاب انہوں نے نہ دیکھا اگر ہونا کچھ محال نہیں جیسے زحل کے
...واسطے چاند ہیں - امام احمد رح نے باسناد جید حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب میں سے ایک شخص آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ملک میں چند غلام ہیں
مجھے جھوٹا بناتے ہیں اور میری خیانت کرتے ہیں اور نافرمانی کرتے ہیں اور میں انکو مارتا اور گالی دیتا ہوں تو میری حالت انکے ساتھ کیسی ہے
پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو انہوں نے تیری خیانت کی اور نافرمانی کی اور جھٹلایا وہ حساب کیا جائیگا اور تیرا عذاب دینا بھی حساب کیا جاویگا پس
اگر تیرا عذاب دینا تیرے ساتھ انکی برائی کرنے کے برابر ہوگا تو بدلا ہو جائیگا نہ کچھ تجھ پر ہوگا اور نہ کچھ انپر ہوگا اور اگر انکی بدکرداریوں سے تیرا سزا دینا
انکو کم ہوگا تو تیرے واسطے فضیلت رہیگی اور اگر تیرا عذاب دینا انکو انکے گناہوں سے بڑھکر ہوگا تو جسقدر زیادتی تونے کی اسکا تجھسے
قصاص لیا جائیگا - یہ سنکر وہ شخص رونے لگا اور افسوس کرنے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر فرمایا کہ اسکو کیا ہوا ہے یہ کیا اللہ تعالیٰ
کی کتاب نہیں پڑھتا ہے ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین - اس
شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اس سے بہتر کوئی چیز نہیں پاتا ہوں کہ میں انسے جدا ہو جاؤں میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ وے سب
آزاد ہیں - ورواہ الترمذی وابن جریر فی تہذیبہ والبیہقی وغیرہم - شیخ شبلی رح سے روایت ہے کہ انکو خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ
نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا - شیخ نے فرمایا کہ حاسبونا فدققوا ثم منوا فاعتقوا مجھسے حساب لیا تو بہت دقیق باریکی کے ساتھ پھر احسان کر کے
آزاد کر دیا - وکذا کل مالک + بالممالیک یرفق - یونہی ہر مالک اپنے مملوکوں کے ساتھ نرمی کرتا ہے - پھر اللہ تعالیٰ نے تفصیل انبیاء سابقین
کی فی الجملہ بیان فرمائی چنانچہ دس قصہ ذکر فرمائے اول قصہ موسیٰ وہارون - دوم قصہ ابراہیم - سوم لوط - چہارم نوح پنجم داؤد وسلیمان - ششم
ایوب - ہفتم اسمعیل وادریس وذی الکفل ہشتم یونس - نہم زکریا - دہم قصہ مریم واسکے فرزند عیسیٰ علیہم السلام کا - **وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ** - اور البتہ ہم نے دی موسیٰ وہارون کو فرقان یعنی فرق کرنے والی کتاب جس نے حق و
باطل میں فرق کر دیا وہ توریت ہے - مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ فرقان یعنی کتاب - ابو صالح رحمہ اللہ نے کہا کہ توریت اور قتادہ رح نے
کہا کہ توریت حلال وحرام کی بیان کرنے والی اور جو اللہ تعالیٰ نے حق وباطل میں فرق کیا - ابن زید نے کہا یعنی نصرت - پھر شیخ ابن کثیر رح
نے ذکر فرمایا کہ قول جامع بیان یہ ہے کہ جو آسمانی کتاب ہوتی ہے اسمیں چند باتیں ہوتی ہیں حق وباطل میں تفرقہ کرنا اور ہدی وضلال اور
...رشاد اور حلال وحرام اور ایسی چیز جو دل میں نور پیدا کرے اور ہدایت وخوف وخشیہ لاوے اور نصیحت - اسی واسطے فرمایا کہ دی
...**وَضِيَاۤءً** - اور نور یعنی اس سے دل میں نور آتا ہے - **وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ** اور وعظ ونصیحت واسطے متقین کے
...ہے کہ - **الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ** - وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے غیب کے ساتھ - سراج میں
... یعنی باطن میں یا دنیاوی حیات میں قبل اسکے کہ جنت میں حجاب رفع ہو متقین کی خصوصیت اسواسطے فرمائی
... واسطے وہی لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ سے تقوی رکھتے اور ڈرتے تھے درحالیکہ وہ دنیا میں تھے یا
... - **وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ** اور ڈرے قیامت سے

رزتے تھے اسکو خاصکر بیان فرمادیا حالانکہ جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اُسکے عذاب و قیامت سے [illegible]
بسا اوقات آدمی پہلے قیامت سے خوف کرکے تب اللہ تعالی کی جناب مین صدق دل سے [illegible]
مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ۔ اور یہ یعنی قران جو تمھارے پاس ہے جب چاہو لے لو یہ ذکر مبارک ہے [illegible]
چنانچہ اسی وجہ سے قیامت مین قران کی تابعین بہ نسبت اہل توریت کے زیادہ ہونگے اور اُنکے مراتب بھی مزید [illegible]
لَهٗ مُنْكِرُوْنَ سو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو۔ یہ عجیب ہے کہ اعلی و افضل کرامت جو تم پر ہے اُسکو جھوٹ [illegible]
جہال قریش ایسا کیا کرتے تھے۔ ف ـــــ فی العرائس قوله تعالی ونضع الموازين القسط ليوم القيامة الآية [illegible]
موازین عدل ہین جو ازل سے ہین اور انمین حوادث کی تغیرات سے کچھ تغیر نہین اور زمان و مکان کی تبدیل سے [illegible]
ہر میزان کا ایک موقع و مقام ہے بعض میزان عاشقین کے اور بعض محبین کے لیے اور بعض مشتاقین کے لیے اور بعض اہل [illegible]
اور بعض اہل خضوع کے لیے اور بعض اہل اداب کے لیے جو غلبہ وجد و حال سے آہ کرتے ہین اور بعض اہل الوجد کے لیے [illegible]
کے لیے اور بعض رونے والون کے لیے پس ان موازین سے ان لوگون کے زمانہ فراق کے محنتین و تکالیف موزون ہوتے ہین اور [illegible]
اُنکے صدق و اخلاص کے اُنکو مزید قرب و درجات عطا ہوتے ہین اور عارف کی میزان یہ ہے کہ اُسکی ایک سانس کے مقابلہ مین تمام [illegible]
و تمام مخلوقات کا وزن نہین ہوتا ہے کیونکہ اسکا خروج غیب سے منور بنور حق ہوا ہے اور شیخ قاسم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ [illegible]
مختلف ہین اور زمین مین میزان الہی یہ عدل ہے پس جس نے اپنے اعمال کو میزان عدل مین تولا وہ عابد ہے اور جس نے اپنی حرکات کو [illegible]
عدل مین تولا وہ محب ہے اور جس نے اپنے انفاس کو میزان عدل مین تولا وہ عارف ہے اور میزان عدل دنیا مین تین ہین [illegible]
واسطے ایک میزان ہے اور قلب و عقل کیواسطے ایک میزان ہے اور معرفت و سر باطن کیواسطے ایک میزان ہے پس نفس و روح کی میزان [illegible]
ہین اور اسکے دونون پلہ وعدہ و وعید ہین اور قلب و عقل کی میزان وہ ایمان و توحید ہے اور اسکے دونون پلہ ثواب و عقاب [illegible]
رضا رہی جسکے پلہ طلب و گریز ہین پس جسنے افعال نفس و روح کو دونون پلہ امر و نہی پر موافق کتاب و سنت کے تول لیا [illegible]
ہونگے اور جس نے حرکات قلب و عقل کو میزان ثواب و عقاب مین موافق وعدہ و وعید کے تول لیا تو اُسکے [illegible]
و مشقت سے چھوٹا۔ یعنی افعال روح و نفس موافق امر و نہی کتاب و سنت کے ہون اور قلب و عقل [illegible]
خوف عقاب الہی ہو تو اسکے اعمال آخرت کے واسطے خالص ہوئے اور اُسنے درجات عالیہ پائے اور جس نے [illegible]
رضا و ناراضی مین پلہ طلب و گریز مین تولا تو جس سے بھاگا اُس سے نجات پائی اور جسکو طلب کیا اُسکو پایا مین [illegible]
حال سے ہوگی کہ وہ بھاگتا ہے اور دنیا سے نکلنا و موت اُسکی طلب پر ہوگی اور انجام [illegible]
مسبب الاسباب کی طرف وصول چاہے وہ سبب سے بھاگے کیونکہ سبب ہر ایک طالب کے واسطے [illegible]
انزلناه الآیہ۔ کلام حق سبحانہ تعالے قران پاک خود اپنی ذات مین مبارک ہے [illegible]
برکت کا اُس شخص پر ہے جو اُسکو محبت و شوق کے کانون سے سنے پس [illegible]
وصال کا ہوا اور اسکے مضمون پر عمل کرے اور اشارات [illegible]

[illegible] القرآن لرادک الی معاد۔ شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ یہ ذکر مبارک ہے اُسپر جو اُسکو سنے۔ مبارک ہے اُسپر جو اُس سے نصیحت پکڑے۔ مبارک ہے اُسپر جو اپنی ہمت و قلب سے اُسپر متوجہ ہو۔ مبارک ہے اُسپر جو اُسکے اوپر ایمان لایا اور جو کچھ اُس مین ہے اُسکی تصدیق کی۔ پس جو شخص کہ اپنے سر باطن یا قلب یا نفس مین آثار برکت قرآن سے نہ پاوے تو اسکو جان لینا چاہیے کہ وہ خواص کے دائرہ سے دور ہے اور شقی عوام کے میدان مین پڑا ہے۔ پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے دوسرا بیان اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ

اور آگے دی تھی ہمنے ابراہیم کو اسکی نیک راہ اور ہم رکھتے ہین اُسکی خبر جب کہا اسنے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ

یہ کیا مورتین ہین جنپر تم لگے بیٹھے ہو بولے ہمنے پایا اپنے باپ دادون کو انہین پوجتے بولا

لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝

مقرر رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی مین بولے تو ہم پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیان کرتا ہے

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

بولا نہین پر رب تمہارا وہی ہے رب آسمان و زمین کا جسنے انکو بنایا اور مین اسی بات کا قائل ہون

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا الربع

اور قسم اللہ کی مین علاج کرون گا تمہارے بتون کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر پھر کر ڈالا انکو ٹکڑے مگر ایک بڑا

لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا

انکا کہ شاید اس پاس پھر آوین کہنے لگے کسنے کیا یہ کام ہمارے ٹھاکرون سے وہ کوئی بے انصاف ہے وہ بولے

سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓي اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝

ہمنے سنا ہے ایک جوان انکو کچھ کہتا ہے اسکو پکارتے ہین ابراہیم وہ بولے اسکو لے آؤ لوگون کے سامنے شاید وہ دیکھین

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝

بولے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے ٹھاکرون پر اے ابراہیم بولا نہین پر یہ کیا انکے اس بڑے نے سو انسے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہین

یہان سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ذکر شروع فرمایا اور ابراہیم علیہ السلام ایک اولوالعزم بزرگ پیغمبرون مین سے ہین جنکی اولاد مین بکثرت انبیاء و رسول گذرے ہین چنانچہ اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب و یوسف و موسیٰ و ہارون و داؤد و سلیمان حتیٰ کہ عیسیٰ و محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین سے ہین اور آپ کی اولاد دو فرق ہوے ایک اولاد اسحٰق و یعقوب جو بنو اسرائیل کہلاتے کیونکہ اسرائیل لقب یعقوب علیہ السلام ہے اور بنو اسرائیل کی پیغمبری حضرت یوسف علیہ السلام سے لیکر اُنکے آخر پیغمبر عیسیٰؑ تک رہی اور دوم اولاد اسمٰعیل علیہ السلام کہ اُنمین بالیقین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام رسولون کا سرتاج مبعوث فرما کر نبوت ختم کر دی اور قیامت تک کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام جو دنیا مین آوینگے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت مین اسی شریعت پر وحی سے [illegible] قرآن کافی ہے لیکن آنکو تفہیم وحی خاص ہوگی اور خلیفہ اسوقت امام مہدی علیہ السلام ہونگے۔ بالجملہ حضرت ابراہیم ع کی

نسبت مورخین نے لکھا ہی کہ قریب بابل قدیم کے رہتے تھے اور یہودیون نے بیان کیا کہ ایک شہر [illegible]
اور اِس زمانہ مین جو وہان برکۂ ابراہیم ایک حوض یا جھیل ہی اور وہان ایک مسجد جامع ابراہیم کے [illegible]
نبو اسرائیل مین سے کسی بادشاہ نے بنوائی ہوگی کیونکہ بالاتفاق اُنکو اپنے زمانہ مین وہان [illegible]
اور اُنکی قوم والون مین سے ایسے مسلمان نہ تھے کہ وہان جامع مسجد تیار ہو اور یہودیون وغیرہ [illegible]
اُنکے بیان مین لکھے ہین اور زیادہ اختلاف بوجہ یہود اور نصاریٰ کی عداوتون کے پیدا ہوا کہ ہر ایک [illegible]
کے منہ مقصود باتین اُنکی طرف نسبت کردین جیسے زمانہ اسلام کی ابتدا مین مدینہ کے یہودیون اور نجران [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین باہم جھگڑا کیا کہ یہودیون نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے [illegible]
بلکہ نصرانی تھے حالانکہ یہ بات صریح معلوم ہی کہ یہودیت تو موسیٰ علیہ السلام و توریت کے بعد پیدا ہوئی ہی اور نصرانیت حضرت [illegible]
کے بعد پیدا ہوئی ہی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اِس سے کہین پہلے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو رد فرمایا ہی بقولہ [illegible]
لم تحاجون فی ابراہیم وما انزلت التوراۃ والانجیل الا من بعدہ افلا تعقلون۔ اور فرمایا کہ ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن [illegible]
مسلما وما کان من المشرکین۔ پس یہی حال ان مورخون کا ہی جو اگلے زمانہ مین اسلام سے پہلے ہوتے تھے اور یقینی بات [illegible]
اکثر قومون مین نہ تھا ہندوستان مین اور ایران وغیرہ مین تو کوئی عجیب و مہم عظیم کو بھاٹ و قصہ گو اپنے طور پر [illegible]
گھڑ کر بنا لیتے اور چند روز گذرنے مین اسمین طرح طرح کے تغیرات و تراش و خراش و کمی بیشی اِسقدر ہو جاتی کہ اصل واقعہ [illegible]
تھا اور یہ تو بلا عیب اُنمین شائع تھا کہ ہر واقعہ مین جو بات اپنی طرف کے فریق کی شان مین حقارت کی ہو اُسکا بالکل ذکر [illegible]
ایسے طور پر ہو جس سے اُسکی مدح و دوسرے کی مذمت ہو جاوے اور اصل بات خاک مین مل جاتی ہے اور ایرانی تاریخون [illegible]
دیکھنے والے پر یہ بات بالکل مخفی نہین ہی اور صریح دلیل یہ ہی کہ ایرانی بادشاہون کا حال آخری بادشاہ ایران تک جب اہل اسلام [illegible]
اور فتوحات اسلام سے اُسکو سلطنت ایران کے زوال کا حال ظاہر ہوا تو اُسنے مختلف داستانون سے ایک مجموعہ نامہ [illegible]
کہ یادگار رہے اور یہ ہزارون برس کے بعد قید تحریر مین آیا۔ یہ سب مین نے اسواسطے لکھدیا کہ دو باتون کا لحاظ ضروری ہی اول [illegible]
مین آیا وہ قطعی یقینی ہی اور تاریخون کے مہمل بیانات کی وجہ سے قرآن کی تاویل بالکل نہین جائز ہی دوم یہ کہ جو بات قرآن [illegible]
وہ تو قطعی آگئی پھر اُسکی شہادت اور تصدیق کسی تاریخ سے طلب کرنا بالکل جہالت ہی بلکہ تاریخون کا صحیح کرنا قرآن سے چاہیے [illegible]
اسی طرح جو بات کہ قرآن مین مذکور ہی وہ اگر کسی تاریخ مین نہ ہو تو کچھ پروا نہین ہی اسواسطے کہ علم تاریخ کا حال [illegible]
تھا جیسا کہ ہم نے اوپر مفصل بیان کیا ہی اور سخت عجیب یہ ہی کہ بعضے گمراہ اِس زمانہ مین ایسے [illegible]
قرآن نازل ہونے کے زمانہ کا قرآن مین مذکور ہی اُسکی تصدیق کے واسطے غیر ملکون کی تاریخ چاہتے ہین [illegible]
کا معجزہ قرآن مین موجود ہی بقولہ تعالیٰ وانشق القمر الآیہ۔ تو کہتے ہین کہ مورخون نے اسکو نہین لکھا [illegible]
انصاف گفتگو ہی اسواسطے کہ عرب مین کروڑون آدمی دین اسلام کے قطعی دشمن [illegible]
و بیٹے و اولاد و اقارب وغیرہ و احباب قتل کیے اور قتل کرائے انھین کے [illegible]
یہودی و نصرانی وہان موجود تھے جنمین سے سوائے معدودے چند کے کوئی اسلام [illegible]

Marfat.com

[illegible] کسی نے نہین دعوی کیا کہ یہ بات جھوٹ ہی پھر جو بات کہ متواتر ثبوت کو پہونچی اُسکے واسطے تصدیق طلب کرنا
[illegible] بالکل قطعی ہی اور مورخ تو دو ایک تاریخ نہین دس پانچ تاریخین لکھنے والے سہی یہ معدود ہین اُنکی تحریر ہوتی تو کیا یقین کا فائدہ
[illegible] سواے گمان کے کہان کچھ ہوگا جیسے عموماً تاریخون کا حال ہی ایسی جہالت وبے ایمانی وہٹ دھرمی کا کچھ نتیجہ سواے رسوائی کے
نہین [illegible] مین پھر رجوع کرتا ہون اصل مطلب کی طرف کہ ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ بہت دراز ہوا اور تاریخون پر اعتماد کچھ نہین ہی ولیکن
[illegible] اعتماد قرآن پاک پر ہی اور ہم کو اسیقدر کافی ہی جو اللہ تعالے نے فرمایا - وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ یعنی ہمنے
ابراہیم کو اُسکی رشد عطاکی - رشد یہ ہی کہ بھلائیون کی راہ روی معلوم ہوجاوے اور ملکہ حاصل ہوجاوے اور ابراہیم کی طرف رشد کی
اضافت فرماکر اُسکی رشد فرمایا تاکہ معلوم ہوجاوے کہ اس رشد کی ایک شان عالی ہی اور فائدہ اس رشد کا اُسی کی طرف عائد ہی - پھر
بیان فرمایا کہ یہ رشد اُسکو کب دی بقولہ مِنْ قَبْلُ یعنی قبل موسی وہارون کے جنکا ذکر اوپر ہوا کہ اُنکو ہمنے توریت دی یا اُنکہ
ہذا ذکر مبارک انزلناہ سے پہلے یعنی قرآن سے تو معنی یہ ہوے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابراہیم کو جسکی اولاد مین سے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اور آپکی قوم واکثر عرب ہین ابراہیم کی رشد عطافرمائی ہی اور یہ قول تو بیضاوی رح نے اول لکھا ہی پھر ایک اور قول لکھا اور اُسکے
صحیفت ہونے کی طرف بھی اشارہ کیا کہ من قبل سے یہ مراد کہ قبل نبی کرنے اور بالغ ہونے کے یعنی ابراہیم کو بالغ ہونے اور نبی کرنے
سے پہلے ہمنے رشد دیدی - ولیکن یہ قول اکثر مفسرین کا ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہی کہ اُسنے اپنے خلیل ابراہیم
کو اسکا رشد قبل سے دیدیا یعنی حالت صغرسنی مین اُسکو حق وحجت کا الہام کر دیا جیسا کہ فرمایا وتلک حجتنا آتیناہا ابراہیم علی قومہ نرفع درجات
من نشاء ان ربک حکیم علیم - اور لکھا کہ یہ جو اخبار تاریخی بیان کیے جاتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کو اُنکے باپ نے ایک کھوہ مین داخل
کیا تھا وہ دودھ پیتے تھے اور جب کچھ بڑے ہوے تو ایک رات خود اُسمین سے نکلے اور کوکب ومخلوقات ارضی وسماوی کو دیکھا اور بصیرت
حاصل کی اور ایسی ہی تفاصیل جو بہت سے تفسیر والون وتاریخ لکھنے والون نے بیان کی ہین تو قریب قریب یہ سب بنو اسرائیل کی
کہانیان ہین اور صحیح حال اسمین بہت کم ہی ولیکن جسقدر اسمین سے ہماری کتاب پاک قرآن مجید سے موافق ہی تو اسکو ہم بوجہ موافقت
امر صحیح قطعی کے قبول کرینگے اور جسقدر اُسمین سے وحی الٰہی سے مخالف ہو تو ہم یقین جانتے ہین کہ وہ مردود ہی اور اسکے سواے جو حصہ
اسمین سے ایسا ہی کہ وہ قرآن سے زائد ہی اور مخالف بھی نہین ہی تو ہم نہ اُسکی تصدیق کرین اور نہ تکذیب کرین بلکہ موقوف رکھتے ہین کہ
واللہ اعلم شاید صحیح ہو یا قصہ والون نے اپنے اغراض سے ملا دیا ہو - ولیکن بہت سے علماے سلف [illegible] ایسے حصہ کو جو کہ مخالف نہی ہی
اور قرآن مجید سے زائد ہی اسرائیلیون یعنی یہود ونصاری سے روایت کر لینے کی اجازت دی ہی ولیکن ان باتون کا کوئی فائدہ دین مین
نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ حق یہ ہی کہ اب تو اس سے دو بڑے نقصان ہین ایک یہ کہ ہمارے زمانہ کے بہت سے علم والے یہ امتیاز
نہین کر سکتے کہ یہ کہان کی روایت ہی تو بسا اوقات اُنسے مسئلہ کا حکم نکالتے ہین حالانکہ اُنکو ہوشیاری چاہیے کہ یہ حصہ تو متوقف
رکھا تھا زیادہ سے زیادہ اُسکے حق مین یہ ہی کہ خبر روایت کر دیا جاوے اور اس لائق نہین ہی کہ اس سے کوئی حکم نکالا جاوے - پھر بھی یہ ضرر
[illegible] کسی عالم کی طرف رجوع کرنے سے یا عالم تک یہ بات پہونچنے سے اسکا ضرر دور ہو جاتا ہی - دوسرا نقصان یہ ہی کہ کلام الٰہی مین
[illegible] احادیث مین بہت سے دقائق علوم واشارات ہین جو روح کے واسطے لطیف حکمت ہین اور ان حکایات اسرائیلی مین سواے
[illegible] کچھ نہین ہی اور وہ بھی ایسے طور پر ہی کہ جو کتب ومعرفتین احادیث صحیحہ مین ثابت ہین اُنسے یہ مخالف پڑتی ہین اور

Marfat.com

ایسی مخالفت کا پہچاننا بہت باریک و مشکل ہی - اور اب تیسرا نقصان عام مترجم کے نزدیک یہ ہی [illegible]
عوام اِس مین سے کچھ بھی نقصان دور نہین کر سکتے ہین اِسی واسطے مترجم نے توفیق الٰہی [illegible]
قصہ ہی اور جہان بلا تنبیہ لکھا ہی وہ مواعظ و نصائح ہین - شیخ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ ہم نے [illegible]
بہت سے اسرائیلی قصہ و حکایات جو لوگون نے نقل کیے ہین ہم اُن سے منہ موڑتے اور انکو چھوڑ دیتے [illegible]
مخواہ کی تضییع اوقات ہی اور دوسرے ہمارے علماے ربانی و ائمہ حقانی کی تحریر و تحقیق سے یہ بات صاف [illegible]
اپنی کتابون مین صحیح و سقیم کا امتیاز نہین کرتے تھے اور واقعات نمک مرچ سے کانون کی لذت حاصل [illegible]
جھوٹ مروج ہوگیا تھا حتی کہ وے اِس مین کچھ مضائقہ نہین سمجھتے تھے لہذا ہم نے اُن کے قصص کو متروک کر دیا [illegible]
مقصود اِسی قدر رہی کہ ہم نے دیا ابراہیم کو رشد اُسکا اِس سے پہلے - وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ اور ہم اسکا [illegible]
والے تھے - یعنی ہمارے علم مین تھا کہ وہ اسکے واسطے لائق ہی یا وہ جامع محاسن اوصاف و مکارم اخلاق ہی - بیضاوی [illegible]
نے کہا کہ اِس مین اشارہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کا فعل اُسکے اختیار و حکمت سے ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ جزئیات سب کو جانتا [illegible]
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ یہ رشد دیا تھا جب اُس نے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ - مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ
الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ یہ مورتین کیا ہین جنکے واسطے تم عاکف ہو یعنی اُنکی عبادت پر معتکف ہو - اگر کہا جاوے کہ عکوف
کا تعدیہ علی - سے آتا ہی تو علیہا عاکفون - ہوتا - بیضاوی رح نے جواب دیا کہ لام واسطے تعدیہ کے نہین ہی بلکہ اختصاص کے لیے ہی اور معنی
یہ ہین کہ تم عکوف کا فعل اِن مورتون کے لیے کرنے والے ہو یا عکوف متضمن معنی عبادت ہی تو معنی یہ ہین کہ اُنکی عبادت کے لیے اُنکے
واسطے عکوف کیے ہو اور تماثیل جمع تمثال جو جاندار کی صورت کسی چیز سے بنائی جاوے - مقصود اِس کلام سے ان مورتون کی تحقیر [illegible]
جو بے روح کی صورتین ہین نہ اُنسے نفع ہی اور نہ ضرر ہی - مترجم کہتا ہی کہ ہمارے زمانہ کے مشرکون نے لہو و لعب کی غرض سے ان [illegible]
کے بنانے مین انعامات مقرر کیے ہین اور اہل اسلام کی ممانعت پر تمسخر کرتے ہین اور یہ عجب جہالت ہی کہ اہل اسلام اِس فعل مین تضییع اوقات
کار بیفائدہ سے منع کرتے ہین لہو و لعب سے منع کرتے ہین اور سمجھاتے ہین کہ اُسنے جو اِس مشقت سے اونٹ کی صورت مثلاً بنائی تو کچھ
کی نہین ہی نہ وہ اونٹ ہی اور اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا اونٹ جاندار سامنے موجود ہی بس تعجب ہی کہ اصلی اونٹ کی خلقت مین کچھ غور [illegible]
سے خوشی نہین ہی اور اپنے تراشی بیفائدہ پر خوشی ہی حالانکہ وہ کچھ بھی نہین ہی - اہل حق جانتے ہین کہ کچھ عجیب نہین کیونکہ مشرکین کی [illegible]
یہی دنیاوی لہو و لعب کے واسطے ہی تو اُنکو حقیقت سے اعراض ہی اور باطل پر فریفتگی ہی - پھر یہان مراد تماثیل سے بت ہین جنکی [illegible]
پرستش کرتے تھے - واضح ہو کہ بعض علماء نے شطرنج کی نسبت اِس آیت سے تشدید کی ہی چنانچہ شیخ امام ابن کثیر رح نے [illegible]
ابی حاتم نے کہا کہ حدثنا الحسن بن محمد الصباح حدثنا ابو معاویۃ الضریر حدثنا سعد بن طریف عن الاصبغ بن نباتہ - [illegible]
فقال ماھذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون لان یمس احدکم جمرا حتی یطفا خیر لہ من ان یمسہا - یعنی اصبغ بن نباتہ [illegible]
گذرے جو شطرنج کھیلتے تھے تو فرمایا کہ ماھذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون یعنی تم کیا ان مورتون پر عکوف کیے ہو [illegible]
پکڑے یہانتک کہ وہ ٹھنڈا ہو جاوے تو اِسکے چھونے سے بہتر ہی - مترجم کہتا ہی کہ اِس سے مکروہ تحریمی [illegible]
ظاہر ہوتا ہی اور یہی اصح قول امام شافعی رح کا شیخ نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین نقل کیا ہی [illegible]

Marfat.com

امام مالک رح کا ہو جیسا کہ انھون سنے فرمایا کہ لاخیر فیہ - کیونکہ یہ کراہت تحریمی مین ظاہر ہو پس اتفاق بہتر ہو - اس سے معلوم
ہوا کہ بیٹھنا بالاتفاق مکروہ تحریمی ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب - پھر قولہ لابیہ - مراد آزر ہو اور لقب اسکا تارخ تھا یا اُسکے برعکس ہو
بعض نے زعم کیا کہ یہ حضرت ابراہیم کا چچا تھا اور باپ کا نام تارخ تھا اور یہ قول باطل ہو اسوجہ سے کہ صریح قرآن مین آزر کو باپ فرمایا ہو
اور کسی مقام پر یہ مذکور نہین ہوا کہ باپ تارخ نام یا دوسرا شخص تھا اور جب ایسا نہ ہو تو جائز نہین کہ نسبت اسطرح دیجاوے کیونکہ یہ صریح موہم
ہوگا غلطی کی جانب - بخلاف اسکے کہ اگر پہلے ذکر کر دیا جاتا کہ مجاز پر محمول ہوتا اور کئی جگہ قرآن مین ذکر ہوا مگر کہین یہ نہین ہو کہ آزر چچا تھا -
اور یہان بغیر نام کے صرف باپ ذکر کیا تو صریح ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ مانند قوم کے بت پرست تھا - پھر باپ و قوم کا جواب ذکر
فرمایا بقولہ - قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ - بولے کہ ہم نے پایا ہو اپنے باپ دادون کو اُنکے لیے عبادت کرتے ہوئے
یعنی ہم اسی وجہ سے انکی عبادت کرتے ہین کہ ہمارے باپ دادے اُنکی عبادت کرتے چلے آتے ہین - حقانوی رح نے کہا کہ سوائے تقلید کے
اُنکا کچھ جواب نہین تھا انتہی - ابن کثیر رح نے کہا کہ اُنکے پاس کوئی حجت نہ تھی سوائے اس فعل کے جو اُنکے گمراہ باپ دادے کرتے چلے
آئے تھے انتہی - حضرت ابراہیم نے جواب دیا - قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ یعنی اس صورت مین تمھارے
باپ دادون کے ساتھ وہی کلام ہو جو تمھارے ساتھ ہو پس تم اور وے دونون فریق کھلی گمراہی مین پڑے رہے ہو - علامہ نسفی رح نے مدارک
مین کہا کہ مراد یہ کہ تم تقلید کرنیوالے اور جنکی تقلید کرتے ہو دونون گمراہی مین اور کھلی گمراہی مین مسلک ہو - بیضاوی رح نے کہا کہ یعنی تم و تمھارے باپ دادے
سلک ضلالت مین منخرط ہو ایسی گمراہی کہ کسی عاقل پر پوشیدہ نہین اسوجہ سے کہ تم دونون فریق کا استناد کسی دلیل کی طرف نہین ہو اور تقلید
اگر جائز ہو تو اُسی کے واسطے جائز ہو جو فی الجملہ جانتے کہ وہ حق پر ہو انتہی کلامہ مترجما اور ایسا ہی خطیب نے نقل کیا ہو - اور حاشیہ بیضاوی مین
ہو کہ مراد اس تقلید سے اصول کی تقلید ہو مترجم کہتا ہو کہ تقلید دو چیزون مین ہو ایک عقائد مین جو ایمان ہین اور دوم فروع اعمال مین - پھر
عقائد مین تقلید اگر کسی امر حق کی جانب مستند ہو تو وہ بعض نے کہا جائز ہو اور بعض نے کہا کہ نہین جائز ہو اور فروع مین تقلید عوام کو جائز ہو -
پھر مترجم کے نزدیک اعتقاد مین جو تقلید نہین جائز کہتے ہین حتیٰ کہ کہتے ہین کہ مقلد کا ایمان نہین صحیح ہو اُنکے قول کے یہ معنی ہین کہ جسطرح فروع
اعمال مین عامی کسی عالم کی اتباع مین ایک فعل کرتا ہو اور پوچھا جاوے تو وہ یہی دلیل جانتا ہو سوائے اسکے استدلال نہین جانتا
اسی طرح اگر اُسنے اصول ایمان و عقائد مین کہا کہ مین نہین جانتا سوائے اس بات کے کہ فلان عالم کہتا تھا تو یہ باطل ہو اسواسطے کہ ہنوز
اسکا اعتقاد ہی نہین ہو اور مثلاً جنت حق ہو یہ اُسوقت ایمان ہوگا کہ زید کے دل مین اُسکا جزم و یقین ہو کہ ایسا ہی ہو بدون اسکے کہ فلان
شخص مانتا ہو یا نہین مانتا ہو اور اگر زید نے کہا کہ ہان جنت حق ہو اس سبب سے کہ عمرو اسی کو مانتا ہو تو اُسنے عمرو کی تقلید سے یہ بات مانی
پھر یہ فی الواقع ایمان نہین ہو اسی واسطے علماء نے کہا کہ مقلد کا ایمان باطل ہو صحیح نہین ہو - اور جن لوگون نے کہا کہ جائز ہو تو وے
ایسی صورت کو جو مذکور ہوئی ہو ہرگز جائز نہین کہہ سکتے ہین کیونکہ یہ بالکل باطل ہو اور اُنکی مراد یہ ہو کہ مثلاً جنت بالفعل موجود ہو بدلیل قولہ تعالیٰ
اعدت للمتقین تلک الدار الآخرة نجعلها للذین الآیہ اور باحادیث کثیرہ مشہورہ اور باجماع سلف یہ امر قطعی ہو کہ وہ موجود بالفعل ہو اور معتزلہ کے نزدیک
... مین اسکا وجود ہوگا و لیکن زید نے قول اول کے اوپر اعتقاد کیا تو اسکو یہ صلاحیت نہین ہو کہ اسطرح استدلال سے استخراج کرے
... مین وہ بہر حال کسی عالم کی تقلید پر ہو جس نے اُسکو قرآن پاک و احادیث و اجماع سے ثابت بیان کر دیا ہو اور ایسی تقلید
... ہو - اور اول معنی تقلید کے کسی طرح نہین جائز ہین - پھر اِن مشرکون نے جو باپ دادے کی تقلید کی تھی وہ اسطرح تھی

Marfat.com

که باپ دادون کو ایسا کرتے دیکھکر جزم کرلیا تھا که یه آلهه هین حالانکه بالکل تعبیر حجت تھا تو یهان معنی حجت [illegible]
کی تقلید تھی۔ خطیب رح نے مشرکون کے قول کی تفسیر مین کہا کہ اُنکا یه جواب تھا که ہمنے باپ دادون کی [illegible]
پاس حجت نہین ہے۔ اور کہا کہ دیکھو که یه تقلید کی بلا بھی کسقدر قبیح ہے اور مقلدون کے حق مین شیطان [illegible]
اس درجه تک پہونچا دیا که مورتون کی پوجا کرنے مین اُنھون نے اپنے باپ دادون کی تقلید کی [illegible]
اور اسپر یه اعتقاد که ہم ٹھیک ہین۔ مترجم کہتا ہے که تقلید مین شیطان کے دو حربے کرہین اور وہ دونون لوگون [illegible]
مسلمانون نے تقلید کے بھروسے پر دنیا کی طرف رجوع کرلیا اور جب دین کا خیال آیا تو یه سوچ لیا که کسی عالم سے [illegible]
کرنے مین اوقات صرف کرنے کے بجاے اُنھون نے دنیاوی کامون مین اوقات صرف کیے اور رفته رفته جہالت کی [illegible]
مسائل فرعیه مین اﷲ تعالے نے اِس امت مین مجتہد پیدا کیے جنھون نے علم کتاب اﷲ اور علم السنة سے مسائل و علوم استخراج [illegible]
طریقه تعلیم کیا اور صرح بتلایا که ہمارے اقوال لینا نه چاہیے جب تک که یه معلوم نه کرو که ہمنے کہان سے کہا ہے۔ پھر مشائخ و علما [illegible]
اِسپر عمل کیا اور تحقیق و تدقیق سے سب معلوم کیا اور انھین قواعد پر تحقیق کے ساتھ عمل کرتے آئے اور اجتہادی تو مین مختلف درجه [illegible]
اور بعضے بعضے مسائل مین مختلف اقوال ہوگئے اور یه سب ان لوگون کی حسن نیت و صدق نیت واسطے حصول ثواب و رضاے [illegible]
کے تھا اُسکے بعد اب مدت سے لوگون نے اِس سے بھی گریز کرکے اوقات کو دنیا مین صرف کیا اور جب ضرورت ہوئی کسی مجتہد کے قول
پر عمل کیا اور اب اسکے بعد ایک زمانه وه آیا که جو عالم ہوتے ہین اُنکی نسبت سب نے اتفاق کرلیا که وه عامی ہین اور اُنکو جائز ہے که کسی مجتہد
کے قول پر عمل کرین اور اُنکو ترجیح کی بھی طاقت نہین ہے۔ اِس جہت سے ان علماء کا یه حال ہے که ایک ہی مسئله مین کبھی اپنے خواہش کے
موافق جائز کا اور کبھی ناجائز کا حکم لے لیتے ہین اور ایسی تقلید بھی ضلالت ہے اور حق یه ہے جو شیخ علامه دہلوی رح نے اپنے فتاوی کے اول [illegible]
لکھا که مفتی جس سے فتوی لیا جاوے اپنی کوشش صدق نیت سے صرف کرے که مختلف اقوال مین کون مرجح ہے اور اﷲ تعالی کے فضل سے
کوئی زمانه ایسے شخص سے خالی نہین ہوتا جو امتیاز کرسکے پس وه امتیاز کرسکتا ہے فلیتامل واﷲ تعالی اعلم۔ خطیب رح نے کہا که مشرکون کی
اِس تقلید کو ضلال مبین اسواسطے فرمایا که وے اور اُنکے باپ دادے دونون کا استناد کسی برہان کی جانب نه تھا بلکه خواہش نفس کی اتباع
تھی اور شیطان کی اطاعت تھی۔ پھر باوجود اسکے اِن مشرکون نے اس امر سے تعجب کیا که وے لوگ گمراہی پر ہین حتی که ابراہیم علیه [illegible]
سے مراجعت کی کما قال تعالی۔ قَالُوٓا أَجِئۡتَنَا بِٱلۡحَقِّ أَمۡ أَنتَ مِنَ ٱللَّٰعِبِينَ یعنی کہنے لگے [illegible]
بات جو واقعی ہو لایا ہے یا دل لگی کے طور پر یه بات کہتا ہے۔ قَالَ۔ کہا ابراہیم علیه السلام نے بَل رَّبُّكُمۡ [illegible]
نہین ہین بلکه رب تمہارا۔ رَبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ رب آسمانون و زمین کا ہے۔ ٱلَّذِي فَطَرَهُنَّ [illegible]
کو پیدا کیا ہے پس وہی مستحق خلوص عبادت ہے۔ اور بعض نے کہا که فطرهن کی ضمیر تماثیل کی طرف ہے [illegible]
زمخشری نے کہا که تماثیل کی طرف ضمیر ہونا زیاده ثبت حجت اور اُنکی تضلیل کا ہے کیونکه جو [illegible]
مانند اپنے بلکه اپنے سے بدتر مخلوق کی عبادت کرتے ہین۔ وَأَنَا۠ عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ [illegible]
شاہدون مین سے ہون۔ یه زیاده بلیغ ہے کیونکه معلوم ہوا که ایسا [illegible]
یون ہوتا که مین اُسپر شاہد ہون تو فقط تنہا اپنی شہادت [illegible] خطیب [illegible]

[illegible] کہ انہوں کی عبادت بغیر حرف تقلید باطل سے حجت لاتے ہو اور وہ خود باطل ہے۔ وَتَاللّٰهِ اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی۔
لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ۔ بیشک کوشش کرونگا تمہارے بتون کے توڑنے مین بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ
بعد اسکے تم جب پیٹھ پھیر [illegible] یعنی اپنی عید کے لیے شہر سے باہر جاؤ۔ مجاہد و قتادہ رح نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات اپنی قوم سے پوشیدہ
کہی تھی اسکو صرف ایک شخص نے سنا تھا جس نے آخرین شہادت دی ہے کہ سمعنا فتی یذکرہم یقال لہ ابراہیم۔ سدی رح نے کہا کہ اس قوم
کا ہر سال عید کا ایک مجمع ہوتا تھا اور جب یہ لوگ عید سے واپس ہوتے تو بتون کے حضور مین سجدہ کرتے ہوے اپنے اپنے گھرون جاتے
تھے پس جب عید کا دن آیا تو ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے اُنسے کہا کہ اے ابراہیم اگر تم ہمارے ساتھ ہماری عید مین چلتے تو تم کو ہمارا
دین بہت پسند معلوم ہوتا پس ابراہیم علیہ السلام اُنکے ساتھ گئے تھوڑی دور چلکر راستہ مین کہا کہ مین سقیم ہون بیماری کا عذر کیا پھر جب
لوگ چلے گئے تو پیچھے سے آواز دی کہ تاللہ لاکیدن اصنامکم پیچھے کچھ لوگ کمزور رہگئے تھے اُنھون نے سنا پھر ابراہیم واپس ہوکر بتخانہ
مین گئے اور وہان ایک بڑا بت تھا اور اُسکے دونون طرف چھوٹے چھوٹے بت تھے اور دیکھا کہ اُنھون نے بتون کے سامنے کھانا رکھا ہے اور
یہ اعتقاد کرتے تھے کہ جب لوٹ آوینگے اور آلہہ اس طعام مین برکت دیدینگے تو اُسکو کھاوین و لیجاوینگے۔ پھر جب ابراہیم نے اسکو دیکھا تو بطریق
استہزا اُسکے اُنسے خطاب کیا۔ قال الا تاکلون۔ کہا کہ کھاتے کیون نہین ہو۔ مالکم لا تنطقون۔ تمکو کیا ہوا کہ بولتے نہین ہو۔ فراغ علیہم ضربا
بالیمین۔ ایک تبر سے اُنکو توڑنا شروع کیا۔ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا۔ پس کر دیا اُن بتون کو جذاذ یعنی ٹکڑے۔ ضمیر ہم بوجہ اعتقاد
مشرکون کے کہ یہ ذوی العقول ہین۔ غرض سب کو توڑ ڈالا۔ إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ سوائے ایک کے جو اُنکے نزدیک بڑا بت تھا۔
لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ۔ شاید مشرکین اسی بت کی طرف رجوع کرین۔ اہل قصہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے تبر کو اُسی کے
کاندھے پر رکھدیا تھا۔ گویا یہ خیال دلایا کہ اس بڑے بت کو اپنے واسطے غیرت آئی کہ میرے ساتھ یہ چھوٹے بتون کی پرستش کیون ہوتی
ہے تو اُسنے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ جب مشرکین واپس ہوکر آئے تو یہ حال دیکھا۔ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا بولے کہ
کس نے ایسا کیا ہے ہمارے آلہہ کے ساتھ عجب ہے کہ انہین کو الٰہ تصور کرتے تھے اور انکو یہ قدرت بھی نہ تھی کہ جس نے انپر یہ ظلم کیا اُس سے بدلا لین
یا اپنے آپ ہی کو بچا دین یہی کہا کہ۔ إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ وہ شخص جس نے ایسا کیا بیشک ظلم کرنے والون مین سے ہے یعنی ظالم ہے
یہ خبر نہ تھی کہ خود کس قدر ظلم عظیم کرتے ہین اور اپنی جان پر آفت ڈھاتے ہین کہ روح کو اُسکے [illegible] کی پرستش سے روکتے اور
اپنے سے بدتر چیزون کو پوجتے ہین اور سب سے بدتر یہ کہ الوہیت و عبادت جو خاص جناب باری تعالیٰ کے واسطے ہے وہ ان بدتر چیزون
مین ثابت کرتے ہین حالانکہ خود ان چیزون سے اچھے ہونے کے باوجود الوہیت کے لائق نہ تھے بلکہ عبودیت کے لائق تھے۔ ابن کثیر رح نے
کہا یعنی جب مشرکین واپس آئے اور یہ دیکھا جو خلیل علیہ السلام نے اُنکے آلہہ کے ساتھ اہانت و اذلال سے کیا تھا تو کہنے لگے کہ ہمارے
آلہہ کے ساتھ ایسا کس نے کیا وہ ظالم ہے۔ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ یعنی جس نے
[illegible] سنا تھا کہ تمہارے پیچھے ان آلہہ کو برباد کرونگا اُسنے فاش کر دیا تو لوگون نے کہا کہ ہم نے سنا تھا ایک جوان کو
[illegible] ذکر کرتا تھا اُنکو [illegible] فتی لغت مین شاب جوان و نوجوان کو کہتے ہین۔ ابن عباس رض سے روایت ہے
[illegible] اللہ تعالےٰ نے کسی نبی کو مگر شاب اور نہین دیا گیا علم کوئی عالم مگر اس زمانہ عمر مین
[illegible] شباب کی عمر چالیس تک کم سے کم ہے۔ بالجملہ لوگون نے کہا کہ جو جوان کہ اُنکی برائی کرتا تھا

ہمارا گمان ہی کہ اُسی نے ایسا کیا ہی۔ جب یہ خبر نمرود یا اُسکے ممتاز ارکان دولت کو جو وہان تھے پہونچی [illegible]
أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ بولے کہ بھر تم اُسکو لے آؤ لوگون کی آنکھون کے [illegible]
یعنی نمرود بادشاہ نے بغیر ثبوت کے سزا دینے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ لوگون کے سامنے جو اسپر گواہی دین [illegible]
ابراہیم علیہ السلام کا بڑا مقصود یہی تھا کہ اِس بڑے مجمع مین اُنکی جہالت وکم عقلی کو جو اُن بتون کے واسطے [illegible]
کہ اِنکی کیا عبادت کرتے ہو جو اپنی ذات سے ضرر دور نہین کرسکتے ہین بھلا دوسرے کو کیا نفع پہونچاوینگے اور تم کو [illegible]
ابراہیم علیہ السلام کو لائے۔ قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ [illegible]
کہ ای ابراہیم کیا تونے ہمارے معبودون کے ساتھ ایسا کیا ہی یعنی مار پیٹ کر اُنکو توڑ پھوڑ ڈالا ہی۔ قَالَ۔ ابراہیم علیہ السلام [illegible]
بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا بلکہ اِسکو اِنکے اِس بڑے نے کیا ہی۔ بڑا بت جسکو سالم چھوڑ دیا تھا تاکہ حجت قائم کی جا[illegible]
فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ تم اِن چھوٹون سے جو مارے توڑے گئے ہین پوچھ لو اگر یہ بولتے ہون۔ چونکہ یہ بات [illegible]
کہ یہ پتھرون کی مورتین بول نہین سکتی ہین اور نہ وہ بڑی مورت ایسا کرسکتی تھی تو گویا اقرار کردیا کہ ہان مین نے کیا ہی اور اسطرح [illegible]
ابراہیم علیہ السلام کا مقصود یہ تھا کہ وے لوگ خود اپنے ذہن سے سمجھ لین کہ یہ مورتین تو بولتی نہین اور نہ ایسا کرسکتی ہین اور [illegible]
سے یہ لوگ ضرر دور کرسکین پھر اُنکی پرستش کرنا سخت حماقت ہی چنانچہ یہی ہوا۔ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ پس اُنھون نے اپنے [illegible]
کی طرف رجوع کیا اور اِس سخت جہالت پر متنبہ ہو کر آپس مین کلام کیا فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ پس کہنے لگے کہ بیشک [illegible]
ظالم۔ کیونکہ تم ہی نے اِن بے اختیار چیزون کی عبادت کرنی شروع کی جو محض ہیچ ہین کہ نہ بولین اور نہ اپنی ذات سے ضرر دور کرسکین [illegible]
اور یہ کلام ابراہیم کا نہایت عمدہ موقع نصیحت پر ہی کیونکہ اول اِنکو زبانی سمجھایا تھا کہ یہ اصنام بالکل ہیچ ہین تم تو بڑی گمراہی مین پڑے [illegible]
تب تک اُنھون نے اِن بتون کو قادر مانا اور ابراہیم کے کہنے سے انکار کیا پھر ابراہیم نے اُنکو دکھلا دیا کہ یہ محض ہیچ ہین ولیکن اگر اِس [illegible]
شروع سے ابراہیم یہ کہدیتے کہ ہان مین نے اُنکو توڑ ڈالا تو عوام اور وہ عوام بھی احمق مشرک فوراً اُن کے ساتھ قتال پر آمادہ ہوجاتے [illegible]
باہمی عداوت پر محمول کرکے کسی طرف دھیان نہ لگاتے لہذا اُنسے ایسے طور پر کلام کیا کہ اُنکو فکر کرنا اور سوچنا پڑا کہ یہ الزام تو اِس بڑے [illegible]
بت کی طرف عائد ہوتا ہی کہ اُسی نے غیرت مین آکر چھوٹون کو مارا توڑا ہی کہ میرے ساتھ اِن چھوٹون کی عبادت کیون کیجاتی ہی تو [illegible]
الزام دفع کرنا ضرور ہی اور وہ اسطرح کہ یہ تو نہ بولین اور نہ اِنمین یہ قدرت کہ کوئی دوسرے کو مار سکے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ [illegible]
کہ عظیم فائدہ اِس کلام کا تو ظاہر ہی لیکن یہ جھوٹ بھی تو ہوا اور جھوٹ منع ہی اور خصوص انبیا علیہم السلام سے تو محال [illegible]
ظاہری صورت کذب کی ہی کیونکہ جو مفہوم صدق بیان ہی وہ اِسی کلام سے ظاہر ہی کیونکہ حضرت ابراہیم نے یہ نہین کہا کہ [illegible]
ہین اور مین نہین جانتا ہون بلکہ ایسی بات کہی کہ اُس سے خود ہی ظاہر ہوگیا کہ ہان جیسے ایک کوٹھری مین [illegible]
پکارا اور زید نے متوجہ ہو کر وہان آکر پوچھا اِس کوٹھری مین سے تو نے مجھے پکارا ہی اُسنے کہا کہ اِس دیوار نے [illegible]
مین میرے سواے کوئی پکارنے والا نہین ہی تو دیوار نے پکارا چونکہ دیوار پکار نہین سکتی تو معنی یہ کہ ہان [illegible]
مین کہا کہ ابراہیم علیہ السلام سے کذب دفع کرنے مین تاویلات کی گئی ہین اور جائز ہی کہ اللہ تعالیٰ [illegible]
دیدی ہو جبکہ اُنھون نے بہتری و درستی کا اور مشرکون کی ملامت کا [illegible]

تو اُنہوں نے کہا ایُّھا العیر انکم لسارقون - حالانکہ انہیں کسی نے سرقہ نہین کیا تھا - قصد ملامت آخر آیت سے ظاہر ہی چنانچہ جب مشرکین ملزم ہوے اور ندامت کی طرف جھکے تو اپنے آپ کو ظالم تبلایا - ثُمَّ نُكِسُوا عَلٰى رُءُوسِهِمْ - پھر اپنے سرون کے بل یعنی اوندھے منہ گر سے اور ضلالت کے فتنہ مین - لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُونَ تو جانتا تو ہی کہ یہ بولتے نہین ہین یعنی شیطان نے انکو سمجھا دیا کہ انکی شان سے بولنا نہین ہی اسوجہ سے نہین بولتے اور اُنکی الوہیت مین نقصان نہین - قَالَ تو ابراہیم نے ملامت کرتے ہوے کہا - اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ پھر کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالی کے سواے - مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا ایسی چیزون کی جو کچھ تمکو نفع نہ دے جب پوجو - وَّلَا يَضُرُّكُمْ اور نہ ضرر دے جب نہ پوجو - اُفٍّ لَّكُمْ تمھاری ہی تباہی وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور تمہاری اُسپر جسکو اللہ تعالی کے سواے پوجتے ہو - اُف قبیح و ہلاکت و ماندگی سکے - اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ بھلا کیا تم سمجھ نہین رکھتے ہو - یعنی یہ تو بالکل صاف بات ہی جسکو ذرا بھی سمجھ ہی وہ سمجھتا ہی - اس کلام سے ظاہر ہی کہ انپر ملامت وحجت قائم کرنے کے لیے اِس طور سے بیان فرمایا تھا اگر کہا جاوے کہ حدیث مین تو مصرح ہی کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ کہے چنانچہ ابو ہریرہ رض سے مرفوع روایت ہی کہ ابراہیم نے کبھی کسی چیز مین دروغ نہین کہا مگر تین باتون مین سب اللہ تعالی کے واسطے تھین ایک قولہ انی سقیم - مین بیمار ہون اور بیمار نہ تھے اور ایک قول اپنا در بارہ سارہ رض کے کہ یہ میری بہن ہی اور ایک قولہ بل فعلہ کبیرہم ہذا - رواہ ابوداؤد والترمذی وابن المنذر و ابن ابی حاتم وغیرہ ور دوے نحوہ ابو یعلی فی مسندہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ - اور حدیث شفاعت مین ہی کہ ابراہیم اپنی دروغ یاد کرینگے - اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کذب نہین کہا سواے تین کے انمین سے دو اللہ تعالی کے واسطے تھے قولہ انی سقیم اور قولہ بل فعلہ کبیرہم ہذا - اور فرمایا کہ اُس زمانہ مین کہ وے جبارون مین سے ایک جبار کے ملک مین پھرتے تھے اور اُنکے ساتھ مین سارہ رض تھین کہ اتفاق سے ایک منزل مین اُترے پس جبار کے پاس ایک مرد آیا اور اس سے کہا کہ یہان ایک مسافر اُترا ہی اسکے ساتھ ایک عورت نہایت خوبصورت ہی اس ظالم نے اپنا آدمی ابراہیم ع کے پاس بھیجا اُسنے آکر پوچھا کہ یہ تیری کون ہی آپ نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہی (یعنی اگر خاوند کہا جاوے تو شوہر کو قتل کرنے کی تدبیر کرتا) پس وہ شخص بولا کہ تو جاکر اسکو میرے ساتھ بادشاہ کے یہان بھیجدے آپ نے آکر سارہ سے کہا کہ اِس ظالم نے مجھ سے تیرا حال پوچھا تھا تو مین نے اُس سے کہدیا کہ یہ میری بہن ہی پس تو مجھے اُسکے یہان مت جھٹلائیو کیونکہ تو اللہ تعالی کی کتاب مین میری بہن ہی اور اس زمین پر سواے میرے و تیرے کوئی مسلمان نہین ہی (انما المومنون اخوۃ) مسلمان بھائی بہن ہین پس وہ ظالم جبر سے سارہ رض کو لیگیا اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے (اللہ تعالی نے امتحان کیا اور خلیل بنایا) پھر جب سارہ رض اُس جبار کے پاس داخل ہوئین اور اُسنے آپ کو دیکھا تو خواہش کرکے بے اختیار انکو پکڑا پس پکڑتے ہی وہ کافر اِس زور سے سخت مرگی مین پکڑا گیا کہ بجیں وحرکت ہوگیا پس کہنے لگا کہ میرے لیے دعا کر اللہ تعالی سے اور مین تجھے کچھ ضرر نہین پہنچاؤنگا پس سارہ رض نے دعا کی وہ چھوڑ دیا گیا پھر اس کافر نے خواہش مین آکر ہاتھ لگایا تو پھر پہلی بار کی طرح یا اُس سے بھی سخت پکڑا گیا پھر اُسنے دعا چاہی اور عہد کیا پھر اُسنے تیسری بار بھی عہد توڑا اور وہی حال ہوا اور پھر دعا سے چھوٹا - پس اُسنے حاجبون مین سے بعض ایک دربانے کو بلایا اور کہا کہ تو میرے پاس آدمی کو نہین لایا ہی بلکہ تو میرے پاس ایک شیطانیہ کو لایا ہی اُسکو یہان سے نکال دے اور ہاجرہ بھی اُسکو دیدے پس سارہ رض نکالی گئین اور ہاجرہ انکو دی گئی پس وہان سے روانہ ہوکر - ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئین جب آپ نے حرکت نماز سے منہ اُدھر کو کیا اور پوچھا کہ کیا واقعہ ہی حضرت سارہ رض نے کہا کہ اللہ تعالی نے بدکار کافر کا مکر مردود کیا اور میری

Marfat.com

خدمت کے لیے ہاجر دلوائی محمد بن سیرین تابعی راوی کہتے تھے کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو روایت کرتے [illegible]
یعنی یہی ہاجر تمہاری ماں ہی اے آسمان کے پانی کی اولاد - رواہ البخاری و مسلم (آسمان کے پانی کی اولاد [illegible])
نہرون و دریاؤن سے نہین بلکہ مینہ کے پانی سے ہی اور شاید اسوجہ سے کہ جیسے آسمان کا پانی صاف [illegible]
روایت ہی کہ ہاجر رضی اللہ عنہا کو بھی اسی کافر بادشاہ نے بوجہ حسن کے جبر و زبردستی سے پکڑوا لیا تھا اور جب اُسے [illegible]
اور کسی طرح خواہش نہ ہوئی اس طرح اور اوقات مین مردو رہتا تھا اور جب حضرت ہاجر سے یہ قصد کرتا تو [illegible]
ہو کر اُنکو پڑا رہنے دیا تھا جب سارہ رضی اللہ عنہا سے یہ معاملہ ہوا تو اُسنے گمان کیا کہ یہ آدمی نہین ہی اور وہ ہاجر بھی اسی قسم [illegible]
بھی اُنکو دیدی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہاجر کے بطن سے حضرت اسمعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور عرب [illegible]
والے سب اولاد اسمعیل علیہ السلام سے ہین فافہم - پس خلاصہ سوال یہ کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہی کہ ابراہیم علیہ السلام [illegible]
صادر ہوئے ہین دو تو اللہ تعالےٰ کے معاملہ مین اور ایک سارہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ مین - اور جواب یہ ہی کہ حدیث مین یون ہی کہ لم یکذب [illegible]
اور استثنا یہان منقطع ہی یعنی لیکن تین باتون مین ایسے طور پر بولے کہ مخاطب نے جو اس سے سمجھا وہ جھوٹ ہی اور فی الواقع جو اُنکی مراد [illegible]
راہ سے صحیح ہی اور دلیل اس امر پر کہ یہی مراد حدیث مین ہی صریح گفتگو جو آپ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے کی ہی کہ مین نے کافر کے ایلچی سے تجھے اپنی
بہن تبلایا ہی - کافر اس سے سمجھا کہ بہن نسبی مراد ہی - پھر آپ نے سارہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو مجھے اسکے نزدیک جھوٹا نہ بنائیو کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب
مین میری بہن ہی اور اس سرزمین پر سوائے میرے و تیرے کوئی مسلمان نہین ہی - پس مراد آپ کی دینی بہن تھی اور ایسے کلام کو تعریض کہتے ہین
امام رازی رح نے کبیر مین کہا کہ حدیث محمول ہی معاریض پر کیونکہ کذب سے اسمین وسعت و چھٹکارا ہی یعنی معاریض کلام [illegible] واسطے ہوتے ہین
کہ کذب سے نجات ہو مترجم کہتا ہی کہ اگر تجھے توضیح و تحقیق چاہیے ہو تو واضح ہو کہ کلام کبھی ایک راہ سے محمول کرنے مین صحیح ہوتا ہی اور دوسری
راہ سے محمول کرنے مین کذب ہوتا ہی ولیکن ایسے کلام کو جب کوئی سائل ہو تو جس راہ سے سائل کو عرف مین تبادر ہوا ہی جہت سے [illegible]
حتی کہ اگر دو شخصون مین مخاصمہ ہو اور مدعی نے اُس سے قسم چاہی تو روا نہین ہی کہ ایسے طور پر قسم کھاوے جو تعریض ہو ولیکن جہت [illegible]
عائد ہو تو اُسکو روا ہی کہ اپنی جان کی حفاظت ایسے طور سے کرے کہ کلام تعریض ہو اور اس سے معلوم ہوا کہ معاریض کلام استعمال [illegible]
کرنے کے واسطے جائز نہین ہی اور جواز اسکا اسی صورت مین ہی کہ بغیر کسی کا حق زائل ہونے کے ہو جیسے کوئی شخص ملاقات کو آیا اور [illegible]
ملنا منظور نہین ہی تو کہدیا گیا کہ وہ یہان نہین ہین اور مراد یہ کہ میرے پاس ملے ہوئے بیٹھے نہین ہین یا اُنہون نے [illegible]
سمجھا کہ سو گئے ہین اور مراد یہ کہ فی الواقع یون ہی تکیہ پہ سر رکھدیا تھا - اور یہ اس صورت مین کہ [illegible]
کہ مدعی نے دعوی کیا اور اس دعوی پر قسم لی تو قسم اُسی کی نیت پر ہوگی چنانچہ حدیث مین یہ امر صحیح [illegible] البخاری [illegible]
تعریض کے طور پر دوسری نیت سے قسم کھائی تو کچھ فائدہ نہین ہی اور قسم کاذب ہوگی ولیکن اگر کسی ظالم بادشاہ نے کسی [illegible]
میری اطاعت کریگا تو فقہ مین مذکور ہی کہ اُسکا ظلم مدفوع ہونے کے واسطے تعریض پر قسم کھا لے اور یہان [illegible]
فقہا نے زعم کیا ہی کہ قسم لینے والے کی نیت پر قسم ہمارے نزدیک نہین ہوتی ہی اور انکو ایسے ہی مسائل [illegible]
ہوا ہی شبہہ پیش آیا ہی یہ صحیح نہین ہی بلکہ ائمہ شافعیہ کے نزدیک مطلقاً قسم لینے والے کی نیت پر قسم [illegible]
اور ہمارے نزدیک اسمین تفصیل ہی کہ اگر کسی شخص کے حق پر قسم ہو تو اُسی کی [illegible] ہوگی [illegible]

Marfat.com

[illegible] کے جائز ہے ویسی ہی قسم تعاریض کلام واسطے دفع ظلم کے جائز ہے فافہم واللہ تعالیٰ اعلم - ف - فی العرائس قولہ تعالیٰ
[illegible] رشدہ الآیہ - اسمین حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی ازلی اصطفائیت اور خلت کا اور اعطائے رسالت کا بیان ہے کہ خلیل ہے
کو پیدا کرنے سے پہلے انکو برگزیدہ کر لیا تھا بلکہ تمام مخلوقات کی ایجاد سے پہلے خلیل کر لیا تھا اور اُسکا علم قدیم محیط ہے لہذا فرمایا وکنا بہ عالمین -
[illegible] خلیل [illegible] السلام کی روح کو عدم سے ایجاد کیا تو جمال قدم اُسپر کشف فرمایا پس اسماء و صفات و ذات و اُسکے اسرار سے معرفت عطا
کی تھی پس روح نے پہچانا رب عزوجل کو باللہ عزوجل اور پہچانی راہین شہود صفات و مشاہدہ ذات کی - پھر جب صورت مین ملتبس ہوئے
تو اُنکے پاس عقل قدسی ملکوتی اور اشارات عالم جبروتی آئے اور اُسنے قلب کو محبت و خلت کی دونون راہین پہچنوا دین اور نفس کو راہین
خدمت و طاعت و حسن ادب کی بتلا دین پس رب عزوجل نے جب اُسکو حجلۂ انس سے نکالا تو لباس قدس پہنایا پس نظر قدس سے جسمین
اسرار معرفت لگا ہوا تھا عالم کو دیکھا اور عجائبات ملک و ملکوت کو دیکھا ولیکن نفس قدسی نے چاہا کہ دلیل چھوڑ کر مدلول سے تسکین پاوے
پس غیرت حق سے ماسوائے سب کو نیست کر دیا بقولہ انی بری مما تشرکون انی وجہت وجہی للذی الآیہ - شیخ جنید رح سے پوچھا کہ ابراہیم کے عمر
کے کس سن میں اُنکو رشد حاصل ہوا تھا جواب دیا کہ اُسوقت کہ جب سن نہ تھا - اور فرمایا کہ سوابق ازل کے آثار کا اظہار ایسے ہوتا ہے جیسے
خلیل علیہ السلام پر ہوا کہ سخاوت و بذل اس شان سے ظاہر تھی اور اخلاق حمیدہ ایسے تھے اور بذل در اصل بذل نفس و فرزند و مال ہے کہ خدا
حق مین مبذول کر دینے پس اُسکو خوشی نہین ہوتی مگر حق عزوجل سے اور مشغول نہین ہوتا مگر اُسی سے اور التفات نہین کرتا مگر اُسی کی طرف - بعضے
کہتے ہین کہ رشد ابراہیم وہ نور تھا جو مخلوقات مین نظر کرنے سے پہلے اُنمین روشن ہوا تھا اور وہ نور توحید تھا - اور بعضے کہتے ہین کہ یہ رشد و د
تجلی عالم حقیقت تھی جو وجود جسمانی سے پہلے اُنکی روح کو عالم قدم سے ہوئی تھی - قولہ افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم الآیہ - محتاج سے اپنی
حاجت طلب کرنا مقام معرفت مین سُستی و حقیقت مین عیب ہے اور جو شخص مقام معرفت مین محقق ہے وہ سب اشیاء کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے
دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ جو ازل مین مقدر ہوا ہے اشیاء اُسی تقدیر پر جاری ہوتے چلے جاتے ہین اسمین تغیر نہ ہوگا اور جو جاری ہونیوالا ہے وہ ظاہر
ہوتا جائیگا اور ان چیزون کا قیام بذات خود نہین ہے بلکہ قبضۂ قدرت [illegible] مین مسخر ہو کر وہ جاری ہین اقول پھر جو حرکات اُس شخص سے ہونیوالے
ہین وہ بھی ظہور مین آوینگے ولیکن نتائج اُنکے اُسکی مراد کے موافق ہون یا مخالف ہون اور جو موافق ہو وہ بھی اُسکی قدرت سے نتیجہ نہین ہے
بلکہ اگر اُسکی نیت اُسمین نیک ہے تو ثواب ہے اور اگر نیت بد ہے تو عذاب ہے اور اگر مباح ہے تو مباح [illegible] اور جو شخص اس صفت پر ہو تو
اُسکی ہمت کب کسی مخلوق پر اعتماد کریگی اور خالق عزوجل سے التفات کریگی - شیخ [illegible] نے فرمایا کہ مخلوق کا مخلوق سے استعانت
چاہنا ایسے ہے جیسے قیدی کا قیدی سے مدد لینا کہ چھڑا دے - قولہ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم - واضح ہو کہ ابراہیم علیہ السلام منور بنور
الٰہی تھے اور نار یعنی آگ موجود بفعل الٰہی تھی پس نور صفت کا نور فعل پر غالب ہوا اور اگر نار باقی رہتی یہانتک کہ خلیل اُسمین پہنچ جاتے تو
[illegible] پس حق عزوجل نے ابراہیم علیہ السلام کی کرامت قائم کرنے کے لیے آگ کو باقی رکھا اور حکم دیا کہ ہو جا برد و سلام ابراہیم پر
[illegible] ہے کہ خلیل علیہ السلام نے مشاہدہ آفتاب و ماہتاب و نجوم کے آئینہ سے خلیل کو طلب کیا اور پایا اُسکو وسط النار سے
[illegible] علیہ السلام کو شجرہ کے وسط النار سے تجلی ہوئی اور نار پردہ حجاب جلال ہے اُسی کو حکم دیا کہ سلام ہو جاوے تاکہ تجلی جلال بصورت
[illegible] شیخ ابو عطا رح نے کہا کہ ابراہیم کے واسطے آگ سے سلامت بوجہ سلامت قلب کے ہے کما قال تعالیٰ اذ جاء ربہ بقلب سلیم -
[illegible] مطلب دعوا اُسکی ہے اور آگ کو ٹھنڈا کر دیا اس جہت سے کہ ابراہیم علیہ السلام کا توکل و بھروسا و یقین [illegible]

رب عزوجل پر پورا تھا چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ کوئی ضرورت آپکو ہو تو کہا کہ تمھاری جانب نہیں [illegible]
مشرکون کی جانب سے اپنی ازلی راہ چلنے کے آثار وجہالت کو ذکر فرمایا جب وے صحیح حجت سے قائل ہوئے [illegible]
توجہالت سے وسوسہ نفس وشیطان کو قبول کرکے آمادہ قتال ہوئے کما قال تعالیٰ

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا [illegible]

کہنے لگے کہ جلادو اسکو اور مدد کرو اپنے آلہہ کی اگر تم کرنیوالے ہو ہمنے کہا کہ اے آگ ہوجا ٹھنڈی [illegible]

عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ

ابراہیم کے اوپر اور چاہا ان کافرون نے ابراہیم کے ساتھ مکر کرنا سو ہمنے ان کافرون کو سب سے زیادہ خسارہ مین کردیا

جب کافرون کی حجت باطل ہوئی اور حق ظاہر ہوا اور باطل اسکا مقابلہ نہ کرسکا تو کافرون نے جہالت کا استعمال کیا [illegible]
کہنے لگے حَرِّقُوهُ ابراہیم کو جلادو۔ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ اور مدد دو اپنے آلہہ کو۔ یہ آلہہ عجیب تھے جو اپنے بندون کی [illegible]
کے بجائے اُنکے محتاج تھے اور یہ عبادت کرنے والے عجیب تھے جو اُنکو معبود مانتے تھے۔ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ اگر تم کرنے [illegible]
یعنی اگر اِس بات کو کرنے والے ہو کہ آلہہ کے واسطے اُس سے انتقام لیا جاوے تو ایسا کرو کہ اُسکو آگ مین جلادو۔ ابن نعیم نے کہا کہ یہ کہنے
کون تھا بعض نے کہا کہ آپس مین بعض نے بعض سے کہا۔ اور صیغہ قالوا جمع اسی پر دلالت کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ ایک شخص کردی فارس کا
رہنے والا تھا اُسکا نام ہیون تھا اللہ تعالیٰ نے اُسکو زمین مین خسف کردیا۔ اسی طرح بیضاوی وغیرہ نے اُسکا نام ہیون لکھا ہے لیکن بغوی
نے لکھا کہ اُس شخص نے آگ مین ڈالنے کی تدبیر بتلائی تھی کہ گوپھن مین رکھکر پھینکدو اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ سدی رح نے کہا کہ عورت بیمار
ہوتی تو نذر کرتی کہ شفا ہوجاوے تو ابراہیم کے جلانے کے لیے لکڑیان لیجاویگی۔ ان لوگون نے بہت سے گٹھے لکڑیون کے جمع کیے اور
اُنکو ایک گڈھے کے مانند حجیل کی زمین مین رکھا اور آگ لگادی تو بہت سخت شعلہ مارنے والی آگ جلی اور بہت اونچی اٹھتی تھی اور بہت
شرارے تھے ایسی آگ کبھی نہین جلائی گئی اور اب اِنہین ابراہیم علیہ السلام کو ڈالنے کی تدبیر نہین معلوم ہوتی ہے تو فارس کے کردون مین سے
ایک کردنے گوپھن سے پھینکنے کی تدبیر بتلائی اور شعیب الجبائی رح نے کہا کہ اِسکا نام ہیزن تھا اللہ تعالیٰ نے اُسکو زمین مین خسف کردیا
کہ وہ قیامت تک اُسی کے اندر متجلجل رہیگا۔ اور بعض نے کہا کہ اِس مشورہ کا کہنے والا نمرود بن کنعان بن السنجاریب بن نمرود بن کوش بن
حام بن نوح تھا یہی نمرود اُسوقت مین بادشاہ تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کی تقریر سے ثبوت ہوگیا کہ
بتون کو مین نے توڑا ہے اور اُنکو نصیحت کی تو دل مین کچھ شرمندہ ہوئے پھر جہالت سے گمراہی کی طرف عود کیا اور بادشاہ [illegible]
پس اُسنے مشورہ لیا اور ارکان سلطنت کی رائے اِس امر پر قرار پائی کہ ایسا کیا جاوے اُنھون نے عوام سے اُسکو [illegible]
نمرود کی ہوئی گویا ابراہیم علیہ السلام نے جو اُسکو عذاب جہنم سے ڈرایا تھا اُسکے جواب مین اُسنے جہالت سے یہ آگ [illegible]
دیتا ہون اور ارکان سلطنت سے اتفاق لیا اور بعد اِسکے سب عوام نے اتفاق کیا اور سبھون نے لکڑیان [illegible]
خطیب نے لکھا کہ ایک گانون کوثی نام کے قریب پہاڑ کے نیچے جمع کین اور بڑے بڑے کندے اور اصنام [illegible]
آدمی بیمار ہوتا تو نذر مانتا کہ اگر مجھے شفا ہوجاوے تو ابراہیم کے جلانے کو لکڑیان دونگا اور عورت سوت [illegible]
خرید دیتی تاکہ اُسکو اُسکے دین مین ثواب ہو اور آدمی مرنے لگتا تو لکڑیان خریدکر اپنی [illegible]

[illegible] کیا کا سات روز تک اسکو سب طرف سے آگ لگا کر پھونکا جب آگ جل گئی تو بہت سخت و شدید تھی اور اسکا شعلہ بہت بلند
ہوتا تھا یہی کہ جو پرندہ اسکے اوپر سے پڑتا اڑتی جاتی تو اسکی شدت حرارت و تپش سے جلکر گر پڑتی تھی جب انھون نے چاہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اسمین
ڈالین تو متحیر رہے کہ کیونکر ڈالین کیونکہ دور دور تک وہان کوئی نہین جا سکتا تھا پھر ابلیس نے آکر انکو گوپھن کی ترکیب بتائی اسکو بنا کر انھون
نے ابراہیم کو اسمین رکھکر باندھا اور مینار یا بلند چھت سے پھینکنا چاہا جب یہ نوبت آئی تو سوائے جن و انسان کے آسمان و زمین و ملائکہ و چرند
و پرند سب چلا اٹھے اور فریادی ہوے کہ الٰہی تیرا خلیل آگ مین ڈالا جاتا ہے اسکے سوائے زمین مین تیرا عبادت کرنیوالا کوئی نہین ہے سو ہمکو اجازت ہو
کہ ہم اسکی مدد کرین پس حق عز و جل نے فرمایا کہ وہ میرا بندہ خلیل ہے اسکے سوائے میرا خلیل نہین ہے اور مین اسکا الٰہ ہون میرے سوائے اسکا
کوئی الٰہ نہین ہے تم لوگ جاؤ اگر وہ تم مین سے کسی سے مدد چاہے تو مین نے اجازت دیدی کہ اسکی مدد کرو اور مین اسکو جانتا اور مین ہی اسکا
والی ہون پس جب ان کافرون نے باندھا اور چاہا کہ آگ مین پھینکین تو پانیون کا فرشتہ آیا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو مین ابھی آگ کو پانی سے بجھا کر
ٹھنڈا کردون اور مین موکل المطر و المیاہ ہون اور خازن ہوا نے کہا کہ اگر چاہو تو آگ کو ہوا ابھی اڑا دے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مجھے
تمھاری کچھ حاجت نہین ہے - ابن کثیر وغیرہ نے ذکر کیا کہ معتمر بن سلیمان نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ اے ابراہیم
تمکو کچھ حاجت و ضرورت ہے تو کہا کہ تمھاری جانب حاجت تو کچھ نہین ہے خطیب نے بڑھایا کہ جبرئیل نے کہا کہ اچھا پھر اپنے رب عز و جل سے
دعا کرو کہا کہ ہان ولیکن میرے سوال سے پہلے میرا رب جانتا ہے تو وہی کافی ہے - ابن کثیر وغیرہ نے لکھا کہ سعید بن جبیر نے کہا اور یہ ابن عباس
سے بھی مروی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا تو فرشتہ جو مینھ پر موکل ہے منتظر تھا کہ کب اسکو حکم ہو کہ پانی پہونچا کر آگ گل کر دے لیکن حکم
الٰہی عز و جل اس سے بہت زیادہ سریع تھا چنانچہ - قُلْنَا ہم نے کہا - یٰنَارُ اے آگ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا تو ہوجا
ٹھنڈک و سلامتی - عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ابراہیم پر - شیخ ابو حیان نے بحر مین کہا کہ اگر علی ابراہیم نہ فرمایا جاتا تو آگ نہ جلتی اور نہ روشن
ہوتی - مترجم کہتا ہے کہ یا نار خطاب ہے اور ظاہر اُسی آگ کو ہے ولیکن شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ کعب احبار نے کہا کہ اس روز کسی شخص نے
آگ سے کچھ منفعت نہ پائی اور آگ نے ابراہیم کے بدن سے سوائے بندش و بندان کے کچھ نہین جلایا - اقول ظاہر امعنی یہ ہین کہ تمام آگ جہان تھی
اس حکم کی وجہ سے سرد پڑ گئی اور ابن عباس رض سے بھی روایت ہے کہ دنیا مین کوئی آگ باقی نہ رہی مگر انکہ سرد پڑ گئی - ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ
جب کافرون نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین پھینکا تو آپ نے کہا کہ حسبی اللہ و نعم الوکیل یعنی کافی ہے مجھے اللہ تعالیٰ اور کیا اچھا وکیل ہے جناب
بخاری رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ حسبی اللہ و نعم الوکیل - ابراہیم نے اُسوقت کہا تھا جب آگ مین ڈالے گئے اور اصحاب محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسوقت کہا کہ جب لوگون نے کہا ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم فزادہم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل - اور ابو ہریرہ رض سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے تو کہا اللھم انک فی السماء واحد و انا فی الارض
واحد اعبدک - یعنی الٰہی تو آسمان مین ایک ہے اور مین زمین پر ایک ہون تیری عبادت کرتا ہون - اس حدیث کو ابو یعلی رح نے اپنی مسند
مین روایت کیا ہے اور معنی یہ ہین کہ الٰہی بلندی و بزرگی الوہیت کی تیرے ہی واسطے ہے آسمان سے جو تیرا حکم ہوتا ہے وہی ہوتا ہے پس تیرا ہی
بندہ عبادت کرنے والا اسوقت زمین پر فقط مین ہون - اگر کہا جاوے کہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ کہان سے جانا کہ زمین پر وہ اکیلے
عبادت کرنیوالے ہین جواب یہ کہ شاید اس مین یہی مراد وہی سرزمین ہو جہان تھے تب تو یہ ظاہر ہے اور اگر تمام زمین ہو تو انکو اللہ تعالیٰ کے آگاہ
کرنے سے معلوم ہوا اور مترجم کے نزدیک اظہر یہ ہے کہ انھون نے اسکو نور نبوت سے معائنہ کیا تھا بدلیل قولہ تعالیٰ کذلک نری ابراہیم

Marfat.com

ملکوت السموات والارض الآیہ - ابن کثیر رح نے کہا کہ روایت کیجاتی ہر کہ جب مشرکون نے آنکو مغلوب جانا تب
ولک الملک لاشریک لک یعنی نہین کوئی معبود اگہ سواے تیرے تو پاک ہر تیرے ہی لیے حمد ہر اور تیری ہی سلطنت
اقول یہ اسوقت اسواسطے کہا کہ بظاہر اُنکے باندھنے والے مشرکین کفار تھے تو لوگون کو شبہہ ہوگا کہ شاید دنیا
ہر بس رفع کر دیا کہ یہ سب اُسی کے حکم سے ہوتا ہر اور اُسی کا حکم اپنے بندون کے امتحان کے لیے اسطرح جاری ہوتا ہر
نے کہا کہ اُنکی عمر اسوقت مین سولہ برس کی تھی - قولہ بردا وسلاما حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یعنی ابراہیم کو کچھ تکلیف نہ
عباس وابو العالیہ نے کہا کہ اگر اللہ تعالی عز وجل سلاماً - نہ فرماتا تو ابراہیم علیہ السلام کو اُسکی ٹھنڈک سے اذیت ہوتی بالجملہ ایک
مین بہت بڑی ڈھیری لکڑیون کی ایک مہینہ مین جمع کی اور سات روز تک آگ جلائی اور ابراہیم کو گوپھن سے اُسمین پھینکا - اور
تفسیر مین ضحاک سے روایت کی کہ ابراہیم علیہ السلام کے واسطے ایک مکان بنواکر اُسمین اُنکو قید کیا تھا اور اُسکے گرد انبار لکڑیون کا
آگ لگادی اور ہر طرف سے آگ بکثرت مشتعل ہوئی حالانکہ بحکم الٰہی ابراہیم علیہ السلام کو اِس سے کچھ ضرر نہین ہوا اور کہا کہ لوگ بیان
ہین کہ جبرئیل علیہ السلام اُنکے ساتھ تھے کبھی کبھی اُنکے چہرہ سے پسینا پوچھتے تھے اُسکے سواے کچھ نہین ہوا - سدی رح نے کہا کہ اُنکے ساتھ
ملک الظل تھا - علی ابن ابی حاتم نے باسناد خود منہال بن عمرو سے روایت کی کہ مجھے خبر دی گئی ہر کہ ابراہیم علیہ السلام جب آگ مین
ڈالے گئے تو اُسمین پچاس یا چالیس روز رہے اور کہا کہ مین کبھی ایسا خوش عیش نہ تھا جیسا کہ مین اُس زمانہ مین تھا جب اس آگ مین تھا اور
مجھے خواہش تھی کہ میری زندگی سب ویسی ہو جیسی آگ مین تھی - ابو ہریرہ رض سے روایت ہر کہ ابراہیم کی باپ نے جو سب سے اچھا کلمہ
کہا ہر وہ اُسوقت کہ جب وے آگ مین تھے اور طبق دور ہوا اور دیکھا کہ وے اُسمین اپنی پیشانی کا پسینہ صاف کرتے ہین تو کہا کہ اے ابراہیم
تمہارا رب بہت اچھا ہر - قتادہ رح نے کہا کہ اُس روز جو جاندار آیا اُسنے ابراہیم پر سے آگ بجھائی سواے وزغ کے - زہری رح نے کہا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے قتل کا حکم دیا اور فویسقہ اُسکا نام رکھا ہر اور فویسقہ کے معنی بدکار نافرمان - اور نافع نے مولاة الفاکہ
سے روایت کی کہ مین ام المومنین عائشہ رض کے پاس گئی تو مینے گھر مین ایک نیزہ دیکھا تو مین نے پوچھا کہ اے ام المومنین آپ اس نیزہ کو کیا
کرتی ہین آپ نے فرمایا کہ مین اِس سے اِن وزغون کو قتل کیا کرتی ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام
آگ مین ڈالے گئے تو روے زمین پر کوئی جاندار نہ تھا جو اِس آگ کو نہ بجھاتا ہو سواے وزغ کے کہ یہ آگ کو ابراہیم علیہ السلام پر
تھا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اُسکے قتل کرنے کا حکم دیا ہر - رواہ ابن ابی حاتم اقول وقد رواہ الامام احمد وابن ماجہ وابن
وابو یعلی والطبرانی ایضاً اور سنن ترمذی ودیگر صحاح مین ہر کہ جس نے اُسکو ایک ضرب سے مارا تو اُسکے لیے سو نیکیان مین
تو پچاس ہین - اور اِس حدیث مین دلیل ہر کہ یہ جانور بھی ایسا شعور رکھتے ہین اور یہی حق ہر - اور بعض حکما نے ذکر کیا کہ وزغ
جسمین زعفران ہو - اور کعب احبار سے روایت ہر کہ آگ نے ابراہیم کے بدن پر سے بند ان جلا دیے اور باقی کچھ نہین
رہگئی حرارت جاتی رہی تھی - سراج بن خطیب رح نے لکھا کہ ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قتل کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام پر آگ پھونکتا تھا - اور لکھا کہ سدی رح نے کہا کہ ملائکہ نے ابراہیم علیہ السلام
زمین پر بٹھلایا اور وہان ابراہیم نے دیکھا کہ شیرین پانی کا چشمہ جاری ہر اور سرخ گلاب و نرگس پھول
صرف ابراہیم کے بدن سے بند ان جلا دیئے اور لوگ کہتے ہین کہ ابراہیم وہان ساٹھ روز تک

Marfat.com

[illegible] رحمہ نے اور ایسا ہی ابو السعود رحمہ نے لکھا ہے اور اُسی کے واسطے شاہد وہ روایت ابن ابی حاتم ہے جو منہال بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت
[illegible] جیسا کہ شیخ ابن کثیر رحمہ کی تفسیر سے اوپر نقل ہوا - اور خطیب نے لکھا کہ محمد بن اسحق نے لکھا کہ ابراہیم کی صورت پر اللہ تعالی نے ملک الظل
بھیجا وہ موانست کے واسطے ابراہیم کے پہلو مین بیٹھے رہتے تھے اور کہا کہ مشرکون نے ابراہیم کے بدن سے لباس جدا کر لیا تھا تو اللہ تعالی نے
جبرئیل کو جنت کی قمیص کے ساتھ بھیجا اور جنت سے نہالی بھیجی پس جبرئیل علیہ السلام نے قمیص پہنائی اور نہالی پر بٹھایا اور خود اُنکے ساتھ
بیٹھکر باتین کرنے لگے اور جبرئیل نے ان باتون مین کہا کہ تیرا رب فرماتا ہے کہ تجھے تو معلوم ہے کہ میرے احباب کو آگ ضرر نہین کرتی ہے - اقول
اگر کہا جاوے کہ اسمین کیا حکمت ہے کہ حلہ بہشتی اور فرش بھیجا اور کوئی اعلی چیز اور نہین بھیجی تو جواب یہ ہے کہ جنت محل رفعت و منزلت ہے
اور قدرت الٓہی اس سے اعلی ہے کہ وہان کسی چیز کے مہیا کرنے مین کوئی سوچ ہو ولیکن اس عالم اسباب دنیاوی مین جنت کی ایسی چیز
اتاری جاویگی جس سے محل امتحان وفتنہ ہونا اس دار فانی کا جاتا رہے بلکہ جو چیز ہوگی وہ یہان کی چیزون سے مشابہ دیجاویگی یا اسطرح
کہ محسوس نہو اور مروی ہے کہ یہی حلہ جنت میراث رہا اور یوسف علیہ السلام کو پہنایا گیا جب وے کنوئین مین ڈالے گئے تھے شیخ ابن کثیر رح
نے ذکر کیا کہ عطیہ عوفی نے کہا کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ مین ڈال دیے گئے تو مشرکون کا بادشاہ آیا تھا کہ ابراہیم کو دیکھے پس آگ مین سے
ایک چنگاری اُڑکر اُسکے انگوٹھے پر گری اور جلا دیا - اور خطیب رح نے محمد بن اسحق سے نقل کیا کہ پھر نمرود نے اپنی بلند کوشک کے اوپر
سے آگ مین نظر دوڑائی جبکہ وہ سرخ انگارے روشن ہو رہے تھے تو اُسکی نظر مین آیا کہ وہ ایک باغ مین بیٹھے ہین اور اُنکے پہلو مین
ایک شخص اسی صورت کا بیٹھا ہے اور آگ تمام اُنکے گرد ہے پس اُسکو ہیبت معلوم ہوئی جب آگ کا انبار کم ہوا تو پھر اُسنے یہی دیکھا تو
قریب ہوکر پکارا کہ ای ابراہیم تمکو قسم ہے اپنے اللہ کی جسکی قدرت یہانتک پہونچی ہے کہ جو مین دیکھ رہا ہون بھلا تم کو یہ قدرت ہے کہ تم اسمین سے
باہر چلے آؤ آپ نے جواب دیا کہ ہان - تو اُسنے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ اگر کھڑے ہو تو تم کو اس سے ضرر وصدمہ پہونچیگا آپ نے فرمایا کہ کچھ نہین
تو اُسنے کہا کہ اچھا پھر کھڑے ہو جاؤ اور نکلو پس ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوکر پانون پانون آگ کو روندتے ہوے چلے یہانتک کہ باہر
نکل گئے - تو نمرود نے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ اور کون تھا جسکو مین نے تمہاری صورت پر تمہارے ساتھ بیٹھے دیکھا تھا آپ نے فرمایا
یہ ملک الظل تھا اسکو میرے رب نے میرے پاس اسواسطے بھیجا تھا کہ میرے ساتھ موانست کرے پس نمرود نے کہا کہ مین تمہارے اللہ کیطرف
[illegible] کی چاہتا ہون اور قربانی کا ہدیہ بھیجنا چاہتا ہون کیونکہ مین نے اُسکی قدرت وعزت اس بات [illegible] کہ جو اُسنے تمہارے ساتھ کیا جبکہ
سواے اُسکے توحید وعبادت کی سب باتون سے انکار کیا مین اُسکے لیے چار ہزار گائین ذبح کرکے قربانی دونگا آپ نے فرمایا کہ ابھی تو اللہ تعالی
تجھسے کبھی قبول نہ کریگا جب تک تو اپنے اس باطل خیال پر رہے تاوقتیکہ تو بت پرستی وغیرہ کا دین چھوڑ کر میرے دین مین نہ آوے نمرود نے
[illegible] مین اپنی بادشاہت نہین چھوڑ سکتا ہون ولیکن مین یہ قربانی کرونگا چنانچہ نمرود نے ایسا کیا - اقول یہ سب بیفائدہ تھا اور اصل اقرار عبودیت
ہے اللہ تعالی سب سے مستغنی ہے - پھر نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو ایذا دینے سے ہاتھ روکا بلکہ اللہ تعالی نے اسکو ہیبت سے مجبور کر دیا
ابراہیم علیہ السلام کی عمر اُسوقت سولہ برس کی تھی - اقول یہ امر قطعی نہین ہوسکتا کہ کیا عمر تھی ہان وہ فتی یعنی جوان تھے یا نوجوان تھے اور
عمر اُسوقت چالیس سے کم نہ ہوگی واللہ اعلم - اور خطیب نے لکھا کہ ان لوگون نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے تکلیف وایذا دینا
پسند کیا تھا کہ یہ ہولناک عذاب ہے اور اس سے بہت گھبراہٹ وپریشانی ہوتی ہے اسی واسطے حدیث مین ہے کہ کسی کو آگ سے عذاب
[illegible] کرنے والا فقط خالق عزوجل ہے - پھر کہا گیا کہ اللہ تعالی نے اس آگ مین سے اُسکی طبیعت یعنی حرارت وجلانا

Marfat.com

مسلوب کر دیا تھا اور صرف روشنی پر باقی رکھا تھا - اقول حق یہ ہے کہ آگ ویسی ہی ویسی ہی موجود تھی لیکن [illegible]
عزوجل ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ حنظل سے حلاوت پیدا کرے اور شکر سے تلخی اور خود اسکی مراد ہو بمطابق ہو گی [illegible]
کے واسطے نہایت خوشگوار ٹھنڈک پیدا کر دی اور جیسے جہنم کے خازنون کے واسطے جہنم کی حرارت کے سبب [illegible]
پر وہ حرارت ہے کہ نعوذ باللہ منہا - اور جیسے جہنم کی راہ سے سب لوگ گذرینگے اور اہل جنت کو اس سے کچھ صدمہ نہ ہوگا [illegible]
کے واسطے آگ مین راحت و ٹھنڈک تھی انکو کچھ صدمہ نہ ہوا اور مشرکین مردود اور مغلوب ہوے - وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ
الْاَخْسَرِيْنَ اور ارادہ کیا تھا کافرون نے ابراہیم کے ساتھ کید کا سو ہم نے انکو نہایت خاسر کر دیا [illegible]
نے کہا کہ اخسرین یعنی سب خسارہ اٹھانے والون سے بڑھکر خسارہ اٹھانے والے کر دیے کیونکہ انکی اس سعی سے [illegible]
کہ ابراہیم علیہ السلام حق پر ہین اور وے لوگ باطل پر ہین اور ابراہیم علیہ السلام کے واسطے مستوجب مزید قرب و علو درجات [illegible]
اس سعی سے مستحق اشد عذاب ہوے اور باوجود آخرت کے اشد عذاب کے دنیا مین اللہ تعالیٰ نے نمرود اور اسکی قوم پر نہایت حقیر [illegible]
بھیجے جنھون نے اپنے جھنڈ سے ان کافرون کے گوشت کھائے اور خون چوس لیے اور نمرود کے دماغ مین ایک مچھر گھس گیا [illegible]
نہ نکلا یہانتک کہ نمرود کو ہلاک کر لیا خطیب رحمہ نے فوائد مین لکھا کہ واضح رہے کہ جو واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا ایسا ہی [illegible]
نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعضے اتباع یعنی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ پیش آیا اور وہ حضرت ابو مسلم الخولانی رضی اللہ عنہ ہین کہ اسود
العنسی نے جب دعوی نبوت کیا لعنہ اللہ تو ابو مسلم رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ مین رسول اللہ ہون آپ نے فرمایا کہ مین
نہین سنتا یعنی مین نہین گواہی دیتا ہون تو ابو الاسود نے کہا کہ تو یہ گواہی دیتا ہے کہ محمد رسول اللہ ہین آپ نے فرمایا کہ ہان یعنی اسنے حکم دیا
کہ آگ انبار جلائی گئی اور اسمین ابو مسلم رضی اللہ عنہ ڈالدیے گئے پھر اسکو خبر دی گئی کہ وے تو اسمین کھڑے نماز پڑھتے ہین [illegible]
ہو گیا - وہ آگ آپ پر ٹھنڈک و سلامتی کر دی گئی پھر ابو مسلم رضی اللہ عنہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ مین آئے [illegible]
ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اور عمر رضی اللہ عنہ انکے پہلو مین بیٹھے تھے جب ابو مسلم رضی اللہ عنہ مسجد مین داخل ہوے تو عمر رضی اللہ عنہ نے [illegible]
انکو ہاتھون ہاتھ لیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو مین اپنے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان مین بٹھلایا [illegible]
نہین دی یہانتک کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے ایسا شخص دکھلا دیا [illegible] ابراہیم خلیل اللہ [illegible]
کے ساتھ کیا گیا تھا - پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جلالت و بہجت حضرت کا حال [illegible]

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۞ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ
اور بچا نکالا ہمنے اسکو اور لوط کو اس زمین کی طرف جسمین برکت رکھی ہمنے جہان کے واسطے [illegible]

نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۞ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ
دیا انعام مین اور سبکو نیکبخت کیا اور انکو کیا پیشوا راہ بتاتے ہمارے حکم سے [illegible]

اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا
انکو کرنا نیکیون کا اور کھڑی رکھنی نماز اور دینی زکوٰۃ اور ہو رہے [illegible]

واضح ہو کہ جب نمرود وغیرہ نے یہ حال دیکھا تو خوف سے آپنے ابراہیم علیہ السلام [illegible]

…ان ہاکو اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابراہیم علیہ السلام نے اُسکو منظور کیا اور شاید بات یہ ہو کہ نمرود اور اُسکی قوم پر عذاب آنیوالا
تھا جبتک اللہ کا پیغمبر وہان موجود تھا ان بدبختون پر سے عذاب مرتفع رہا اور ابراہیم علیہ السلام رحیم و حلیم تھے ولیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرون
کی ہدایت بھیجی اور ان پر انجام کار ہلاکت لکھی ہی جب ایمان نہ لاوین لہذا ابراہیم علیہ السلام کو وہان سے نکلجانے کی اجازت دی اور یہ سنہ
…ابراہیم علیہ السلام کے حق مین خلت کے مرتب پورے کر دیے کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے گھر بار و مان باپ کسی کی محبت سے تعلق نہ رکھا اور
…تعالیٰ کی محبت مین اُسکے حکم پر رہے اور یہ اُسوقت تھا کہ آگ مین جانے کی حالت مین یقین و ثبات قدم ظاہر ہو گیا تھا پھر اُنکو ہجرت کا حکم دیا
…ظاہر یہ ہی کہ اُسوقت اُنھون نے اپنے باپ آزر کو بہت سمجھایا جیسا کہ سابق مین گذرا ہی مگر اُسنے نہ مانا اور کہا کہ مجھے چھوڑ دے تب آپ نے
اُسکے واسطے مغفرت کا وعدہ کیا اور بعد بیان سے ہجرت کر جانے کے ایک زمانہ دراز تک آپ کو معلوم نہ ہوا اور آپ نے استغفار کیا پھر جب آپ کو
معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دشمن مرا ہی تو اُس سے بیزار ہوگئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مصرح ارشاد فرمایا ہی۔ پھر اُسوقت مین لوط آپ پر ایمان لائے
کما قال تعالیٰ۔ فآمن لہ لوط وقال انی مہاجر الی ربی یعنی اُسپر لوط ایمان لایا اور کہا کہ مین مہاجر ہون اپنے رب کی طرف۔ محمد بن اسحٰق نے
کہا کہ جب لوگون نے یہ حال دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو برد و سلامت کر دیا تو کچھ لوگ آپ کی قوم کے آپ پر ایمان
لائے لیکن نمرود کی خوف سے چھپے تھے اور آپ پر لوط ایمان لائے اور لوط آپ کے بھائی کا بیٹا تھا یعنی لوط بن ہاران بن تارخ۔ اور
ہاران حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی کا نام ہی اور ان دونون کا ایک تیسرا بھائی تا حور بن تارخ بھی تھا۔ اور آپ پر سارہ بھی ایمان لائی
اور وہ دختر ہاران اکبر کی ہی اور یہ ہاران اکبر حضرت ابراہیم کا چچا اور اُنکے باپ تارخ یعنی آزر کا بھائی تھا جیسے ہاران اصغر خود ابراہیم ع کا
بھائی تھا پس آپ کوثی سے نکلے بضم کاف و ثاء مثلثہ۔ ابن الاثیر رح نے کہا کہ یہ عراق کا کوثی تھا اور وہ سواد عراق کی ناف پر واقع ہی اور
وہین ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوے تھے پس وہان سے اپنے رب عزوجل کی طرف ہجرت کرتے ہوے نکلے اور آپ کے ساتھ مین لوط تھے
و سارہ تھین اور وہان سے نکلنے مین یہ چاہتے تھے کہ اپنے دین کو لیکر چلے جاوین اور امان کے ساتھ اپنے رب عزوجل کی عبادت کرین۔
پس وہان سے نکلکر حران مین اُترے اور جبتک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہان رہے پھر وہان سے ہجرت کر کے مصر مین آئے۔ اقول یہ جو لکھا
کہ سارہ رض حضرت ابراہیم کے چچا کی بیٹی تھین یہی مشہور ہی اور ابن کثیر رح نے لکھا کہ سدی رح کا قول ہی کہ ابراہیم و لوط بجانب شام چلے
پھر ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات سارہ رض سے ہوئی اور یہ بادشاہ حران کی بیٹی تھین اور اُنھون نے بھی اپنے باپ اور اپنی قوم کی
جو بت پرستی دیکھی… اُنکے دین مین طعن کیا تھا اور کافرون سے بیزار تھین پس ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس اقرار پر نکاح کیا کہ مجھے لیکر اس
دار الکفر سے نکلجاوین۔ رواہ ابن جریر اور ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ قول متفرد ہی اور مشہور یہ ہی کہ سارہ رض ابراہیم کے چچا کی بیٹی ہین
اور ابراہیم علیہ السلام اُنکو وطن سے ہجرت مین ساتھ لائے تھے۔ پھر ابن اسحٰق نے کہا کہ مصر مین چند روز رہنے کے بعد پھر وہان سے شام کیطرف
ہجرت کی اور زمین فلسطین کے ایک مقام سبع پر اُترے وہ بریۃ الشام ہی اور لوط علیہ السلام نبی کیے گئے یعنی ابراہیم علیہ السلام کے تابع نبی
ہوکے مؤتفکہ مین بھیجے گئے اور وہ ارض سبعہ سے ایک رات و دن کی راہ پر واقع ہی یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اور
نجات دی ہمنے ابراہیم کو اور لوط کو۔ یہ نجات اس کفرستان سے ہی یا کافرون کی ایذا رسے ہی یا یہ کفار جس عذاب مین گرفتار ہوے ہین اس سے
…جنکا پہنچنا واقع ہوا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ بجانب ایک زمین کے جسمین ہمنے اہل عالم
…کے واسطے برکت رکھی… ارض مبارکہ شام ہی۔ قال ابن کثیر و رواہ ربیع بن انس عن ابی العالیہ عن ابی بن کعب جیسا کہ

ابی بن کعب نے کہا کہ وہ زمین شام ہی اور کوئی شیرین پانی نہین جو صخرہ کے نیچے سے نہ نکلا ہو اور ایسا ہی [illegible]
کا کہ معنی یہ ہین کہ پانی کا نزول آسمان سے صخرہ کی جانب ہوتا ہی اور وہان سے تمام زمین مین متفرق ہوتا ہی [illegible]
کہتا ہی کہ یہ نزول اور نیز وہان سے زمین مین متفرق تقسیم ہونا کوئی محسوس امور نہین ہین بلکہ اُنکو وسے لوگ جانتے ہین [illegible]
اور ایسے ہی احکام و اسرار الٰہی اپنی مخلوقات مین جاری ہین فافہم - اور یہان سے معلوم ہوا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مین [illegible]
پانی آثار اسی حکمت و قدرت کاملہ پر ہی اور اِس سے انکار وہی کریگا جسکی نظر بصیرت اندھی ہی یا وہ جاہل ہی اور جو لوگ [illegible]
یا اُسکو طلب کرتے ہین وہ ہر بات کے انکار کرنے پر دلیری نہین کرتے ہین فافہم - ابن کثیرؒ نے کہا کہ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ [illegible]
شام کی طرف نجات دی اور شام کا نام اعقار و دار الہجرۃ کہلاتا تھا اور جو زمین سے ناقص ہوا وہ شام مین بڑھایا گیا اور جو شام سے
ہوا وہ فلسطین مین بڑھایا گیا اور کہا جاتا ہی کہ شام ارض المحشر ہی اور وہین عیسیٰ بن مریم اُتارے جائینگے اور وہین دجال ہلاک کیا جائیگا
اسی شام کو فرمایا کہ ہمنے اسمین برکت دی ہی خطیبؒ نے کہا کہ برکت کئی انواع ہین پس اسمین برکت فراخی کی یعنی قحط نہین ہی اور درختون [illegible]
ہی اور پھل اقسام اقسام کے موجود ہین اور دریا و نہرین جاری ہین اور وہین سے اکثر انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوے ہین - قتادہ کہتے [illegible]
ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے کہا کہ تم یہان سے وطن چھوڑ کر مدینہ منورہ کیون نہین چلتے تو کعب نے کہا کہ مین نے کتاب مین دیکھا
ہی کہ شام اللہ تعالیٰ کی زمین مین اُسکا خزانہ ہی اسمین اُسکے بندون کا خزانہ ہی - عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہ مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ ہجرت بعد ہجرت ہوگی پس اچھے بندون کا مقام ہجرت وہ ہوگا جو ابراہیم علیہ السلام کا مقام
ہجرت ہی - اقول صحاح کی حدیث مین ہی کہ طوبیٰ للشام یعنی مبارکباد شام کے لیے کہ اُسپر ہر روز ستر فرشتہ بازو پھیلائے رہتے ہین - شیخ ابن کثیرؒ
نے ذکر کیا کہ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قولہ الارض التی بارکنا فیہا - وہ زمین مکہ ہی کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول نہین سنا کہ للذی
ببکۃ مبارکا و ہدی للعالمین فیہ آیات بینات مقام ابراہیم الآیہ - مترجم کہتا ہی کہ مقام ابراہیم سے اُسکو نکالا ہی اور شاید توفیق و تحقیق یہ ہی
کہ مقام ہجرت ابراہیم علیہ السلام کا شام سے لیکر مکہ تک ہی کیونکہ ابراہیم علیہ السلام ہجرت کر کے جہان رہے وہ ارض فلسطین ہی اور وہان سے
اپنی اولاد اکبر حضرت اسمٰعیل کو مع اہل کے ہجرت کرا کے مکہ معظمہ مین بسایا اور یہان بھی اُنکا گھر ہوا اور مقام ابراہیم ہوا اور خود اگرچہ فلسطین
وہین رہے لیکن یہان وجود با جود حضرت سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آپ کی اولاد مین سے اشرف الخلق ہین
اور آپ نے اُنکے لیے اِس مقام باعظمت مین جناب احدیت جل شانہ سے دعاء بلیغ کی ہی یہ مقام اشرف بقاع الارض ہوگیا پھر آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے مدینہ منورہ سب سے اشرف ہوگیا اور خصوص مزار شریف جس مقام پر ہی وہ قطعہ تمام عالم سے اشرف ہی
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم - پھر اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم علیہ السلام کا بیان کیا اور اولاد مین سے اسمٰعیل علیہ السلام کو ذکر نہین فرمایا [illegible]
و یعقوب کو ذکر کیا کما قال تعالیٰ - وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ - اور ہم نے اسکو ہبہ کیا اسحٰق - یعنی حالت بڑھاپے مین اور [illegible]
جورو سے یہ بیٹا دیا اور جورو مایوس ہو چکی تھین - تو اسپر اور زیادہ یہ کیا کہ - وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً اور یعقوب [illegible]
دیا یعنی اسحٰق کا بیٹا یعقوب بھی ابراہیم و سارہ کی زندگی مین دیدیا اور کل عمر حضرت ابراہیم کی ایک سو [illegible]
اسحٰق کے بیٹے یعقوب کو یعنی اپنے پوتے کو بھی دیکھ لیا اور اسی واسطے ابن عباس نے کہا کہ نافلہ سے مراد [illegible]
مروی ہی - عطاء و مجاہد نے کہا کہ نافلہ یعنی عطیہ - پھر اسکی کیا وجہ ہی کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو تو اسحٰق سے [illegible]

Marfat.com

... وخطیب رحمہ نے کہا کہ حالت بڑھاپے وعورت بانجھ سے پیدا کرنے مین دلیل بعث ونشر ہے اور سیاق کلام اسی معنی
... اسحق علیہ السلام سے ہے اور چونکہ شبہہ تھا کہ شاید ایسے بڑھاپے کی اولاد مین ضعف وعاجزی ہو تو دفع فرمادیا کہ اسحق کی اولاد
... پیدا کی - اور مترجم کہتا ہے کہ یہ توجیہ ہے اور واللہ اعلم ظاہر وجہ یہ ہے کہ یہان ان لوگون کا اللہ تعالیٰ کے واسطے گھر بار چھوڑنا اور
... اقارب سے منہ موڑنا بیان کیا اور وہ حضرت ابراہیم وانکے ساتھ مین حضرت سارہ رضی اللہ عنہما ہین تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انکے
... سے زیادہ فراخ عیش دیدی کما قال ومن یہاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ الآیہ اور اسپر مزید احسان یہ کیا کہ بانجھ
... سے اولاد پیدا کردی جو اسکی حسن نیت وصدق طویت کا اجر عظیم آخرت کے سوائے فضل مزید دنیا مین ہے اور اسمٰعیل علیہ السلام
... ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے ولیکن حضرت سارہ رضہ کو انسے تعلق نہ تھا اور نہ انکی مان انکے ساتھ مہاجر ہوئی تھین بلکہ سارہ رضہ
... بسبب ولادت ہاجرہ کے ایک رشک ہوا تھا پس اللہ تعالیٰ نے انکو اسحق ویعقوب دیئے پس یہی وجہ ہے کہ یہان انھین دونون کا ذکر کیا
... کہ اہل ہجرت کے واسطے برکات کا بیان ہے لہذا فرمایا - وَكُلًّا اور ان سب کو ان چارون ابراہیم ولوط واسحق ویعقوب بلکہ مع
... سارہ رضہ کو ہر ایک کو - جَعَلْنَا صَالِحِيْنَ ہمنے صالح کردیا یعنی اللہ تعالیٰ کی طاعت پر عمل کرنے والا اور معاصی وشرک سے دور رہنے والا
... ہر طرح مطیع ومنقاد الٰہی کردیا - اور اگر صلاحیت سے مراد نبوت ہے تو سوائے سارہ کے سب کو نبی کیا اور اسی پر دلالت کرتا ہے - قولہ تعالیٰ
... جَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً اور ہم نے انکو کردیا ائمہ یعنی پیشوا کہ نیک کامون مین انکی اقتدا کرتے ہین اور انکے اعمال صالحات کے موافق
... اپنے رب عزوجل کی طاعت کرتے ہین - يَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لوگون کو ہدایت کرتے ہمارے حکم کے ساتھ یا ہماری شریعت
... وحی کے ساتھ - اور شیخ ابن کثیر رحہ نے کہا کہ یہدون بامرنا ای باذن اللہ یدعون الی اللہ - یعنی اللہ تعالیٰ کی اجازت وحکم سے لوگون کو
... اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے لہذا فرمایا - وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ - اور ہم نے وحی کیا انکو فعل خیرات کا یعنی
... وحی کی کہ نیکیان کیا کرین - سراج مین کہا یعنی آمادگی سے نیک کام کرین تاکہ جب علم کی جانب عمل ملجاوے تو کمال پورا ہوجاوے
... ... رحہ نے کہا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے فعل اسواسطے فرمایا کہ سمجھ لیا جاوے کہ جو علم وحکم انکو وحی فرمایا تھا اُس سب کو انھون نے کیا
... چھوڑ نہین دیا - اور بعض نے کہا کہ فعل خیرات سے مراد نبوت کے شرائع ہین تو معنی یہ ہوے کہ ہمنے انکو شرائع نبوت سب وحی فرمائے
... کہا جاوے کہ الخیرات سے اگر بعض نیکیان مراد ہین تو عوام بھی بعض نیکیان کرلیتے ہین اور اگر کل مراد ہین تو کل نیکیان کون ادا کرسکتا
... وجہ اسکے کہ اذکار واوضاع بہت ہین جو شمار سے باہر ہین جواب یہ ہے کہ کل مراد ہین اور کل وہی ... کا انکو حکم دیا گیا تھا اور وہ محصور
... ہین بخلاف عوام کے کہ اول تو جو کچھ انکو حکم دیا گیا ہے سب نہین کرتے ہین اور دوسرا فرق یہ ہے کہ اگر کرتے بھی ہین تو اُس صدق نیت
... سے نہین کرسکتے ہین جو انبیاء علیہم السلام کی شان ہے پس عوام سے فرق ہوگیا - پھر جملہ فعل خیرات مین سے بعضے اعمال خاصہ کو
... بیان کردیا جس سے انکا اہتمام معلوم ہو بقولہ - وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ اور قائم کرنا نماز کا - یعنی جنس نماز کا اور وہ جس قدر
... فرض ہے اور جسقدر واجب ہو وہ واجب ہے اور سنت جسقدر رہے سنت ہے اور باقی نوافل مین مزید درجات ہین اور کبھی انبیاء ...
... پر مستحب ہوتا ہے جیسے نماز تہجد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی - پھر اقامت نماز اسکے اوقات کی حفاظت سے
... ارکان ادا کرنے سے ہوتی ہے اور ہمارے یہان منجملہ ارکان کے رکوع وسجود مین کم سے کم تین تسبیح کی طمانیت ہے یہ توکنز وغیرہ متون مین
... ہے یہ ہے کہ جیسے دونون سجدون کے بیچ مین پورا بیٹھ لینا اور رکوع سے پورا قیام بھی اسی مین داخل ہے - پھر نماز کی تخصیص کی

کیونکہ یہ عبادات بدنیہ مین سے بلکہ مطلق عبادات مین سے سب سے افضل ہے۔ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ [illegible]
مالیہ مین سے سب سے افضل ہے اور دونون مین حکم الٰہی کی تعظیم ہے اور مخلوق الٰہی پر شفقت و ترحم ہے [illegible]
آخرت کی طرف سکون ہے۔ پھر انکی صفت بیان فرمائی کہ۔ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ [illegible]
یعنی خالص ہماری ہی عبادت کرتے تھے اور ہمارے ساتھ کسی چیز کو شریک نہین کرتے تھے اور [illegible]
اور اللہ تعالی نے رسولون کو جبلت خاص پیدا فرمائی ہے اور انکے جملہ افعال و حرکات [illegible]
واسطے ہوتے ہین اور اہل امت مین سے جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی اقتدار کرتے ہین [illegible] ابتداء حال مین [illegible]
وحی کی چاہت مارکر انکے قدم بقدم چلتے ہین اور آخر مین اللہ تعالی برکت عطا فرماتا ہے کہ گویا جبلت ویسی ہی [illegible]
خصوصیت و خلوص توحید ہے جسمین شرک نہو۔ پھر اللہ تعالی نے اپنے خلیل علیہ السلام پر ایمان لانے والے پیغمبری [illegible]
ازلی برگزیدہ حضرت لوط علیہ السلام کا بیان فرمایا۔

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۗىِٕثَ [illegible]
اور لوط ہمنے اسکو دیا حکم اور علم اور چھڑا دیا اسکو ایسے قریہ سے کہ جو کیا کرتا تھا یعنے اہل قریہ خبیث افعال [illegible]

قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۙ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ دیہم
ایک قوم بدکار حد سے گذرنے والی اور ہمنے اسکو داخل کرلیا اپنی رحمت مین وہ بیشک تھا ہمارے بندگان صالحین مین [illegible]

تیسرا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے چنانچہ فرمایا۔ وَلُوْطًا منصوب ہے بفعل مقدر اور وہ اٰتینا ہے یعنی و آتینا لوطا۔ اور [illegible]
یا اذکر مقدر ہے یعنی ذکر کر لوط کو۔ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا ہمنے دیا اسکو حکم بعض نے کہا کہ مراد اس سے نبوت ہے اور بعض [illegible]
نے کہا کہ حکم سے مراد جھگڑا کرنے والون مین فیصلہ ہے ولیکن اول اولی ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ پھر لوط کا ذکر [illegible]
ہاران بن آزر ہے اسکو اللہ تعالی نے حکم دیا یعنی اسکو وحی فرمائی۔ وَّعِلْمًا اور علم دیا یعنی پیغمبر کر دیا اور اسکو ابراہیم علیہ السلام [illegible]
مین اہل سدوم و اسکے نواح کے واسطے بھیجا مگر اس قوم نے جھٹلایا اور نہین مانا اور بڑی مخالفت کی اور لوط علیہ السلام کو [illegible]
کے ساتھ ایذا دینی چاہی مگر قابو نہ پایا اور ہلاک کیے گئے جیسا کہ قرآن مجید مین مفصل مذکور ہے لہذا فرمایا وَنَجَّيْنٰهُ [illegible]
رحمت سے نجات دی نہ اسکے کسی استحقاق سے۔ مِنَ الْقَرْيَةِ ایک گانون سے۔ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۗىِٕثَ
ایسا گانون تھا کہ جو خباثت کیا کرتا تھا یعنی اسکی قوم سے جو خبیث و قبیح کام کرتے تھے۔ مذکور ہے کہ [illegible]
کرتے اور عورتون کی پروا نہین کرتے تھے اور بیحیائی کے ساتھ پادنا اور مانند اسکے اور کنکریان [illegible]
وغیرہ پرند اڑانا اور لڑانا اور مانند اسکے فواحش و بیحیائی کے کام جنکا تذکرہ انشاء اللہ تعالی [illegible]
ہے اللہ تعالی نے اس قوم سے نجات دی۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ یہ لوگ تھے یعنی بد [illegible]
قابو رکھنے والے۔ فٰسِقِيْنَ خارج از حد طاعت۔ یا بھلائی سے باہر تھے۔ پس [illegible]
نکال لیا۔ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا اور ہمنے لوط کو داخل کرلیا اپنی [illegible]
و روشن اعمال مین کرلیا اور قوم بدکردار کے دیکھنے سے نجات [illegible] اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ

[illegible] مین کیونکر رکھا جاتا وہان سے نکال کر صالحین مین داخل کرلیا۔ روایت ہو کہ لواطت اسی قوم سے شروع ہوئی اور اس سے پہلے کبھی نہ تھی اور نہ کوئی اس فعل کو جانتا تھا اور حضرت لوط علیہ السلام کی تمام فہمایش کے باوجود اس قوم نے ہرگز نہ مانا اور مشورہ کیا کہ لوط والون کو نکال دو۔ اور بحیرہ لوط ایک بحیرہ اب بھی موجود ہی اور پانی اسکا بہت بھاری ہو اور بہت شیرین ہو اور یہی دلیل ہو کہ جن لوگون نے کفر و شرک والون مین سے گمان لگالیا تھا کہ ان شہرون کے نیچے کوئلہ و گندھک کی کان تھی اسوجہ سے یہ تمام گانون اڑ گئے اور برباد ہوگئے یہ گمان باطل ہو اور اب بھی وہان کھودنے سے نشان ملتے ہین۔ پھر اللہ تعالی نے جو تھا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا انکی فضیلت کے سیاق مین بیان فرمایا بقولہ تعالے

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُ

اور نوح کو جب اسنے پکارا اس سے پہلے پھر سن لی ہمنے اسکی پکار اور بچادیا اسکو اور اسکے گھر والون کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اسکی

مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

ان لوگون پر جو جھٹلاتے تھے ہماری باتین وہ تھے برے لوگ پھر ڈبادیا ہمنے ان سب کو

وَنُوْحًا واذکر نوحا۔ اور بیان کر نوح کو۔ **اِذْ نَادٰى** جب اسنے پکارا اپنے رب عزوجل کو۔ **مِنْ قَبْلُ** ان مذکورین انبیاء علیہم السلام سے پہلے کیونکہ نوح علیہ السلام ان سب سے پہلے تھے۔ چالیس برس کی عمر مین پیغمبر ہوئے اور اپنی قوم مین نوسو پچاس برس رہے انکو اللہ تعالی کی طرف دعوت کرتے رہے اور بہت سخت تکلیفین انکے ہاتھون سے اٹھاتے رہے اور پھر صبر کرتے رہے جب مایوسی کا حکم آگیا کہ انہ لن یومن من قومک الا من قد امن فلا تبتئس بما کانوا یعملون۔ تو اسوقت قوم پر بددعا کی کہ انی مغلوب فانتصر یعنی اے رب مین مغلوب ہون مجھے نصرت دے۔ جب دعا قبول ہوئی تو دعا کی کہ رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ یعنی زمین پر کافرون مین سے کوئی گھروالا مت چھوڑ۔ پس طوفان عام آیا اور سب کفار ہلاک ہوگئے اور نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی مین مومنین مع اہل و عیال مومنین تھے پھر بعد طوفان کے ساٹھ برس جیتے رہے پس اس حساب سے انکی عمر کی مدت ایک ہزار پچاس برس ہوئی ذکرہ الشیخ رحمہ اللہ فی التحبیر اور ہمارے نبی حضرت سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی اور آنکی طرف سے انتصار نہین چاہا یعنی یہ نہین چاہا کہ میرا بدلا اس قوم سے لیا جاوے چنانچہ باوجود قوم کے سخت ایذاؤن کے اپنی تکلیف پر یہ ڈرے کہ اللہ تعالی کا غضب ان پر نازل نہو لہذا دعا کی کہ اللہم اہد قومی فانہم لایعلمون۔ الہی میری قوم کو ہدایت دے کہ یہ تو جانتے نہین ہین۔ اسیواسطے وارد ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل جنت مین سے تین چوتھائی ہونگے بلکہ وارد ہی کہ دس حصہ مین سے نو حصہ ہونگے اور دسوین حصہ مین باقی سب امتین ہونگی ذکرہ السنوسی فی شرح الصغری۔ مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالی کی رحمت کاملہ یہ تھی کہ اس امت ضعیفہ کے واسطے رسول مکرم افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین دیدیا کہ انھنے ترحم کیا اور یہ بھی آسکی بزرگی کا طفیل تھا کہ اسکے واسطے امت اہل جنت سے اسقدر کثیر مقدر فرمائی پس یہ سب آسکی فضیلت ہی اور نوح علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ باقی جو [illegible] ازلی کا فرہین انمین کوئی میرا نہین ہو تو اس شیطانی گروہ سے انتصار چاہا۔ **فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ** پس اللہ تعالی نے اسکی دعا قبول فرمائی اور یہ نتیجہ ہوا کہ **فَنَجَّيْنٰهُ** ہمنے اسکو نجات دی۔ **وَاَهْلَهٗ** اور اسکے اہل کو نجات دی سراج [illegible] ان لوگون کو جو برابر ایمان [illegible] رہے اور یہ وہی لوگ تھے جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی مین تھے اور حاصل یہ کہ مومنین [illegible] سے کہ [illegible] رشتہ دار ہون یا نہ ہون کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے اہل وہی ہین جو انپر ایمان لاتے۔ اور

Marfat.com

دوسری آیت مین یون فرمایا۔ واہلک الامن سبق علیہ القول ومن آمن وما آمن معہ الاقلیل یعنی کشتی مین نجات
سوا اسکے جسکے حق مین قول سابق ہوچکا ہی یعنی جیسے نوح کا بیٹا جو ہلاک ہوا اور اُن لوگون کو ہی جو ایمان لائے
اہل قرابت مین اسوجہ سے کہ مومنین کا اسپر عطف ہی اور یہان نجات اہل کی مذکور ہی اور معلوم ہی کہ مومنین نے ساتھ ہی نجات پائی
کہ مراد اہل سے عام ہی اور معنی یہ ہین کہ ہمنے نوح کو اور اُسکے ساتھی مومنون کو نجات دی۔ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ کرب
ابن کثیر رح نے لکھا یعنی سختی و تکذیب قوم سے اور اُنکی اذیت سے کیونکہ نوح علیہ السلام اُنمین ساڑھے نوسو برس رہے کہ برابر اُنکو
دعوت کرتے رہے مگر اُنمین سے بہت ہی تھوڑے مسلمان ہوے اور برابر نوح علیہ السلام کی ایذا کے درپے رہتے تھے اور باپ بیٹے
مخالفت کی وصیت کرتا تھا خطیب رح نے سراج مین لکھا کہ کرب عظیم یعنی قوم کی ایذا سے اور غرق سے نجات دی۔ اور کرب سخت اندوہ
کہتے ہین۔ کذا قال السدی رح۔ اور شیخ ابوحیان نے بحر مین کہا کہ کرب انتہائے غم کہ جان لینے والا ہوا اور مراد یہان غرق ہی بس غرق کو کرب
تعبیر فرمایا کیونکہ غرق کا پہلا حال یہی ہوتا ہی کہ اُسکو کرب لاحق ہوتا ہی انتہی مراد یہ ہوئی کہ ہم نے نوح و اُنکے ساتھیون کو غرق سے نجات دی
وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ ای منعناہ منہم۔ اور ہمنے اُسکو ممنوع کر لیا قوم سے۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا یعنی قوم سے اُسکو نصرت دیا ہوا نکال لیا۔ اور
قوم کون تھی۔ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا جنھون نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا۔ توحید کو نہ مانا اور نوح کی رسالت سے باوجود معجزات کے انکار کیا
ہمنے نوح و مومنین کو اُس قوم پر نصرت دی۔ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ یہ لوگ قوم سوء تھے یعنی اُنکا کوئی کام نہ تھا سوائے ایسے کام کے جو برا ہو
فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ بس ہم نے اُنکو سب کو غرق کر دیا کوئی نہین بچا۔ اور یہ تفسیر نصرت کی ہی یعنی نوح کو نصرت اسطرح دی کہ ان سب کو
غرق کر دیا اور نوح کو مع ساتھیون کے علیحدہ نکال لیا۔ سراج مین کہا کہ ایک تو انھون نے نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور دوسرے بدکاریون مین
منہمک ہوے تو جہان یہ دونون باتین جمع ہوئین بس ہلاکت ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ لوگون نے اختلاف کیا کہ نبوت نوح علیہ السلام عام تھی یا
خاص تھی پس عام غرق کی وجہ سے بعض لوگون نے کہا کہ نبوت نوح علیہ السلام بھی عامہ تھی ولیکن محققین کے نزدیک نبوت خاصہ ہی یعنی فقط
اُنکی قوم کی طرف تھی ولیکن قوم اس کثرت سے پھیلی تھی کہ اُسنے بلاد کو گھیر لیا تھا اور اہل چین و بعض اہل ہند اس امر سے انکار کرتے ہین
اُنکے یہان طوفان عام نہین ہوا ہی اور ہمارے مفسرین اکثر اسی طرف ہین کہ طوفان عام روے زمین پر تھا ولیکن اسپر کوئی حجت قوی نہین
ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ پانچوان قصہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے داؤد و سلیمان علیہما السلام کا بیان فرمایا اور قبل اسکے تفصیل نہین گذری ہی چنانچہ

وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ

اور داؤد　اور سلیمان کو　جب لگے فیصلہ کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئین تھین اسکو رات مین بکریان ایک لوگون کی اور

شَاهِدِينَ ۝ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا وَسَخَّرْنَا مَعَ

ہمارے سامنے تھا اُنکا فیصلہ　پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ سلیمان کو　اور دونون کو دیا تھا ہمنے حکم اور سمجھ　اور تابع کیے ہمنے

الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ۝ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ

پہاڑ پڑھا کرتے　اور اُڑتے جانور　اور ہمنے یہ کیا تھا　اور اُسکو سکھایا ہمنے بنانا

لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ۝ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ

کہ بچاؤ ہو تمکو　تمہاری لڑائی سے　سو کچھ تم　شکر کرتے ہو　اور سلیمان کو

Marfat.com

الْأَرْضِ الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِينَ ○ وَمِنَ الشَّيٰطِينِ

...زمین کی طرف جہان برکت دی ہمنے اور ہمکو سب چیز کی خبر ہے اور تابع کیے کتنے شیطان

مَنْ يَّغُوصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِينَ ○

جو غوطہ لگاتے اسکے واسطے اور کچھ کام بناتے اسکے سواے اور ہم تھے انکو تھام رہے

وَ اور بیان کروے قصہ دَاوٗدَ - داود پیغمبر کا - وَسُلَيْمٰنَ اور اُسکے بیٹے سلیمان کا - اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ جسوقت کہ دونون حکم کرتے تھے کھیتی مین - اِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ جبکہ رات مین چھوٹ کر اسمین چر گئین قوم کی بکریان - داود پیغمبر بنی اسرائیل مین سے معروف ہین آدمی خوبصورت تھے اور یہ جو سورہ بقرہ کی تفسیر مین معالم مین ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ دُبلے پست قد زرد چہرہ تھے یہ یہودیون کے کذب مین سے ہے اور حدیث صحیح مین ہے کہ اللہ تعالی نے آدم کو اُنکی ذریات دکھلائین اُنمین سے اُسمین ایک با وضع خوبصورت دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہے بتلایا گیا کہ داود ہے تو اسکو اپنی عمر سے چالیس برس دیدیے - یہ تمام حدیث صحاح مین ہے اور داود علیہ السلام کو اللہ تعالے نے پیغمبری کے ساتھ بادشاہت بھی دی تھی اور اپنے محامد و ثنا مین کتاب زبور اُنپر نازل کی جب پڑھتے تھے تو اچھے لحن و لہجہ سے پڑھتے کہ پہاڑ و پتھر و چرند و پرند سنتے و تسبیح کرتے تھے پھر اُنکے بیٹے سلیمان علیہ السلام پیغمبر و بادشاہ ہوے - اللہ تعالی نے یہان اُنکے حال سے ذکر فرمایا کہ دونون حکم کرتے تھے حرث مین اور حرث مصدر ہے جسکے معنی ہل چلانا اور گوڑنا جس کے سبب سے کھیتی اُگتی ہے لیکن سبب کا نام مسبب پر اطلاق کرنا عرف مین شائع ہے - سراج مین کہا کہ ابن عباس و اکثر مفسرین نے کہا کہ یہ حرث جسکا ذکر ہے باغ انگور تھا جسمین خوشہ لٹک گئے تھے اور قتادہ نے کہا کہ وہ کھیتی اناج کی تھی - ابن الخازن نے کہا کہ یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ عرف مین حرث اُسی کو کہتے ہین اگرچہ لغت مین حرث کا لفظ باغ انگور اور کھیتی دونون کو شامل ہے - قال ابن کثیر نفش جس سے نفشت ماخوذ ہے ابن عباس رض نے کہا کہ چرنا - شریح و زہری و قتادہ نے کہا کہ نفش رات ہی مین ہوتا ہے اور قتادہ رح نے کہا کہ دن مین ہوتا ہے تو اسکو ہمل کہتے ہین اور شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ ابن جریر نے باسنادہ روایت کی ابن مسعود رض سے کہ یہ حرث باغ انگور تھا جسکے خوشہ پیدا ہو گئے تھے پس بکریون نے اُسکو رات مین چر لیا تو داود نے حکم دیا کہ باغ انگور والے کو بکریان دیدے پس سلیمان نے کہا کہ ای نبی اللہ اسکے سواے ہے تو داود علیہ السلام نے فرمایا کہ ای بیٹے وہ کیا ہے کہا کہ باغ انگور کو بکریون والے کے سپرد کرا دیجیے وہ اسمین مشقت کرے یہانتک کہ جیسا تھا ویسا ہو جاوے اور بکریان باغ انگور والے کے سپرد کرا دیجیے کہ وہ اس سے نفع اُٹھاوے پھر جب باغ انگور جیسا تھا ویسا ہو جاوے تو باغ انگور اسکے مالک کے سپرد کرا دیجیے اور بکریان اُسکی مالک کے سپرد کرا دیجیے - وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ اور ہم تھے اُنکے شاہد یعنی ان دونون کا حکم و فیصلہ ہمارے علم مین روبرو ہوا ہے اور کوئی ذرہ ہمارے علم سے پوشیدہ نہین ہے - حکمہم مین ضمیر ہم بیضاوی نے کہا کہ دونون حاکم یعنی داود و سلیمان علیہما السلام اور دونون محکوم علیہ یعنی بکریون والا اور باغ انگور والا ملکر چار ہوے پس ضمیر جمع کی ان سب کی طرف راجع ہے - اعتراض کیا گیا کہ حکم مصدر ہے اور حاکم درحقیقت ان چار مین سے دو ہین اور وہی فاعل ہین اور دو محکوم علیہ ہین اور وہ مفعول ہین پس مصدر مضاف ہوا فاعل و مفعول ہر دو نون کی طرف - اور مصدر جب فاعل کیطرف مضاف ہو تو فعل معروف کے معنی دیتا ہے جیسے مثلاً زید نے کسی کو مارا تو کہتے ہین کہ اعجبنی ضرب زید - مجھے تعجب مین ڈالا زید کے مارنے نے اور اگر معنی یہ ہو کہ کسی اور نے مارا اور اسوقت کہا گیا کہ اعجبنی ضرب زید - تو بھی صحیح ہے مگر معنی یہ ہین کہ مجھے تعجب مین ڈالا زید کے

Marfat.com

مارے جانے نے۔ پس اول مین ضرب کے معنی مارنا اور دوسرے مین ضرب کے معنی مارا جانا۔ اور ایک ہی [illegible]
ہین اسی طرح یہان حکم کی اضافت دونون فریق فاعل و مفعول کی طرف جمع حقیقت و مجاز ہو اور یہ جائز نہین [illegible]
یہان صیغہ جمع دو پر بولا گیا ہو اور زمخشری و رضی کا بھی یہی مذہب ہو پس یا تو جمع کا استعمال اسوجہ سے [illegible]
خاص ہو یعنی تثنیہ کہتے ہین اور یا صیغہ جمع کا استعمال حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے واسطے بطور تکریم کے ہو [illegible]
کہ داؤد علیہ السلام کے پاس دو شخص آئے اور سلیمان علیہ السلام وہان موجود تھے ایک انمین سے حرث والا تھا اور دوسرا [illegible]
پس حرث والے نے کہا کہ اسکی بکریان رات کو چھوٹ کر میرے حرث مین گرین اور میرے باغ مین سے کوئی بیل اور خوشہ نہین [illegible]
تو داؤد علیہ السلام نے کہا کہ تیرے واسطے ان بکریون کی ملک ہو۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ حکم سواے اسکے ہو اور بھی ایک [illegible]
روایت مین ہو کہ جب دونون باہر نکلے تو سلیمان علیہ السلام نے انسے پوچھا کہ کیا حکم ملا ہو انھون نے بیان کیا تو کہا کہ اگر مین حکم کرتا
اس سے بہتر آسان حکم دیتا جب داؤد علیہ السلام کو خبر پہونچی تو بلایا اور کہا کہ ای بیٹے بحق پدری و نبوت کے تو مجھے آگاہ کر دے کہ وہ
کیا ہو تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ باغ انگور والے کو یہ بکریان اسواسطے دلوا دیجیے کہ وہ انکے دودھ سے نفع اٹھاوے اور ابن عباس
کی روایت مین ہو کہ باغ والے کے لیے بکریون کا دودھ و اون اور بچے وغیرہ ہون اور بکریون والے کے سپرد باغ انگور کیجیے کہ وہ
اسمین اصلاح کرے اور پرداخت کرے یہانتک کہ جب باغ مذکور ایسا ہو جاوے جیسا اس رات تھا جب اسمین بکریان چرگئین تو
اسوقت باغ مذکور اسکے مالک کو دیدیا جاوے اور بکریان اسکے مالک کو واپس کرا دی جاوین۔ پس داؤد نے کہا کہ حکم قضا یہی ہو
جو تو نے بیان کیا پس اسی کے موافق حکم دیا۔ یہ قصہ ابن مسعود رض و مرہ و مسروق و مجاہد و شریح و قتادہ و ابن زید وغیرہم سے مروی
ہو۔ شریح رح تابعین مین سے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکو قاضی مقرر کیا تھا اور ابن جریر رح نے شریح رح سے روایت کی کہ شریح رح
کے پاس دو شخص آئے ایک نے کہا کہ اس شخص کی بکریون نے میرا سوت توڑ ڈالا شریح نے پوچھا کہ یہ دن مین ہوا یا رات مین ہوا کیونکہ اگر
دن مین ہوا تو بکریون والا بری ہو اور اگر رات مین ہوا تو بکریون والا ضامن ہو پھر یہ آیت پڑھی وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت
فیہ غنم القوم وکنا لحکمھم شاہدین۔ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ۔ پس ہم نے تفہیم کر دیا یہ قضیہ سلیمان کو یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ
اس خاص قضیہ مین ہمنے حکم کی سمجھ سلیمان کو دیدی۔ باوجودیکہ داؤد علیہ السلام باپ تھے اور انپر زبور نازل ہوئی تھی اور سلیمان علیہ السلام
بیٹے تھے اور انپر کوئی کتاب خاصکر نازل نہین ہوئی تھی بلکہ دونون پیغمبر شریعت توریت کے اوپر عمل کرتے تھے ولیکن اللہ تعالیٰ نے اس
قضیہ مین سلیمان کے اجتہاد کو اپنی تفہیم فرمایا۔ وَكُلًّا آتَيْنَا اور دونون مین سے ہر ایک کو ہمنے دیا حُكْمًا [illegible]
حکم و علم یعنی نبوت و علم شریعت۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اگر بعض قضیہ کا حکم حضرت داؤد علیہ السلام کو نہین ملا تو انکے نبی ہونے مین [illegible]
نہین ہو۔ یہان چند مقام ہین مقام اول دونون حکم کی وجہ۔ مقام دوم حکم بوحی تھا یا باجتہاد۔ مقام سوم [illegible]
واقعہ کا کیا حکم ہو۔ بیان مقام اول یہ ہو کہ حکومت داؤد علیہ السلام کی جہت یہ تھی کہ بکریون کے سبب سے [illegible]
پس یہ بکریان اسکے عوض دیدی گئین اور نظیر اسکی ہماری شریعت مین مجتہد امام ابو حنیفہ رح کا قول [illegible]
ظلم خطا سے کیا تو غلام کا مالک چاہے اس غلام کو دیدے یا اسکے عوض مین فدیہ [illegible] اور امام [illegible]
فروخت کیا جاوے یا مولی اسکا فدیہ دیدے۔ اور شافعی رح وغیرہ نے [illegible]

حکومت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کی جہت یہ تھی کہ مالک باغ کا انتفاع باغ سے اِن بکریون کی جہت سے جاتا رہا تو اِسکے مقابلہ مین بجائے انتفاع باغ کے بکریون سے انتفاع رکھا گیا بدون اِسکے کہ بکریون سے اُسکے مالک کی ملک زائل ہوجاوے اور بکریون کے مالک پر واجب کیا کہ باغ مین اسوقت تک کام کرے کہ جو نقصان ہے وہ دفع ہوجاوے۔ مثال اِسکی اصحاب شافعی کا یہ قول ہے کہ اگر کسی نے زید کا غلام غصب کیا اور وہ اُسکے پاس سے بھاگ گیا تو وہ غلام کی قیمت کا ضامن ہے پھر جو غلام کے مالک سے غلام کا انتفاع جاتا رہا ہے وہ بجاے اِسکے اِس قیمت سے نفع اُٹھا وے پھر جب وہ غلام ظاہر ہوجاوے اور ہاتھ آوے تو غاصب اِس غلام کو دیکر اپنی قیمت واپس کرلے۔ مترجم کہتا ہے الغرض دونون حکم مین یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام نے بکریون کی ملک اُنکے مالک سے زائل کرکے باغ والے کی ملک مین کردی اور سلیمان ع نے کسی کی ملک ظاہر نہین کی بلکہ بکریون کی منفعت اتنے دنون تک کہ باغ مذکور اصلی حالت پر آجاوے باغ کے مالک کے واسطے حلال کردی ابن عباس رض نے کہا کہ شاید جو نفع مالک باغ کا زائل ہوا تھا اور جسقدر نفع بکریون سے اُسکو ملتا تھا دونون برابر تھے۔ بیان مقام دوم سراج وغیرہ مین کہا کہ جائز ہے کہ یہ حکومت بوحی ہو اور جائز ہے کہ باجتہاد ہو۔ پس علماء کے ایک جماعت نے کہا کہ داؤد علیہ السلام کا حکم بوحی تھا پھر سلیمان کی وحی سے حکم اول منسوخ ہوگیا۔ اور یہ تکلف ان لوگون نے کیا جو یہ کہتے ہین کہ انبیاء کی طرف سے اجتہاد نہین جائز ہے بلکہ اُنکے احکام وحی سے ہین۔ اور یہ اختلاف اصول مین معروف ہے لہٰذا اُنھون نے بیان کیا کہ دونون حکم بوحی تھے ولیکن حکم اول دوسری وحی سے منسوخ ہوگیا اور بعض نے کہا کہ اِسی پر دلالت کرتا ہے قولہ ففہمناہا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما۔ مترجم کہتا ہے کہ اِس کلام مین کئی وجہ تامل ہے اول یہ کہ تفہیم بمعنی وحی مستعمل نہین ہے۔ دوم یہ کہ اگر بمعنی وحی ہو تو معنی یہ ہوے کہ ہم نے اِس قضیہ کی وحی سلیمان کو کی حالانکہ اس تخصیص کا کچھ فائدہ نہین ہے جبکہ آگے یہ معنی ہون کہ دونون کو وحی کی۔ سوم یہ کہ تفہیم منجملہ افعال عباد کے ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہین پس جو حکم کہ سلیمان علیہ السلام کا اجتہاد ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا مخلوق ہے اور اِسپر مزید یہ کہ تفہیم صرف سلیمان علیہ السلام کو فرمائی لہٰذا حکم داؤد علیہ السلام سے امتیاز ہوگیا۔ پھر اظہر یہ ہے کہ منسوخ اور ناسخ کے معنی یہ ہین کہ ایک حکم ایک معلوم ومعین وقت تک کے لیے ہو اور اُسوقت کے بعد دوسرا حکم ہے جو اول کا ناسخ ہے اور یہان حکم اول سے دوسرے حکم تک بہت خفیف وقت ہے۔ لیکن یہ مناقشہ سے خالی نہین کیونکہ علماء مین اختلاف ہے کہ کسی حکم پر عمل ہونے سے پہلے اُسکا نسخ جائز ہے یا نہین جائز ہے تو بعضے اِسطرف گئے ہین کہ عمل سے پہلے نسخ ہوجانا جائز ہے تو یہان ہوسکتا ہے کہ عمل سے پہلے منسوخ ہوگیا ہو۔ پس اظہر یہ ہے کہ دونون کی حکومت وحی سے نہین تھی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ دونون نے اجتہاد سے حکم دیا ولیکن سلیمان علیہ السلام کا اجتہاد اشبہ بصواب تھا۔ کما فی السراج اور اگر کہا جاوے کہ آیت سے تو معلوم ہوگیا کہ حکم صحیح یہان یہی تھا پھر اشبہ کہنا کیا معنی ہین تو جواب یہ ہے کہ اجتہاد کا صحیح ہونا اب نزول قرآن سے معلوم ہوا ہے اور قبل اِسکے دونون حکم اپنی اجتہادی حالت پر تھے ولیکن قول سلیمان اشبہ ہونے سے داؤد علیہ السلام نے اُسکو اختیار کیا۔ اور امام احمد وابو داؤد وابن ماجہ نے ایاس بن معاویہ سے روایت کی کہ جب ایاس بن معاویہ قاضی کیے گئے تو حسن بصری رحمہ اللہ اُنکے پاس تشریف لائے تو ایاس رح رونے لگے حسن رح نے پوچھا کہ کیون روتے ہو تو اُنھون نے کہا کہ اے ابو سعید مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ قاضی تین ہوتے ہین ایک وہ جس نے اجتہاد کیا پس خطا کی تو وہ دوزخ مین ہے اور دوم جس نے خواہش نفسانی سے فیصلہ کیا وہ دوزخ مین ہے اور سوم جس نے اجتہاد سے حکم دیا اور ٹھیک کیا تو وہ جنت مین ہے حسن بصری رح نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے جو قرآن مین ہمکو فیصلہ داؤد وسلیمان وانبیاء علیہم السلام کا سنایا اگر نہ ہوتا تو البتہ قول رد فرماتا ہوجو تمنے سنا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا

لحکمهم شاہدین۔ پس اللہ تعالیٰ اس قصہ مین سلیمان علیہ السلام کی ثنا کی اور داؤد علیہ السلام پر کچھ [illegible]
کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دینے والون پر تین باتون کی شرط لگائی ہے اول یہ کہ حکم کرنے مین خواہش [illegible]
دخل نہ دین۔ سوم حکم مین کسی سے نہ ڈرین۔ پھر یہ آیت پڑھی یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس [illegible]
فیضلک عن سبیل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے داؤد ہمنے تجھے خلیفہ کیا زمین مین سو تو حکم کر لوگون مین [illegible]
کیجیو خواہش کی کہ وہ تجھے بھٹکا دے اللہ تعالیٰ کی راہ سے۔ اور فرمایا۔ فلا تخشوا الناس واخشونی۔ سو تم لوگون سے مت [illegible]
ڈرو۔ اور فرمایا۔ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا۔ اور مت خریدو میری آیات کے بدلے قلیل دام۔ کذا ذکرہ الامام ابن کثیر [illegible]
کہ مین کہتا ہون کہ انبیاء علیہم السلام تو سب کے سب معصوم ہین اور انکو اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے تائید ہے اور [illegible]
کے علماء محققین کے درمیان کچھ اختلاف نہین ہے اور ماسوائے انبیاء علیہم السلام کے تو انمین البتہ خطا ہوتی ہے چنانچہ صحیح بخاری مین [illegible]
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حکم کرنے والے نے اجتہاد کیا سو ٹھیک پڑا تو اسکے واسطے دو اجر ہین اور جب [illegible]
اجتہاد کیا سو چوک ہو گئی تو اُسکے واسطے ایک اجر ہے۔ یہ حدیث صریح اس وہم کو رد کرتی ہے جو ایاس بن معاویہ رح کو کچھ لوگون کے کہنے سے پیدا ہوا [illegible]
کہ حاکم سے چوک ہو جاوے تو دوزخی ہے واللہ اعلم اور سنن مین روایت ہے کہ قاضی تین ہین ایک قاضی جنت مین ہے اور دو قاضی دوزخ مین [illegible]
وہ شخص قاضی جس نے حق جانا اور اُسی کے موافق حکم دیا تو وہ جنت مین ہے اور وہ شخص جس نے لوگون کے درمیان جہالت کے موافق حکم دیا وہ جہنم
مین ہے اور وہ شخص جس نے حق جانا اگر اُسکے برخلاف حکم دیا تو وہ دوزخ مین ہے۔ انتہی مترجما۔ اسی کے فرع مین سے ہے کہ مجتہدین آیا سب صواب کو
پائے ہوئے ہوتے ہین یا امر حق ایک ہی کے ساتھ ہوتا ہے اسمین بھی علماء کا اختلاف ہے اگر کہا جاوے کہ جب یہ اختیار کیا جاوے کہ ہر مجتہد کا
مصیب ہونا یعنی صواب کو پانا ضرور نہین ہے تو یہ کیا ضرور ہے کہ امر حق ایک کے ساتھ ہو کیونکہ جائز ہے کہ انمین سے کسی نے نہ پایا ہو [illegible]
کہ حدیث سے ثابت ہے کہ سب کا ضلالت پر ہونا مرفوع ہے فافہم۔ پھر جو لوگ کہتے ہین کہ مجتہد ہر ایک مصیب ہے انھون نے اسی آیت سے استدلال
کیا ہے جو واقعہ داؤد و سلیمان علیہما السلام مین فرمایا ہے۔ بعض نے کہا کہ آیت تو اسپر دلالت نہین کرتی ہے بلکہ صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے
کہ جس سے خطا ہو اُس سے گناہ مرفوع ہے۔ اور مترجم کہتا ہے کہ نہین بلکہ آیت اسپر دلالت کرتی ہے چنانچہ دونون کا حکم با جتہاد [illegible]
باجماع محققین سلف و خلف رحمہم اللہ تعالیٰ معصوم ہین تو دونون اجتہاد مین مصیب ہین اسی واسطے [illegible]
فقط ایک غیر معین ہے ان دونون قول مین سے دوسرا قول اظہر ہے اگرچہ یہ قول آیت کے خلاف ہوتا ہے [illegible]
کہ مجتہدون مین سے ایک غیر معین مصیب ہوتا ہے یہ دلیل لکھی کہ حدیث عمرو بن العاص مین مجتہدون کی [illegible]
پس اگر ہر مجتہد مصیب ہوتا تو اس تقسیم کی کوئی صورت نہ ہوتی اور یہ جو حدیث مین فرمایا کہ حاکم نے اجتہاد کیا پس خطا کی تو [illegible]
یہ معنی نہین کہ اُسکو خطا کرنے کے اوپر ثواب ملیگا بلکہ اُسنے حق ڈھونڈھنے کے واسطے جو کوشش کی ہے [illegible] اس کوشش [illegible]
کوشش اُسکی عبادت ہے اور چوک جانا بے اختیاری ہے اسکا اسپر گناہ نہین ہے۔ انتہی۔ [illegible] الاصول مین ہے [illegible]
مین حکم اللہ سبحانہ تعالیٰ ایک ہوتا ہے وہ مجتہدون کے اختلاف سے مختلف نہین ہوتا [illegible]
کہ حکم الٰہی مجتہدون کے اجتہادات واقع ہونے پر موقوف رہے [illegible]
نہین آتا اسلیے کہ علم الٰہی قدیم ہے [illegible] اجتہادات کا [illegible]

الٰہی کے انتظام کے موافق واقع ہونگے اور یہ استلزام باطل اُسوقت ہو کہ اختلاف حلت وحرمت مین ایک ہی شخص کی جہت سے ایک ہی واقعہ مین واقع ہو اور یہ ممنوع ہی - ازانجملہ یہ کہ جس معین چیز مین اختلاف ہوا بحلت وحرمت تو لازم آتا ہی کہ وہ حکم واقع مین حلال بھی ہو اور حرام بھی ہو اور یہ باطل ہی تو تعدد بھی باطل ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہان کہا جاسکتا ہی کہ تناقض کا تحقق ممنوع ہی بجہت اسکے کہ ہندہ مثلاً اپنے شوہر زید پر حلال اور بھائی پر حرام ہی اور اگر کہا جاوے کہ ایک عورت نے دونون کو دودھ پلانے کی گواہی دی یعنی کہا کہ مین نے ہندہ و زید دونون کو دودھ پلایا ہی تو امام شافعی رح کے نزدیک حرام ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک نکاح ہوگیا ہو تو بعد اسکے یہ گواہی باطل ہی اور وہ حلال ہی پس اس واقعہ مین جہات مختلف ہین اس جہت سے کہ ایک عورت کی گواہی مقبول ہی حرام ہی اور اس جہت سے کہ ایک عورت کی گواہی نامقبول ہی حلال ہی پھر اگر کہا جاوے کہ ایک عورت کی گواہی قبول ہی یا نہین قبول ہی پس علی اختلاف الجہۃ ایضاً قبول ہی اور نہین قبول ہی یہان تک کہ منتہی بعلم الٰہی عزوجل ہو کیونکہ اُسنے اختلاف مجتہدین کو رحمت قرار دیا ہی - ازانجملہ یہ کہ اگر احکام مختلف ہون تو لازم آتا ہی کہ حکم الٰہی ہر مجتہد کے حدوث پر حادث ہوتا جاوے اور منقطع نہو جبتک کہ مجتہدون کا انقطاع نہو اور لازم باطل ہی جواب اسکا سابق مین گذرا کہ قدیم حکم کا ظہور موافق وجود مجتہدین کے ظاہر ہوگا جیسے ناسخ ومنسوخ اپنے اپنے زمانہ مین ہوتے ہین - علاوہ اسکے اگر ضرورت سے احرام کی حالت مین سر منڈایا تو اختیار ہی کہ قربانی کرے یا چھ مساکین کو طعام دے یا روزے رکھے پس یہ سب احکام بروجہ اختیار ہین - پس متعدد حکم ایک ہی صورت مین بروجہ اختیار ہو سکتے ہین اور نیز بروجہ احسن وحسن وجواز ہو سکتے ہین اور بروجہ عزم ورخصت ہو سکتے ہین اور یہان آیت مین مجاہد رح سے روایت ہی کہ کہا کہ داؤد علیہ السلام کا حکم تھا اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ صلح تھا اور الصلح خیر کے حکم سے صلح بہتر تھی لہذا داؤد علیہ السلام نے اسکو اختیار کرکے فیصلہ کیا - اور واضح ہو کہ اس مقام پر جو امر اہم کہ لائق توجہ کے ہی وہ اور ہی اور جسمین کلام ہی وہ اور ہی کیونکہ فرض کرو کہ مثلاً ایک واقعہ پیش آیا جسمین صریح نص قرآن شریف یا حدیث نیف سے نہین ملتا ہی اور مجتہدون نے اسمین بعد تمام معرفت قرآن وحدیث وعربیت وغیرہ شرائط اجتہاد کے اجتہاد کیا اور مثلاً دو مجتہدون کے اجتہاد مین مختلف حکم آئے تو کلام یہ کیا جاتا ہی کہ انمین سے ایک ہی کوئی حکم الٰہی ہی یا دونون ہین اور ترجیح اسی کو دی گئی کہ حکم الٰہی کوئی ایک انمین سے غیر معین ہی - مگر یہ امر کسی صورت مین ہمکو معلوم نہین ہو سکتا کہ وہ کون حکم ہی کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی وحی سے معلوم ہو اور وحی منقطع ہو [illegible] امر مین زیادہ بحث سے کچھ فائدہ نہین ہی ہان حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی مجتہد نے تو جو حکم [illegible] مجتہد سے کبھی خطا بھی ہوجاتی لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اس معاملہ مین حکم ایک ہی ہو کیونکہ مثلاً بطور اختیار کے کئی حکم ہون یا ایک افضل ہو اور دوسرا اچھا ہو اور جائز ہو تو جس مجتہد نے انمین سے کوئی حکم پایا وہ مصیب ہی اور جس نے کوئی نہ پایا یا اُس سے چوک ہوگئی مگر اُسکو ایک ثواب ملیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری مین کوشش کی - پھر زیادہ توجہ سے سمجھ لینے کے لائق یہان یہ سوال ہی کہ ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مجتہد کو ملتا ہی یا صرف ایک ہی مجتہد پر ملتا ہی جواب یہ ہی کہ سب مجتہدون کے قول پر عمل کرنے سے ملتا ہی اور مجتہد عالم قرآن وتفسیر وحدیث وغیرہ مجتہدین ہی تو معلوم ہوا کہ مجتہدین سابقین امام ابوحنیفہ وامام شافعی وغیرہم متواتر ومشہور طریقہ سے ان صفات کے تھے [illegible] عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ سے امید ثواب ہر طرح ہی اور یہی جانے کہ قرآن وحدیث مین جو حکم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا [illegible] ان سے بوجھ لیتے ہین اور اُسپر عمل کرتے ہین خالص واسطے رضاے الٰہی وثواب کے پس مقصود حاصل ہی کہ اصلی [illegible] رضاے الٰہی کی تحصیل ثواب آخرت باقی ودائمی ہی پس نہایت کثرت سے تو احکام منصوص ہین اور

Marfat.com

بعض صورتین معاملات وغیرہ مین ایسی پیش آتی ہین کہ انمین کوئی حکم اجتہادی ہی پھر چونکہ اجتہادات سب [illegible]
سب اپنے رب عزوجل سے ثواب پاتے ہین ہان اگر وہ تعصب سے عمل کرین تو خوف ہی کہ گمراہی مین پڑین پھر جب اس [illegible]
اس زمانہ مین نیچر طریقہ پر معنی گڑھکر عمل کرتے ہین وہ کفر و ضلالت مین ہین کیونکہ اجتہاد کے واسطے شرط ضروری ہی کہ صاحب [illegible]
ہی تو گمراہ ہی جو شخص کہ جواہر کو نہ پہچانتا ہو وہ کروڑون کے خریدے تو خسارہ اٹھاوے اگرچہ کوئی جواہر ٹھیک بھی [illegible]
کہ آقا کو تو معلوم ہو گیا کہ یہ پہچانتا نہ تھا اور اسنے یہ گستاخ حرکت کی اسکو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ دنیا مین اپنی جان کا معاملہ [illegible]
پھر موت کے وقت کوئی تدارک نہوگا ونعوذ باللہ من الضلال - بیان مقام سوم کہ ہماری شریعت مین ایسے واقعہ کا کیا حکم ہی [illegible]
کہ اسکا جواب یون دیا گیا کہ امام ابو حنیفہ و آپ کے اصحاب مجتہدین کے اجتہاد مین اسطرح تفصیل ہی کہ اگر مواشی کے ساتھ مین کوئی [illegible]
یا آگے سے ناتھ وغیرہ سے لے چلنے والا ہو اور اُسنے زراعت خراب کر دی تو ضمان واجب ہوگی اور وہ بقدر نقصان ہی اور اگر کوئی [illegible]
نہ ہو تو رات ہو یا دن ہو کچھ ضمان نہین ہی کیونکہ ان جانورون کا فعل ہدر ہی بدلیل قولہ علیہ السلام جرح العجماء جبار[له] - رواہ البخاری [illegible]
وغیرہما - اور امام شافعی و آپ کے اصحاب کے نزدیک اگر رات مین ایسا ہو تو ضمان واجب ہوگی اور اگر دن مین ہو تو نہین واجب ہی [illegible]
حدیث حرام بن محیصہ کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا ناقہ ایک باغ مین داخل ہوا اور وہان اُسنے کچھ بگاڑا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فیصلہ کیا کہ باغ والون پر دن مین اپنی باغ کی حفاظت واجب ہی اور رات مین جو مواشی بگاڑین اُسکی ضمان مواشی والون پر ہو -
رواہ الامام احمد وابو داؤد وابن ماجہ - بعض عوام الناس نے زعم کیا کہ قول حنفیہ اس حدیث کے مخالف ہونے سے باطل ہی اور عمل اسی
حدیث پر ہی اور یہ نہین جانا کہ اس حدیث کے صحت مین تامل ہی امام ابن کثیر رح نے اس حدیث کو نقل کے بعد لکھا کہ بیشک یہ حدیث [illegible]
ہی اور ہمنے کتاب الاحکام مین اسکو بسط کے ساتھ بیان کیا ہی انتہی مترجما - پھر واضح ہو کہ جیسا قصہ داؤد و سلیمان کا اللہ تعالیٰ نے [illegible]
بیان فرمایا اسی کے قریب اور دو مرتبہ کے واقعات مروی ہین جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ حکم قضا کے واسطے بعضے ایسے اسلوب ہوتے ہین [illegible]
دانائی کے ساتھ حاکم کو تحقیق واقعہ معلوم ہو جاتا ہی چنانچہ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنن کبری مین ایک
باندھا کہ یہ باب ہی اس بیان مین کہ حاکم خلاف حکم کے ایسا وہم دلا دے جس سے امر حق جان جاوے - اس باب مین یہ حدیث [illegible]
کی روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ دو عورتین تھین دونون کے ساتھ دو لڑکے تھے (یعنی زمانہ داؤد و سلیمان [illegible]
اتنے مین بھیڑیا نکلا اور وہ ایک لڑکے کو اُٹھا لیگیا دوسرے لڑکے مین دونون عورتون نے جھگڑا کیا اور داؤد علیہ السلام کے پاس [illegible]
پس داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے واسطے فیصلہ کیا - وہان سے دونون نکلین پس دونون کو سلیمان علیہ السلام نے [illegible]
کہ چھری لاؤ مین تم دونون کے درمیان اُسکو دو ٹکڑے کر دون - پس چھوٹی عورت بولی کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے یہ لڑکا [illegible]
اسکو دو ٹکڑے نہ کرین پس سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کے نام فیصلہ کیا - ورواہ البخاری ومسلم فی صحیحہما - اور [illegible]
اپنی تاریخ مین سلیمان علیہ السلام کے بیان مین عن قتادہ عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک طویل قصہ [illegible]
زمانہ بنو اسرائیل مین ایک عورت نہایت خوبصورت تھی اُسکو بنو اسرائیل مین سے چار رئیسون نے اپنی طرف [illegible]
سے انکار کیا پس یہ سب لوگ آپس مین متفق ہوے کہ اسپر کوئی مقدمہ قائم کر کے اُسکو کچھ ایذا دینی چاہیے [illegible]
ان سبنے اس عورت پر گواہی دی کہ اس عورت کا ایک کتا ہی اُس کے [illegible]

[له] چوپایون کی جراحت ہدر یعنی رائگان ہی یعنی قصاص وغیرہ نہین ہوگا

باہم جماع کرتے ہوے دیکھا ہے پس داؤد علیہ السلام نے اس عورت کے رجم کا حکم دیا اُسی دن تیسرے پہر کو سلیمان علیہ السلام جو لڑکے
تھے اپنے جلسہ مین بیٹھے ہوے اُنکے ہمجولی لڑکے اور جمع ہوے پھر ایک حاکم مقرر کیا اور اُنمین سے چار لڑکے اُن چار رئیسون کی شکل بنی جنھون نے
گواہی دی تھی اور ایک لڑکا اس عورت کے مانند بنا پھر اُن چارون نے اس عورت پر ایسی گواہی دی کہ اُسنے اپنے اوپر ایک
کتے کو قابو دیا ہے پس سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان چارون گواہون کو الگ الگ کر دو پھر پہلے گواہ سے پوچھا کہ اُس کتے کا رنگ
کیا تھا اُسنے کہا کہ سیاہ ہے پھر اسکو الگ کر دیا اور دوسرا گواہ بلایا اُس سے بھی کتے کا رنگ پوچھا تو اُسنے کہا کہ سرخ رنگ کا کتا ہے اور تیسرے
نے کہا کہ مٹیالے رنگ کا تھا اور چوتھے نے کہا کہ وہ سپید رنگ تھا پس اُسوقت حکم دیا کہ ان بدذات شریرون کو قتل کیا جاوے - یہ کھیل تھا
کہ ختم ہو گیا اسکی نقل داؤد علیہ السلام سے کی گئی تو فوراً ان چارون رئیسون کو جنھون نے گواہی دی تھی طلب کیا اور ہر ایک سے اسیطرح
جدا جدا کتے کا رنگ پوچھا پس اُنھون نے باہم اختلاف کیا پس داؤد علیہ السلام نے ان سب کے قتل کیے جانے کا حکم دیا -
پھر اللہ تعالیٰ نے بعضے معجزات و کرامات ان دونون پیغمبرون کے ذکر فرمائے بقولہ - **وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ** اور مسخر کر دیا
ہمنے داؤد کے ساتھ پہاڑون کو - **يُسَبِّحْنَ** تسبیح کرتے تھے یعنی داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرتے تھے - ابن عباس رضہ نے کہا کہ داؤد علیہ السلام
پہاڑون کی تسبیح کو سمجھتے تھے - **وَالطَّيْرَ** اور پرندون کو یعنی پرندے اُنکے ساتھ تسبیح کرتے تھے - وہب رح نے کہا کہ پہاڑ اُنکی تسبیح کا جواب
دیتے تھے اور ایسے ہی پرند بھی - قتادہ رح نے کہا کہ تسبیح کرتے یعنی نماز پڑھتے تھے داؤد علیہ السلام کے ساتھ - کذافی السراج اور شیخ امام ابن کثیر رح
نے کہا کہ یہ بوجہ پاکیزگی و خوش آوازی داؤد علیہ السلام کے تھا جب وے زبور پڑھتے تھے اور کتاب زبور مین احکام نہین ہین بلکہ اللہ تعالیٰ
کی تسبیح و حمد ہے تو جب داؤد علیہ السلام اُسکی تلاوت کرتے تو پرند ہوا مین ٹھہر جاتے اور ساتھ مین تسبیح کرتے اور پہاڑ اُنکے ساتھ تسبیح کرتے
اور داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی و قرأت کے بہت لحن تھے چنانچہ حدیث مین ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو گذرے
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اور ابو موسیٰ رضہ اسوقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ابو موسیٰ رضہ کی آواز اچھی پاکیزہ تھی تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ٹھہر ہو کر سننے لگے اور فرمایا کہ داؤد کے مزامیر مین سے ایک مزمار اُسکو دیا گیا ہے - اور ابو عثمان النہدی جو کبار تابعین سے ہین کہتے ہین
کہ مین نے کسی چنگ و بربط و مزمار کی آواز مثل آواز ابو موسیٰ رضہ کے نہین سنی اور باوجود اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ رضہ کی آواز
کی نسبت یہ فرمایا کہ داؤد کے مزامیر مین سے ایک مزمار دیا گیا ہے انتہی مترجم کہتا ہے پھر یہ تسبیح نطق تھی یا دلالت حالت سے تھی - بعض نے زعم کیا کہ
دلالت حالت سے تھی اسطرح کہ داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ چلتے تو دیکھنے والا تعجب سے تسبیح پڑھتا پس چونکہ پہاڑون کی جہت سے تھی
پہاڑون کی طرف نسبت کر دی اور مترجم کہتا ہے کہ یہ معتزلہ وغیرہ جاہلون کی جہالت سے ہے اور اول تو یہ ثابت نہین کہ پہاڑ اُنکے ساتھ
چلتے تھے اور جو جمہور سلف و خلف و ائمہ مجتہدین و علماء محققین نے کہا کہ یہ تسبیح نطق کے ساتھ تھی اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہر چیز مین ہے
اور داؤد علیہ السلام کے ساتھ مین اُنکی طرح تسبیح کرنا اللہ تعالیٰ نے مسخر کر دیا تھا جیسے حدیث صحیح مشہور مین ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہتھیلی مین سنگریزون نے تسبیح پڑھی اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی اور لوگون نے اسکو سنا حتی کہ ان کلمات مین
تمیز ہوتی تھی - اور شیخ ابو حیان نے بحر مین کہا کہ داؤد علیہ السلام پہاڑون و پرندون کی تسبیح تنہا سنتے تھے - پھر حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تو بخوبی جانتے ہین اور جو کنکریان تسبیح کرتی تھین - **وَكُنَّا فَاعِلِينَ** اور ہم ہی اُسکے فاعل تھے یعنی ہماری ہی
قدرت سے یہ تسبیح و تسخیر تھی - پہاڑون کو پرندون پر مقدم اسیلیے فرمایا کہ پہاڑون کی تسبیح و تسخیر بہ نسبت پرندون کے

Marfat.com

جنمین ظاہری حیات موجود ہو زیادہ عجیب ہی اور معجزہ قدرت اسمین زیادہ واضح ہو۔ قال المترجم [illegible]
و سلیمان علیہما السلام سے قرار دیا اور شک نہین کہ یہ امور اعجاز ہین پھر قولہ کنا فاعلین ۔ دلیل ہی کہ [illegible]
معجزات کی یہ کیفیت ہی تو کرامات کا بھی فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہی پس جو شخص کہ مرتبی نظر اولیا ء اللہ تعالیٰ ہی ہی [illegible]
خالص التجا کے ساتھ امید رکھے کہ وہ اپنے بندے مقبول سے کرامت ظاہر کرے اور میرا کام پورا ہو جاوے [illegible]
صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لبوس عرب کے نزدیک تو سب ہتھیار و سلاح ہین خواہ زرہ ہو یا جوشن ہو یا تلوار [illegible]
ملبوس یہان اس سے مراد فقط زرہ ہی پس معنی یہ ہین اور ہم نے داؤد کو سکھلا دی صنعت زرہ کی تمھارے واسطے ۔ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ
بَأْسِكُمْ تاکہ وہ تمکو محفوظ رکھے تمھارے خوف سے یا لڑائی سے ۔ یعنی لڑائی مین تم پر ہتھیار اثر کرنے سے ۔ ابن کثیر رح نے لکھا [illegible]
صنعت ہی قتادہ رح نے فرمایا کہ اس سے پہلے زرہین تیرون کی ہوتی تھین داؤد علیہ السلام اول شخص ہین جنھون نے زرہ [illegible]
ساتھ بنایا ہی ۔ کما قال تعالیٰ والنا لہ الحدید الآیہ ۔ اور ہم نے داؤد کے واسطے لوہا نرم کر دیا ۔ بعض تفاسیر مین ہی کہ بغیر آگ کے [illegible]
ایسا نرم ہوتا تھا جیسے کسی کیمیائی ترکیب سے نرم کرتے ہین پس لوگون کو زرہ اس صنعت سے خفیف و محفوظ میسر آئی اور یہ عجیب [illegible]
وقت ہی فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ سو کیا تم شکر گذار رہو ۔ یعنی ہمارے واسطے شکر کرو ۔ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ اور مسخر [illegible]
[illegible] سلیمان کے لیے ریح کو ۔ عَاصِفَةً درحالیکہ وہ سخت چلنے والی تھی ۔ تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا
جاری ہوتی تھی سلیمان کے حکم سے اُس زمین کی طرف جسمین ہمنے برکت دی ہی ۔ ابن کثیر رح نے لکھا یعنی ملک شام کی طرف وَكُنَّا بِكُلِّ
شَيْءٍ عَالِمِينَ اور ہم ہر شی کے عالم ہین یعنی ہر وقت و ہر زمانہ مین جو امر واقع ہوتا ہی وہ ہمارے احاطہ علم قدیم پر ہوتا ہی اور ہم جانتے [illegible]
کہ ایسا مرتبہ دینے سے ان بندون مین تواضع و خوبی بڑھتی جائیگی اور شکر گذاری مزید ہوگی ۔ سراج مین ہی کہ اگر کہا جاوے کہ یہان تو ریح [illegible]
عاصفہ فرمایا یعنی سخت جھونکے والی ۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا ۔ تجری بامرہ رخاء حیث اصاب ۔ یعنی نرمی سے اُنکے حکم کے ساتھ چلتی تھی
بعض نے جواب دیا کہ ہوا اُسکے حکم مین تھی جب چاہتا کہ نرم چلے تو نرم چلتی اور جب چاہتا کہ تیز ہو تو شدید ہو جاتی تھی اور بعض نے کہا [illegible]
پاکیزہ تھی اور جب تخت سلیمان کے نیچے آتی تو مانند تیز ہوا کے تھوڑے عرصہ مین بہت دور لیجاتی تھی کما قال تعالیٰ غدوہا شہر ورواحہا شہر
یعنی ایک مہینہ کی راہ اول دوپہر مین اور ایک مہینہ کی راہ آخر دوپہر مین جاتی تھی ۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ معنی ہون کہ انکا تخت تیز [illegible]
اور حیث اصاب کے مقام پر اُنکے حکم سے نرم ہو جاتی تھی اور حاصل یہ کہ ہوا مسخر تھی جب چاہتے تو تیز و شدید لیجاتے اور جب [illegible]
تھی ۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ سلیمان کا ایک تخت لکڑی کا تھا اور گرد اُسکے تختہ تھا اسپر جو چیزین اور ملک کی ہوتی تھین [illegible]
وخیمہ و فرش و فروش وارکان دولت و لشکر مین سے جسقدر چاہتے ساتھ لیتے تھے پھر ہوا کو حکم کرتے وہ اُنکو اٹھا کر [illegible]
اور اوپر سے چڑیان سایہ کرتی تھین پس جہان چاہتے وہان اُترتے تھے کما قال تعالیٰ ولسلیمان الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب [illegible]
غدوہا شہر ورواحہا شہر ۔ اور سعید بن جبیر نے کہا کہ سلیمان کے واسطے چھ سو کرسیان رکھی جاتی تھین [illegible]
اُنکے بعد مومنین جن بیٹھتے پھر پرندون کو حکم کرتے وہ اُنپر سایہ کرتے تھے پھر ہوا کو حکم کرتے وہ اُنکو اٹھا لیجاتی [illegible]
حاتم ۔ عبد اللہ بن عبید بن عمیر نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام ریح کو حکم کرتے وہ بہار [illegible]
حکم دیتے کہ رکھا اور بچھایا جاوے پھر [illegible] کو بلاتے کہ وہ اسپر [illegible]

[illegible] وہ انکو بیجاتی اور سلیمان علیہ السلام اپنا سر نیچا کیے خاموش رہتے دائین بائین نہین دیکھتے تھے اور یہ جناب باری عزوجل
[illegible] اور اسکا شکر یہ تھا کہ اُسکی عظمت کے سامنے اس سب کو مع اپنے حقیر جانتے پھر جہان چاہتے تھے ہوا اُنکو اتارتی تھی - کذا ذکرہ
ابن کثیر رح - اور سراج مین لکھا کہ سلیمان مع اصحاب کے جہان چاہتے تخت ہوا پر جاتے پھر شام کو واپس آتے - اور وہب رح نے کہا کہ سلیمان
علیہ السلام جب مجلس مین نکلتے تو پرند اُنپر سایہ کرتے اور جن و انس اُنکے واسطے کھڑے ہو جاتے یہانتک کہ وے تخت پر بیٹھین - اور جہاد کرنیوالے
بہت تھے اور بہت کم جہاد سے غافل بیٹھتے تھے اور جب کسی ملک مین بادشاہ کا ذکر سنتے تھے تو اُسپر جہاد کرتے تھے یہانتک کہ اُسکو مطیع بناتے
اور جب جہاد کا ارادہ کرتے تو لکڑی کے تخت بنواتے اور اُسپر لشکر و آلات حرب و گھوڑے وغیرہ ضروریات کو لاد کر ہوا کو حکم دیتے وہ اُن سب
کو بلند کرتی اور وہ عاصفہ شدید ہوتی تھی پھر جب بلندی پر مستقل ہوتے تو ہواے نرم کو حکم دیتے وہ اول وقت ایک ماہ کی رفتار اور آخر
وقت ایک ماہ کی رفتار جاتی اور یہ حال تھا کہ ہوا مع لشکر کے کھیتی پر سے گذرتی مگر کھیتی کو اس سے جنبش نہین ہوتی تھی اور نہ اُسکی رفتار
سے گرد اُڑتی تھی اور نہ کسی پرند و چرند کو اذیت پہونچتی - مقاتل رح نے کہا کہ جن نے سلیمان علیہ السلام کے واسطے ایک فرسخ طول و عرض کا
فرش ریشمی سونے کے تارون سے کام کیا ہوا بنایا تھا اور اُس فرش کے بیچ مین اُنکے واسطے ایک منبر سونے کا رکھا جاتا تھا اُسپر بیٹھتے تھے
اور اُسکی گرد مین ہزار کرسیان سونے چاندی کی بچھائی جاتی تھین پس اُنکے زمانہ کے انبیا رجو اقوام کے تھے اُنکے گرد بیٹھتے تھے سونے کی کرسیون
پر اور اُنکے گرد علمار چاندی کی کرسیون پر بیٹھتے اور اُنکے گرد اور لوگ ہوتے تھے اور لوگون کے گرد جن اور پھر شیاطین ہوتے تھے اور
سلیمان علیہ السلام پر پرند اپنے پرون سے سایہ کرتے کہ دھوپ نہ لگے اور ہوا اُڑا کر لے چلتی تھی - حسن رح نے کہا کہ جب خیل جہاد یعنی
صافنات جیاد کے دیکھنے مین نماز عصر کا وقت گم ہوا اور کوچین کاٹ دین تو اللہ تعالی نے گھوڑون کے عوض مین اس سے بہتر اُنکو دیا
وہ ریح ہے کہ جہان چاہتے اُنکے حکم سے جاتی تھی پس صبح سے ایلیا سے جاتے اور اصطخر پارس مین قیلولہ کرتے پھر وہان سے تیسرے پہر
روانہ ہو کر بابل ہوتے ہوے شام مین آجاتے تھے اور ابن زید کی روایت مین ہے کہ جس قوم پر فوج کشی کرتے اُنکو خبر نہ ہوتی یہانتک
کہ لشکر کے اُنکو جا دبا لیتے تھے وَمِنَ الشَّيَاطِينِ اور مسخر کردیا ہمنے سلیمان کے لیے شیاطین مین سے مَنْ يَغُوصُونَ لَهٗ
جو اُسکے لیے غوطہ لگاتے تھے - یعنی جیسے غوطہ لگانے والے سمندر مین غوطہ لگا کر تہ مین سے جواہر نکالتے ہین اسی طرح ہمنے اُسکے لیے شیاطین
مسخر کیے تھے جو سمندر کے اندر سے اصناف جواہر نکالکر لاتے تھے وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذٰلِكَ اور کرتے تھے
کام اُسکے سوا - یعنی سواے غواصی کے مانند عمارات نفیس و شہرون کے بنانے کے اور طرح طرح کی عجیب صنعتین ایجاد کرنے کے
قال تعالی والشیاطین کل بناء وغواص وآخرین مقرنین فی الاصفاد - اور فرمایا - ویعملون لہ مایشاء من محاریب و تماثیل وَكُنَّا لَهُمْ
حَافِظِينَ اور ہم ہی اِن شیاطین کے حافظ تھے - ابن کثیر رح نے کہا یعنی اللہ تعالی ہی سلیمان کو ان شیاطین سے حافظ تھا کہ کوئی
اُن مین سے اسکو کوئی برائی نہین پہونچا سکتا تھا بلکہ سب کے سب جسقدر اللہ تعالی نے چاہے تھے سلیمان کے قبضہ مین مقہور
تھے کسی شیطان کو یہ قابو نہ تھا کہ اُس سے قریب ہوسکے بلکہ سلیمان علیہ السلام کو اختیار تھا کہ جو حکم چاہے اُنپر جاری کرے
اور جسکو چاہا چھوڑا اور جس سے جو چاہا کام لیا - مترجم کہتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ مجھے ایسی سلطنت
ملے جو کسی کے اسباب دنیا مین نہ تھی - اور سراج مین ہے کہ زجاج رحمہ اللہ نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی نے اپنی حفاظت
سے اُنکو فساد کرنے سے کیونکہ شیطانون کی عادت مین سے تھا کہ جو کام دن مین کرتے اور رات سے پہلے فارغ ہو جاتے تو

Marfat.com

اس کام کو بگاڑ ڈالتے تھے - اور قصہ مین ہی کہ سلیمان علیہ السلام جب کسی آدمی کے ساتھ کسی کام کو [illegible]
کہ جب یہ دن گذرنے سے پہلے کام سے فارغ ہوجاوے تو اُسکو دوسرے کام مین لگا دیتا تاکہ جو کام کہ [illegible]
اللہ تعالی ہی کے حفظ سے تھا کہ شیاطین بھاگ نہین سکتے تھے اور بعض نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام سے [illegible]
فی العرائس قولہ تعالے ففہمناہا سلیمان الآیۃ اسمین بیان ہی کہ فہم وعلم اللہ تعالی کا فضل ہی کچھ [illegible]
دیکھنے سے بھی نہین آتا ہی پس فہم تو اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہی وہی احکام ربوبیت کو نور ہدایت سے ظاہر کرتا ہی اور [illegible]
واضح کر دیتا ہی پس جہان یہ ظاہر ہو سمجھ لینا چاہیے کہ وہی موضع وموقع علوم سبحانی ہی پھر واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالی نے سلیمان
پر علم سے احسان رکھا اور بادشاہت ودیگر اشیاء سے کچھ احسان نہین رکھا کیونکہ علم ایک صفت از صفات [illegible] جب اُسکی
اپنے جلال کبریائی کا اُسپر احسان رکھا - شیخ جنید رح نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے سلیمان علیہ السلام کو ایک مسئلہ علم کا سمجھایا [illegible]
اور اُسکو ایسی بڑی بادشاہت دی اور اسکا اُسپر احسان نہین رکھا بلکہ یہ فرمایا کہ ہذا عطاؤنا فامنن او امسک الآیۃ [illegible]
علما یعنی معرفت بربوبیت وعلم بعبودیت - اقول اس سے اشارہ کیا کہ اصلی علم یہ ہی کہ آدمی اپنی عبودیت واپنی حالت کو پہچانے [illegible]
عاجز ہی تو اُسکو ظاہر ہو کہ برخلاف مراد جبریہ فرقہ کے وہ عاجز و ذلیل وہیچ ہی اور اسکو ہر دم اپنے رب عزوجل کی عزت و فضل سے
ملتی ہی اور جو اسکا رب عزوجل چاہتا ہی وہی ہوتا ہی پس وہ راضی برضا رہے اور اپنے رب عزوجل کی جناب مین عاجزی سے [illegible]

فافہم واللہ تعالی اعلم - پھر اپنے بندہ صابر ایوب ع کا ذکر کیا

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ

اور ایوب کو جو وقت پکارا اپنے رب کو کہ مجکو پڑی ہی تکلیف اور تو ہی سب رحم والون سے رحم والا پھر ہمنے سن لی اسکی پکار اور اٹھا دی جو اسکو

مِن ضُرٍّ ۖ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ

تکلیف اور دیئے اُسکو اسکے گھر والے اور انکے برابر ساتھ اُنکے اپنے پاس کی مہر سے اور نصیحت بندگی والون کو

حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر بھی قرآن مجید مین اس سے پہلے مفسر نہین ہوا ہی اور یہان مفسرین نے مشرح تذکرہ لکھا ہی [illegible]
اُسکو ان تفاسیر متداولہ سے نقل کریگا ولیکن آیات کی تفسیر مین ملخص کلام مختصر سے اول تفسیر کرنے کے بعد مناسب ہی کہ کلام [illegible]
جسقدر ضروری ہین ظاہر ہوجاوین اور باقی تفصیلی قصہ تو بیشتر بنواسرائیل کی روایات ہین ولیکن جسقدر ائمہ سلف سے [illegible]
محدث جلیل ابن کثیر رح کی تفسیر سے اور باقی دیگر تفاسیر سے مذکور ہوگا قال تعالی وَأَيُّوبَ [illegible]
اللہ تعالی کی طرف سے بلا رسیدہ تھی وہ اُنکے مال واولاد و اُنکے جسم تک پہونچی - امام ابن جریر رح نے [illegible]
کھیتی وجانور ہر قسم کے بہت تھے اور اولاد بھی کثیر تھین اور اچھے اچھے مکانات تھے پھر ان سب چیزون کی [illegible]
گئے اور یہ سب چیزین جاتی رہین یہانتک کہ آخر اُنکے جسم سے ابتلا کیا گیا کہا جاتا ہی کہ [illegible] جذام [illegible]
وزبان کے کچھ سالم نہین رہا ان دونون یعنی قلب وزبان سے اللہ تعالی کی یاد کیا کرتے تھے [illegible]
نے نفرت کی اور بدبو کی وجہ سے شہر والون نے باہر کیا یہانتک کہ شہر کے ایک طرف [illegible]
کوئی نہ تھا جو اُنکے ساتھ شفقت کرتا سواے اُنکی [illegible]

...کے لیے محتاج ہوکر لوگون کی خدمتگاری کرکے لاتی تھی - یہ سب شان الٰہی تھی اور رسول سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الصالحون ثم الامثل فالامثل - یعنی سب سے سخت بلار مین انبیار علیہم السلام مبتلا ہوتے ہین پھر صالحین پھر
افضل پھر جو اُن سے کم افضل ہو یعنی اِس ترتیب سے بلار الٰہی آتی ہی اور دوسری حدیث مین ہی کہ مرد بقدر اپنے دین کے مبتلاے بلار ہوتا ہی
پس جسقدر اسکے دین مین مضبوطی ہوتی ہی تو اُسی کے موافق اُسکی بلار مین زیادتی کیجاتی ہی - قال المترجم اور یہ ابتلار اس دار فانی مین تصدیق
ایمان ہی کہ انھون نے اس فانیات کو ترک کیا اور آخرت کو اختیار کیا حتی کہ اپنی جان کو ترک کیا اور اپنے رب عزوجل ارحم الراحمین کو لیا اور
عوض اسکا دار آخرت مین وہ کچھ ہی کہ کسی مخلوق کی مجال نہین جو اسکو ادراک کرسکے اور حدیث مین ہی کہ بلار پر صبر کرنے والے جب سرفرازی
انعامات کے واسطے پکارے جاوینگے تو جو لوگ مبتلاے مصیبت و بلار نہین ہوے تھے وے حسرت و افسوس کرینگے کہ کاش دنیا مین قینچی سے
ہماری بوٹیان اللہ تعالی کے واسطے کاٹی گئین ہوتین اور ہمنے صبر کیا ہوتا اور سوا اسکے نہین کہ یہ بلار بس چند روزہ ہی اور بعد موت کے
ثواب الٰہی مستدام و بے انتہا ہی پھر اس سرفرازی کے لائق لوگ ہین ہر کمینہ فرومایہ اس قابل نہین ہی پھر لائق لوگون مین اول انبیار
پھر اولیار پھر جو افضل ہو پھر جو افضل ہو اسی ترتیب سے ہین ولیکن بہت ہوشیار رہنا چاہیے کہ کوئی مرد مومن کبھی بلار کی تمنا نہ کرے
اور کون ہی کہ بلار الٰہی پر رضامندی کے ساتھ صبر کرے ولیکن اگر اللہ تعالی کی طرف سے بلار پہونچے تو اسپر صبر و ثبات چاہیے اور اللہ
سے ہمیشہ عافیت و سلامتی کی دعا کرے چنانچہ حدیث مین ہی کہ بہتر جو بندہ نے اللہ تعالی سے مانگا وہ عافیت ہی دنیا و آخرت مین - اور
ایوب علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے یہ بلار پہونچی پس اُنھون نے وہ صبر کیا جو شان نبوت کے لائق تھا بلکہ بہت اچھا صبر کیا کہ اللہ تعالی
نے قرآن پاک مین ثنا فرمائی اور وہ اہل ایمان کے درمیان صبر مین ضرب المثل ہین اور کیون نہین کہ رب عزوجل اپنے بندہ پیغمبر
ایوب علیہ السلام کے ذکر کا اپنے سردار انبیار محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ رسول کو حکم فرماتا ہی - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یزید بن میسرہ
رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب رب ذوالجلال والاکرام نے اپنے بندہ ایوب علیہ السلام کو مبتلاے بلار کیا اور اہل و اولاد و اموال سب
ہلاک و تلف ہوگئے اور کوئی چیز قابل ذکر باقی نہین رہی تو ایوب علیہ السلام شاکر رہے اور کہا کہ اے رب عزوجل تو سب کا رب ہی
مین تیری حمد کرتا ہون تو نے مجھپر احسان کیا تھا کہ اموال و اولاد دیے تھے اور میرے قلب مین کوئی رگ باقی نہ تھی جسمین ان چیزون کا دخل
ہو پھر جو تو نے مجھ سے یہ سب لے لیا اور میرے دل کو اس سے فارغ کر دیا اب میرے و تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہین ہی اگر میرا دشمن ابلیس
دیکھ جانے جو تو نے مجھپر کرم کیا ہی تو مجھپر حسد کرے - یزید بن میسرہ رح نے کہا کہ ابلیس کو اس بات سے سخت ناگواری حاصل ہوئی اور
... ایوب علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب میرے تو نے مجھے اولاد و اموال دیے تھے سو میرے دروازے پر کوئی ایسا نہین کھڑا ہوا
... بات کی شکایت ہو کہ مین نے اِسپر کچھ ظلم کیا ہی اور تو اے رب میرے خود اِسکو جانتا ہی اور میرے واسطے بچھونا بچھایا جاتا تھا سو مین
... مین چھوڑ دیتا اور اپنی نفس سے کہتا کہ اے نفس تو اسواسطے پیدا نہین کیا گیا ہی کہ اِن بچھونون کو روندا کرے اور اے رب
... جانتا ہی کہ یہ مین نے تیرے ہی رضامندی حاصل ہونے کے لیے کیا ہی - رواہ ابن ابی حاتم عنہ - پھر ابن کثیر رح نے لکھا کہ
... ایوب علیہ السلام کی خبر مین وہب بن منبہ سے ایک طویل قصہ شیخ ابن جریر و ابن ابی حاتم رحمہما اللہ تعالی نے اپنے اسانید کے ساتھ
... بہت سے پچھلے مفسرین نے بھی ذکر کیا ہی جسکو ہم نے بوجہ طول کے ترک کیا اور اِسمین غرابت ہی اور روایت کیا گیا
... بلار و بیماری مین ... قال المترجم بیضاوی رح وغیرہ نے ذکر کیا کہ مدت بلار مین

Marfat.com

ین اختلاف ہی بقولے اٹھارہ برس مبتلا رہے اور بقولے تیرہ برس اور ایک قول مین سات برس [illegible]
بعض نے لکھا کہ تیس برس مدت ہی - کرخی رح نے کہا کہ قول اول یعنی اٹھارہ برس صحیح ہی بعض نے لکھا کہ [illegible]
ترسٹھ سال تھی - اور مترجم کہتا ہی کہ سدی کی روایت سے ایک سو چالیس برس ظاہر ہوتی ہی علی ما نقله البغوی [illegible]
پھر مروی ہی کہ ایوب علیہ السلام کے بدن مین کیڑے پڑ گئے تھے اور اگر کوئی کیڑا گر پڑتا تو اُسکو اٹھا کر پھر بدن مین پہنچا لیتے [illegible]
کی بلا تو میرے بدن سے اچھی طرح کھا - اور یہ کمال رضا بقضا اور صبر بلا ہی - اللہ تعالی نے فرمایا - اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ
پکارا اپنے رب کو یعنی دعا کی کہ - اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ مجھے چھو لیا ضُر نے - اور ضُر وہ ہی جو ضرر پہنچاوے اور بیماری و [illegible]
اطلاق ہوتا ہی اور آیت مین اسیقدر ہی کہ ایوب نے کہا کہ مجھے ضر چھو گیا ہی - وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور تو ہی [illegible]
ہی - نہایت وصف رحمت ذکر کیا اور اپنا سوال ظاہر نہ کیا - اسمین لطافت ہی گویا اپنی عاجزی ظاہر کی اور اپنے آپ کو قابل ترحم نہین
اور یہ دعوی نہ کیا کہ مین قابل ترحم ہون مگر یہ صریح دعوی کیا کہ تو ارحم الراحمین ہی تیرے ارحم الراحمین ہونے مین کچھ شک نہین ہی پس گویا
کی کہ مین اگرچہ قابل ترحم نہ ہون تو بھی تیرے ارحم الراحمین ہونے سے امید ہی کہ تو قابل ترحم فرما دے اگر وہم ہو کہ یہ تو شکوہ کیا جسکا
جواب دیا گیا کہ یہ مناجات تھی اور شکوہ مضر نہ تھا جیسے قول یعقوب علیہ السلام انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ یعنی مین اپنے غم و رنج کا شکوہ
اللہ تعالی ہی کیطرف عرض کرتا ہون اور بات یہ ہی کہ جناب الٰہی کی طرف عرضداشت کرنا یہ تو انتہائے قرب ہی اور اللہ تعالی کی شکایت کرنا تو
بعد اور دوری ہی - پھر اسمین کلام ہی کہ یہ بیان کس چیز کا تھا کہ انی مسنی الضر - اور کیا چیز باعث اس دعا کا واقع ہوئی تھی اللہ روایت ہی کہ انکی
بی بی رضی اللہ عنہا نے اُنسے کہا تھا کہ آپ اللہ تعالی سے دعا کرتے تو فرمایا کہ میری بیماری کو کتنے دن ہوے اُسنے تبلایا تو کہا کہ پہلا مین عافیت
کے ساتھ کتنے دنون عیش مین رہا ہون اُسنے تبلایا تو کہا کہ ابھی تو بیماری کو عافیت کے برابر بھی دن نہین ہوے ہین مجھے شرم آتی ہی کہ مین
ابھی اپنے رب عزوجل کی بلا سے گھبراؤن - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جو چیز اِس دعا کا باعث ہوئی اُسمین علماء نے اختلاف کیا ہی حسن
و قتادہ رح نے کہا کہ ایوب علیہ السلام سات برس کچھ مہینہ اور بیماری مین مبتلا ہوکر بنو اسرائیل کے ایک گھورے پر پڑے تھے [illegible] انکے بدن
مین کیڑے دوڑتے تھے پھر اللہ تعالی نے اِس بلا سے اُنکو نجات دی اور بہت بڑا ثواب عطا فرمایا اور بہت اچھی تعریف فرمائی [illegible]
کہا کہ تین برس بلا مین رہے نہ کم اور نہ زیادہ - سدی رح نے کہا کہ ایوب علیہ السلام کا گوشت گر گیا تھا حتی کہ سوائے پٹھے [illegible]
نہ رہا پس اُنکی جورو غفیفہ اُنکی خدمت مین رہتی تھی اور راکھ لاکر ڈالتی اُسی مین پڑے رہتے پس بی بی نے کہا کہ آپ اللہ تعالی سے [illegible]
اللہ تعالی اس سے آپ کو شفا دیدے آپ نے فرمایا کہ مین ستر برس تندرست رہا پس اگر مین ستر برس تک اُسکی بلا پر صبر کرون تو [illegible]
مترجم کہتا ہی کہ ان آثار سے ظاہر ہوتا ہی کہ دعا نہین کرتے تھے پھر وہ کیا بات ہوئی جس سے دعا کی تو بعض نے کہا کہ نماز کے لیے [illegible]
تھے مگر نہ اُٹھ سکے تو یہ دعا کی - بعض نے کہا کہ کیڑے گر پڑتے تو اُٹھا کر رکھ لیتے ایک روز ایک کیڑے سے کہا کہ اے میرے [illegible]
کھا اور اُٹھا کر رکھا تو اُسنے اِس زور سے کاٹا کہ یہ دعا کی - مترجم کہتا ہی کہ یہ روایت ضعیف ہی بعض نے کہا کہ [illegible]
قلب کی طرف بڑھے تو ڈرے کہ ذکر الٰہی سے باز رہینگے پس یہ دعا کی - بعض نے کہا کہ ابلیس نے اُنکی بی بی سے [illegible]
تیرا شوہر اچھا ہو جاوے بی بی نے یہ واقعہ ذکر کیا تو مضطرب ہوے کہ اِسکا ایمان نہ جاتا رہے پس یہ دعا کی [illegible]
کوئی قطعی ثابت نہین ہو سکتا اور یہ معلوم ہی کہ ایسی شان سے دعا کی یہ انتہا ہے دعا [illegible]

Marfat.com

[illegible]ن کی فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ پس جو مرض اُسکے ساتھ لاحق تھا ہم نے اُسکو کھول دیا یعنی دور کر دیا - اور شاید
[illegible] یعنی مرض و محتاجی و اموال و اولاد کا جاتا رہنا سب کو شامل ہو یعنی یہ سب دور کر دیا اور اچھی حالت پر اعادہ کر دیا اور دوسرے مقام پر
ذکر کیا کہ فرمایا - ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ یعنی حکم دیا کہ اس زمین پر اپنے پانون سے ٹھوکر مارے پس وہان سے ایک چشمہ پانی کا
ظاہر ہوا اسمین نہانے کا حکم دیا تو کل بیماری جو ظاہر بدن پر تھی جاتی رہی پھر چالیس قدم چلکر حکم دیا کہ پھر ٹھوکر مارے تو ایک چشمہ پیدا ہوا
اسمین پینے کا حکم دیا پس اندرونی بیماری سب جاتی رہی اور نہایت تندرست خوبصورت ہو گئے پس ضرر جسمانی تو اسطرح دور کر دیا اور رہا
ضرر اموال و اولاد تو فرمایا - وَاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ اور ہم نے دیدیے اُسکو اُسکے اہل اور اُنکے ساتھ برابر اُنکے - بعض نے
کہا کہ تمام اولاد سواے بی بی کے مر چکی تھی اور وہ سات بیٹے اور سات بیٹیان تھین تو کہا گیا کہ اے ایوب تیری اہل جنت مین ہین اگر تو چاہے
تیرے پاس لا دیے جاوین اور چاہے تو تیرے لیے جنت مین چھوڑے جاوین اور انکے عوض اُنکے مثل تجھے دنیا مین دیدیے جاوین ایوب نے
عرض کیا کہ وے جنت ہی مین چھوڑے جاوین پس وے جنت مین رہے اور اُنکے مثل دنیا مین دیے گئے نحاس نے کہا کہ اسناد اسطرح
صحیح ہے - یہ مجاہد سے بھی مروی ہے - اور بعض نے کہا کہ جسقدر اولاد تھی اُس سے دو چند دنیا مین پیدا کر دیے گئے - لیکن یہ دونون قول ظاہر آیت
کے خلاف ہین کیونکہ یہ معنی اسوقت مطابق ہوتے کہ آیت مین یون ہوتا کہ اٰتیناہ مثل اہلہ و مثلہم معہم - اور چونکہ آیت مین صریح ہے کہ اہل دیدیے اور
یقین ہے کہ مثل اہل دیدیے تو یہی منصوص ہے وہی اہل دیدیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُنکے وہی اہل دیے گئے اور اُنکے مثل اور پیدا
کیے گئے - یہی ظاہر قرآن ہے اور اسی پر اکثر مفسرین کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے اولاد کو ایک لمحہ مین زندہ کر دیا - اور اب رہے اموال تو حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایوب علیہ السلام کے ساتھ اٹھارہ برس بلا رہی اُسکو نزدیک
و دور کی قرابت دارون نے چھوڑ دیا سواے دو مردون کے اُسکے بھائیون مین سے کہ جو برادری مین اُسکے ساتھ بہت خصوصیت رکھتے تھے
وہ تو دونون صبح و شام دیکھنے آتے تھے ایک روز ایک نے دوسرے سے کہا کہ تونے جانا کہ واللہ ایوب نے کوئی ایسا گناہ کیا ہے کہ کسی نے نہین
کیا دوسرے نے کہا کہ یہ کیون تو اُسنے کہا کہ تو دیکھتا ہے کہ اٹھارہ برس ہو چکے کہ اللہ تعالی نے اسپر رحم نہین کیا اور نہ اس سے یہ ضرر دور فرمایا پھر
جب وہ دونون ایوب علیہ السلام کے پاس آئے تو اس مرد سے صبر نہ ہو سکا اُسنے آخر ایوب علیہ السلام سے ذکر کیا تو ایوب علیہ السلام نے کہا
کہ مین نہین جانتا کہ مین کیا جواب دون سوا اسکے کہ ہان میرا یہ حال تو تھا کہ میرا گذر دو مردون کی طرف ہوتا جو جھگڑتے ہوتے اور دونون اللہ کی
قسم کھاتے تو مین اپنے گھر کی طرف لوٹ کر دونون کی طرف سے کفارہ ادا کر دیتا اس کراہت سے کہ اللہ تعالی کا ذکر سواے سچ کے نہ کیا جاوے
اور ایوب علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ جب قضاے حاجت کو جاتے تو اُنکی بی بی اُنکو دونون ہاتھون سے تھام کر لیجاتی اور لے آتی - ایک روز
عورت کو انتظار یعنی دیر ہوئی کہ ایوب نہین آئے پس اللہ تعالی نے ایوب علیہ السلام کو وہین وحی فرمائی کہ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ
بَارِدٌ وَّشَرَابٌ پس جب عورت نے زیادہ دیر پائی تو آگے بڑھی کہ دیکھون کیا ہوا ہے اتنے مین ایوب اُسکے سامنے آئے اس حالت سے کہ
اللہ تعالی نے وہ سب بیماری دور کر دی تھی جو اُنکو لاحق تھی اور اچھے خاصے جیسے تھے ہو رہے جب عورت نے اُنکو دیکھا تو کہا کہ اے
[illegible] اللہ تعالی برکت دے کہ جیسی تیری صورت ہے مین نے نبی اللہ ایوب کے اچھے پن مین ایسے ہی صورت دیکھی تھی تو کون ہے
[illegible] وہی ہون - اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایوب علیہ السلام کے دو اندر تھے اور اندر اہل شام کی زبان
[illegible] ایک اندر مین گیہون بھرتے تھے اور دوسرے اندر مین جو بھرتے تھے پس اللہ تعالی نے دو بادل بھیجے ایک نے

Marfat.com

گیہون کے کھیت پر پہونچکر سونا برساکر اُسمین بھر دیا اور دوسرے نے جَو کے کھیت پر پہونچکر اُسمین چاندی برسائی [illegible]
ابی الدنیا و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابویعلی و ابن حبان و الحاکم و قال الحاکم صحیح الاسناد ۔ [illegible]
مِّنْ عِنْدِنَا یعنی ہم نے ایوب علیہ السلام کے ساتھ ایسا کیا اپنی طرف سے اُسپر رحمت کے واسطے [illegible]
تذکرہ واسطے عابدین کے ۔ یعنی اور عابد بندے اِس سے نصیحت پکڑین اور اللہ تعالی کی عبادت [illegible]
امام ابن کثیر رح نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ سدی رح نے کہا کہ ایوب علیہ السلام کا گوشت گر گیا تھا [illegible]
اور اُنکی بی بی صالحہ اُنکی خدمت پر قائم رہتی اور راکھ لایا کرتی جسمین ایوب علیہ السلام پڑے رہتے جب اُنکی بیماری [illegible]
بی بی رضہ نے کہا کہ کاش آپ اللہ تعالی سے دعا کرتے کہ وہ اِس بیماری کو آپ سے دور کر دیتا تو جواب دیا کہ مین [illegible]
سو مین اگر ستر برس بلا مین صبر کرون تو بھی قلیل ہوگا وہ بی بی اِس کلام سے بہت گھبرائی پھر وہ بیچاری نکلی اور لوگون کی مزدوری
جو پاتی وہ لاتی اور اُنکو کھلاتی اور ابلیس ایک طبیب کی صورت بنکر فلسطین کے دو شخصون کے پاس گیا جو ایوب علیہ السلام کے
تھے اور ایوب کے بھائی تھے پس اُنکے پاس جاکر کہنے لگا کہ تمھارے بھائی ایوب کو ایسی ایسی بیماری ہوگئی ہے تم دونون جاکر اُسکی
کرو جیسے جاتے ہو اور اِس مرتبہ اپنے ساتھ اپنے یہان کی فلان پیداوار کی شراب لیتے جاؤ جب وہ اُسمین سے پیئیگا تو اچھا ہو جائیگا دونون
آئے جب دونون نے ایوب کو دیکھا تو روئے ایوب نے پوچھا کہ تم کون ہو ۔ بولے کہ ہم فلان و فلان ہین پس اُنکو مرحبا کہا اور کہا کہ [illegible]
دوستون کو جو مجھپر نزول بلا کے وقت جفا نہین کرتے ہین دونون نے کہا کہ ای ایوب شاید آپ کوئی چیز پوشیدہ رکھتے تھے کہ ظاہر [illegible]
اُسکے خلاف تھا اِسی واسطے اللہ تعالی نے تم کو اِس بلا مین مبتلا کیا ہی پس ایوب علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کو اُٹھایا اور فرمایا کہ [illegible]
ہی کہ مین نے کوئی چیز نہین چھپائی جسکے خلاف ظاہر کی ہو ولیکن اللہ تعالی نے مجھے مبتلائے بلا کیا ہی کہ مین صبر کرتا ہون یا نہین پھر [illegible]
نے کہا کہ ہماری اِس شراب مین سے پی لیجیے کہ آپ اِسکو پئینگے تو چنگے ہو جاوینگے ۔ یہ سنکر ایوب علیہ السلام غضبناک ہوگئے اور [illegible]
تم دونون کے پاس وہ خبیث گیا اور اِسنے تمکو یہ مشورہ دیا ہی تمھارا کھانا پینا و کلام سب مجھپر حرام ہی یہ سنکر وہ دونون [illegible]
کے پاس اُٹھ گئے اور اُنکی بی بی رضہ نکلکر جاتی اور لوگون کی مزدوری کرتی پس اُسنے ایک گھر مین روٹی پکائی اور اُنکا ایک [illegible]
تھا اُنھون نے اِس بی بی رضہ کو ایک گردہ روٹی ہبہ کی اور لڑکے کو جگانا برا جانا ۔ وہ گردہ لیکر یہ نیک بی بی رضہ ایوب علیہ السلام [illegible]
آئی تو آپ نے کہا کہ تو ایسی چیز تو لایا نہین کرتی تھی آج کیا بات ہی جو یہ لائی ہی بی بی رضہ نے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ [illegible]
اور اُسنے اپنا گردہ مانگا تو وہ روئیگا اِسکو وہین دیدے ۔ وہ پھر اُسکو لیکر پھرنے چلی جب تو [illegible]
مارا تو تھکی ماندی کی زبان سے نکل گیا کہ موئے ایوب گنہگار کی ہٹ ہی جب [illegible]
نے ہٹ مچائی ہی کسی طرح چھٹتا نہین ہی تو کہا کہ اللہ تعالی ایوب پر رحم کرے پھر وہ گردہ [illegible] واپس کردی [illegible]
ابلیس ایک طبیب کی صورت بنکر سامنے آیا اور کہا کہ تیرا شوہر مدت سے بیمار ہی اگر [illegible]
کے نام ذبح کردے فوراً اچھا ہو جائیگا اور اِسکے بعد توبہ کرلے ۔ بی بی نے یہ بات ایوب علیہ السلام [illegible]
اِس بیات سے تیرے سامنے آیا اور مجھے قسم ہی کہ اچھا ہوا تو تجھکو سو چھڑیان مارونگا ۔ پھر [illegible]
لائی تھی اب رزق بھی بند ہوا اور جس گھر مین جاتی کوئی اُسکو اپنے یہان کام پر نہ لگاتا [illegible]

Marfat.com

جنجال سے بچین ہوکر اپنے سر کے بالون سے ایک لٹ منڈا کر اشراف کی لڑکیون کے ہاتھ بیچڈالی اُنھون نے عوض مین بہت
عمدہ کھانا دیا (ان لڑکیون نے گڑیون کے واسطے یہ بال خریدے) جب وہ کھانا لیکر ایوب پاس آئین تو آپ نے کہا کہ یہ تم آج کہان سے
لائی ہو بی بی نے کہا کہ مین نے کچھ لوگون کا کام کر دیا تھا اُنھون نے مجھے دیا ہے پھر آپ نے کھانا کھایا دوسرے روز پھر بیچاری صالحہ تلاش مین
نکلی اور جب سب طرح کوشش سے لاچار ہوگئی تو پھر اپنے بالون کی دوسری لٹ لیکر اُسی لڑکی کے ہاتھ بیچڈالی جس نے کل کے روز خریدی
تھی پھر اُنھون نے ایسا ہی طعام وافر دیا جب وہ لیکر آئی تو ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ مین اِسکو نہین کھاؤنگا جب تک مجھے معلوم نہ ہو جاوے
کہ یہ کہان سے ملا ہے اور کیونکر ملا ہے تب اُس بی بی صالحہ نے اپنا سر کھولا جب اُسکا سر منڈا ہوا دیکھا تو اُسوقت جناب باری تعالی مین التجا کی
کہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین سراج وغیرہ مین ہے کہ وہب بن منبہ نے کہا کہ ایوب علیہ السلام ایک شخص روم کے تھے اور نسب اُنکا یہ ہے ایوب
بن اموص بن رزاح بن روم بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم - اور اُنکی والدہ اولاد لوط بن ہاران سے تھین - بیضاوی رح نے صرف اسیقدر
لکہا کہ اولاد عیص بن اسحق سے تھے اور اللہ تعالی نے اُنکو برگزیدہ پیغمبر کیا تھا اور دنیا مین بھی اُنکو وسعت دی تھی اور پرگنہ حوران مین سے
ارض بلقا کا خطہ سب کا سب مع گانون وکھیت و باغات و پہاڑ کے اُنھین کا تھا اور یہ سرزمین شام سے ہے اور یہان اُنکے پاس بہت اقسام
کے اموال تھے اونٹ وگاے وگھوڑے وبکریان وگدھے وغیرہ نہایت عمدہ عمدہ بہت کثرت سے تھے اور آپ کے یہان پانچ سو جوڑ بیل تھے جنکے
پیچھے پانچ سو غلام چلتے تھے ہر غلام کے جورو اولاد تھی اور ہر کاشت کے آلات ایک گدھے پر چلتے اور ہر گدھے کے دو دو تین تین اور زیادہ
بچہ تھے اور اللہ تعالی نے ایوب علیہ السلام کو بھی اہل و اولاد لڑکے لڑکیان دی تھین اور خود موافق شان نبوت کے بہت نیکوکار پرہیزگار رو
رحیم المزاج اور مسکینون پر ترس کھانے والے تھے اور مسکینون کو کھانا کھلاتے اور تیمیون کی پرورش کرتے اور بیوہ اور بے خاوند عورتون
کی خبرگیری کرتے اور مہمانون کی خاطر کرتے اور مسافر محتاج کو منزل پر پہونچاتے اور اللہ تعالی کی نعمتون کا شکر ادا کرتے اور حق اللہ تعالی کا اُن
نعمتون مین ادا کرتے تھے اور عدو اللہ ابلیس ممنوع کیا گیا تھا کہ جیسے وہ دوسرے تونگرون مین غرور وغفلت اور دنیاوی مشغولی اور حکم الٰہی سے غافل
ہو کر دنیاوی کام مین پھنس جانے وغیرہ کا حصہ لے بھاگتا ہے وہ ایوب علیہ السلام سے کچھ نہین پاتا تھا اور ایوب علیہ السلام کے ساتھ تین
آدمی تھے جو آپ پر ایمان لائے تھے ایک شخص الیقن نامے یمن کا رہنے والا تھا اور دو شخص آپ کے شہر کے ایک کا نام بلدد اور دوسرے کا
نام یہ تھا اور یہ سب ادھیڑ تھے اور اسوقت مین ابلیس کا یہ حال تھا کہ آسمانون مین سے کسی چیز سے محجوب نہ تھا جہان چاہتا واقف ہو جاتا
یہانتک کہ اللہ تعالی نے جب عیسی علیہ السلام کو اُٹھایا ہے تو چار آسمانون تک محجوب ہوا پھر جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے ہین تو
کل آسمانون سے محجوب ہو گیا اب صرف چوری سے کان لگا کر ملائکہ علیہم السلام کی باتین سن سکتا ہے - قال المترجم واضح ہو کہ امور
آسمانی و آخرت سے شیطان محجوب ہے ولیکن اُسکے برخلاف امور پر واقف ہے اور آخرت کے بہت سے علوم اُسکو ہین اور نفوس کی کجی
اور کمال کو جانتا ہے اور یہ اللہ تعالی نے اُسکے واسطے کر دیا ہے اور وہ ان مادیات عنصری و دنیاوی تزئینات سے بہت سی عجائب ترکیبات
بتلاتا ہے دنیا کی زینت و آلایش ہو جیسے سلیمان علیہ السلام کے واسطے طرح طرح کے اعمال و تزئینات کیا کرتے تھے کما مر فی قولہ تعالی
یعملون لہ ما یشاء من محاریب الآیہ - اور قولہ تعالی وجفان کالجواب وقدور راسیات الآیہ - و مانند اسکے اور یہ سب تزئینات بقہر و تسخیر الٰہی واسطے
ایسے بندے کے تھے جو اللہ تعالی کے خاص بندون مین سے دنیا سے بیزار تھے اور یہ ابتلاء الٰہی ہے اور اِس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس زمانہ مین
جو فلاسفہ تھے وہ اُنکے مقابلہ مین اہل علم ایسے تھے کہ حجت علمی ہر طرح غالب تھی اور کسی طرح فریب شیطانی از راہ علم غلبہ نہین

کر سکتا تھا تو اُسوقت مین شیطان کو چھوڑ دیا گیا کہ اُسنے اپنی قومون کو اِس دنیا دی زینت و قوت کے واسطے [illegible]
عجیب معلوم ہوتا ہی جو اصول سے واقف نہو اور اُسکے ذریعہ سے خواہشات دنیا دی ایسی ہم پہونچائی ہین کہ جو علم [illegible]
پھنسے ہین اور صریح دلیل اللہ تعالی نے امتیاز کے لیے یہ باقی رکھی کہ یہی قومین جو بقوت شیطانی ایسے ایسے استخراج کر [illegible]
وانکی جہالت کے اعتقادات کو دیکھا جاوے یا مسائل عقلیہ مین اُنسے گفتگو کرو تو اِسقدر احمق نظر آتے ہین کہ تعجب معلوم ہوتا ہی [illegible]
واُسکے مادیات محسوسات کے کسی طرح انمین عقلی بات نہین سماتی ہی اور فن ریاضی جو بچون کے واسطے مخصوص ہی جنمین ادہام کا [illegible]
خیالی کی قوت زیادہ ہوتی ہی وہ انمین کامل ہی یہ مقام اہل نظر کے واسطے تذکرہ و تبصرہ ہی اِسکو سرسری مت دیکھو اور اللہ تعالی [illegible]
مانگو کہ وہ تمکو اِس پیچیدہ امتحان مین لغزش سے محفوظ فرماوے اور راہ راست پر مستقیم رکھے - بالجملہ اب شیطان کو صرف کان لگا [illegible]
سے سننے کے موقع ہین اور جب اللہ تعالی چاہتا ہی تو شہاب کے پہونچنے سے وہ مخبوط و محترق ہوجاتا ہی پس ابلیس نے ملائکہ کا جواب جو [illegible]
صلوہ وسلام کا تھا سُنا اور اِس سے اُسکو حسد ہوا پس اُسنے عرض کیا کہ الٰہی تو نے ایوب علیہ السلام کو نعمت دی اُسنے تیرا شکر کیا اور [illegible]
دی اُسنے تیری حمد کی اور اگر تو اِسکو بلا رمین مبتلا کرتا اِسطرح کہ جو کچھ اُسکو دیا ہی وہ جدا کر دیتا تو وہ اِس حال پر کبھی نہین رہتا اور اللہ تعالی [illegible]
حکمت و معاملہ کا خوب جاننے والا ہی اُسنے اپنے علم پر حکم فرمایا کہ تو جا کہ مین نے تجھے اُسکے مال پر مسلط کیا پس یہ ابلیس وہان سے زمین پر گرا [illegible]
اُسنے عفریتوں ومتمرد شیطانون کو جمع کیا اور کہا کہ تمھارے پاس کیا قوت ہی کہ مین تو ایوب کے مال پر مسلط کیا گیا ہون اور یہ ایسی مصیبت
سخت ہی کہ آدمی اُسپر صبر نہین کر سکتے ہین - مترجم کہتا ہی کہ ابن عساکر و دیلمی و ابن النجار نے عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ایوب علیہ السلام سے فرمایا کہ تو جانتا ہی کہ تیرا کیا جرم ہی کہ مین نے تجھے اِس بلا رمین مبتلا کیا
ایوب نے عرض کیا کہ اے رب نہین تو - اللہ تعالی نے فرمایا کہ تو ایک فرعون کے یہان گیا تھا اُسکے ساتھ دو کلمہ بولنے مین تو نے مداہنت کی
یعنی حق بات کو صاف صاف نہین کہا - مترجم کہتا ہی کہ اسناد ضعیف ومعلول ہی اور اِسکا ثبوت نہین ہی اور ایسے ہی ابن عباس رض سے روا [illegible]
ہی کہ ایوب کا گناہ یہ تھا کہ اُنسے ایک مسکین نے ایک ظالم پر مدد چاہی تھی کہ اِس ظالم کو اِس سے دفع کر دے مگر آپ نے اُسکو مدد نہ دی اور [illegible]
کو امر بمعروف نہ کیا اور مسکین پر ظلم کرنے سے اُسکو منع نہ کیا پس اللہ تعالی نے اُنکو اِس بلا رمین مبتلا کیا - اسناد ضعیف و غیر ثابت ہی اور دوسرا [illegible]
ضعیف ہی اور ایسی روایات سے انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسی باتون کا لگاؤ نہین دیا جائیگا - اور حق یہ ہی کہ بلا رمو کل ہی [illegible]
پر جیسا کہ صحاح روایات سے ثابت ہی اور اِسکا اشارہ سابق مین گذر چکا ہی فافہم پس اِسی معنی مین ابلیس کو مسلط کیا گیا اور آسنے [illegible]
سے ایوب کے اموال تلف کرنے مین مدد چاہی - پھر سراج مین تتمہ روایت وہب رح لکھا کہ پس ابلیس کو شیاطین مین سے ایک [illegible]
جواب دیا کہ مجھے ایک قوت ایسی دی گئی ہی کہ جب چاہون آگ کا بگولا بنکر نکلون اور وہ جس چیز پر گذرے اُسکو جلادے [illegible]
کہا کہ بس تو ایوب کے اونٹون و چرواہون کی خبر لے - یہ حکم پاکر وہ اونٹون کے پاس آیا اور اُسی وقت اونٹون نے چراگاہ مین [illegible]
تھے اور لوگون کو خبر نہ ہوئی کہ ناگاہ زمین کے نیچے سے ایک بگولا آگ کا نکلا جو اُس سے قریب ہوتا جل جاتا تھا اِس [illegible]
چرواہون کو آخر تک جلا دیا - (مترجم کہتا ہی کہ اِس ملک مین لون بھی جلا کرتی ہی تو لوگون نے اِس واقعہ کو [illegible]
ہوگا اور اِنکو کچھ عبرت و تنبیہ نہ ہوئی ہوگی حالانکہ اگر یہ جانتے کہ افعال جو ظاہر ہوتے ہین خواہ وہ کسی [illegible]
عبرت ہوتی ولیکن یہ جہال تو اسباب کو مستقل جانتے مین [illegible] جاوے کہ اِس [illegible]

Marfat.com

ہیں کہ خود بخود یون ہی ہوتا ہی اور تعجب ہی کہ اول مین نہین کہتے کہ خود بخود مر گئے و جل گئے) جب سب اونٹ جل چکے اور
ابلیس ملعون ایک غلام ذلیل کی صورت مین ایوب علیہ السلام کے پاس آیا اور آپ کو نماز پڑھتے پایا تو عرض کیا کہ یا حضرت ایک
آگ ناگاہ پیدا ہوئی اور اُسنے تمام اونٹون و چرواہون کو یعنی آپ کے غلامون کو گھیر لیا اور انہین سے کسی کو نہین چھوڑا سواے میرے کہ
مین بچ گیا - حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ الحمد للہ اُسی نے مجھے یہ اونٹ و چرواہے دیے تھے اور اُسی نے لے لیے وہ سب اللہ تعالی ہی
کی ملک و خلق تھی مجھے تو عاریت دیے تھے اور مین بھی اُسی کا ہون پس وہی ان اونٹون و چرواہون کا مالک ہی جب تک چاہا اُنکو چھوڑا
اور جب چاہا میرے پاس سے نکال دیا اور مین نے تو قدیم سے یہ اطمینان کر لیا ہی کہ میرا نفس و میرا مال فنا پر ہی - ابلیس نے غم و افسوس
سے شکایت کرتے ہوے کہا کہ تیرے رب نے آسمان سے یہ آگ بھیجی کہ جس سے سب بیچارے جل گئے اور لوگون کو مین وہان متحیر و حیران
چھوڑ آیا ہون کوئی کہتا ہی کہ ایوب علیہ السلام کسی کو نہین پوچھتا تھا وہ دھوکے مین پڑا ہی اور کوئی کہتا ہی کہ اگر ایوب کے الٰہ مین کچھ قدرت
ہوتی تو وہ اپنے ولی سے یہ آفت دور رکھتا - اور کوئی کہتا ہی کہ نہین اُسی نے ایسا کیا تا کہ ایوب کے دشمن ہنسین اور دوست روئین -
ایوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ مین ہر حال مین اپنے رب عزوجل کی حمد کرتا ہون اُسی کے لیے حمد ہی جب اُسنے مجھے دیے تھے اور اُسی کے واسطے
حمد ہی جب اُسنے مجھ سے لے لیے اور مین تو ننگا اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا تھا اور ننگا مٹی مین جاؤنگا اور یون ہی ننگا اپنے رب عزوجل کی طرف
حشر کیا جاؤنگا - تجھے نہ چاہیے کہ جب اللہ تعالی تجھے دے تو اُسوقت تو فرح کرے یعنی اترا دے اور نہ چاہیے کہ جب وہ قبض کر لے تو تو گھبرا دے
وہ تو عاریت ہی اور اللہ تعالی ہی تیرا اور تیرے مال کا اولی ہی یعنی وہی مالک خالق ہی اُسی کا ہی جو چاہے کرے اور اے غلام اگر اللہ تعالی تجھ مین
کوئی بھلائی جانتا تو تیری روح کو بھی ان ارواح کے ساتھ وہان منتقل کر دیتا اور تو بھی شہید ہوتا و لیکن اُسنے تجھ مین بدی دیکھی ہی کہ تجھکو اُنکے
درمیان سے نکال دیا - ابلیس اِس بات سے بہت غمگین ہو کر خوار و ذلیل اپنے لوگون کے پاس پھر آیا اور کہا کہ اب تمھارے پاس کیا قوت
باقی ہی اور اِس سے تو ایوب کے قلب پر کچھ نشان بھی نہین پڑا - ایک عفریت نے اِس سے کہا کہ مجھے اجازت ہو کہ مجھے یہ قوت دی گئی ہی کہ
جب مین کرخت آواز دون تو جو جاندار اُسکو سنے اُسکی روح نکل جاوے ابلیس نے کہا کہ بس تو ایوب کی بکریون اور اُنکے چرواہون یعنی
ایوب کے غلامون پر جا وہ خبیث روانہ ہو کر بکریون کے گلہ پر آیا اور اُسنے ایسی آواز لگائی کہ جسکو بتقدیر و قضاے الٰہی صرف اُن بکریون
اُنکے چرواہے غلامون نے سنا اور سب کے سب مر گئے پھر ابلیس ان بکریون کے چرواہے مین سے ایک غلام کی صورت بنکر ایوب علیہ السلام
پاس آیا وہ کھڑے نماز پڑھتے تھے اور اُنسے تمام حال بیان کیا آپ نے مانند جواب اول کے اُسکو جواب دیکر مردود کیا - پھر ابلیس خوار
ہو کر اپنے لوگون کے پاس واپس آیا اور اُنسے کہا کہ اب تمھارے پاس کیا ہی کہ مین نے تو ایوب علیہ السلام کے دل پر کچھ بھی اثر نہین دیکھا
ایک عفریت بولا کہ مجھے ایسی قوت ہی کہ چاہون ایسی آندھی ہو جاؤن کہ جس پر وہ گذرے سب فنا ہو جاوے ابلیس نے کہا کہ بس تو کھیتی
والون و اونٹون و آلات زراعت و غلامون پر پہونچ - وہ خبیث وہان سے فوراً فدادین وغیرہ پر پہونچا اُنھون نے ہل چلانا اور کھیتی کرنا
شروع کیا تھا اور اُنکو شعور نہ ہوا یہانتک کہ ناگاہ اُنکو ایک آندھی نے گھیر لیا اور دم کے دم مین اُنکا وجود نہ رہا گویا کہ کبھی نہ تھے پھر ابلیس وہان سے
اُن کے مانند کی صورت بنکر ایوب علیہ السلام کے پاس آیا آپ کھڑے نماز پڑھتے تھے اور آپ سے سب حال بیان کیا آپ نے اِسکو
مثل جواب کے جواب دیکر مردود کیا پھر اُسی طرح بقضاے الٰہی ایوب علیہ السلام کے اموال پر ایک ایک کر کے ابلیس مسلط ہوتا گیا یہانتک
کہ سب ہلاک ہو گئے اور جب کوئی مال ہلاک ہو جاتا تو ایوب علیہ السلام اُسپر اللہ تعالی کی حمد کرتے اور اچھی ثنا اپنے پروردگار

عزوجل کی اداکرنے اور قضاے الٰہی پر راضی ہوے اور اپنے دل کو بلاے الٰہی پر صابر و مضبوط کیا یہانتک کہ [illegible]
جب ابلیس نے دیکھا کہ اُسنے ایوب علیہ السلام کے تمام اموال فنا کردیے اور اس سے ایوب علیہ السلام کے دل [illegible]
الٰہی مین اپنی جگہ جاکر ادب سے کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ الٰہی تونے ایوب کو اولاد عطا فرمائی ہو لہذا [illegible]
دی ہو تو ضرور اسکو بال دیگا پس اے رب کیا مجھے اُسکی اولاد پر مسلط فرمایا جائیگا کیونکہ یہ ایسی مصیبت ہو کہ [illegible]
ٹھہرتا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جا مین نے تجھے اُسکی اولاد پر مسلط کیا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندون اور اُنکے انجام [illegible]
حکمت ہو کہ کوئی اُس سے آگاہ نہین ہو پس ابلیس نے اجازت پائی اور وہان سے گرکر اولاد حضرت ایوب علیہ السلام پر آیا [illegible]
قصر راحت مین تھے پس قصر کو برابر بزلزل دیا یہانتک کہ دیوارین اُکھڑ گئین اور گھر بیٹھ گیا اور حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد [illegible]
کی اینٹین وتیھر گرے اور اُنکے سرون وہڈیون سے اینٹین ٹکرائین کہ پاش پاش ہوگئے اور ہڈیان چور ہوگئین اور [illegible]
اور انتڑیان باہر ہوگئین پھر وہان سے ایوب علیہ السلام کے پاس ان لوگون کے معلم کی صورت بنکر آیا وہ معلم کہ ان لوگون کو [illegible]
علم وحکمت کی تعلیم دیتا تھا پس اُسکی صورت یہ بنائی کہ چہرہ وسر پر زخم سے خون بہتا تھا اور بدن زخمی تھا اور ایوب سے [illegible]
اپنی اولاد جگر گوشہ کی کیفیت دیکھو کہ وے کس عذاب سے مرے ہین وے تو ناگاہ مکان کے گرنے اور زلزلہ کی [illegible]
ہین کہ اُنکے سر اوندھے پڑے اور اُنکے خون سے چشمہ جاری ہو اور اُنکے سرون کے بھیجے اُسمین بہتے ہین اور پیٹ پھٹ گئے ہین اور [illegible] آئی
ہین۔ اُنکے جسم ٹکرے ہوکر جیسے ٹھیکرون کی طرح پاش پاش ہوگئے ہین اُنکی تو شناخت نہین کیجاتی ہو۔ ایسے ہی کلمات سے یہانتک بیان کیا کہ ایوب
کا دل نرم ہوا اور رونے لگے اور ایک مٹھی خاک اپنے سر پر ڈالی اور کہا کہ کاش مجھے میری مان نے نہ جنا ہوتا۔ ابلیس نے اِسکو غنیمت جانا اور [illegible]
اُنکے اِس جزع وفزع کو لیکر فوراً اپنے مقام کی جانب روانہ ہوا جہان وہ بارگاہ کبریائی مین عرض داشت کرتا تھا اور یہان ایوب علیہ السلام کی [illegible]
ہوش مین ہوکر نادم ہوے اور توبہ واستغفار کیا اور وسوسہ ابلیس کو پہچان لیا اور اُنکے قرین ملائکہ اُنکے استغفار کو لیکر جناب بلند مین [illegible]
ہوے پس ابلیس کے پہونچنے سے پہلے ایوب علیہ السلام کا استغفار پہونچ گیا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندون کا علیم ہو اور ابلیس خوار [illegible]
رہگیا۔ قال المترجم اِس بیان مین جو بظاہر اسرائیلی روایات سے ہو معلوم نہین کہانتک صدق ہو لیکن ہم اِس امر [illegible]
ایوب علیہ السلام سے یون ہی واقع ہوا ہو اور شاید کہ صحیح اسمین اِس طور پر ہو کہ جب ایسی دردناک حالت سے اولاد کی ہلاکت [illegible]
روئے ہون ولیکن یہ رونا بطور جزع وفزع کے نہین بلکہ بطریق ترحم واقع ہوا ہو اور آپ کو اولاد کی اِسطرح ہلاکت [illegible]
بشریت ہو اور حضرت افضل الانبیاء والمرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین سے بھی مروی ہو کہ آپ اپنے صاحبزادہ حضرت [illegible]
کے وقت روئے تھے یہ ابراہیم آپ کے صاحبزادہ حضرت ماریہ قبطیہ باندی کے بطن سے تھے اور آپ نے ارشاد فرمایا [illegible]
کا نہین بلکہ ترحم کا ہو اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اے ابراہیم ہماری آنکھین آنسو بہاتی ہین [illegible]
ایسی نہین کرتے جس سے ہمارا رب راضی نہین۔ کما فی البخاری وغیرہ۔ اور یون [illegible]
سے آپ کو اطلاع دی گئی تو بھی آپ روئے اور جناب باری تعالیٰ مین دعا فرمائی [illegible]
ہو اور اِس سے زیادہ یہ جو ایوب علیہ السلام کی نسبت روایت ہو کہ [illegible]
تو اسرائیل کے لوگ روایت کرتے ہین جیسے ہم [illegible]

...وجہ سے کلام کیا اور تنبیہ کر دیا کہ مثلاً امر بالمعروف نہ کرنا یہ عوام کے حق مین حرام و معصیت ہی اور نبی تو ایسے
...نہین کر تعبیر مین کام سے خاموش رہنے جسکے واسطے وہ مبعوث ہی۔ پس اسرائیلون کی دلیری و تحریف وغیرہ
...آنکی ایسی باتون کی تصدیق نہین کرتے ہین اور یہ تو صریح کذب ہی کہ جو بات پیغمبر کے لائق نہ ہو وہ اسکی طرف منسوب کیجاوے
...جب ابلیس خوار ہوا تو اُسنے اپنے مقام ادب مین کھڑے ہوکر جناب باری تعالی مین عرض کیا کہ الٰہی ایوب تیرے بندہ پر ال
اولاد کا... واسطے آسان ہوا کہ وہ جانتا ہی کہ جب تک تو اسکو اسکی جان کی سلامتی دیگا تو اسکو پھر مال و اولاد دیدیگا۔ حکم ہوا کہ
...تجھے اسکے جسم پر مسلط کیا ولیکن تجھے اسکی زبان و دل پر کچھ قابو نہین ہی اور نہ اسکی عقل پر تجھے کچھ رسائی ہی۔ اور اللہ تعالے
...اپنے بندون سے آگاہ ہی وہی ہر ایک کا خالق و مالک ہی اور اسکی حکمت کھلی کھلی عجیب ہی کہ کوئی نہین پہچان سکتا بدون اُسکے
...اللہ تعالی اپنے بندہ ایوب علیہ السلام کا خود ہی خوب جاننے والا ہی اُسنے شیطان کو اُسپر اسی واسطے مسلط کیا کہ ایوب کو
...رحمت کا فائدہ حاصل ہو اور اسکا ثواب عظیم و اجر جمیل بہت بڑہ جاوے اور صابرین کے واسطے عبرت ہو اور عابدین کے واسطے نصیحت
ہو اور قیامت تک اسکے واسطے نیک تعریف قائم رہے اور وہی ہر حال مین اپنے بندے کا حافظ و ناصر ہی اور یہ دنیا تمام فنا رہی اہل ایمان پر
...عالم مین جو بلا نازل ہو اسمین صبر ایوب علیہ السلام سے طریقہ و نمونہ یاد ین کہ کس طرح صبر کا پھل میٹھا ہی۔ پس ابلیس ملعون دشمن خدا
...نہایت جلد گیا اور ایوب کو پایا کہ اپنے مصلی پر سجدے مین پڑے ہین پس سر بھی نہ اٹھانے دیا کہ جلد بازی سے آنکی دائین طرف سے آکر
...نتھنے مین پھونکا کہ جس سے آنکا تمام جسم مشتعل ہوگیا پس سر سے پانون تک آنکے بدن مین مینڈھے کی چلتی کی طرح دنبل ہوگئے اور انمین
...خارش پیدا ہوئی اسکو انھون نے کھجلایا تو انمین دانہ پھوٹے پھر آنکو کمل کے ٹکڑے سے کھجلایا تو پھوٹ نکلے پھر کنکری و پتھر سے کھجلایا
اور برابر انمین کھجلی کی تیزی تھی یہانتک کہ گوشت بھنکر ٹکڑے ہوگیا اور اسمین سے پیپ وغیرہ جاری ہوئی اور بہت بد بو آنے لگی اور
محلہ والون نے بد بو کی وجہ سے نکالا اور ہر محلہ والون نے اسیطرح کیا یہان تک کہ آنکی جگہ ایک گھورے پر مقرر کی اور ایک چھپر ڈالوا دیا اور
تمام مخلوق نے آنکو چھوڑ دیا سوائے آنکی بی بی کے اور وہ رحمہ دختر افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تھی یہ بی بی
ہمیشہ آنکے ساتھ تھی اور ہر طرح آنکی خدمت کرتی تھی اور جب ایوب علیہ السلام کے تینون یارون نے یعنی الیفن و بلدد و صابر نے
...ایوب علیہ السلام کا یہ حال دیکھا تو اپنے دل مین آنکو تہمت لگائی مگر آنکا دین نہین چھوڑا پھر جب ایوب علیہ السلام کا مرض دراز ہوگیا تو
...علیہ السلام کے پاس گئے اور انکو ملامت کی اور کہا کہ اللہ تعالی سے توبہ کیجیے اس گناہ سے جسکی ... آپ پر یہ عذاب ہی۔ اور اُس وقت
...مین ایک جو تھا شخص بھی تھا جو اِن سب سے کم سن تھا اور وہ بھی ایوب علیہ السلام پر ایمان لایا اور آنکی نبوت کی تصدیق
...کہا کہ ای بزرگو آپ لوگون نے کلام کیا اور بیشک آپ لوگ بوجہ بوڑھے ہونے کے مجھ سے زیادہ حقدار ہین کہ پہلے آپ ہی کلام
...جو کہنا ... بہتر بات چھوڑ دی اور جو رائے صواب تھی وہ ترک کی اور جو کام اچھا تھا وہ نہ کیا اور ایوب علیہ السلام کا تم پر
...اِس سے زیادہ اچھی ہوتی ہی جو تمنے بیان کیا ای بوڑھو بھلا تمنے یہ بھی جانا کہ تمنے کسکا حق کم کیا اور کسکی حرمت کو مٹایا اور کس
...کیا اور تمنے یہ نہین جانا کہ وہ اللہ تعالی کا پیغمبر ایوب علیہ السلام ہی اور آجتک وہ اس زمین پر اللہ تعالی کا برگزیدہ بندہ ہی
...نہین جانا اور نہ تم کو اللہ تعالی نے مطلع کیا کہ اللہ تعالی ایوب علیہ السلام کی کسی بات پر ناراض ہوا ہی آجتک جب سے اسکو
...اور نہ اسنے آجتک ایوب سے کوئی کرامت جو اسکو دی تھی وہ چھین لی اور نہ ایوب علیہ السلام نے آجتک تمہاری

اسقدر مدت دراز کی مصاحبت مین اللہ تعالی پر سواے حق کے کچھ بات کہی نہین اگر صرف یہی بلا …
تمہارے دلون مین یہ باتین پڑ گئی ہین تو تم جان لو اور خوب جان لو اور جانتے ہو کہ اللہ تعالی …
کو بلا مین مبتلا کرتا ہی اور اللہ تعالی کی بلا ان بندون پر کچھ اسوجہ سے نہین ہوتی کہ وہ …
اسکے نزدیک خوار بیقدر ہین بلکہ یہ اُنکے واسطے کرامت و رحمت کی زیادتی ہی اور …
کہ ایوب اللہ تعالی کی طرف سے اس منزلت پر نہین سہی ولیکن تمنے اُنکے ساتھ مصاحبت …
نہین ہی کہ اپنے بھائی کو مصیبت کے وقت ملامت کرے اور نہ اسکو عار دلا دے اور نہ عیب لگا دے …
ایوب علیہ السلام اسوقت کرب مین غمگین پڑے ہین بلکہ لازم یہی ہی کہ اُسپر ترحم کرے اور اسکے ساتھ روئے …
اور اسکے غم کے ساتھ غمگین ہو اور جو بات اسکے حق مین بہتر جانے اُسکو سمجھا دے اور جس شخص مین یہ صفات نہون
اور نہ اُسکا چال چلن اچھا ہی پس اے بزرگوار و تم اللہ تعالی سے ڈرو اور تقوی کرو اور موت کو یاد کرو …
دھیان لگاؤ کہ موت و جلال الہی کی یاد مین وہ بات ہی کہ جس سے تمہاری زبانین بند ہو جاوین اور دل ٹوٹ جاوے …
ہو کہ اللہ تعالی کے ایسے بندے ہین کہ اُنکو خوف الہی نے خاموش کر دیا ہی حالانکہ اُنہین کوئی عیب نہین ہی اور سواے …
سے بہرا کر دیا ہی حالانکہ وے بہرے نہین بلکہ نہایت فصیح بلیغ عقیل عالم ہین اللہ تعالی کی معرفت مین رفیع منزلت پر ہین …
وے اللہ تعالی کی عظمت یاد کرتے ہین تو اُنکی زبانین بند ہو جاتی ہین اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین اور اُنکے بدن …
اور اُنکے دل نرم ہو جاتے ہین اور ہوشات نفس ٹوٹ جاتے ہین اور عقلین ہوا ہو جاتی ہین یہ سب اللہ تعالی کی عظمت و جلال کا اثر …
اُنکو اس سے افاقہ ہوتا ہی تو اللہ تعالی کی جناب مین پاکیزہ اعمال سے اپنی زندگی چاہتے ہین اور وے اپنے آپ کو ظالمون و گنہگارون …
شمار کرتے ہین حالانکہ بڑے نیکوکار ابرار ہین اور اپنے کو نہایت درجہ ناقص قصوروار شمار کرتے ہین حالانکہ عاقل …
نے یہ سنکر فرمایا کہ اللہ سبحانہ تعالی حکمت کو صغیر و کبیر سب کے دل مین پیدا کرتا ہی اور جب وہ حکمت دل مین ثابت ہوتی ہی تو اللہ تعالی …
زبان پر ظاہر فرماتا ہی اور حکمت کا وجود کچھ بڑھاپے اور طویل تجربہ سے نہین ہوتا ہی اور نہ کچھ سن پر موقوف ہی اور جب کوئی بندہ …
کر دیا جاتا ہی تو حکما مین اُسکی منزلت بوجہ کم سنی کے کم نہین ہوتی ہی بلکہ وے لوگ اسپر اللہ تعالی کی کرامت …
نے ان تینون سے اعراض کیا اور کہا کہ تم ایسی چیز لائے ہو کہ تم ڈرانے سے پہلے ڈرے اور مارے جانے سے پہلے رو …
تم سے کہ مجھے اپنے اموال صدقہ کر دو شاید اللہ تعالی مجھے خلاصی دے یا میرے واسطے قربانی کرو شاید اللہ تعالی …
اپنے آپ کو پسند کرتے ہو اور یہ گمان کیے ہو کہ اپنی بھلائیون کی وجہ سے چھوٹے ہو اور اگر تم اللہ تعالی پر نظر کرتے اور …
اپنی عبودیت کو دیکھتے اور سچائی سے نظر کرتے تو تم کو معلوم ہوتا کہ تمہارے بہت عیوب ہین جنکو اللہ تعالی نے …
کا لباس عطا کر دیا ہی اور سابق اوقات مین تو تم میری توقیر کرتے تھے اور مین اپنی رائے و حجت رکھتا تھا …
نہ کلام ہی اور تم مجھپر میری مصیبت سے زیادہ گران ہو گئے پھر ایوب علیہ السلام نے اُنسے اعراض کیا اور اپنے …
کیا اور تضرع و استغفار کرنا شروع کیا - قال المترجم شاید اس سے مقصود یہ تھا کہ جن … دوستون …
اُنے جگہ پائی ہی وہ دور ہو جاوے واللہ اعلم - پس جناب باری تعالی مین عرض کیا کہ الہی تونے اس …

Marfat.com

[illegible] کاش وہ نہ پیدا کیا جاتا الٰہی مین کاش اپنا گنا، جاتا جیسے لوگ کہتے ہین کہ اُسکی وجہ سے مین نے تیرے کرم
[illegible] ہی لیکن مجھے تو معصیت زیادہ محبوب ہی کہ مین اپنے آبا، واجداد سے ملجاتا الٰہی تونے کرم سے مجھے مسافرون کا گھر بنایا
[illegible] یتیمون بیوہ عورتون دبلے خاوند محتاج بچون کا محافظ و دستگیر کیا تھا الٰہی احسان سب تیری طرف سے
[illegible] کی آمد اپنے عذاب سے مجھے بچالے الٰہی مین تیری بلاء کا نشانہ ہون الٰہی اِس بلا سے لوگ فتنہ مین پڑتے ہین الٰہی
[illegible] حیران ہوے الٰہی مجھ ضعیف کی کیا طاقت ہی کہ مین اُسکے اُٹھانے کا دعوی کرون الٰہی ہیبت نے میرا منھ بند کردیا کہان
[illegible] بات کرسکتا ہون بیمار ناتوان ہون نحیف بیجان ہون اپنی براءت کی حجت کہان سے لاؤن - یہ کہا تھا اور اِنکے دوست پاس ہی
[illegible] ایک ابر کے ٹکڑے نے اُنپر سایہ کیا - لوگ نادانی سے پھر وہم مین پڑے کہ یہ عذاب ہی ناگاہ ندا آئی کہ اے ایوب ہمنے تجھے پیدا
[illegible] جان عطا کی اور گویا کیا ہم اب بھی تجھ سے قریب ہین اور ہمیشہ تجھ سے قریب رہے تو کیا حجت لاتا ہی اور ہمارے مقابلہ مین کیا عذر بیان
[illegible] ہم سے مخاصمہ ہوسکتا ہی تو اُسوقت کہان تھا جب ہم نے زمین پیدا کی اور اُسکو بچھایا کیا تو اُسکے اطراف برابر کرتا تھا کیا تیری طاعت
سے پانی نے زمین کو اُٹھایا یا تیری حکمت سے زمین نے پانی کو چھپایا تب تو کہان تھا جب ہم نے آسمان کو بلند کیا ہی وہ کیا تیری قوت سے
محفوظ ہی یا تیری حکمت سے اُسکے اندر نور آفتاب و ماہتاب جاری ہی وسیارات حرکت کرتے وثوابت قائم ہین اسکے لیل ونہار کیا تیری
[illegible] منافع بے شمار ہین تو جانتا ہی کہ درخت ونباتات وحیوانات کس زبان سے تسبیح کرتے ہین اور تو نہین جانتا کہ کسکے لیے ملائکہ نے
[illegible] واسطے اور کسکے قہر جبروتی مین سب سرنگون ہین اُسی نے رزق بانٹے اور صحت وتندرستی اور مرض ومصیبت تقسیم کی یہ کیا
[illegible] ہی وحکمت تیری ہی یا کسی کی طاعت ومعصیت پر مبنی ہی کیا اِس قدرت وحکمت مین اسکا کوئی شریک ہی لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ
[illegible] قدرت وعظمت کے بعض آثار بیان فرمائے - ایوب علیہ السلام نے تضرع وعاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ الٰہی میری زبان کہان تیری
[illegible] کرسکتی ہی میری زبان بند وعقل ودانائی گم ہی لیکن تیرے کرم سے مجھے اسکا وثوق ہی کہ الٰہی جو کچھ ذکر فرمایا یہ سب تیرے دست
[illegible] اور تیری عظیم حکمت کا ذرہ ہی اور تیری قدرت وشان اس سے کہین اعلیٰ واجل ہی الٰہی تیری قدرت وحکمت کا اقرار کرتا ہون
[illegible] وعلت پر مدار نہین رکھتا اور تیری حکمت کون جاسکتا ہی الٰہی مین تجھ سے تیری ہی طرف پناہ مانگتا ہون کہ مین کوئی ایسی بات
[illegible] میرا رب عزوجل راضی نہو اور مین بلاء کی ایسی شدت سے تجھی سے پناہ ڈھونڈھتا ہون کہ جسمین فتنہ وبے صبری ہو مین نے
[illegible] بتا لا تیری عظمت کے لیے اور حاضر ہوا جان ومال سے تیرے حکم وحکمت کے لیے - الٰہی مین نے تجھی پر توکل کیا تو ہی میرا
[illegible] ایوب علیہ السلام نے عرض کیا - انی مسنی الضر - مجھے ضر چھو گیا ہی - وانت ارحم الراحمین - اور تو ارحم الراحمین ہی -
[illegible] ظاہر کیا کہ کوئی بیماری پہونچی ہی بلکہ یہ اقرار کیا کہ چھو گئی - وہ اِسطرح کہ شیطان اُنکے مال واولاد وجسم پر مسلط
[illegible] خوف ہوا کہ شاید دین پر مسلط کردیا جاوے تو عاجزی سے دعا کی اور یہ خوف اِسوجہ سے پیدا ہوا کہ شیطان
[illegible] کیا کہ فلان بت کے نام ایک مکھی قربانی کردے اچھا ہوجائیگا توپھر توبہ کرلے - اِسی پر قسم کھائی اور دھمکایا کہ اچھا
[illegible] کو سو کوڑے مارونگا - قال المترجم حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ مین بعض نے لکھا ہی کہ پہلے ابلیس نے حوا رضہ کو وسوسہ
[illegible] علیہ السلام جو حمل کے کہنے پر شریک ہوگئے تو اِس سے عبرت ظاہر ہی کہ اگر جورو کے کہنے مین نہ آتے تو بھی اِس سے
[illegible] کرنے سے ایمان بلکہ نکاح سے باہر ہوجائیگی اور بیان سے ظاہر ہوا کہ سو کوڑے مارنے کی تہدید اِس خوف سے

تھی مگر اسکو اور بھی مؤکد کر دیا کہ قسم کھائی تا کہ جو رو کسی طرح ایسے کفر کی جانب خیال نہ کرے - اور سراج [illegible]
اللہ تعالی کی حمد و تسبیح کرتے اور آسمین کسی طرح فتور نہین کرتے تھے تو شیطان آخر کو خوار و مغلوب [illegible]
مین جو کسی نے نہ دیکھی ہو نہایت نور و جمال و جلال کے ساتھ ایک عجیب تخت پر جو دنیا مین کسی نے نہین دیکھا [illegible]
ایوب علیہ السلام کی بی بی صالحہ کی نظر مین ظاہر ہوا جس سے بی بی رحمہ رضی اللہ عنہا بہکت نہ گئین [illegible]
کی جورو ہی - بولی کہ ہان اُسنے کہا کہ تو ہم کو پہچانتی ہی بولی کہ نہین مین تو آپ کو نہین پہچانتی ہون [illegible]
اور مین نے ہی تیرے شوہر کی یہ حالت کر دی ہی کیونکہ اُسنے پروردگار آسمان کی اطاعت کی اور میری [illegible]
کر دیا اور اگر وہ مجھے ایک سجدہ کر لیتا تو جو کچھ اُسکا اور تیرا مال و اولاد گئے ہین سب مین تم دونون کو [illegible]
وادی کے نشیب مین موجود دکھلا دیا - قال المترجم جن لوگون کو ابلیس نے دکھلا دیا وے درحقیقت بی بی رحمہ رضی اللہ عنہا کی [illegible]
نہ تھی بلکہ شیاطین انھین کی صورت بنا کر اُسنے دکھلا دیے اور حقیقت مین یہ اولاد اللہ تعالی نے آخر مین اپنی قدرت کاملہ سے [illegible]
دیے ہین - وہب رحمہ اللہ نے کہا اور مین نے تو یہ سنا ہی کہ ابلیس مذکور نے جو بصورت مذکور ظاہر ہوا تھا حضرت بی بی رحمہ رضہ سے یہ کہا کہ
اگر تیرا خاوند ایک مرتبہ کھانا اِسطرح کھالے کہ اسپر اللہ کا نام نہ لے تو وہ اِس بلا و بیماری سے جو اُسکو لاحق ہی اچھا ہو جاوے - اور سراج
مین لکھا کہ بعض کتابون مین ہی کہ ابلیس مذکور نے بی بی رحمہ رضہ سے کہا کہ اگر تو میرے واسطے ایک سجدہ کر لے تو مین تیرے اموال و اولاد
واپس دیتا ہون اور تیرے شوہر کو شفاء دیدونگا مگر اِس پاک بی بی رضہ نے اُسوقت نہ مانا یہانتک کہ ایوب علیہ السلام سے دریافت کرے
پس اُسنے آکر حضرت ایوب علیہ السلام سے یہ سب حال بیان کیا اور کہا کہ مین نے اولاد مذکور کو دیکھ بھی لیا تو آپ نے جھڑکا اور فرمایا کہ تیرے
روبرو وہ دشمن خدا آیا تھا تا کہ تجھے تیرے دین سے کافر کر دے اور مین قسم کھاتا ہون کہ جب اللہ تعالی نے مجھے شفاء دی تو تجھے سو کوڑے
مارونگا اور اِسوقت حضرت ایوب علیہ السلام نے تضرع کیا کہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین - اقول اِس سوال مین عجیب لطافت
رکھی کہ اپنا مقصود کچھ مصرح نہین کہا ولیکن عاجزی ذکر کی جو مستدعی رحمت ہی اور رحیم وہ کہ ارحم الراحمین ہی اور کمال لطافت یہ ہی کہ
اپنی حالت ایسی بیان کی کہ کچھ شکایت نہین اور نہ زیادہ ضرر پہونچنے کا اظہار ہی اور نہ اپنے نفس کو قابل رحمت بیان کیا اور یہ بھی
کمال ادب ہی کہ اگر خوف ایمان وغیرہ کا تھا تو جس نے مرض دیا وہی نگہبان ہی اور اِس دعاء سے یہ بھی لازم نہ آیا کہ [illegible]
کیونکہ جو لوگ دعا نہین کرتے اور اُس سے تکبر کرتے ہین وے جہنمی ہین - کمافی قولہ تعالی ان الذین یستکبرون عن عبادتی الآیۃ اور [illegible]
حدیث مین ہی کہ جس بندے کے ساتھ اللہ تعالے بہتری چاہتا ہی اُسپر دعاء کا دروازہ کھول دیتا ہی [illegible]
دعاء ہی اور اِسکا مطلب یہ ہی کہ کل عبادات بمنزلہ گوشت و پوست کے ہین اور دعاء بمنزلہ مغز کے [illegible]
عبادت سب سے بہتر ہی - پھر اللہ تعالی نے ایوب علیہ السلام کی بی بی رحمہ رضی اللہ عنہا پر رحم فرمایا کہ [illegible]
کی خدمت مین اچھا صبر کیا تھا وہ اِسطرح کہ ایوب علیہ السلام کو حکم دیدیا کہ سو شاخین ملا کر اِسطرح باندھی کہ ایک [illegible]
اِسکو ایک مرتبہ مار دے بس اپنی قسم مین سچا ہو جائیگا کما قال تعالی وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث [illegible]
ہمارے مشائخ فقہاء مین سے بعض نے کہا کہ وہ مٹھا اِسطرح باندھا جاوے کہ ہر شاخ [illegible]
ہون تاکہ سب چھڑیان مارنا صادق آوے اور اگر کسی نے ایسی نہ باندھین [illegible]

Marfat.com

اور مترجم کہتا ہے کہ بیان سے صحیح حیلہ شرعی کا جواز نکلا جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے ہو اور اس سے نافرمانی سے بچاؤ ہو جاوے اور انشاء اللہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ نخذ بیدک ضغثا الآیہ کی تفسیر میں اسکی تفصیل مذکور رہے گی - اور سراج میں وجہ دعا مذکور ہیں ایک یہ وجہ ذکر کی کہ روایت ہے کہ ابلیس نے ایک صندوق تیار کیا اور اسمیں دوائیں بھریں اور جس راہ سے ایوب علیہ السلام کی بی بی آیا کرتی تھیں اسی راستہ پر بیٹھا اور لوگوں کی بیماریوں کا علاج کرنے لگا ادھر سے ایوب علیہ السلام کی بی بی ہو کر گذریں اور اس طبیب سے بولیں کہ میرے یہاں ایک بیمار ہے کیا حکیم جی تم اسکا علاج کر دو گے اسنے کہا کہ ہاں اور میں اسکے عوض میں کچھ اجرت بھی نہیں مانگتا ہوں سوائے اسکے کہ جب اچھا ہو جاوے تو اتنا کہدے کہ تو نے مجھے شفا دی - حضرت کی بی بی نے یہ بات حضرت ایوب علیہ السلام سے بیان کی آپ نے فرمایا کہ وہ ابلیس ملعون تھا اسنے تجھے فریب دیا اور قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں تجھکو سو کوڑے مارونگا اور اسی خوف سے دعا مانگی - وہب وغیرہ نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بی بی رحمہا لوگوں کی مزدوری کیا کرتی تھیں اور حضرت ایوب کے پاس انکا کھانا اسی طرح حاصل کرلاتی تھیں - جب ایوب علیہ السلام کی بیماری کو بہت مدت ہوگئی تو لوگ اس بی بی صالحہ کو مزدوری پر مقرر کرتے کرتے اکتا گئے تو کوئی اس بیچاری صالحہ کو مزدوری پر نہیں لگاتا تھا - ایک روز اس بی بی صالحہ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے واسطے آنکا روزینہ تلاش کیا تو کہیں مزدوری وغیرہ سے نہ ملا آخرکار اپنے سر کے بالوں سے ایک طرف کی لٹ کاٹی اور اسکو ایک روٹی کے عوض فروخت کر کے وہ روٹی لائیں - حضرت ایوب علیہ السلام نے انکی یہ صورت دیکھکر افسوس کیا اور پوچھا کہ تمہارے سر کے بال کہاں گئے بی بی رحمہا نے حال بیان کیا اسوقت حضرت علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی - ایک جماعت مورخین نے کہا کہ یہ دعا اسوقت کی ہے جب کیڑوں نے جو انکے بدن میں پڑ گئے تھے پڑھتے پڑھتے انکے دل و زبان کا قصد کیا اور اسوقت خوف ہوا کہ اب میں ذکر الٰہی سے معذور ہو جاؤنگا تو یہ دعا فرمائی - حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا کہ ایوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا نے مذکور نہیں کی یہانتک کہ انکو تین امور ظاہر ہوئے ایک یہ کہ انکے دو دوست صادق انکے آئے اور انھوں نے دیکھا کہ ایوب علیہ السلام میں سوائے دو آنکھوں کے کچھ باقی نہیں ہے اور مصیبت سخت ہولناک اور دردناک دیکھی تو کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی کچھ منزلت ہوتی تو ایسی بلا آپ کو نہ پہونچتی - دوم یہ کہ انکی بی بی رحمہا نے اس سے انکے واسطے طعام تلاش کیا اور نہ پایا آخر اپنے گیسو فروخت کر کے طعام لیا - سوم یہ کہ ابلیس نے انکی بی بی رحمہا کو وسوسہ دیا کہ میں اس شرط سے علاج کرتا ہوں کہ شفا ہونے پر کہیں کہ آپ نے مجھے اچھا کر دیا - بعض مورخین نے لکھا کہ ابلیس نے انکو وسوسہ دلایا کہ اس عورت نے زنا کیا ہے اور اپنے گیسو کاٹ ڈالنے میں اسکو خلعت بیچین ہوئے اور قسم کھائی کہ اچھا ہو جاؤں تو سو کوڑے مارونگا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اچھے ہونے کی دعا مانگی - مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت خطیب وغیرہ نے نقل کی اور یوں ہی چھوڑ دی اور میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ بغیر تحقیق کے اسکا چھوڑنا حلال نہ تھا اور مترجم کہتا ہے کہ یہ اسرائیلیوں میں سے بیہودہ لوگوں کی روایت ہے اور بالکل دروغ ہے اس جہت سے کہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ کسی پیغمبر کی جورو نا پاک ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ناپاکی کسی پیغمبر پاک کی زوجہ کے ساتھ نہیں روا فرمائی ہے بدلیل اسکے الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات اور یہ بھی ہے کہ آپ نے کوڑے مارنے کی قسم کھائی تھی تو اس نمود روایت کے موافق گویا اس وسوسہ کو قبول کر لیا تھا اور سزا اسکی طلاق ہے نہ کوڑے مارنا اور یہ روایت محض باطل و افترا ہے اور مفتری نے فقط سو کوڑے کے لگا دیئے اسکو زنا کی حد رجم کر کے یہ افترا باندھا ہے اور بعض نے کہا کہ قولہ انی مسنی الضر میں ضر سے مراد لوگوں کی طعن و تشنیع ہے یعنی مجھپر لوگ تشنیع کرتے ہیں اور مترجم کہتا ہے کہ میں نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ یہ دعا اسوقت کی کہ آنکے زخم سے کیڑا گر پڑا اسکو اٹھا کر جہاں سے گرا تھا وہیں

Marfat.com

رکھدیا اور کہا کہ ای میرے رب کی بلاء تو میرے جسم سے کھا اور اللہ تعالی مجھے تیری غذا کر دے آپنے تقدیر الٰہی [illegible]
سخت صدمہ ہوا کہ کبھی تمام کیڑون سے نہ ہوا تھا - مترجم کہتا ہی کہ یہ روایت اگرچہ محتمل ہو باین معنی کہ [illegible]
اور آخر اس سے گھبرا گئے جیسے یوسف علیہ السلام نے قید خانہ جانے کو پسند کیا اور آسکے بعد کرنے پر قید خانہ [illegible]
گئے اِسی جہت سے حدیث مین ہی کہ کوئی بلاء الٰہی کو طلب نہ کرے بلکہ عافیت مانگے ولیکن اگر خود بلاء الٰہی [illegible]
اللہ تعالی اُسوقت توفیق عطا فرماتا ہی اور حدیث مین ہی کہ ایک شخص نے صبر مانگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
اللہ تعالی سے بلاء مانگی یعنی صبر تو بلاء پر ہوتا ہی پس صبر مانگنا گویا بلاء مانگنا ہوا پس تو اللہ تعالی سے عافیت کی [illegible]
کہ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالی نے ایوب علیہ السلام کے حق مین فرمایا انا وجدناہ صابرا نعم العبد الآیہ یعنی ہمنے آسکو صابر پایا [illegible]
ہی اور یہان مذکور ہی کہ ایوب علیہ السلام نے کہا کہ انی مسنی الضر - اور دوسرے مقام پر ہی مسنی الشیطان بنصب وعذاب یعنی [illegible]
نے تکلیفون وعذاب کے ساتھ چھو لیا ہی تو یہ شکایت وگھبراہٹ ہی پھر صابر کیونکر ہوے - جواب دیا گیا کہ یہ شکایت نہین ہی بلکہ دعا [illegible]
کہ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا فاستجبنا لہ الخ یعنی ہمنے اُسکی دعاء قبول کی - اور رہا یہ کہ جزع وگھبراہٹ تو یہ بھی یہان نہین ہی [illegible]
ہی کہ اللہ تعالی سے چھوڑ کر خلق کی طرف شکوہ وشکایت کرے تو اِس صورت مین آسکو جو سکون جناب باری تعالی کی طرف [illegible]
کیونکہ اُسکی نظر مخلوق کی طرف ہو جائیگی اور یہ پریشانی اور خلاف جمعیت باطنی ہی اور رہا وہ شکوہ جو اللہ تعالی ہی کی طرف [illegible]
نہ جزع ہی اور نہ وہ ترک صبر ہی بلکہ جناب باری تعالی کی عظمت وکبریائی اور تمام قدرت وقوت کا اظہار ہی اور اپنی بندگی [illegible]
جیسے یعقوب علیہ السلام نے صبر جمیل کیا اور اللہ تعالی سے عرض معروض کی اور لوگون کو جواب دیدیا کہ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ [illegible]
اپنے غم واندوہ کا شکوہ اپنے رب ہی کی طرف لاتا ہون سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی کی قضا [illegible]
سے بھی کوئی حال اظہار کرے تو وہ شکوہ نہین اور نہ ترک صبر ہی اور نہ جزع وفزع ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض [illegible]
جبرئیل علیہ السلام عیادت کے واسطے حاضر آئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ مین آپ کو کِس حال مین پاتا ہون آپنے فرمایا [illegible]
مکروبا - مین اپنے آپ کو مغموم پاتا ہون مین اپنے کو کرب مین پاتا ہون - اور اسی مرض الموت کے شروع ہونے سے پہلے آپ [illegible]
عائشہ رضہ سے پوچھا کہ کیسی ہی آنھون نے کہا کہ وارأساہ یعنی سر مین بہت درد ہی وہ جان لیے جاتا ہی آپ [illegible]
کیا غم ہی اگر مر جاوے تو مین تیری تجہیز وتکفین کرون سلامتی سے تجھے دار آخرت پہونچا دون [illegible]
محبت کی وجہ سے کہا کہ گویا آپ میری موت چاہتے ہین اور مین مر گئی تو آپ کی خدمت مین دوسری [illegible]
مین مبتلا ہو جاؤنگی آپ نے فرمایا کہ ای عائشہ بل انا وارأساہ یعنی بلکہ مین اس حال مین ہون [illegible]
بالکل اچھے تھے مگر نور نبوت سے بیان فرما دیا کہ مین گویا مبتلاے مرض الموت ہون چنانچہ [illegible]
تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین - مترجم کہتا ہی کہ اہل الصدق واہل تقوی کے واسطے [illegible]
اظہار کرنے مین خطر نہین ظاہر ہوتا ولیکن عوام اِس امر پر جرأت نہ کرین کیونکہ [illegible]
یہ اُسکا فریب ہوگا تاکہ لوگون سے ظاہر کرکے ثواب [illegible]
سامنے اظہار سے کچھ فائدہ نہین ہی [illegible]

Marfat.com

وہی اخیر ہوا جو صحیح زعم و حسن مذکور ہوا اور ظاہر یہ ہی کہ یہ روایات اسرائیلی ہین انکی نسبت یہ چاہیے کہ جہانتک وہ شرع حق
سے مخالف نہوں روایت کیے جاوین مگر نہ انکی تصدیق کیجاوے اور نہ تکذیب کیجاوے - اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ قال ابن ابی حاتم
حدثنا ابی یعنی ابوحاتم الرازی حدثنا موسی بن اسمعیل حدثنا حماد حدثنا ابو عمران الجونی عن نوف البکالی الی آخرہ - نوف بکالی رح نے
کہا کہ ایوب علیہ السلام کے معاملہ مین جو شیطان چڑھکر جناب باری تعالی سے اجازت لاتا تھا اسکو مسوط کہتے تھے اور کہا کہ ایوب علیہ السلام
کی امت کے لوگ کہتے تھے کہ اللہ تعالی سے دعا کیجیے کہ وہ آپ کو شفا دیدیگا مگر ایوب علیہ السلام دعا نہین کیا کرتے تھے یہانتک کہ بنی اسرائیل
مین سے کچھ لوگ اسطرف سے گذرے اور بعض نے بعض سے کہنا شروع کیا کہ اس شخص کو جو بلا پہونچی ہے وہ کسی گناہ عظیم کے ارتکاب سے پہونچی
ہی پس حضرت ایوب علیہ السلام نے دعا کی کہ رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین - مترجم کہتا ہی کہ ابوحاتم سے اسکی اسناد جید ہی اور نوف
بکالی علماء یہود کے رشتہ دارون مین سے اچھے مسلمان ہو گئے تھے اور خود بھی عالم تھے - اور ابن ابی حاتم نے جید اسناد کے ساتھ عبد اللہ
بن عبید بن عمیر سے روایت کی کہ ایوب علیہ السلام کے دو بھائی تھے وہ دونون ایک روز آئے مگر سخت بدبو کے سبب سے انکو یہ طاقت
نہوئی کہ ایوب علیہ السلام سے قریب ہون اور دور سے کھڑے ہو کر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر اللہ تعالی کو ایوب سے بہتری معلوم ہو
تو وہ ایوب کو اس بلا مین مبتلا نہ کرتا ایوب علیہ السلام انکے اس قول سے گھبرا گئے ایسا کسی بات سے نہین گھبرائے تھے - مترجم کہتا ہی
کہ شاید اسوجہ سے زیادہ گھبرائے کہ ایوب علیہ السلام پر بہت کم آدمی ایمان لائے تھے اور جو دو چار تھے انمین سے یہ دونون زیادہ خاص
تھے مگر جب ابتلاے ظاہری سے جب ان دونون کا یہ خیال اور یہ کلام تھا جو کفر ہی تو اورون کا کیا حال ہوگا پس ایوب علیہ السلام اس سے
بہت گھبرا گئے اور دعا کی اور بالفعل انکے دل سے وسوسہ شیطانی دور کرنے کے لیے یہ جواب دیا کہ جو روایت مین مذکور ہی یعنی ایوب نے یہ
سنکر کہا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہی کہ مین کسی رات پیٹ بھر کھا کر نہین سویا ہون جبکہ مین نے کسی بھوکے کا ٹھکانا جان لیا ہو یعنی اگر مجھے کوئی بھوکا
معلوم ہو گیا تو مین نے یہ نہین کیا کہ اسکی خبر نہ لون اور خود پیٹ بھر کر کھا کر سو رہون تو تو آسمان سے میری تصدیق کر دے پس آسمان سے تصدیق
کی گئی اور وہ دونون شخص سنتے تھے پھر کہا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہی کہ میرے پاس کبھی دو قمیص نہ رہے اس حالت مین کہ مین نے کسی ننگے کا ٹھکانا
جان لیا ہو یعنی ضرور ایک اسکو دیدی اور ایک رکھ لی تو تو میری تصدیق فرما دے پس آسمان سے تصدیق کی گئی اور وہ دونون سنتے تھے پھر حضرت
ایوب سجدہ مین گر پڑے اور کہا کہ الٰہی قسم مجھے تیری عزت کی کہ مین اپنا سر نہین اٹھاؤنگا یہانتک کہ تو مجھ سے یہ بلا دور کر دے چنانچہ انھون نے
سر نہین اٹھایا یہانتک کہ بلا دور کر دی گئی - اور ابن ابی حاتم نے باسناد جید حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے پیغمبر ایوب پر اٹھارہ برس تک بلا رہی انکو نزدیک و دور کے رشتہ دارون نے چھوڑ دیا سواے انکے
دو بھائیون کے جو سب سے زیادہ انکے خالص دوست تھے انھون نے نہین چھوڑا اور برابر دونون وقت صبح و شام انکو دیکھنے آتے تھے جب
چند سال گذر گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ واللہ تو بھی جان گیا ہوگا کہ ایوب علیہ السلام نے کوئی ایسا گناہ کیا ہی کہ اہل عالم مین سے
کسی نے نہین کیا دوسرا بولا کہ یہ بات تو نے کیونکر کہی بولا کہ آج اٹھارہ برس ہو چکے کہ اللہ تعالی نے اسپر رحم نہین کیا کہ اسکی بلا دور فرماتا پھر
جب پیغمبر کو عیادت کے لیے آئے تو اس شخص کو صبر نہ ہوا اسنے ایوب علیہ السلام سے اسکو ذکر کر دیا حضرت ایوب علیہ السلام نے
فرمایا کہ مین نہین جانتا جو تم کہتے ہو سواے اسکے کہ اللہ تعالی خوب جانتا ہی کہ مین راہ مین ایسے دو شخصون پر گذرتا جو آپس مین جھگڑتے
اور اللہ تعالی کی قسم کھاتے تو مین واپس ہو کر دونون کی طرف سے کفارہ ادا کر دیتا اس کراہیت سے کہ اللہ تعالی کا نام سواے حق

نہ لین - اور فرمایا کہ ایوب علیہ السلام اپنی قضاے حاجت کے واسطے جاتے جب فارغ ہوتے تو انکی بی بی [illegible]
پہونچا دیتی - ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ بی بی رضہ نے انکو پیخانہ مین پہونچا دیا لیکن لانے مین آنکے دیر ہوگئی [illegible]
کو وہین وحی فرمائی کہ ارکض برجلک ہذا مغتسل بارد وشراب - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اس حدیث کا رفع غریب [illegible]
اسکو حضرت انس رضہ کا قول بیان کیا ہی اور شاید حضرت انس رضہ نے اسکو حضرت عبد اللہ بن سلام وغیرہ علماے [illegible]
سنا ہو اور اس روایت کے راوی نے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اور یہ راوی اگرچہ ثقہ ہی ولیکن [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا غریب ہی اور پہلے گذرا کہ جب یہ وحی آئی تو ایوب علیہ السلام نے اپنا پاؤن زمین پر مارا [illegible]
نظر آیا اسمین نہائے تو اللہ تعالی نے ظاہری جسم کی کل بیماری دور کردی پھر چالیس قدم پر دوسرا پاؤن مارا تو چشمہ صاف نظر آیا [illegible]
اندرونی سب علت جاتی رہی اور نہایت اچھے تندرست ہوگئے - اور ابن ابی حاتم نے علی بن زید راوی کے طریق سے ابن عباس [illegible]
یہ زیادت روایت کی کہ پھر اللہ تعالی نے ایوب علیہ السلام کو جنت کا ایک حلہ پہنایا اور ایوب اسکے بعد ایک طرف کو بیٹھ رہے پھر [illegible]
[illegible] سے آئین اور وہان ایوب علیہ السلام کو نہ پایا اور انکو نہین پہچانا - آخر انسے پوچھا کہ ای بندہ خدا یہ بیمار جو یہان تھا وہ کیا ہوا [illegible]
[illegible] یا بھیڑیا گھسیٹ لیگیا اور پریشانی کے ساتھ اس سے ایک ساعت باتین کین ایوب علیہ السلام نے کہا کہ ارے وہ مین ہی ہون [illegible]
[illegible] اور کہا کہ ای بندہ خدا تو مجھ غریب سے مسخرہ پن کرتا ہی آپ نے کہا کہ ارے نہین مین ہی ایوب ہون اللہ تعالی نے مجھے [illegible]
[illegible] سراج وغیرہ مین ہی کہ ایوب علیہ السلام کے مسکرانے سے پہچان گئین اور ایوب علیہ السلام کو گلے سے لگا لیا - ابن عباس رضہ نے کہا [illegible]
[illegible] قبضہ مین ابن عباس کی جان ہی کہ بی بی رضہ نے ایوب علیہ السلام کو گلے لگانے سے علیحدہ نہین کیا تھا کہ اللہ تعالی نے [illegible]
اولاد اور اموال واپس کردیے - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن عباس رضہ کا یہی قول ہی کہ اللہ تعالی نے ایوب علیہ السلام کے اہل [illegible]
کو آنکھون روبرو عیانا واپس دیدیا اور آنکے مثل آنکے ساتھ اور دیے اور وہب بن منبہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے وحی فرمائی کہ [illegible]
تجھے تیرے اہل واموال واپس دیے تو اس پانی سے نہالے کہ اسمین تیری شفا ہی اور اپنے اصحاب کی طرف سے قربانی کر [illegible]
کر کیونکہ انھون نے تیرے بارہ مین گستاخی کرکے میری نافرمانی کی ہی - رواہ ابن ابی حاتم - پھر اموال واولاد دونون کے بارہ مین [illegible]
اموال کا تذکرہ یہ ہی کہ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن ابی حاتم نے امام ابو زرعہ رازی کے طریق سے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی کہ [illegible]
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے ایوب علیہ السلام کو عافیت دی تو انپر سونے کی ٹیڑیان برسائین ایوب علیہ السلام [illegible]
سے پکڑ کر کپڑے مین بھرنا شروع کیا تو کہا گیا کہ ای ایوب کیا تو سیر نہین ہوتا تو عرض کیا کہ ای رب تیری رحمت [illegible]
کی اصل صحیح بخاری وصحیح مسلم مین ہی اور عنقریب دوسرے مقام پر آویگی - سراج وغیرہ مین مرفوع روایت انس رضی اللہ عنہ سے [illegible]
کے دو اندر تھے ایک اندر مین گیہون بھرا کرتے تھے اور دوسرے مین جو بھرا کرتے تھے پس اللہ تعالی نے دو ٹکڑے ابر [illegible]
اندر مین سونا برسا دیا اور دوسرے نے جو کے اندر مین چاندی برسائی کہ دونون بھر گئے - اقول یہ بار روایت [illegible]
وابن جریر وابو یعلی وابن حبان وحاکم وغیرہم نے انس رضہ سے مرفوع روایت کیا ہی وقال الحاکم صحیح الاسناد [illegible]
نے اس روایت کی نسبت کہا کہ غریب ہی - اور سراج مین ہی کہ بعض روایت مین ہی کہ اللہ تعالی نے [illegible]
کہا کہ اللہ تعالی تیرے صبر کی وجہ سے تجھپر سلام فرماتا ہی اور حکم دیتا [illegible] نکل اپنے خرمن کی [illegible]

Marfat.com

[illegible] روایات مین ہو کہ جب ایوب علیہ السلام نے غسل کیا تو اُنکے بدن سے تمام کیڑے نکل گئے اور گوشت صاف تازہ
[illegible] کیڑے گرے تھے اللہ تعالی نے اُنکے پر کردیے وہ اُڑے اور سونے کی ٹیریان ہوکر اُنھون نے خرمنگاہ کو بھر دیا اُنمین سے
ایک ٹیری اُڑ گئی تو ایوب علیہ السلام نے اُسکا پیچھا کیا اور پکڑ کر اندر مین ڈالدیا تو فرشتہ نے کہا کہ اے ایوب کیا آپ کو اسقدر کافی نہین ہو
جو آپ کے اندر مین ہو کہا کہ یہ میرے رب عزوجل کی برکات مین سے ہو اور مین اپنے رب کی برکات سے سیر نہین ہوسکتا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درمیان مین کہ ایوب علیہ السلام ننگے نہاتے تھے ایک جھنڈ ٹیری سونے کی اُنپر
گری تو آپ نے اُنکو اپنے کپڑے مین رولنا شروع کیا پس رب عزوجل نے ندا فرمائی کہ اے ایوب کیا مین نے تجھے اس چیز سے غنی نہین کردیا
جو تو دیکھتا ہو عرض کیا کہ کیون نہین اے رب تو نے مجھے بالکل اس سے غنی بے پروا کردیا ہو ولیکن مجھے تیری برکت سے بے پروائی نہین ہو
اقول یہ روایت صحیحین مین ہو اور معنی یہ ہین کہ مجھے ان سونے کی ٹیریون کی خواہش نہین ہو ولیکن اسکے اندر تیری برکت کا ظہور ہو تجھے
اس برکت کی حرص ہو کہ جسقدر زیادہ ملے کم ہو۔ بیان امر دوم یعنی اولاد کا۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ پہلے ابن عباس سے مذکور ہوچکا کہ اولاد
عیاناً واپس کردیے گئے تھے اور ایسا ہی عوفی نے بھی ابن عباس سے روایت کیا ہو اور اسی کے مثل حضرت عبد اللہ بن مسعود و مجاہد سے مروی
ہو اور یہی قول حسن بصری و قتادہ کا ہو۔ سراج مین لکھا کہ اسی پر اکثر مفسرین نے جزم کیا ہو۔ اور قولہ ومثلہم معہم۔ ان اولاد کے مثل جو دیے گئے
تو یہ کس طرح تھے پس سراج مین ہو کہ بعض نے کہا کہ جو اولاد واپس دی گئی تھی اُنکی اولاد پیدا ہوئی تو مثل سے مراد پوتے پوتیان ہین اور صحیح یہ
ہو کہ خود انھین کے صلب سے یہ اولاد اور دی گئی اور اُسی پاک بی بی رض سے جو اُنکی خدمت مین تھی۔ سراج مین لکھا کہ مثل اولاد کے اسی
بی بی سے جسکا نام رحمہ تھا اور اس بی بی کے شباب مین زیادتی کردی گئی اور یہی اکثر مفسرین کے کلام سے ظاہر ہو اور لکھا کہ ضحاک نے ابن عباس رض
سے روایت کی کہ اللہ تعالے نے ایوب علیہ السلام کی بی بی رض کا شباب پھیر دیا پھر اُنسے چھبیس لڑکے پیدا ہوے۔ امام ابن کثیر رح نے
کہا کہ زوجہ کا نام بعض نے کہا کہ رحمہ ہو ولیکن اگر سیاق آیت سے سمجھا جاوے تو بعید ہو اور اگر اہل کتاب سے صحیح روایت سے لیا ہو تو ایسے امور
مین شمار ہوگا کہ ہم نہ اُسکی تکذیب کرتے ہین اور نہ تصدیق کرتے ہین محتمل ہو کہ واللہ اعلم صحیح ہو اور ابن عساکر رح نے اپنی تاریخ مین اسکا نام
رحمہ بیان اور کہا کہ یون بھی کہا جاتا ہو کہ اسکا نام لیا بنت میشا بن یوسف بن یعقوب ہو اور کہا جاتا ہو کہ لیا بنت یعقوب ہو۔ مترجم کہتا ہو
کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ مین گذر چکا کہ یوسف علیہ السلام کے زلیخا سے دو لڑکے افرائیم و میشا اور ایک لڑکی رحمہ جو ایوب ع کی زوجہ
ہوئی پیدا ہوے تھے وعلی ہذا رحمہ بنت یوسف بن یعقوب ہوئین واللہ تعالے اعلم۔ اور حماد بن زید نے ابو عمران جونی کے واسطہ سے نوف بکالی رح
سے روایت کی کہ آتیناہ اہلہ ومثلہم معہم۔ یعنی آخرت مین ان اولاد کا ثواب دیے گئے اور اُنکے مثل دنیا مین دیے گئے۔ حماد بن زید نے کہا کہ
مین نے مطرف رح سے یہ بات بیان کی تو کہا کہ مین نے اُسکی وجہ کو آج سے پہلے نہ جانا تھا۔ ایسا ہی قتادہ و سدی و بہت علماے سلف سے مروی
ہو واللہ اعلم۔ مترجم کہتا ہو کہ نوف بکالی کا قول ظاہر قرآن سے موافق نہین ہو کیونکہ اگر آتیناہ اہلہ۔ سے مراد ثواب ہو تو مثلہم معہم مین بھی
یہی ثواب ہو اور اس صورت مین آخرت کا دوچند ثواب ہوگیا ولیکن نظم مین اختلال ہوگا۔ اور اگر مثلہم معہم کو علیحدہ کرتے ہو تو علاوہ اختلال
کے مثل اولاد کا ثواب عطا ہونے مین کچھ خصوصیت نہوئی کیونکہ عامہ مؤمنین اسمین مشارک ہین جیسا کہ احادیث صحیح سے بارہا بیان
ہوا راجح واللہ اعلم وہی ابن عباس و جمہور مفسرین کا قول ہو کہ دنیا مین عیاناً دیدیے گئے اور یہی ظاہر ہو اور اس سے تاویل
[illegible] نہین ہو اگر صرف استبعاد کی وجہ ہو یعنی بعید معلوم ہوتا ہو تو یہ محض جہالت از شان قدرت الٰہی ہوگی جیسے پلک مارنے مین

چشمہ پیدا ہوا اور پلک مارنے مین کیڑے وبیماری سب جاتی رہی اور ویسا ہی ... مین گوشت پوست ...
ہے کہ اولاد آگئی اور جو شخص آثار قدرت الٰہی یہان مشاہدہ کرتا ہے اسکے نزدیک تو یہ بعید کیا معنی کچھ نزدیک ... ... تعالیٰ
ایوب علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا وہ کسی گناہ کی وجہ سے نہ تھا اور جس نے ایسا گمان کیا وہ گمراہی مین ڈوبا ... ...
من عندنا و ذکری صریح ہے کہ ہم نے اُسکو اس بارہ مین پیشوائے صابرین بنا دیا تاکہ جن لوگون پر بلا و مصیبت آ... ...
کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکے خواری و ذلت کے واسطے اُنکے ساتھ ایسا کیا ہے کیونکہ پہلے اُنسے اپنے معصوم پیغمبر ایوب علیہ السلام ...
معزز و مکرم تھا اور تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مقدورات پر صبر کرنے مین ایوب علیہ السلام کے طریقہ پر مین ... جانین کہ ...
بالغہ و قدرت کاملہ سے جس بندے کو چاہتا ہے بلاء مین مبتلا کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے اُس سے آگے درجات بلند کرتا ہے اور ...
ناپایدار ہے۔ ف ـــــ اشارات عرائس مین ہے کہ قولہ تعالیٰ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔ جب ایوب علیہ السلام کا ...
وقت قریب ہوا تو اُنھون نے جانا کہ بلاء مین مبتلا کرنے والے کا دیدار اُسوقت منقطع ہو جائیگا جب بلاء منقطع ہوگی تو یہ دعا ...
جب بلاء مین مبتلا بندہ ایسے محل مین ہے کہ قہر قدم کو دیکھتا ہے اور تربیت اُسکی مشاہدہ حق بصفت جمال وجلال بدیدار قہر ہے تاکہ ...
کو قہر کے طریق سے پہچانے تو جب قہر کے لشکرون نے الطاف کے لشکرون سے شکست کھائی تو اسکو خوف ہوا کہ جو کچھ دیدار ...
تھا وہ جاتا رہیگا تو یہ دعا کی۔ اور اسوجہ سے کہ اُنھون نے صبر کا دعویٰ کیا تھا پس حق عزوجل نے اُنکو بلاء مین مبتلا کیا لیکن جب ...
ہوا تو اُسکے مقابلہ مین اپنے نفس کو عاجز پایا اور تضرع بدامن لطف لائے۔ اور واضح ہو کہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مقام عافیت تو حصہ عاشق ...
ہے اور بلاء کا مقام حظ معشوق از عاشق ہے تو جب عافیت کا وقت آیا تو عاشق سے حظ معشوق جاتا رہا لہٰذا دعا مین کہا کہ مسنی ...
کہتا ہے کہ یہ اشارہ دقیق ہے اور زیادہ اسمین توضیح کی گنجایش نہین ہے۔ اور دیگر آنکہ بلاء مقام فناء فی القدم ہے اور عافیت مقام بقاء ...
صادق اپنی فناء کو اپنی بقاء نفس پر اختیار کرتا ہے کیونکہ قدم کی تنزیہ و تقدیس اسی کی مقتضی ہے کہ غیر فناء ہو پس اس جہت ...
عزوجل مین تھے دعاء کی کہ مسنی الضر بسبب اسکے کہ میرا وجود تیرے وجود مین ہے کیونکہ وحدانیت مین غیرت کا حق ہے ...
نہ چاہے اور دیگر آنکہ روح حضرت ایوب علیہ السلام کا صدور مصدر انس سے تھا تو آپکی صورت معنی لطافت مین ...
ہوائے اُنس و مقام حسن وجمال مین سائر تھے پس جب اُنکو بلاء پہونچی تو بلاء کی سختی ... ... مین لذت انس سے ...
کی۔ اور واضح ہو کہ عارف صادق جب معرفت مین مرتبہ تحقیق پر ہوتا ہے تو اسکا شکوہ درحقیقت انبساط ہے ...
اور بلائے محبوب مین آہ کرنا درحقیقت فخر و مباہات ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ... ...
قولہ تعالیٰ انی مسنی الضر سے سوال کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور فرمایا کہ قسم اُسکی جسکے ... ...
نے کوئی شکایت اس فقیری و محتاجی کی نہین کی جو اُسپر نازل ہوئی ولیکن بلاء مین سات برس ... ...
سجدہ کیا کہ اُٹھکر نماز پڑھے مگر اُٹھا نہ گیا اور بیٹھ گیا اور دعا کی انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین ... حضرت ...
کہ کیڑون نے اسکا تمام بدن کھا لیا تھا صرف کھال کر ہڈیان رہ گئین تھین اور سوائے قلب و زبان کے کچھ ...
کا اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی متغیر نہین کرتا تھا اور نہ زبان اُسکی کبھی ثنائے الٰہی سے ... ...
وہی جاوے تو دو کیڑے ایک زبان کی طرف اور ایک دل کی طرف ... ...

Marfat.com

[illegible] تیری یاد کرسکتا تھا اور اب یہ دونون کیڑے ان دونون کی طرف متوجہ ہوگئے ہین الٰہی مین کیا اس سے باز [illegible] مسنی الضر وانت ارحم الراحمین — مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت معلوم نہین ہوئی ظاہرا شیخ رح نے متعدد روایات مذکورہ بالا [illegible] بعض مرجوع روایتون کو جمع کرکے توضیح کے ساتھ بیان کردیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور لکھا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب [illegible] مصفائے قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے تو اس سے بلا کی تلخی بھول جاتا ہے۔ شیخ جعفر رح نے فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے [illegible] بطریق مناجات کے تھا جسکے جواب و مقبولیت کی استدعا تھی تاکہ اس جواب سے سکون ہو اور بطور شکوہ و شکایت کے نہین تھا۔ [illegible] نے کہا کہ ایوب علیہ السلام اپنے رب عزوجل کے ساتھ بحالت وجد قائم تھے جب بلا منکشف ہوئی اور دور کی گئی تو اسکو ضرر خیال کرکے دعا کی۔ شیخ جنید رح نے کہا کہ کیڑون نے انکے تمام بدن کو کھالیا اور اسپر انھون نے صبر کیا ولیکن جب دل کی طرف میلان کیا تو انھون نے [illegible] کھائی اور دعا کی کیونکہ قلب مقام معرفت و موضع اسرار ہے اور یہی معدن توحید و مقام نبوت و ولایت ہے پس کہا کہ مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔ اسمین آداب نبوت کی رعایت رکھی ہے۔ اور بعض مشائخ مانند ابن خفیف کے کہا کہ ایوب علیہ السلام ردائے صبر سے مستور رہے جب بلا کا اظہار خلق پر ہوا اور صبر ظاہر ہوا تو دعا کی۔ شیخ ابو علی معازلی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حالت بلا مین ایوب علیہ السلام کو وحی کی کہ اے ایوب اس بلا کو تجھ سے پہلے ستر انبیاء نے اختیار کیا تھا ولیکن مین نے اسکو تیرے ہی واسطے مخصوص کیا اسی واسطے جب اس بلا کو دور کرنا چاہا تو ایوب علیہ السلام نے دعا کی کہ انی مسنی الضر۔ شیخ حسین رح نے کہا کہ حق عزوجل نے سر باطن ایوب پر تجلی فرمائی [illegible] کرامت اسپر منکشف فرمائے تو انھون نے بلا مین کچھ دکھ نہین پایا اور جب بلا کو دور کیا تو کہا کہ مسنی الضر کیونکہ ثواب بلاء بالکل جاتا رہا اور بلاء انکا وطن اور انپر نعمت ہوگئی تھی۔ بعض مشائخ نے کہا کہ ہر عضو کو بلا پہونچی سوائے زبان کے تو جسکو بلا پہونچی اسکو عافیت والے عضو پر فضیلت تھی تو ضرر اس عضو یعنی زبان کو ہوا جو خالی از بلا رہا لہذا مسنی الضر قلیل ضرر بیان کیا۔ اور یہ ندا و دعا تھی نہ آواز شکوہ۔ قولہ فاستجبنا له فكشفنا الآیۃ۔ اشارت اس آیت مین یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم مین تھا جو اسوقت ایوب علیہ السلام پر طاری ہوا خوف اس امر کا کہ مشاہدہ اور وصال جاتا رہے حالانکہ وہ اس بلا مین اپنے اسرار کے ساتھ قائم بحق تھے پس ایوب علیہ السلام کی دعا قبول کی اور اس ابتلا مین مکائد تھی ایوب علیہ السلام سے دور کردیے اور عبودیت پر غیرت ربوبیت سے عفو فرمادیا پس لباس عافیت پہنا کر ایوب علیہ السلام کو جمال و جلال کشف فرمادیا پس ضرر ندکور ہر طرح مرتفع ہوگیا اور صرف شہود جمال کی نعمت وصال رہگئی پس ایوب علیہ السلام کے نزدیک بلا و عافیت دونون ایک حال پر ہوگئین۔ بعض نے کہا کہ ایوب علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی [illegible] رضامندی کے دروازے ایوب کے واسطے مفتوح کردیے تاکہ اسکے بعد معارض نہو کسی طرح نہ بلا کے استکشاف کے واسطے اور نہ اسلیے ساتھ التذاذ کے واسطے کیونکہ یہ دونون [illegible] مین رجوع نفس و اسکی تربیت ہے۔ قولہ رحمة من عندنا الآیہ اسمین صابرین مرض محبت کے واسطے تسلی ہے اور عابدین کے واسطے نصیحت ہے کہ ایسی حالت مین حضرت ایوب علیہ السلام اپنے رب عزوجل کی عبادت پر قائم رہے اور اسکی یاد سے فتور نہین کیا۔ واسطی رح نے [illegible] نعمت [illegible] کے وقت اہل طاعت کے لیے اسمین نصیحت ہے کہ بندگان حق اسطرح راضی بقضائے الٰہی رہتے ہین اور [illegible] کرامت حاصل کرتے ہین اور دعا مین کوئی شکایت نہین کرتے بلکہ ادب سے اظہار حال کرتے ہین کوئی تصریح نہین کرتے ہین [illegible] اسمین یہ بھی اشارت ہے کہ بندہ صالح ہر حال مین اپنے نفس کو متہم رکھے کہ وہ اس قابل نہین ہے اور حق عزوجل تو تمام کمال صفات [illegible] اور دعا مین چاہیے کہ جس بات کی حاجت ہے اسکے واسطے جو اسم پاک ہے اس سے رب عزوجل

کو یاد کرے مثلا یہان رحمت کی امید تھی تو ارحم الراحمین سے یاد کیا اور اپنی ظاہری حالت کو دعا مین عرض کر [illegible]
مین ہون کیونکہ کیا معلوم کہ آدمی اپنے نفس کی برائی کی وجہ سے جس بلا کا مستحق ہو اُسکے مقابلہ مین یہ ایک ذرہ [illegible]
مین یہی کہا کہ مجھے بلا چھو گئی ہو بلکہ بلا بھی نہین کہا مرف الضر کہا۔ پھر یہ نہین کہا کہ مجھپر رحم کر کیونکہ آدمی اپنے نفس کو رحم [illegible]
ہو یا نہین ہو ولیکن اللہ تعالی جل شانہ کو یاد کیا کہ تو ارحم الراحمین ہو تو تیری ذات پاک سے امید ہو کہ اِس ناقابل پر رحم کرے [illegible]
مختار ہو کہ چاہے اُسکو قابل رحم کر دے پھر جس چیز کی ضرورت تھی یعنی رحم اُسی کے مناسب ارحم الراحمین نام پاک سے التجا [illegible]
اکرنے والے یعنی دعا کرنے والون کو نصیحت ہو کہ اسطرح دعا کرین اور دعا مغز عبادت ہو پس دعا کرنے والا عابد بلکہ [illegible]
چاہیے کہ اِس ادب کے ساتھ دعا کرے اور ایسے موقع پر مناسب نہین ہو کہ مثلا قہار یا شدید العذاب وغیرہ ذکر کرے کیونکہ [illegible]
منع ہو اور اِسکے مطلوب کے خلاف ہو کیونکہ وہ اِسوقت قہر یا عذاب نہین چاہتا ہو فافہم اور واضح ہو کہ یہان یہ وہم ہو کہ ایوب [illegible]
اِسقدر بلاء سخت کے باوجود اقرار اسکا کہ مجھے ضر چھو گیا ہو درست نہو گا بخوف اِسکے کہ کذب ہو تو جواب یہ ہو کہ ہر نفس کے واسطے میزان
ہو اور باعتبار نفس عدل کے اُسکی جہت فناء تک مزید نہین ہو کیونکہ خالق عزوجل کے احکام جہانتک اُسپر جاری ہون سب عدل [illegible]
فناء ہو جاوے اور جہت ترحم کے ساتھ تھوڑا سا ضر بھی عرض کرنے کے لائق ہو اِسی وجہ سے حدیث مین ہو کہ چراغ گل ہو جاوے تو انا [illegible]
وانا الیہ راجعون پڑھے اور کانٹا لگ جاوے تو مومن کے واسطے مصیبت وکفارہ گناہ ہو اور اِس جگہ سے معلوم ہوا کہ ہر نفس کے واسطے [illegible]
عدل ہو بلکہ نفس کے موازین ہین کما قال تعالی ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ۔ یعنی میزان کی جمع موازین فرمائی۔ اور یہ وہم ہو کہ [illegible]
تو یہ ہو کہ میزان ایک ہی ہو کیونکہ بموجب ظاہری ہر ایک میزان ہو اور یہان جو بیان ہوا یہ معانی ہین جنکی راہ سے ہر نفس کے واسطے موازین [illegible]
شیخ اکبر رحمہ اللہ نے کہا کہ میزان الٰہی اُسکا عدل ہو جو اُسکی وحدت کا سایہ اور اُسکی صفت لازمہ ہو اِسی پر قیام آسمان وزمین [illegible]
واجساد کا ہو اور اگر بفرض محال ایسا تصور کیا جاوے کہ وہ نہین ہو حالانکہ یہ تصور ہی سے باہر ہو کیونکہ حق کے ساتھ اِسکا تصور [illegible]
ہو جسکی کوئی صورت نہین ہو لیکن از قبیل تصورات محال اگر تصور ہو تو امر وجود کا استقرار ہی نہین ہو سکتا پس عدل حقیقت ہو اور [illegible]
عدل سے ہر موجود کو موافق اُسکی استعداد اور حال کے حصہ ہو پس ہر ایک کے واسطے ایک میزان ہو بلکہ ہر ایک کی اشیاء [illegible]
ومختلف ہر قسم کی استعدادات کی راہ سے ہر ایک کے واسطے میزانین ہو گئی ہین اور یہ موازین اُسی میزان مطلق کے گویا جزئیات [illegible]
وہی عدل مطلق واحد ہو جسمین کچھ تعدد نہین ہو جیسے مظاہر کے تعدد سے حقیقت واحدہ کا تعدد نہین ہوتا ہو اور یہ موازین ہر ایسے شخص کی
جو دنیا مین محجوب ہو قیامت صغری یعنی موت ہی کے وقت رکھے جاوینگے اور معنی رکھے جانے کے ظہور اِسکے [illegible]
اُسکے واسطے موت کے وقت ظاہر ہو جائیگا ہان جو شخص دنیا مین عارف یعنی مومن رہا ہو اُسکے واسطے [illegible] قیامت [illegible]
مترجم۔ جب یہ معلوم ہوا تو قلب گویا میزان کے بیچ مین کانٹا وزبان ہو اور ایک پلہ نفس ہو اور دوسرا پلہ [illegible] ہو اور نیکیان [illegible]
پلون مین ہین پس نفس کے پلہ مین برائیان ہین اور قلب پر اندازہ ہو اِسی جہت سے [illegible]
ہو سکتی ہو جیسی اُسکی نیت ہو۔ جب یہ بات معلوم ہوئی تو اہل عبادت اپنے اعمال کو خلوص [illegible]
پس معلوم ہوا کہ عابدین کے واسطے اِسمین نصیحت ہو کہ وے کس طرح اپنے رب عزوجل کی عبادت [illegible]
ہین والموفق ہو اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ پھر استنباط [illegible]

Marfat.com

[illegible] وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ۝ وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا

[illegible] اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب ہین سہارنے والے اور کرلیا ہمنے اُنکو اپنی مہر مین

إِنَّهُمْ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝

وہ ہین نیک بختون مین

[illegible] ذکر کر خیر الخلق افضل الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اِسْمٰعِیْلَ اسمٰعیل کو۔ مراد اس سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ
[illegible] بیٹے جو بطن ہاجر رضی اللہ عنہا سے تھے اور اللہ تعالی کے حکم سے ابراہیم علیہ السلام اُنکو مع اُنکی والدہ کے اس حالت
[illegible] بیتے تھے شام سے لاکر اس مقام پر قریب خانہ کعبہ کے جہان چاہ زمزم ہی بغیر آب ودانہ کے اُسوقت مین کہ وہان کچھ آبادی نہ تھی
[illegible] کچھ علامت نتھی سواے نشان کے تنہا چھوڑکر اللہ تعالی کے حکم پر راضی ہوکر منھ موڑکے شام کو واپس ہوے ۔ اسوقت
حضرت ہاجر نے اُنکا دامن پکڑا کہ تم اپنی راے سے مجھے یہان چھوڑتے ہو توکیونکر چھوڑتے ہو اور اگر بحکم الٰہی عزوجل چھوڑتے ہو تو جاؤ میرا
[illegible] عزوجل میرا پروردگار و نعم الوکیل ہی کہا کہ بحکم الٰہی چھوڑتا ہون ۔ بعد اسکے جب پانی ختم ہوا تو حضرت اسمٰعیل پیاس سے تڑپنے لگے اور
اُنکی [illegible] مضطرب ہوکر کبھی کوہ صفا پر چڑھکر نظر دوڑاتی تھین کہ کہین آدمی کا نشان نظر آوے یا پانی کا پتہ ملے پھر مایوس اُترکر اسمٰعیل کو بیقرا[illegible]
[illegible] پھر دوڑکر کوہ مروہ پر چڑھ جاتین کہ اُدھر کچھ نظر آوے پھر مایوس اُترکر اسمٰعیل کے پاس آکر اُنکی زندگی کی اطلاع لیجاتین اسی طرح سات
[illegible] آخری بار دیکھنے آئین تو پایا کہ جہان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے پاؤن رگڑے تھے قدرت الٰہی عزوجل سے ایک چشمہ ظاہر
ہوا [illegible] شیرین وخوشگوار چشمہ ہی اُسکو اُنھون نے اس خیال سے کہ پانی بہکر چلا نہ جاوے مثل حوض کے کردیا ۔ حدیث مین ہی کہ اللہ تعالی
رحم کرے [illegible] ایسا نہ کرتین تو ایک دریاے موج زن خوشگوار ہوجاتا ۔ مروی ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے اپنے بازو سے پانی نکال دیا ۔ پھر
اتفاق سے [illegible] جرہم کے لوگ اُدھر سے گذرے اور پرندون کو دور سے وہان منڈلاتا دیکھکر معلوم کیا کہ وہان شاید پانی ہی جب آئے تو اس
مقام [illegible] دیکھا اور پانی کی خوشگواری اور اس پیغمبر و اُسکی والدہ کی ہیبت وعظمت دیکھکر متحیر رہے اور درخواست کی کہ ہم بھی حضور کے
[illegible] مین سکونت اختیار کرین اگر اجازت ہو حضرت ہاجر نے اجازت دی اس شرط سے کہ پانی مین تمھاری ملکیت نہ ہوگی
اُنھون نے [illegible] منظور کرلیا ۔ پھر حضرت اسمٰعیل جوان ہوے اور ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنے فرزند ارجمند کے ساتھ خانہ کعبہ
[illegible] حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرنے کا خواب دیکھا اور خواب انبیاء علیہم السلام کا مثل وحی کے ہی تو اُنکی قربانی سے اطلاع دی اُنھون
[illegible] واسطے سر جھکایا اور یہ ایک امتحان عظیم تھا اور اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے اسمٰعیل کے فدیہ مین ایک مینڈھا اُس
[illegible] اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ کردیا اور قولہ فدیناہ بذبح عظیم ۔ سے قیامت تک قربانی کو قبول فرمایا اور اسکو ذبح عظیم
[illegible] انشاء اللہ تعالی اُسکی تفصیل آویگی ۔ بالجملہ یہان افضل المرسلین کو انھین اسمٰعیل کے ذکر کرنے کا ارشاد کیا جسکے واسطے آب زمزم
[illegible] اسکو طعام طعم وشفاء سقم بنا دیا اور جسکے واسطے ذبح عظیم سے فدیہ کردیا جو اپنی جان کی قربانی کرنے پر اللہ تعالے
[illegible] شیخ سیوطی وغیرہ نے ذکر کیا ہی کہ ایک سو تیس ١٣٠ برس زندہ رہے ۔ وَاِدْرِیْسَ اور ذکر کر دے ادریس کو
[illegible] شیث بیٹے آدم کے بیٹے ادریس حضرت آدم کے پوتے ہوے ۔ اور سورہ مریم مین قصہ گذرا اُنکو بعد موت کے زندہ
[illegible] اٹھا لیا گیا کہ نام اُنکا اخنوخ ہی ۔ یہ آدم علیہ السلام کی زندگی مین آدم کے انتقال سے سو برس پہلے پیدا ہوے تھے

Marfat.com

اور آدم علیہ السلام کے انتقال کے دوسو برس بعد پیغمبر ہوے اور بعد پیغمبری کے ایک سو پچاس برس [illegible]
برس کی ہوئی - اور اُنکے اور نوحؑ کے درمیان ایک ہزار برس کا فرق ہی اور نوح انہین کی اولاد سے ہین - اور [illegible]
وَذَا الْكِفْلِ اور ذکر کردے ذو الکفل کو - علمار نے اختلاف کیا کہ یہ پیغمبر ہین یا کوئی مرد صالح ہین - اگر پیغمبر ہین تو جن
اوپر گذر چکا ہی انہین مین سے کسی کا لقب ذو الکفل ہی یا کوئی جدید پیغمبر ہین - اور انہین سے ہر ایک قول کی طرف جانے والے [illegible]
ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ایک گروہ علمار کے نزدیک ذو الکفل ایک مرد صالح تھے کوئی پیغمبر نہ تھے بلکہ بادشاہ [illegible]
نے مجاہد رح سے روایت کی کہ ذو الکفل ایک مرد صالح تھے اُنھون نے اپنی قوم کے پیغمبر کی طرف سے یہ کفالت کی تھی [illegible]
پر قائم رکھیگا اور اُنمین انصاف وعدل سے حکم کریگا پھر ایسا ہی کیا تو ذو الکفل کے نام سے لقب ہوا - و ایسا ہی ابن ابی [illegible]
کی ہی - اور ابن جریر رح نے باسناد خود مجاہد رح سے روایت کی جب پیغمبر خدا الیسع علیہ السلام بوڑھے ہوے [illegible]
کسی کو لوگون پر خلیفہ کر دیتا تو اچھا تھا مین دیکھ لیتا کہ وہ لوگون کے ساتھ کیونکر عملدرآمد کرتا ہی پس لوگون کو جمع کیا اور [illegible]
تین باتین قبول کرتا ہی اُسکو مین لوگون پر اپنا خلیفہ کر دون ایک یہ کہ دن کو روزہ رکھا کرے دوم رات کو شب بیداری [illegible]
سوم وہ غصہ نہو جاوے - پھر ایک شخص کھڑا ہو گیا جو لوگون کی نگاہون مین حقیر تھا اور کہا کہ مین قبول کرتا ہون آپ [illegible]
روزہ رکھا کریگا اور رات مین قیام کرتا رہیگا اور غضبناک نہوگا - اُسنے کہا کہ ہان - آپ نے کچھ سوچ کر اُس روز لوگون کو [illegible]
کہتا ہی کہ شاید اللہ تعالی کی طرف سے وحی کا انتظار اِس بارہ مین کیا ہو واللہ اعلم - پھر دوسرے روز لوگون سے [illegible]
خاموش رہے لیکن وہی شخص جس نے اول روز قیام کیا تھا کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مین قبول کرتا ہون پس آپ نے اُسکو لوگون پر خلیفہ کر دیا
پھر ابلیس نے اپنے شیاطین سے کہا کہ تو تم فلان شخص کو جانے نہ پاوے پس شیاطین اُسکے درپے ہوے مگر اُسنے شیاطین کو [illegible]
ہرا دیا تب شیطان نے کہا کہ خیر تم مجھے و اُسکو چھوڑ دو مین اُسکو سمجھ لونگا پس ذو الکفل کے پاس ایک بوڑھے فقیر کی [illegible]
آیا کہ جب وہ دوپہر کو قیلولہ کے واسطے لیٹے تھے اور رات و دن مین سواے اِس نیند کے اور نہین سوتے تھے پس [illegible]
کہ یہ کون ہی بولا کہ ایک بوڑھا مظلوم فقیر ہی - آپ نے اُٹھکر دروازہ کھول دیا - اِس بوڑھے ملعون نے اپنا قصہ [illegible]
قوم سے جھگڑا ہی اُنھون نے مجھپر ظلم کیا اور میرے ساتھ وہ کیا اور یہ کیا اور یون کیا غرضکہ اُسنے باتون مین طول [illegible]
کا وقت گذر گیا - آپ نے کہا کہ جب مین تیسرے پہر کو دربار مین بیٹھون تو میرے پاس آنا مین تیرا حق [illegible]
دربار مین بیٹھے اور انتظار کرنے لگے کہ وہ بڈھا آتا ہی مگر اُسکا نشان نہ دیکھا پھر اُسکا نشان دیکھنے [illegible]
ذو الکفل علیہ السلام بیٹھکر لوگون مین فیصلہ کرنے لگے اور اُس بوڑھے کا انتظار کرنے لگے مگر اُسکو نہ [illegible]
تو وہ بڈھا ملعون آیا اور دروازہ بجایا آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہی - بولا کہ بوڑھا مظلوم ہی آپ نے [illegible]
تو تجھ سے کہا تھا کہ جب مین دربار مین بیٹھون تو اُسوقت تو آنا کہنے لگا کہ وہ قوم میری [illegible]
کو بیٹھے ہین تو کہنے لگے کہ ہم تجھے تیرا حق دینگے پھر جب آپ اُٹھ گئے تو منکر ہو گئے آپ نے فرمایا [illegible]
مین بیٹھون تو اُسوقت آنا - وہ چلا گیا لیکن آج بھی قیلولہ کا وقت گذر دیا تب [illegible]
بیٹھے رہے مگر وہ نہین آیا اور نہ اُسکا نشان معلوم ہوا پھر تیسرے [illegible] روز آپ نے [illegible]

[illegible] کہا کہ آج اِس دروازہ پاس کسی کو نہ آنے دینا کہ مین ایک ذرا نیند لے لون کیونکہ مجھپر نیند کی سختی بہت ہی پھر جب وہی
[illegible] ہوا تو بوڑھا مردود پھر آیا تو اِس آدمی نے کہا کہ ارے بوڑھے دروازے سے الگ الگ۔ بوڑھا کہنے لگا کہ مین کل آیا تھا
[illegible] اپنا حال بادشاہ سے بیان کر چکا ہون۔ اُسنے کہا کہ واللہ نہین نہین بادشاہ نے حکم دیا ہی کہ کسی کو دروازہ کے پاس مت آنے دو
[illegible] نہین ہوا تو نظر کے سامنے سے چلا گیا اور پھر شیطانی صورت مین ہو کر اُسنے مکان مین ایک موکھلا دیکھا اور اُسمین سے ہو کر
[illegible] کی طرف سے دروازہ کھٹکایا۔ اِس آواز سے بادشاہ پھر جاگ اُٹھا اور اپنے آدمی سے پوچھا کہ ای فلانے مین نے تجھے حکم نہین دیا
[illegible] کوئی دروازہ پاس نہ آنے پاوے اُسنے کہا کہ واللہ میری جانب سے تو کوئی شخص دروازہ کے پاس نہین آیا ہی تو دیکھنا چاہیے کہ کہان
[illegible] آدمی آپ کے پاس پہنچا۔ بادشاہ اُٹھکر دروازہ پاس آیا تو اُسکو بند پایا جیسا بند کر دیا تھا (یعنی بسم اللہ پڑھکر) اور آدمی تو وہ آپ کے
پاس اِس مکان مین ساتھ موجود ہی۔ تب پہچان لیا اور کہا کہ ہان تو مردود ابلیس ہی بولا کہ ہان یہی ہی تو نے مجھے ہر ایک تدبیر مین تھکا دیا سو مین نے
[illegible] تدبیر کی تا کہ تجھے غصہ آجاوے۔ یہ وہی شخص بادشاہ ہی اللہ تعالیٰ نے ذوالکفل اُسکا نام لیا کیونکہ وہ جس کام کا تکفل ہوا تھا اُسکو اُسنے
[illegible] کیا۔ ذکرہ [illegible] ابن ابی حاتم عنہ بمثلہ۔ اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ بنو اسرائیل مین ایک حاکم نے اپنے
[illegible] کے وقت کہا کہ کون میرا قائم مقام ہوگا اِس شرط سے کہ وہ غصہ نہو ایک نے جواب دیا کہ مین ہونگا اِسکا نام ذوالکفل ہوا اور وہ
[illegible] رات نماز پڑھتا تھا اور صبح کو روزے سے ہوتا اور لوگون کے درمیان خصومات کا فیصلہ کیا کرتا اور دن مین ایک ساعت قیلولہ
کرتا تھا پھر شیطان اِسکے سونے کے وقت آیا تو حاکم کے لوگون نے کہا کہ تیرا کیا حال ہی اُسنے کہا کہ مین ایک بیچارہ مسکین ہون میرا ایک
شخص پر حق آتا ہی وہ زبردستی سے مجھے نہین دیتا ہی لوگون نے کہا کہ اچھا بیٹھا رہ یہان تک کہ بادشاہ جاگے اور بادشاہ خوب گہری نیند
مین سوتا تھا [illegible] بوڑھے نے عمداً چلانا شروع کیا تا کہ بادشاہ جاگ جاوے آخر بادشاہ جاگ گیا اور پوچھا کہ کون ہی اُسنے کہا کہ مین ایک
مسکین ہون میرا ایک شخص پر حق آتا ہی وہ نہین دیتا ہی۔ فرمایا کہ اُس سے جا کر کہہ وہ دیدیگا۔ بولا کہ وہ انکار کرتا ہی فرمایا کہ تو جا تو۔ اُس روز
[illegible] دوسرے روز پھر اُسیوقت آیا اور سونے نہ دیا اور کہا کہ مین اُسکے پاس گیا تھا مگر اُسنے آپ کی بات سر اُٹھا کر بھی نہ سنی۔ آپ نے
[illegible] پھر کہ وہ تجھے دیدیگا۔ وہ چلا گیا اور تیسرے روز پھر اُسی وقت آیا جب بادشاہ قیلولہ مین تھا۔ لوگون نے کہا کہ نکل مردود
[illegible] تعالیٰ تیرا بھلا کرے تو ہر روز بادشاہ کی نیند کے وقت آتا ہی اُسکو سونے نہین دیتا ہی [illegible] اِس بڈھے مردود نے چلانا شروع
[illegible] دور کرنا اِسی وجہ سے ہی کہ مین ایک غریب مسکین ہون کاش مین تونگر ہوتا۔ بادشاہ نے پھر سُن لیا اور پوچھا کہ تیرا کیا
[illegible] اُسکے پاس گیا تھا اُسنے مجھے مار کر نکلوا دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ چل مین تیرے ساتھ چلتا ہون اور بادشاہ اِسکا ہاتھ پکڑ کر
[illegible] ہاتھ پکڑ کر ساتھ چلتا ہی تو اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگا۔ امام ابن کثیر رح نے کہا کہ اِسی قصہ کے مانند عبد اللہ بن الحارث
[illegible] سلف سے مروی ہی۔ اور ابن ابی حاتم نے باسناد خود حضرت ابو موسیٰ اشعری رض سے روایت کی کہ وہ منبر
[illegible] ذوالکفل نبی نہیں تھا ولیکن بنو اسرائیل مین سے ایک مرد صالح تھا جو ہر روز سو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا تو اُسکی موت کے بعد
[illegible] کیا ہر روز [illegible] سو رکعت نماز پڑھنی شروع کین تو اِس جہت سے اُنکا نام ذوالکفل ہوا۔ وقد رواہ ابن جریر
[illegible] لکھا کہ امام [illegible] نے ایک حدیث غریب روایت کی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مین نے رسول اللہ
[illegible] سے ایک حدیث سُنی ہی جو نے اُسکو فقط ایک یا دو حتیٰ کہ سات مرتبہ تک نہین سنا بلکہ مین نے تو اِسکو اِس سے زیادہ

Marfat.com

مرتبہ سنا ہی کہ آپ نے فرمایا کہ بنواسرائیل مین سے کفل ایک مرد تھا جو کسی گناہ کرنے سے پرہیز نہین کرتا تھا [illegible]
اسکو سات اشرفیان اس شرط سے دین کہ آسکے ساتھ وطی کریگا پھر جب اس عورت کے ساتھ [illegible]
ہی تو وہ عورت کانپی اور رونے لگی تو کفل نے اُس سے پوچھا کہ تو کیون روتی ہی کیا مین نے تجھے زبردستی [illegible]
کہ جو مین نے آجتک کبھی نہین کیا اور آج مجھے اس کام پر میری محتاجی نے آمادہ کیا ہی کفل بولا کیا تو آج [illegible]
اسکے اوپر سے اتر آیا اور کہا کہ تو یہ اشرفیان لیکر جا اور واللہ آج سے اب کبھی کفل اپنے اللہ کی نافرمانی نہین [illegible]
انتقال ہو گیا اور صبح کو لوگون نے کفل کے دروازہ پر لکھا پایا کہ اللہ تعالیٰ نے کفل کو بخشدیا۔ مترجم کہتا ہی [illegible]
ہی اور اس حدیث کو بیہقی اور طبرانی و ابن حبان و ترمذی نے بھی روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن [illegible]
نام ذوالکفل مذکور ہی اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے مسند احمد کی روایت کے بعد کہا کہ اسی طرح ابن [illegible]
صحاح ستہ والون مین سے کسی نے اس حدیث کو اخراج نہین کیا اور اسکی اسناد غریب ہی اور بہر تقدیر اگر حدیث [illegible]
نہین ہی تو شاید یہ کوئی دوسرا شخص ہی واللہ اعلم۔ مترجم کہتا ہی کہ اگر نام ذوالکفل بھی ہو تو بھی یہی اقرب [illegible]
تو انبیاء کے نام پر نام رکھا کرتے تھے جیسے اس زمانہ مین بہت ہین اور سیاق بھی اسی کو مقتضی ہی اسلئے کہ اللہ [illegible]
ذوالکفل کو شمار کیا ہی اور اس روایت مین سوائے اس عورت سے نفس کو روکنے کے کوئی امر صبر کی [illegible]
کہ باقی عمر مین وہ کسی گناہ و شہوت سے پرہیز نہین کرتا تھا واللہ تعالیٰ اعلم اور بعض تفاسیر مین ہی کہ بہت [illegible]
پیغمبر نہین تھے بلکہ مرد صالح تھے اور یہی قول ابوموسیٰ اشعری و مجاہد وغیرہ سے مروی ہوا ہی ولیکن مترجم [illegible]
ہی تو قرآن کے سیاق کو تاویل کرکے لوگون کے بیان سے موافق کرنا خلاف ہی بلکہ لوگون کے بیان کی تاویل [illegible]
کرنا چاہیے اگر ہو سکے ورنہ لوگون کے اقوال ترک کرنا چاہیے اور ابوموسیٰ اشعری و مجاہد وغیرہ کے اقوال [illegible]
کہ ابتدائے حال مین ذوالکفل کو جو منصب لوگون مین دیا گیا تھا وہ نبوت نہ تھی پھر آخر مین اللہ تعالیٰ [illegible]
جو مین نے بیان کی سراج مین اسطرح مذکور ہی کہ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تابعی جو ابن عباس [illegible]
اسواسطے نام ہوا کہ بنواسرائیل کے پیغمبرون مین سے ایک پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ مین چاہتا [illegible]
بنواسرائیل مین سے کسی کو اپنے کام کا متکفل کردے پس جو شخص تجھ سے اس امر کا متکفل ہو [illegible]
رکھا کریگا درمیان مین فتور نہین کریگا یعنی چھوڑ نہ دیگا اور لوگون کے درمیان فیصلہ کریگا [illegible]
پس انھون نے بنواسرائیل پر پیش کیا تو ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہا کہ مین آپ کے [illegible]
اس عہد کو پورا کیا پس اللہ تعالیٰ نے اسکو مشکور کیا اور اسکو پیغمبر کردیا۔ مترجم کہتا ہی [illegible]
مین تھی مگر چالیس برس کی عمر سے پہلے انھون نے اسطرح ایک پیغمبر کے عہد پر کام [illegible]
سے ہو گئی۔ پس یہ روایت جامع ہی کہ جو اقوال ذوالکفل کی عدم نبوت کے [illegible]
مین جو انکو لوگون پر شریعت کی حکومت ملی تھی وہ بطور نبوت نہ تھی بلکہ مرد صالح [illegible]
ہوئے تھے ولیکن یہ قائم مقامی بطور نبوت نہ تھی پھر اللہ تعالیٰ نے انکو نبی کردیا

[illegible] ابن کثیر رح نے کہا کہ ظاہر سیاق قرآن بھی اسی کی دلیل ہے کہ اسمٰعیل و ادریس وغیرہ انبیاؤں کے سلسلہ میں اسیوجہ
[illegible] سے نبی تھے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ صورہ بھی ملقب بسورۃ الانبیاء ہے اور مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک ذوالکفل کی نبوت سے
[illegible] نہیں ہو سکتا جسے کہ یہاں دو دلیلیں موجود ہیں ایک تو ظاہر سیاق قرآن اور وہ ثبت ہے کہ ذوالکفل پیغمبر تھے اور دوسری
[illegible] وغیرہ کے آثار ہیں اور وہ اگر صحیح ہوں تو اُنسے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ نبی نہیں تھے ولیکن جو بات کہ سیاق قرآن کی دلیل سے
[illegible] آثار سے رد نہیں ہو سکتی ہے اور نہ دوسری دلیل سے مدلول قرآنی کا تغیر جائز ہے لہذا میرے نزدیک یہ امر بالکل خطا ہے
[illegible] ایسے انکار کیا جاوے بلکہ خوف کفر کا ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا کہ شیخ ابن جریر رح نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور
[illegible] توقف کے یہ ہیں کہ متعارض دو دلیلوں سے کسی جانب ترجیح نہیں ہو سکتی تو توقف کیا کہ جب تک کسی جانب ترجیح ظاہر ہو تب تک
[illegible] نبی تھے اور نہیں کہ سکتے کہ نبی نہیں تھے اور مترجم کہتا ہے کہ مجھے اسمیں بھی تامل ہے کیونکہ ظاہر قرآن تو دلیل ہے اور اسکا ترک تا دلیل
[illegible] واجب ہوگا کہ اُسکی برابری کے لائق کوئی دلیل ہو اور بیان کر چکا کہ یہ آثار لائق معارضہ نہیں ہیں اور حدیث ابن عمر رض غریب
[illegible] علاوہ اسکے ان آثار کے معارض دوسرے آثار موجود ہیں جنمیں یہ بیان ہے کہ ذوالکفل لقب ہے فلان پیغمبر کا۔ چنانچہ خطیب وغیرہ
[illegible] ابن عباس رض نے کہا کہ ذوالکفل وہ الیاس پیغمبر ہیں اور بعض نے کہا کہ یہ لقب یوشع بن نون کا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ لقب زکریا
[illegible] علیہ السلام۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ آثار معارض ہیں آثار سابقہ کے اور مؤید ہیں اس امر کے کہ جو ظاہر سیاق قرآن سے ثابت ہے یعنی یہ پیغمبر
[illegible] ظاہر قرآن بیان چھوڑنا نہیں جائز ہے اور اسیقدر رجان لینا چاہیے کہ ذوالکفل علیہ السلام بظاہر سیاق قرآنی پیغمبر ہیں
[illegible] نبوت نہیں ہے اور میں نے بیضاوی رح کو دیکھا کہ انھوں نے جزم کیا ہے کہ ذوالکفل وہ الیاس علیہ السلام ہیں اور لکھا کہ
[illegible] واسطے ہوا اُنکو کفل یعنی حصہ ہے اللہ تعالی کی رحمت سے یا کفالت اپنی امت کی کرتے تھے یا اُنکے لیے اپنے زمانہ کے انبیاء
[illegible] ثواب تھا۔ کیونکہ کفل بمعنی حصہ و کفالت و دو چند آتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس تائید کے ساتھ میں بھی جزم کرتا ہوں کہ وہ پیغمبر
[illegible] رح نے اسی کو ترجیح دی بلکہ نبوت کی گویا تصریح کر دی چنانچہ کہا کہ۔ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ہر واحد
[illegible] صابرین سے تھا۔ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا اور ہم نے اُنکو داخل کیا اپنی رحمت میں یعنی نبوت میں
[illegible] اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ یہ لوگ صلاح میں کامل تھے۔ رازی وخطیب وغیرہ نے کہا یعنی یہ لوگ
[illegible] تو اسی کے موافق عمل کیا پس صلاحیت میں کامل ہوے اور کامل صالح انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں کیونکہ کدورت فساد
سے انکی صلاحیت معصوم و محفوظ ہوتی ہے۔ قصہ ششم۔

[illegible] ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
[illegible] غصے سے لڑکر پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے پھر پکارا اُن اندھیریوں میں کہ کوئی حاکم نہیں
[illegible] مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ
[illegible] گنہگاروں سے پھر سن لی ہم نے اُسکی پکار اور بچا دیا اس گھٹنے سے اور یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو

[illegible] کو۔ نون مچھلی اور ذوالنون صاحب مچھلی کا۔ چونکہ اُنکو مچھلی نگل گئی تھی اس جہت سے
[illegible] صحیح میں ہے کہ کسی کو لائق نہیں کہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ اس حدیث سے

Marfat.com

ظاہر ہوا کہ متی کے بیٹے تھے - متی بروزن حتّٰی - اختلاف ہے کہ یہ انکے باپ کا نام ہے یا ماں کا نام ہے - ابن الاثیر [illegible]
ام ہے اور حدیث کے بعض راویوں نے بھی یہی تفسیر کی ہے اور محدث فیروزآبادی صاحب قاموس نے لکھا کہ [illegible]
نے کہا کہ یہی صحیح ہے - بالجملہ فرمایا کہ صاحب الحوت کا ذکر کر - **اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا** جبکہ وہ چلا گیا [illegible]
باب مفاعلت سے دونوں طرف سے غضبناک ہونا و لیکن یہاں ایک طرف سے ہے جیسے معاقبت و مجاوزت وغیرہ [illegible]
بمعنی مراغم ہے یعنی خوار کرنے والا - اور بعض نے کہا کہ یہ ماخوذ از غضب بمعنی انف ہے یعنی بے آبروئی سمجھکر ناخوش ہونا [illegible]
یہ قصہ یہاں اور سورہ صافات اور سورہ ن - میں مذکور ہے اور یونس بن متی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شہر نینوی کے لوگوں [illegible]
وہ موصل کے شہروں میں سے ایک شہر ہے پس یونس علیہ السلام نے انکو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کی اور سمجھایا مگر انھوں نے [illegible]
اپنے کفر پر اڑے رہے اور اسلام لانے سے سرکشی کی پس یونس علیہ السلام انکے درمیان سے مغاضب ہو کر نکل گئے یعنی غصہ میں [illegible]
یا انکو خوار کرنے کو انکے درمیان سے چلے گئے اور انکو وعدہ دیا کہ تین روز کے بعد تم پر عذاب آویگا - جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ [illegible]
ہے اور جان گئے کہ پیغمبر جھوٹ نہیں بولتا ہے تو یہ لوگ جنگل کی طرف گئے اور یونس علیہ السلام کو نہ پایا تو بہت گھبرائے اور اپنے عیال [illegible]
و مواشی کو باہر جنگل میں لائے اور ماؤں و اولاد کے درمیان جدائی کردی پھر اللہ تعالیٰ کی طرف الحاح و تضرع کرنے لگے اور اسی [illegible]
سے پناہ مانگی اور اپنی حرکت پر نہایت نادم ہوئے اور عورتیں الگ روتی تھیں و انکے بچے علیحدہ تڑپتے و روتے تھے اور اسی طرح [illegible]
الگ اور بچے الگ اور گائیں و گوسالہ اور بکریاں و بچے علیحدہ علیحدہ چلاتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے رحم فرما کر انسے عذاب دور کر دیا [illegible]
کما قال تعالیٰ فلولا کانت قریۃ اٰمنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما اٰمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا و متعناھم الی حین -
مترجم کہتا ہے کہ بعض نے کہا کہ اسوقت میں یونس علیہ السلام غضبناک ہو کر نہیں نکلے تھے بلکہ یوں ہی چلے گئے تھے - سراج وغیرہ میں [illegible]
بعد تین روز کے وہاں آئے تو دیکھا کہ عذاب ان لوگوں سے دور کر دیا گیا ہے اور یہ نہیں جانا کہ کس سبب سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے [illegible]
کھائی کہ قوم والے انکو جھوٹا جانیں کہ انکے وعدہ میں خلاف ہوا اور مکروہ جانا کہ ایسے قوم کے درمیان میں رہے جنھوں نے [illegible]
خلاف وعدہ کا تجربہ کیا پس یہ غصہ انکو بوجہ شرم و عار کے تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم رفع عذاب کو مکروہ جاننے سے نہیں تھا [illegible]
میں ہے کہ انکی قوم کی یہ عادت تھی کہ جس پر وہ کذب کا تجربہ کرتے تھے تو اسکو قتل کر ڈالتے تھے اور جب موافق وعدہ کے [illegible]
آیا تو ڈرے کہ قوم والے انکو قتل کرینگے اس جہت سے غصہ ہو گئے - مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت ٹھیک نہیں [illegible]
کہا کہ مغاضبت یہاں مفاعلت از یک جانب ہے جیسے منافرت وغیرہ - اور سراج وغیرہ میں ہے کہ مغاضبا کے معنی میں اختلاف [illegible]
کہا کہ مغاضبا لقومہ - یعنی قوم کی جہت سے غصہ میں ہو کر نکلے تھے اور مترجم نے اوپر ذکر کیا [illegible]
انکے پھر انکے نکلنے کے بعد وہ لوگ بہت نادم ہو کر جنگل میں تضرع و زاری میں مشغول ہوئے جیسا کہ مذکور ہوا - اور سراج [illegible]
وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے - اور بعض نے کہا کہ قوم و بادشاہ سب سے غصہ ہو کر نکل گئے [illegible]
روایت ہے کہ یونس علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل میں سے تھی جو بارہ اسباط کہلاتے تھے اور [illegible]
کسی بادشاہ نے حملہ کیا اور انمیں سے نو اسباط اور دسویں کے نصف لوگ قید کر لیے [illegible]
تھے اسوقت اللہ تعالیٰ نے شعیب پیغمبر علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس قوم کے بادشاہ [illegible]

...اللہ ان قوم کے دل مین رعب ڈالدونگا کہ وے بنی اسرائیل کو اُسکے ساتھ بھیجدینگے بادشاہ نے شعیب علیہ السلام
سے ... کی راے مین کس پیغمبر علیہ السلام سے مین اس کام کے واسطے عرض کردن اور اسکی مملکت مین پانچ پیغمبر تھے تو شعیب ع
نے فرمایا کہ یونس علیہ السلام کو بھیجدے وہ قوی امین ہین پس بادشاہ نے یونس علیہ السلام کو بلاکر اُنسے عرض کیا تو یونس علیہ السلام
نے کہا کیا تجھے اللہ تعالیٰ نے میرے نکالنے کا حکم دیا ہی کہا کہ جی نہین - تو کہا کہ کیا اس کام مین میرا نام لیا ہی کہا کہ جی نہین تو کہا کہ یہان
اور انبیا بھی موجود ہین وہ مجھ سے زیادہ قوی ہین انہین سے کسی کو بھیجدے بادشاہ وقوم نے اُنسے الحاح کیا کہ آپ ہی تشریف لیجا دین
پس ... ہوکر اُنکے درمیان سے نکل گئے اور بحر روم پر پہونچے اور کشتی پر سوار ہوے - مترجم کہتا ہی کہ یہ روایت واللہ اعلم کس حالت پر
ہی اسواسطے کہ مشہور یہ ہی کہ یونس علیہ السلام نینوی والون پر جو شام کے علاقہ مین ہی بھیجے گئے تھے اور شاید ایسا ہو کہ اہل نینوی پر
اسوقت بھیجے گئے ہون جب مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے ہین ولیکن تحقیق اسکے خلاف ہی اور مذکور ہی کہ سعید بن جبیر نے ابن عباس رض
سے روایت کی کہ یونس علیہ السلام کی رسالت اُسوقت ہوئی جب وے بطن الحوت سے نکالے گئے بدلیل قولہ فی سورۃ الصافات
فنبذناہ بالعراء - اور اسکے بعد فرمایا وارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون - اور خازن رح نے کہا کہ یہی صحیح ہی - اور دیگر علمار نے کہا کہ نہین
بلکہ رسالت اس سے پہلے تھی بدلیل قولہ تعالیٰ وان یونس لمن المرسلین اذ ابق الی الفلک المشحون فساہم فکان من المدحضین فالتقمہ
الحوت الآیہ - یعنی یونس مرسلین سے ہی جب وہ بھاگ کر گیا ایک بھری کشتی پر سو وہان قرعہ ڈالا تو وہی قرعہ مین نکلا سو نگل گئی اُسکو مچھلی
الی آخر الآیات - بعض نے لکھا کہ یونس کو یہ غصہ اپنے رب عزوجل کی جہت سے تھا اور یہی حسن بصری و شعبی و سعید بن جبیر سے مروی
ہی اور یہی ابن مسعود رض کا قول نقل کیا جاتا ہی اور اسی کو ابن جریر و قتیبی نے اختیار کیا ہی - اور آگے کا کلام اسی کا شاہد ہی ولیکن اسکے
کیا معنی ہین اسواسطے کہ جناب باری جل شانہ کی جہت سے غصہ مین ہونا عوام بندون کے لائق نہین ہی اور یونس علیہ السلام تو نبی تھے
نحاس رح نے کہا کہ جو شخص زبان سے واقف نہین وہ بسا اوقات اس سے انکار کرتا ہی حالانکہ یہ قول صحیح ہی اور مغاضبا لربہ کے
معنی یہ ہین کہ رب عزوجل کے واسطے غضبناک ہوے جیسے کہتے ہین کہ مین تیری جہت سے زید پر غصہ ہوا یعنی میرا غصہ تیرے ہی واسطے
تھا اور مترجم کہتا ہی کہ اگر یہ معنی مراد ہون تو حاصل کلام یہ ہوگا کہ یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے واسطے غصہ مین ہوکر چلے گئے اور یہ
سزا پائی کہ مچھلی کے پیٹ مین قید کیے گئے - حالانکہ جو کام اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوا وہ مثمر ثواب ہی - پس صواب یہ ہی کہ یہ تو مراد نہین مگر یہ مراد
کہ جیسے غلام کبھی مالک پر ناز کرتا اور پانوُن پھیلاتا ہی ایسے ہی بطریق انبساط کے حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب ارحم الراحمین
... کلام ... سے یہ ایک خلاف ادب سی حرکت کی ولیکن اپنے رب عزوجل کی شان وعظمت وعزت وجلال وحکم واحکام سب
... ساتھ ... کہ نبوت کی شان ہی اگرچہ اعلیٰ درجہ والے تو ایسا نہین کرتے ہین اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اُنکو اولوا العزم
... نہ فرمایا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تکن کصاحب الحوت الآیہ -
... ہین ... اولوا العزم نے صبر کیا اور یونس کے مانند مت ہوجیو - اب رہا یہ کہ کس جہت سے اپنے رب عزوجل سے
... معراج مین ... حسن بصری رح نے کہا کہ بات یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو حکم دیا کہ ایک قوم پر جاکر اُنکو عذاب
... رب عزوجل کی جانب ... پس اپنے رب عزوجل سے مہلت کی درخواست کی تو حکم دیا گیا کہ یہ فرمان اس سے
... اعت کی کہ انہی مہلت عنایت ہو کہ جوتیان لیکر پہن لے مگر مہلت نہ دی گئی اور آدم کے خلق مین تنگی تھی پس

غصہ مین ہوکر نکل گئے - ابن عباس رضہ سے اصح روایت ہر کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر حکم پہونچایا کہ قوم نینوی [illegible]
یونس علیہ السلام نے کہا کہ مین سواری تلاش کرون حکم ہوا کہ زمان اِس سے زیادہ جلدی کا ہر تو غصہ [illegible]
نے کہا کہ یونس علیہ السلام بندہ صالح تھے اور اُنکے خلق مین تنگی تھی تو جب اُنپر نبوت کا بوجھ ڈالا گیا [illegible]
بوجھ نہین اُٹھا سکتا پس نبوت کو چھوڑ کر بھاگے - فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ پس گمان کیا [illegible]
یہ گمان کیا کہ نبوت کا بوجھ اُٹھانے کے لیے تنگ نہ پکڑا جائیگا بلکہ چھوڑ دیا جائیگا اور وسعت دیدی جائیگی یعنی [illegible]
ہو - قدر بمقابل بسط کا ہر - یہ عطاء وبہت سے علماء کا قول ہر - اور مروی ہر کہ ابن عباس رضہ کے پاس معاویہ رضہ آئے [illegible]
قرآن کی موجون مین غرق ہوگیا اور مین نے اپنی نفس کے واسطے کوئی خلاص نہ پایا سواے اِسکے کہ مین آپ کے پاس آؤن [illegible]
کہا کہ اے معاویہ وہ کیا ہر پس یہ آیت پڑھی اور پوچھا کہ کیا نبی اللہ یونس کو بھی یہ گمان ہوا کہ لن نقدر علیہ ہم اُسپر قدرت [illegible]
ابن عباس رضہ نے جواب دیا کہ یہ قدرت سے ماخوذ نہین بلکہ قدر سے ہر جسکے معنی ضیق کے ہین کما قال تعالی اللہ یبسط الرزق [illegible]
ویقدر - یعنی جسکے واسطے اللہ تعالی چاہتا ہر رزق کو بسط کرتا یعنی کشادہ کرتا ہر اور جسکے لیے چاہتا ہر قدر کرتا یعنی تنگ کرتا ہر [illegible]
نے لکھا کہ قولہ لن نقدر علیہ ای لن نضیق علیہ فی بطن الحوت - یعنی ہم اُسکو تنگ ومحبوس نہ کرینگے مچھلی کے پیٹ مین [illegible]
ومجاہد رح وضحاک رح وغیرہ سے مروی ہر اور اسی کو ابن جریر رح نے اختیار کیا ہر اور دلیل لایا بقولہ تعالی ومن قدر علیہ رزقہ [illegible]
نے کہا کہ لن نقدر علیہ ای لن نقضی علیہ - یعنی اسپر مقدر نہ کرینگے اور قدر وتقدیر کلام عرب مین بمعنی واحد ہین [illegible]
اسی قبیل سے ہر قولہ تعالی فالتقی الماء علی امر قد قدر - اور سراج مین خطیب رح نے نقل کیا کہ [illegible]
علیہ بالعقوبۃ - یعنی گمان کیا کہ ہم اسپر عقوبت مقدر نہ کرینگے - یہ قول مجاہد وقتادہ وضحاک کا ہر - مترجم کہتا ہر کہ [illegible]
یہ ہر کہ لن نقضی علیہ بالحبس - کہا جاوے یعنی ہم اسپر مچھلی کے پیٹ مین حبس کو مقدر نہ کرینگے - اور راجح واصوب [illegible]
رسالت کے واسطے ماخوذ وگرفتار کیا اور چونکہ نبوت چھوڑ کر بھاگنا خلاف شان تھا کیونکہ رب عزوجل سے [illegible]
اِسکے سواے کس طرف آدمی تصور کرسکتا ہر کیونکہ عارف تو معرفت رکھتا ہر کہ لا الہ الا اللہ تو وہ اُس سے [illegible]
کہ یہان عدم قدرت کے معنی ترک کیے اور حدیث صحیح مین ایک کفن چور کا قصہ ہر کہ اُسنے اپنی موت کے [illegible]
کی کہ بعد مرنے کے اُسکو جلا کر اُسکی راکھ ادھر جلتے مین دریا مین اُڑا دینا اور کہا کہ فواللہ لئن قدر اللہ علیہ [illegible]
العالمین - یعنی اسوجہ سے یہ کرنا کہ اگر اللہ تعالی اُس شخص پر قدرت پاویگا تو اُسکو ایسا سخت عذاب [illegible]
کسی کو نہ کریگا - پھر اللہ تعالی نے اُسکی خاک کو جمع ہونے کا حکم دیا اور پوچھا کہ تونے یہ کیون کیا [illegible]
تیرے خوف سے ایسا کیا تھا پس اللہ تعالی نے اُسکو بخشدیا - اِس حدیث مین قدرت کے [illegible]
ہر وہ ایک ایسے شخص کی زبان سے ہر اور اُسکا گمان ہر جو جاہل تھا اور یونس علیہ السلام [illegible]
گمان نہین ہوسکتا جو کفر ہر اور حدیث مین علماء نے تاویلات بیان کی ہین [illegible]
اور اُسنے حقیقت مین عدم قدرت مراد نہین لی تھی فافہم - بالجملہ احسن [illegible]
اللہ تعالی نے یونس علیہ السلام کو اہل نینوی کی طرف بھیجا [illegible]

[illegible] دور کی مناعت دی کہ چوتھے روز عذاب آویگا اور اِس قوم کے قرب وجوار مین مانند قوم لوط وغیرہ کے عذاب سے ہلاک ہو چکے [illegible] یونس علیہ السلام خفا ہو کر نکل گئے اور شاید کہ بعد تین روز کے جب اِس قوم کی طرف آئے اور دیکھا کہ عذاب نہین آیا تو غصہ ہو کر نکل [illegible] بات یہ ہوئی کہ یونس علیہ السلام کے پیچھے قوم والے یکایک سخت نادم وپریشان ہوے اور اُنھون نے جانا کہ عذاب آویگا پس موافق [illegible] جناب باری تعالیٰ مین بہت الحاح وزاری وگریہ وخواری ظاہر کی اور اللہ تعالیٰ نے رحم فرما کر عذاب اُٹھا لیا۔ یونس علیہ السلام [illegible] تین روز کے آئے تو عذاب آنیر نہ دیکھا اور یہ نجانا کہ کیا ہوا اگر غصہ ہو کر نکل گئے اور بحر روم پر پہونچے اور ایک قوم کے ساتھ کشتی پر [illegible] ہوئے اور گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ اتنی بات پر اُنکو ماخوذ نہ کریگا اور اِس کام پر تنگ نہین پکڑیگا پس کشتی روانہ ہوئی اور یکایک [illegible] ہو بیچ مین اور سب کو غرق کا خوف ہوا پس سبھون نے قرعہ ڈالا کہ اِس ڈونگی مین سے ایک شخص کو نکال دین اور دریا مین [illegible] ڈالدین پس وہ قرعہ یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا مگر لوگون نے انکار کیا کہ ہم اِس مرد صالح کو نہین ڈالینگے پھر دوبارہ قرعہ ڈالا [illegible] تب بھی یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا پھر لوگون نے اُنکے گرانے سے انکار کیا پھر تیسرے بار قرعہ ڈالا تو بھی اُنھین کے نام نکلا۔ [illegible] اللہ تعالیٰ فساہم فکان من المدحضین۔ یعنی قرعہ ڈالا اور وہی ہر بار قرعہ مین نکلا۔ تو یونس علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور اپنے کپڑے [illegible] اور اپنے آپ کو دریا مین ڈالدیا۔ مترجم کہتا ہے کہ فتاوی ہندیہ ترجمہ عالمگیریہ مین ہماری شریعت مین ایسے واقعہ کا مسئلہ مذکور ہے [illegible] صورت سے اپنی جان ہلاک کرنے کا گناہ نہ ہوگا پس وہان رجوع کرنا چاہیے فافہم۔ شیخ نے لکھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ [illegible] مین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بحر اخضر یعنی بحر ظلمات سے ایک بڑی مچھلی کو حکم دیا تھا وہ فوراً سمندرون کو پھاڑتی ہوئی اِس بحیرہ مین [illegible] جب یونس علیہ السلام سمندر مین گرے تو اُسنے یونس کو لقمہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے اِس مچھلی کو وحی فرمائی تھی کہ تو اُسکے گوشت [illegible] مین سے کچھ نہین کھا سکتی ہے اور نہ اُسکی کسی ہڈی کو صدمہ پہونچا سکتی ہے کیونکہ یونس کچھ تیرا رزق نہین دیا گیا ہے بلکہ تیرا پیٹ اُسکے لیے قیدخانہ [illegible] نے یونس کا نام ذوالنون اور صاحب الحوت۔ فرمایا ہے۔ اذ ذہب مغاضباً۔ یعنی قوم کی جہت سے غضبناک ہو کر حق نبوت چھوڑ کر [illegible] ان لن نقدر علیہ۔ سو گمان کر لیا کہ ہم اِس پر تنگی نہ کرینگے۔ مگر گرفتار کر کے مچھلی کا پیٹ اُنکے لیے قیدخانہ کر دیا۔ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پس پکارا یونس اندھیرون [illegible] کہ کوئی الٰہ نہین سوائے تیرے تو پاک ہے مین ہی ظالمون مین سے تھا۔ ظلمات تم سے کم تین [illegible] حضرت ابن مسعود رضہ نے کہا کہ [illegible] اور تیسرے سمندر کی تیسری رات کی۔ ایسا ہی ابن عباس وعمرو بن میمون وسعید بن جبیر ومحمد بن کعب وضحاک و [illegible] سالم بن ابی الجعد رحہ نے کہا کہ مچھلی ودوسری مچھلی کے پیٹ مین تاریک سمندر مین ہوگئی۔ وفی السراج وغیرہ [illegible] تاریکی متکاثف تہ بر تہ کو ظلمات فرمایا۔ اور لکھا کہ یونس علیہ السلام اُسکے پیٹ مین چالیس رات دن رہے [illegible] ظلمات در رہے۔ شیخ امام ابن کثیر رحہ نے لکھا کہ مچھلی پھر اُنکو لیکر سمندرون کو پھاڑتی ہوئی اپنے ٹھکانے پہونچی [illegible] نے بہاری سنگریزون کی تسبیح سنی اور اُسوقت دعا کی لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ عوف [illegible] جب یونس اُسکے پیٹ مین پہونچے تو گمان کیا کہ مر گئے مین پھر اپنے پیرون کو حرکت دی جب جنبش ہوئی تو وہین اللہ تعا [illegible] بھرے لیے ایسی جگہ مسجد بنائی جہان کوئی آدمی نہین پہونچا ہے۔ اور سعید بن ابی الحسن رحہ [illegible] روز رہے روایتا آبن جریر۔ اور محمد بن اسحٰق نے ایسی اسناد کے ساتھ کہ اپنے شیخ کا نام نہین لیا ہے۔

Marfat.com

ابوہریرہ رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے یونس علیہ السلام کو
تو مچھلی کو وحی فرمائی کہ اُسکے گوشت و پوست مین کوئی کھرونچا نہ لگے اور نہ اُسکی کسی ہڈی کو صدمہ ہو پھر جب مچھلی
نے وہان آواز سنی جیسے حس کی ہوتی ہے تو دل مین خیال کیا کہ مین یہ کیا سنتا ہون تو اللہ تعالی نے وہین اُسکو وحی فرمائی
کی تسبیح ہے یونس نے وہین تسبیح پڑھی پس ملائکہ نے یونس کی تسبیح سنی اور جناب باری تعالی مین عرض کیا کہ الٰہی ہم لوگ تسبیح کی
مسافر کی ایسی منزل سے سنتے ہین کہ وہ وہان غریب وارد ہے ارشاد ہوا کہ یہ میرا بندہ یونس ہے میری جناب مین بے ادبی کر کیا
مچھلی کے پیٹ مین قید کیا ہے وہ سمندر مین ہے ملائکہ نے عرض کیا کہ الٰہی وہ بندۂ صالح کہ ہر روز اُسکا نیک عمل صعود کرتا تھا
ملائکہ نے جناب باری تعالی مین التجا کی کہ اے رب اِسکو عفو فرمایا جاوے پس مچھلی کو حکم ہوا کہ ساحل پر ڈالدیا جاوے
رواہ ابن جریر - اور اِس حدیث کو امام بزار رح نے اپنی مسند مین محمد بن اسحق کے طریق سے روایت کیا اور کہا کہ مین اسکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسی اسناد و اسی وجہ کے سوا سے نہین جانتا ہون اور یہ حدیث حضرت علی و ابن عباس و ابن مسعود و عبد اللہ بن
مروی ہے در سورہ نون مین اُنکے اسانید مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالی - مترجم کہتا ہے کہ اِس حدیث سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ملائکہ کی
نکالے گئے اور قولہ تعالے فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون یعنی اگر وہ تسبیح پڑھنے والون مین سے نہ ہوتا
روز قیامت تک مچھلی کے پیٹ مین پڑا رہتا - اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یونس علیہ السلام کی تسبیح سے اُنکو نجات دی گئی - اور حضرت
مرفوع ہے کہ کسی کو لائق نہین کہ کہے کہ مین یونس سے اچھا ہون کیونکہ اُسنے ظلمات مین اللہ تعالی کی تسبیح پڑھی ہے - مترجم کہتا ہے
باتون مین کچھ منافات نہین ہے اِسلیے کہ انھین کی تسبیح ملائکہ نے سنی اور اِسی تسبیح کی سفارش تھی تو اللہ تعالی نے تسبیح سے
قبول فرمائی اور نجات دی - **فَاسْتَجَبْنَا لَهُ** پس ہمنے اُسکی دعا قبول کی - **وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ** اور اسکو
دی - چنانچہ فرمایا - فنبذناہ بالعراء وھو سقیم یعنی اِسکو ساحل پر پھینکوادیا اِس حالت مین کہ وہ سقیم تھا یعنی قید کی تکلیف سے
وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ اور یون ہی ہم مومنون کو نجات دیتے ہین - یعنی جب ہمارے مومن بندے اپنی کرب
ہماری جانب استغاثہ و دعا کرتے ہین تو ہم اُنکو یون ہی نجات دیتے ہین - امام رازی رح نے لوامع مین کہا کہ جو بندہ ہماری
طرف التجا لاوے اُسکی شرط یہ ہے کہ پہلے توحید جناب باری تعالی بیان کرے پھر تسبیح پڑھی پھر اپنے گناہون کا اقرار
مغفرت مانگے پھر دعا کرے انتہی - اور حسن بصری رح سے روایت ہے کہ قسم ہے کہ یونس علیہ السلام کو جس نے نجات دی
اپنے اوپر ظلم کیا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو کوئی کرب مین یہ دعا کرے تو اللہ تعالی ضرور اسکی دعا قبول
وغیرہ - امام ابن کثیر رح نے کہا کہ ابن ابی حاتم نے یزید الرقاشی رح سے روایت کی کہ انس رضہ نے کہا اور مین
نے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچایا کہ یونس علیہ السلام نے جب بطن حوت مین ان کلمات سے
عرش کے نیچے پہونچی ملائکہ نے عرض کیا کہ الٰہی نرم آواز ضعیف تو پہچانی جاتی ہے اور کسی غریب مقام سے
عرض کرنے لگے کہ یا رب وہ کون ہے ارشاد ہوا کہ میرا بندہ یونس - عرض کرنے لگے کہ الٰہی بندہ یونس
آتی تھی الٰہی کیا اب اسپر سختی مین رحم نہ کیا جاویگا جو وہ آسانی مین کرتا تھا
مچھلی کو حکم دیا اُسنے یونس کو بیجا کر کنارے اگل دیا - شیخ رح نے

Marfat.com

[illegible] احمد رحہ نے سعد بن ابی وقاص رض سے روایت کی کہ مین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد مین گذرا اور مین نے انپر سلام کیا [illegible] مجھے آنکھ بھر کر دیکھا پھر مجھے سلام کا جواب نہین دیا تو مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور مین نے کہا کہ یا امیر المومنین [illegible] اسلام مین کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے پھر کیا اسلام مین نیا طریقہ نکلا ہے آپ نے فرمایا کہ نہین تو - اور یہ کیا بات ہے مین نے کہا کہ کچھ نہین [illegible] ابھی مسجد مین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گذرا اور انپر سلام کیا انھون نے مجھے آنکھین بھر کر دیکھ لیا مگر مجھے سلام کا [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیجکر عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ تجھے کس چیز نے روکا کہ تونے اپنے بھائی مسلم پر سلام کا جواب نہ دیا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے تو یہ نہین کیا - مین نے کہا کہ ہان آپ نے کیا تو ہے حتی کہ انھون نے قسم کھائی اور [illegible] نے قسم کھائی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو یاد آیا تو اللہ تعالی سے توبہ و استغفار کی اور کہا کہ ہان ہان آپ ابھی گئے تھے اور مین اسوقت اپنے دل مین ایک بات کی یاد کرتا تھا جو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور مجھے وہ ہرگز یاد نہ آئی اور اسی کا پردہ میری آنکھون [illegible] چھایا ہوا تھا - سعد رض نے کہا کہ اچھا مین آپ کو آگاہ کرتا ہون ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول دعوت کا ذکر کیا پھر ایک اعرابی نے آکر آپ کو اپنی طرف مشغول کر لیا یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے پھر مین آپ کے پیچھے ہو لیا جب مجھے خوف ہوا کہ شاید آپ جلدی سے حجرہ شریف مین تشریف لیجا دینگے تو مین نے اپنی پانون کی آہٹ آپ کو سنائی تو آپ نے میری جانب التفات فرما کر پوچھا کہ یہ کون ہے ابو اسحق ہے مین نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ - آپ نے فرمایا کہ کیا مقصد ہے مین نے عرض کیا کہ صرف یہ بات ہے کہ آپ نے اول دعوۃ کا ذکر فرمایا پھر اس اعرابی نے آکر آپ کو مشغول کر لیا آپ نے فرمایا کہ ہان وہ دعاء ذوالنون ہے جب وہ مچھلی کے پیٹ مین تھے تو انھون نے دعا کی کہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین - تو مسلمان جب کبھی کسی بات کے لیے اپنے رب سے ان کلمات سے دعا کرے اللہ تعالی ضرور اسکی دعاء قبول فرمادیگا - رواہ الترمذی والنسائی فی الیوم واللیلۃ قلت وقد رواہ البیہقی والحاکم وقال صحیح الاسناد اور ابن ابی حاتم نے دوسری اسناد کے ساتھ سعد رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی یونس علیہ السلام کی دعاء سے دعا کرے اسکی دعاء قبول کیجائیگی - اور ابن جریر رحہ نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا نام جس سے دعا کیجاوے تو قبول کرے اور اسکے وسیلہ سے مانگا جاوے تو عطا کرے وہ دعاء یونس علیہ السلام ہے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ حضرت یونس علیہ السلام کے واسطے خاص ہے یا جماعت مومنین کے لیے عام ہے آپ نے فرمایا کہ جماعت مومنین کے لیے عام ہے کیا تونے قول الٰہی نہین سنا فنادی فی الظلمات الی قولہ وکذلک ننجی المومنین - پس یہ اللہ تعالی کی طرف سے [illegible] جو کوئی اسکے ساتھ دعا کرے - حاکم نے بھی مانند اسکے روایت کی ہے - اور کثیر بن معبد سے روایت ہے کہ مین نے حسن بصری رحہ سے [illegible] اسم اعظم جس سے دعا قبول ہو اور سوال عطا ہو آپ نے یہی آیت پڑھی اور کہا کہ بھتیجے یہی اسم اعظم ہے - رواہ ابن ابی حاتم - ف [illegible] العرائس قولہ تعالی وذا النون اذ ذھب الآیہ - یونس علیہ السلام مقام انبساط مین تھے جب کار شریعت مین اسکو اپنے [illegible] مشاہدت سے مشغول کیا تو انبساط کے لباس مین غضبناک ہو گئے اور گمان کیا کہ اس عربدہ و انبساط مین ماخوذ نہ ہونگے اور حجاب مین [illegible] گئے مگر وہ ایک بعید سے محجوب ہو گئے وہ یہ ہے کہ انبساط تو حظ عارف ہے اور ہیبت حظ معروف ہے پس جب اپنے حظ کو اختیار کیا [illegible] محجوب ہو گئے کیونکہ جو فانی ہو وہ اپنے اختیار سے خارج ہے خواہ مامور بہ شریعت ہو یا مجرد بمکاشفہ ہو اور کہا کہ یہ بھی اشارہ [illegible] علیہ السلام کو حقیقت غضب اپنے وجود کے باقی ہونے پر تھا کیونکہ تکدر تو اسی صورت مین ہے گویا مشاہدہ ازل مین اپنے

وجود پر غضبناک ہوے اور وحدانیت پر غیرت کھائی اور وجود قدم کے شہود مین اپنے وجود کو نہ دیکھ [illegible]
مین غیر کے دیدار سے فانی ہوے تب سر باطن نے تقاضا کیا اور سر باطن نے وہم دلایا کہ مین عاجز فنا [illegible]
نقاب جمال قدم کا انکشاف ہوا پس جب فنا مین بقا پائی تو اسرار قدم سے اپنی نادانی اور عاجزی کا اعتراف کیا [illegible]
انی کنت من الظالمین - جب منازعت ربوبیت پر بوبیت دیکھی تو جانا کہ اتصال و اتحاد کبھی موضع علت ہی [illegible]
خالص وحدانیت ازلی کا اعتراف کیا - شیخ جنید رح نے کہا کہ یونس علیہ السلام اپنی نفس پر غضبناک ہوے [illegible]
نہ ہوگا - قال المترجم ظاہر اِس اشارہ کا یہ ہی کہ نفس پر غصہ ہونے پر مواخذہ ہی اور شاید کہ توجیہ اِس اشارہ کی اِس [illegible]
بحکم قولہ تعالی ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ الآیہ - پس اشارت اِسکی یہ ہی کہ جو بندہ کل [illegible]
ہی تو اُسکے واسطے جنت یعنی رحمت ہی اور وہ قہر سے رہا ہوا پس نفس و ماسوا ے نفس کل اللہ تعالی ہی کے واسطے ہی لیکن [illegible]
وہ بمنازعت نفس ہی جو اپنی خواہش کے لیے حق طاعت سے خارج ہو جاتا ہی اور اِسی واسطے تدابیر حکما مین نفس پر سیاست [illegible]
اور یہ اُسی حد تک ہی کہ نفس طاعت کی طرف رجوع لاوے اور حد عدل سے خارج نہونے پاوے اور وہ قیام شریعت [illegible]
ہو تو اِس سے زیادہ اُسکو تعذیب دینا یا ایسی تعذیب جو باجازت حق عزوجل نہو ممنوع ہی اگرچہ نفس پر ہر حال مین غضب [illegible]
رہبانیت یا نکاح سے ممانعت یا خواب سے احتراز قطعی اور مانند اِسکے امور ممنوع ہین اِس جہت سے کہ باجازت شرع [illegible]
اور ایسے ہی خصی ہونا بھی شرع مین منکر ہی پس حاصل یہ نکلا کہ نفس و مال مین مومن بندہ کا تصرف کرنا اپنے اختیار [illegible]
جائز نہین ہی کہ اُسمین اپنا اختیار ظاہر کرے کیونکہ یہ کوئی اُسکے نہین ہین اور جب تک کہ وہ اُنمین سے کسی مین اپنے [illegible]
تب تک وہ مومن نہ ہوا یا مومن ہوا لیکن ہنوز ایمان کا معاہدہ نافذ نہین کرتا اور یا نافذ کرکے پھر اُسمین غدر کرتا [illegible]
ہوشیاری سے بدن کو عبادات بدنیہ مین اور مال کو تصرفات شرعیہ مین لگا وے اور اُسی مین سے خود نفس کو کھانا [illegible]
و کپڑا وغیرہ دیتا ہی اور وہ بدون اسراف و بخل کے ہو اور تن کو نماز روزہ وغیرہ مین لگاتا حتی کہ اگر بیمار ہو تو اُسکا [illegible]
خواہ مخواہ نہلا دے جس سے وہ ہلاک ہو جاوے - پس جب یہ بات معلوم ہو گئی تو یونس علیہ السلام کا غضب [illegible]
باختیار خود تھا بدون اجازت شرعی کے اگرچہ بطریق مباح فعل ہو لیکن اجازت نہ تھی یا لیکن مباح [illegible]
یا آبرو کے خلاف تھا غرضکہ ایسا فعل کیا کہ جسمین اپنا اختیار تھا اور اجازت یہ تھی لہذا انھین پر [illegible]
نبوت تھی ورنہ عوام کے لیے اِس سے بڑھکر امور مین ترحم و پردہ پوشی کیجاتی ہی کیونکہ یہ لوگ [illegible]
معذور ہین فافہم - شیخ ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے کہا کہ جن امور سے بندہ مکر و فریب مین پڑجاتا ہی اُنمین [illegible]
کرامت ہو - شیخ جنید رح نے کہا کہ انی کنت من الظالمین یعنی جاہل تھا مجھے نہین [illegible]
اور کسی کی معصیت سے دور نہین ہوتا ہی - شیخ کہتا ہی کہ مجھے بچپن مین یہ گمان تھا کہ [illegible]
چاہی کہ وہ مچھلی کے پیٹ مین اُسکو حاصل ہو اور ظاہری علت اُسکی امر و نہی [illegible]
پیٹ مین [illegible] کے اندر اُسکو [illegible] دیا اور وہ تحت الثری مین تھا [illegible]
کا [illegible] دیا جب یونس علیہ السلام نے حق عزوجل کو دیکھا [illegible]

Marfat.com

سے پاک تو تجھ تک کسی کی رسائی نہیں ہے اور اپنے نفس پر ظلم کا اعتراف کیا کہ میرے وصف و تسبیح کو تیری شان تک وصول
... حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔ اور اسی معنی میں حدیث محمول ہوئی
کہ کوئی مجھکو میرے بھائی یونس پر فضیلت مت دو۔ مترجم کہتا ہے کہ ایک کلام توافق میں کیا گیا ولیکن ظاہر یہ ہے کہ معراج یونس علیہ السلام
... مشاہدہ باطن تھی گو وہ کسی جہت سے ہو کیونکہ اللہ تعالی جگہ و مقام سے پاک ہے اور اوہام و ظنون وہان عاجز ہیں اور معراج آنحضرت
... مشاہدہ دیدار ہے اور یہ کمال علوئے منزلت ہے اور موسی علیہ السلام کو صرف مکالمہ حاصل ہوا تھا اور بیان کل ہے اور یونس
... میں سے کچھ حاصل نہیں ہوا بلکہ بطن سے تھا تو فرق بیان بہت عظیم ہے واللہ تعالی اعلم اور رہا یہ کہ جو حدیث بیان کی ہے کہ مجھے یونس
پر فضیلت مت دو تو صحیح یہ ہے کہ آپ نے ضمیر کو اپنی طرف راجع نہیں فرمایا اور صحیح وغیرہ کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کسی بندہ کو سزاوار نہیں
کہ وہ کہے کہ میں یونس ابن متی سے بہتر ہوں۔ اور بعض روایات میں ہے کہ یونس علیہ السلام نے ظلمات میں بھی اپنے رب عزوجل کی تسبیح کی ہے
اور بعض آثار میں ہے کہ یونس علیہ السلام نے کہا کہ اے رب میں نے تیری مسجد بنایا ایسے مقام کو جہاں کوئی آدمی نہیں پہونچا۔ جب یونس علیہ السلام
نے وہان دیکھا جو دیکھا تو اس مقام کو بہت پاکیزہ پایا اور گمان کیا کہ دنیا میں نہ پاویگا جو یہان پایا پس حجاب ہو گیا تو غمناک ہو کر تاریکی میں
... پایا کہ نجات تو نجات دی گئی اور واسعی رہ نے کہا کہ ظلم جسکا اعتراف کیا یہ تھا کہ تیرے ارادہ کے سواے ارادہ چاہتا تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ
اشارات واللہ اعلم ظاہر نہیں ہیں کیونکہ بطن حوت اگر مقام مشاہدہ خالص ہو تو مقام کی پاکیزگی میں عمر دوام اسی مقام پر امید کے ساتھ بہتر ہے
نہ کہ اس سے نجات طلب کیجاوے اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ فلولا انہ کان من المسبحین للبث الآیہ یعنی تسبیح کرنے والوں میں سے ہونے کی
جہت سے نجات پائی ورنہ قیامت تک وہین پڑا رہتا یہ اس مقام کی ناگواری کی طرف اشارہ ہے پھر معراج رسالت سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم سے مشابہت و توافق کے کچھ معنی ظاہر نہیں ہوے اور اگر یہ ہو تاکہ تسبیح انسانی اشرف سے وہان تسبیح حیوانی کا انکشاف ہوا اور
وہ مقام وو یار غریب ہے جس سے عروج سے نزول ہے تو ایک وجہ ظاہر ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔ اور میں نے شیخ ابن العربی رح کی تفسیر میں جو
اشارات میں ہے دیکھا کہ انھون نے اس واقعہ کو روح ناقص کی طرف اشارہ لیا ہے فاللہ اعلم۔ پھر زکریا و عیسی و یحیی کو ذکر فرمایا

وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ؗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى

اور زکریا جب پکارا اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجھکو اکیلا اور تو ہی سب سے بہتر وارث پھر ہمنے سن لی اسکی پکار اور بخشا اسکو یحیی

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا

اور چنگی کر دی اسکی عورت وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر اور پکارتے تھے ہمکو توقع سے اور ڈر سے اور تھے

لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

ہمارے آگے دبے اور وہ عورت جسنے قید میں رکھی اپنی شہوت پھر پھونک دی ہمنے اس عورت میں اپنی روح اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نمونہ جہان والونکو

... زکریا علیہ السلام۔ وَ اور بیان کر دے قصہ۔ زَكَرِيَّا زکریا کو اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ جب اسنے اپنے رب کو پکارا۔
... میں بعد کے وقت جبکہ وہ بالکل بوڑھا تھا اور اسکی جورو ایک تو بوڑھی اور دوسرے بانجھ تھی کہ جوانی میں اسکی اولاد نہوئی
... نے مریم کو پالا اور مریم کے پاس جاڑون میں گرمیون کے میوہ اور گرمیون میں جاڑون کے میوے دیکھے تو اللہ تعالی کی قدرت
... کیا کہ وہ بے وقت پھل چاہے تو دیوے اور اپنے بعد دیکھا کہ کوئی پیغمبر نہیں جو میری اولاد سے ہو حالانکہ اللہ تعالے اپنے

بندون مین جسکو چاہے پیغمبر کریگا اور بارہ اسباط بنواسرائیل مین سے جس سبط سے چاہیگا پیغمبر کردیگا
پس مریم علیہ السلام کے رزق سے یہ قدرت دیکھکر قوم سے خفیہ دعا کی۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا
تنہا۔ کیونکہ سابق مین باپ پیغمبر ہوا اور اُسکے بیٹے پیغمبر ہوے اور یہان زکریا علیہ السلام کے کوئی اولاد نہ تھی
دیدے جو میرے بعد نبی ہو اور لا ولد وبے وارث مت چھوڑ بلکہ وارث دیدے جو میراث نبوت پاوے اور جانشین
ہو وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ اور تو ہی بہتر وارثون کا ہے۔ مناسب دعا کے یہ کلمہ عرض کیا یعنی تو ہی دین کا
کا حافظ ہے عنقریب تو کسی بندہ کو جسے ازل مین مختار کیا ہو قیام شریعت و دین کے لیے قائم فرما دیگا۔ روافض نے
یہان وارث سے میراث مالی لینے والا گمان کیا وہ دین سے سخت جاہل واحمق ہین اور آخرت پر بے یقین و دنیا کی جان کے
ہین اور انبیاء علیہم السلام کی شان اس سے اعلی ہے کہ دنیاوی مال اگر ہوتا تو بھی اس مال کے لیے ایسی التجا سے دعا نہ فرماتے
والون کو یہ خیال نہین ہے بلکہ نبوت کا وارث اپنی ذریت مین چاہا۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ سو ہم نے اُسکی عاجزی سے دعا
کی۔ اور اسی کیواسطے قبول کی کہ یہ اُسی کے واسطے نیکی ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَأَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ
اور اس عمر ضعیفی مین ہم نے اُسکو ہبہ کیا یحیی یعنی پیغمبر جو دنیا سے بے رغبت اور اللہ تعالی ہی کی طرف منقطع ہوگیا تھا اور درست کی
لیے اُسکی زوجہ کو۔ یعنی بانجھ تھی تو اُسکو لائق کردیا کہ اُس سے اولاد ہوئی اور یحیی پیدا ہوے۔ یہ قول ابن عباس و مجاہد وسعید بن جبیر
کا ہے۔ عطاء رح نے کہا کہ اُسکی زبان مین درازی تھی یعنی بد خلق تھی اُسکو نیک خلق کردیا۔ یہی قول محمد بن کعب وسدی کا ہے اور شاید کہ
دونون طرح درست ولائق کردیا ہو ولیکن اول اظہر و مناسب سیاق ہے کما قال ابن کثیر رح۔ پھر اللہ تعالی نے ان انبیاء مذکورین علیہم السلام
کی شترک مدح فرمائی اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ یعنی یہ لوگ جلدی کرتے تھے وقت برباد نہین
کامون و طاعات کے کمانے و ادا کرنے مین۔ پس حالت آسانی مین نیکیون و بھلائیون کے کمانے و طاعات کے بجالانے
مصروف رہتے تھے یعنی وقت کو برباد نہین ہونے دیتے تھے۔ اور جب کوئی سختی پیش آتی یا کوئی حاجت یا آرزو سے نیک ہوا
وَيَدْعُوْنَنَا اور ہم سے دعا کرتے۔ رَغَبًا وَّرَهَبًا رغبت وخوف کے ساتھ۔ سفیان ثوری رح نے کہا
یعنی جو ہماری رحمت و کرامت ہے اُسمین رغبت رکھتے اور پوری امید پر دعا کرتے اور جو ہماری عظمت و کبریائی ہے اُس سے
دعا کرتے کہ بے ادبی نہ ہو اور بیجا دعا واقع نہو۔ یہ بات انبیاء علیہم السلام مین جبلت و طبیعت ہوتی ہے جیسے
اور وے اپنی جبلت سے ہم ہی سے ڈرتے رہتے تھے۔ ابن عباس نے کہا یعنی ہم نے جو اُتارا ہے اُسکی تصدیق
نے کہا یعنی اُسپر ایمان و یقین کامل رکھتے تھے۔ ابو العالیہ نے کہا یعنی ہم ہی سے خوفناک رہتے تھے۔ [illegible] رح
کو کہتے ہین جو ہر وقت دل کے ساتھ رہتا ہے اُس سے کبھی جدا نہین ہوتا ہے۔ مجاہد رح سے یہ بھی روایت ہے کہ خاشعین
حسن و قتادہ و ضحاک نے کہا کہ کانوا لنا خاشعین۔ یعنی ہمارے ہی لیے اپنے آپ کو عاجز و ذلیل رکھتے تھے
قریب قریب ہین۔ ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن حکیم سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ
وصیت کرتا ہون کہ اللہ تعالے سے تقوی رکھو اور داور نیکی کرو اور اللہ تعالی کی ثنا اس کے لائق ہے
عظمت [illegible] ہو اور جب [illegible] کچھ دعا کرو اور مانگو [illegible] سے [illegible]

...ن کی تعریف فرمائی بقولہ انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورہبا وکانوا لنا خاشعین۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ
...دلالت کرتا ہے کہ قولہ انہم کی ضمیر زکریا و بی بی و یحیی کی طرف راجع ہے اور یہ اقرب ہے اور دوسرا قول مفسرین کا یہ ہے کہ سابق کے انبیاء مذکورین
...کی طرف ضمیر راجع ہے اور یہ بھی بعید نہیں ہے۔ اور ابن جریج رح نے کہا کہ رغبت انکو اللہ تعالی کی رحمت مین تھی اور رہبت یعنی خوف
...کے عذاب سے تھا۔ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ قولہ رغبا و رہبا کے معنی حضرت صلعم سے پوچھے گئے یعنی دعا ان دونون رغبت و رہبت کے
...ہے پس حضرت صلعم نے رغبت کی دعا مین اسطرح کیا کہ ہتھیلیان منہ کیطرف اور ہاتھ کی زمین کیطرف رکھی۔ اور رہبت کی دعا مین اسکے
...ہاتھ کی پیٹھ منہ کی طرف اور ہتھیلیان زمین کیطرف کین۔ رواہ ابن مردویہ۔ پھر اللہ تعالی نے دسوان قصہ مریم و عیسی کا بیان کرکے ختم کیا بقولہ
والتی اور بیان کر واقعہ اس عورت کا جس نے۔ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا محفوظ رکھا اپنی فرج کو یعنی حرام سے بچایا اور حرام و
...خیال بھی نہ کیا تو اسکو نمونہ قدرت اسطرح بنا دیا کہ اس سے بغیر باپ کے لڑکا پیدا کر دیا پس ظاہر ہوا کہ زکریا علیہ السلام سے یحیی ع
...ایک بوڑھے باپ سے اور ایک بانجھ ماں سے جو مایوس ہو گئی تھی بیشک ایک قدرت خالق عز و جل سے ہے ولیکن مریم رض کی
...ولایت و عبادت ایسی کرامت کے ظہور کا باعث ہوئی کہ اس سے بڑھکر بغیر باپ کے اسکے اولاد پیدا کر دی پس جیسے اسنے
...اپنے کو محفوظ رکھا تھا حلال سے بھی اسکو محتاجی نہ دی اور کسی بشر نے اسکو نہین چھوا اور اس سے ایک فرزند صالح معزز پیغمبر ہو
...صاحب کتاب انجیل پیدا کیا۔ فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُّوحِنَا پس ہم نے اسمین نفخ کیا اپنی روح سے۔ بایں طور کہ جبرئیل
علیہ السلام نے آکر انکی قمیص کے چاک گریبان مین پھونک دیا اور مریم کو حمل عیسی علیہ السلام کا ہو گیا لہذا عیسی علیہ السلام روح اللہ و کلمۃ اللہ
...ہین۔ وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ اور ہم نے مریم کو اور اسکے بیٹے کو نشانی قدرت کی واسطے عالم والون کے
بنا دیا۔ ابن عباس رض نے کہا کہ عالم والون یعنی جن و انسان کے لیے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ ف فی اشارات العرائس قولہ تعالی
...فردا۔ اسمین فرد ہونے سے انکار ہے تو شیخ نے اس سے اپنے اشارہ مین زعم کیا کہ شیخ الانبیاء زکریا علیہ السلام پر غلبہ انوار جلال و
...مشاہدہ ذات سے جو محل اتحاد مین تھا دعوی انانیت و فرد کا خوف تھا پس اللہ تعالی سے پناہ مانگی کہ اسکی وجہ سے احتجاب
...اپنی فردانیت کے ساتھ فرد کیا ولیکن فردانیت اصلی صفت جلال قدم کی ہے اور حدوث پر عاریت ہے تو حدوث کو فردانیت
...اسمین انانیت سے احتجاب کا شبہہ ہے۔ قولہ وانت خیر الوارثین یعنی میری فنا ... صفت بقا کا تو ہی وارث
...انکا بوجہ مقدرات قدم کے روح یحیی کی جانب منجذب ہوتا تھا جو منور مکمن غیب مین تھے پس سوال کا انقفار ہوا
...اور خود اسرار ربوبیت کی افشار کا محل ہو جاوے۔ جعفر رح نے کہا کہ فرد مت چھوڑ یعنی جو لوگ تیری خدمت
...مت چھوڑ اور ابن عطاء و جنید کا قول ہے کہ تجھ سے منفرد و اغیار سے مشغول اور تیری حفظ سے محروم نہون۔ واسطی رح نے کہا کہ
...فاضل اور اس سے منہ موڑنے والا ہو کیونکہ اسکا کوئی نہین ہے اور فرد وہ ہے جو سب سے منہ موڑ کر اللہ تعالی کی فردانیت کے ساتھ
...قولہ ویدعوننا رغبا و رہبا۔ منزل عبودیت مقام خوف و امید ہے اور خوف دراصل اسکے جلال عظمت کا ہے اور رغبت اسکے قرب
...جب یہ دونون حقیقتین ہوتی ہین تو عارف اسکی طاعت مین خشوع کے ساتھ متصف ہوتا ہے قولہ وکانوا لنا خاشعین۔ اس خشوع کی کیفیت
...مین فانی ہو جاتے ہین۔ واسطی رح نے کہا کہ اللہ تعالی نے انبیاء ع کی صفت خشوع بیان فرمائی یعنی رغبت و رہبت کے درمیان
...تعالی کے پر سکون ہو رضا ے حق پر اطمینان ہے۔ شیخ ابو یزید رح نے کہا کہ خشوع وہ چیز ہے کہ جب بندہ

Marfat.com

پر طاری ہو تو ہیبت اُسکو معاصی سے روکتی ہے اور قلب مین باطل دعوی نہین آتے ہین ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے

سب کے سب آج تک دین توحید پر ہوتے ہین قال تعالےٰ

اِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمۡ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ۫ۖ وَّاَنَا رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿﴾ وَتَقَطَّعُوۡۤا

یہ لوگ ہین تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور مین ہون رب تمہارا سو میری بندگی کرو اور ٹکڑے کر لیا

بَیۡنَہُمۡ ؕ کُلٌّ اِلَیۡنَا رٰجِعُوۡنَ ﴿﴾ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَھُوَ مُؤۡمِنٌ

آپسمین اپنا کام سب ہمارے پاس پھر آوینگے سو جو کوئی کرے نیک کام اور وہ ایمان

فَلَا کُفۡرَانَ لِسَعۡیِہٖ ۚ وَاِنَّا لَہٗ کٰتِبُوۡنَ ﴿﴾

سو اکارت نکرینگے اُسکی دوڑ اور ہم اُسکو لکھتے ہین

اِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمۡ اِن حرف ہٰذہ اسم اور امتکم خبر معنی یہ کہ یہ ہے تمہاری امت یعنی اے مخاطبین یہ ہے تمہاری شریعت تمہارے واسطے کھولکر واضح بیان کردی ہے ۔ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً درحالیکہ امت واحدہ ہے اسمین کچھ خلاف نہین ہے ۔ معالم مین ہے کہ امت اصل مین وہ جماعت جو ایک مقصد پر ہو اور کہا کہ یہان مجازاً شریعت کو امت اسواسطے فرمایا کہ شریعت والے سب ایک مقصد جمع ہوتے ہین یعنی توحید پر ۔ اور ابن قتیبہ نے کہا کہ امت بمعنی ملت ہے کمافی قولہ تعالےٰ انا وجدنا آبائنا علی امۃ ۔ ای علی ملۃ ۔ ہمنے اپنے باپ دادون کو ایک امت پر پایا یعنی ایک ملت پر پایا ۔ خلاصہ یہ کہ تمام انبیاء جس ملت پر گذرے یہی تمہاری ملت ہے اور وہ واحدہ ہے اسمین کچھ اختلاف نہین ہے کیونکہ مقصود سب کا توحید باریتعالےٰ ہے ۔ وَّاَنَا رَبُّکُمۡ اور مین تم سب کا رب ہون ۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت و وحدانیت و کمال صفات مین کچھ اختلاف نہین ہے ۔ فَاعۡبُدُوۡنِ بس تم میری ہی عبادت کرو ۔ امام ابن کثیر رح نے کہا یعنی مقصود یہ ہے کہ ایک تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور کچھ شرک نہ کرو اور اُسکی شان توحید مین کچھ ایسا اعتقاد مت کرو جو اُسکی شان کے لائق نہین ہے اور عبادت کے طریقہ بعض باتون مین رسولون کے ساتھ جدا ہین کما قال تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ۔ یعنی ہم نے تم مین سے ہر ایک کے لیے ایک قرار دیا ہے ۔ مترجم کہتا ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ راہ شریعت مانند شرعہ کے ہے اور شرعہ گھاٹ کو کہتے ہین جس سے پانی تک رسائی ہو اور شرعہ سے وصول آب شیرین و سیرابی ہے یون ہی شریعت سے مقصود حصول رضاے الٰہی و قرب باری تعالیٰ جل شانہ ایک شریعت مقرر فرمائی اس شریعت سے اُسکی امت نے معرفت و اعمال طاعت سے رضاے الٰہی و قرب حاصل کیا اور سب کا مقصود واحد اور اعتقاد توحید باری تعالیٰ یکسان ہے چنانچہ حدیث صحیح مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحن معاشر الانبیاء اولاد علات ودیننا واحد ۔ یعنی ہم گروہ انبیاء کے علاتی اولاد کے مانند ہین کہ باپ ایک ہو اور مائین جدا ہون ایسے ہی کہلاتے ہین ایسے ہی گروہ انبیاء کو فرمایا کہ دین انکا واحد ہے اور شریعتین متعدد ہین ۔ اور کثرت علماء ربانی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت مین اور قرآن پاک کے عقائد مین معارف سب سے اعلیٰ درجہ پر ہین اور اعمال میں سب سے بڑھکر ہین اور یہ بات مشاہدہ ہے کہ اگلون مین سب سے زیادہ معروف شریعت توریت ہے نہین گذرا جیسے اللہ تعالیٰ نے اس امت مین بہت کثرت سے پیدا فرمائے اور اسی طرح قرآن پاک اور علماے ربانی نے بفضل الٰہی غرض انکو پایا ہے وہ کسی کتاب سماوی مین نہین

قرآن اپنی معجزہ حجت لایا جاتا ہی اُسکی ترکیب نہایت بلیغ معجز ہی کہ اُسکے مثل نہین ممکن ہی اور یہ بیشمار کروہا عرب خالص باندان
[illegible] اُسکی فصاحت سے بالکل عاجز [illegible] ہی اسواسطے کہ دوست و دشمن جنھون نے تلوار سے لڑنا اختیار کیا اور اپنے بھائی بھتیجے بیٹے
[illegible] باپ دادا اجداد کو جنگ مین قتل کرایا اور قتل کیا اُنمین سے کسی نے اِس امر سے انکار نہ کیا کہ قرآن کلام بے مثل معجز ہی اور صریح اُنسے
کہا گیا کہ تم اسکے مثل لاؤ تو تمھارے واسطے حجت ہو جاوے مگر نہین لا سکے اور جن لوگون نے دعوی کیا اور لائے اُنکو انھین کے اعتقاد والون
نے [illegible] مین بیوقوف بنایا - اور برابر آجتک قرآن کی یہ آیات پکار پکار کے آواز دیتی ہین کہ اگر کل جن وانس جمع ہو کر چاہین کہ اُسکے
مثل لاوین تو کبھی نہین لا سکتے ہین اور حجت سے عرب العربا فصحاء و بلغاء نے اُسکی فصاحت و بلاغت کے آگے سجدہ کر دیا - یہ تو حال ظاہر کا
ہی اور جسکی ظاہری یہ شان ہی اُسکا باطن کون ادراک کرے یہ کیا امکان ہی لیکن اللہ تعالی اپنے بندون کو اِسکا ادراک عطا فرماتا ہی وہ ادراک
کیا ہی کمال اعجاز ہی اور اُسکی انوار کی شعاعون کے آگے اِس آفتاب کی حقیقت نہین یہ ایک ذرہ کی طرح اندھا ہو جاتا ہی اللہ اللہ یہ تیرے بندون
کے دل ہین جو اُسکے انوار سے روشن ہین اور وہی اِسکے محل ہین سبحان اللہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین - فاغفرلی واجعلنی
من اہل القرآن العظیم - بالجملہ یہان ارشاد یہ ہی کہ ای لوگو یہ تمھاری ملت واحدہ ہی انبیاء علیہم السلام سب اِسی ملت توحید پر گذرے اور انکے
اتباع سب انھین کے اتباع کرنے سے مقبول بارگاہ احدیت ہوئے اِنمین کچھ اختلاف نہین سب کا مقصود واحد ہی جیسے رب تمھارا واحد ہی اسمین
کچھ تغیر و تبدل نہین ہی پس اُسی کی عبادت کرو اور شرک و گمراہی چھوڑ دو اور یہ شرک وغیرہ بعد آدم علیہ السلام کے ایک مدت گذرنے کے لوگون کی
پھوٹ ڈالنے سے پیدا ہوا چنانچہ اسکا اشارہ فرمایا - وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے لوگون نے امر واحد
کو اپنے درمیان یعنی توحید کو ٹکڑے کرکے آپس مین بانٹ لیا - یہ اسطرح کہ امر واحد پر مجتمع تھے پس بعض نے نفس کی شہوت و وسوسہ شیطانی کو
تبدل کیا مگر یہ عار و شرم آئی کہ ہم اِس درمیان سے بالکل خارج کہلا دینگے تو فریب نفس و شیطان سے وہ بات جسکو شہوت نفسانی و حظوظ
دنیاوی سے لیا چاہتے تھے امر توحید مین داخل کیا اور جب وہ سچائی کے ساتھ داخل نہو سکی تو اصل توحید کو بگاڑا اور اُسکے معنی پلٹ دیے
جیسے یہودیون نے منفعت دنیاوی لالچ سے کیا اور نصرانیون نے کیا اور جیسے ہمارے زمانہ مین نیچری ایک فرقہ اسلام سے خارج ہوا تو اُسنے دنیا و اُسکے
اصحاب کے واسطے اعتقاد توحید کے معنی مین بالکل کفر کیا ولیکن اللہ تعالی عزوجل کا بے انتہا شکر ہی کہ قرآن پاک ویسا ہی پاک موجود ہی بخلاف
نصاری کے کہ اُنمین اصل کتاب محرف ہو گئی اور اِسوقت جو مسلمان کہ نیچریون کے عقائد کی نسبت شہادت دے کہ ہرگز قرآن پاک سے
نہین [illegible] حفظ قرآن مجید کا ثواب عظیم ہی کیونکہ عوام یہ دھوکا کھاتے ہین کہ ان لوگون نے قرآن سے یہ عقائد نکالے ہین اور جو
[illegible] آگاہ کر دے کہ یہ لوگ اپنے اختراع پر ہین اور قرآن سے مخالف ہین اور فریب مین ڈالنے کے لیے قرآن کو درمیان
[illegible] ثواب ہی انشاء اللہ تعالی - بالجملہ یہ نمونہ ہی کہ اِسی طور پر اگلے لوگون نے جو توحید کو چھوڑا اور اُسمین پھوٹ ڈالی
[illegible] مذہب انبیاء علیہم السلام و اُنکی حقیقی پیروی کرنے والے سب کا مقصود واحد اور سب متفق تھے اور یہ یہود و
[illegible] نظر آتے ہین یہ کوئی دین توریت یا انجیل پر نہین ہین کیونکہ سب توحید سے مخالف اور اہل توحید کے
[illegible] گو یا اللہ تعالی نے توحید سے یہ جانے والون کو جسقدر فرقہ ہین سب کو کہا کہ تم لوگ اپنے
[illegible] توحید کو چھوڑا [illegible] سے منہ موڑا اور بہک گئے ہو کیونکہ جو ایمان سے مراد حقیقت مین فردہ ہی اور ظاہر فرما دیا کہ
[illegible] انھون نے پچھلے دنیا والون پر فساد ڈالدیا ولیکن سمجھنے والے جانتے ہین کہ یہ خود گمراہ

Marfat.com

ہین کیونکہ دیکھتے ہین کہ آنھون نے خود توحید مین کیسے اعمال شرک اختیار کیے اور کس طرح آنھون نے [illegible]
بھروسا کرکے اسی پر اپنا دم توڑا انجام کار دائمی مردہ اور ہمیشہ خوار و عذاب مین گرفتار ہین۔ پھر اللہ تعالیٰ [illegible]
رٰجِعُوْنَ یعنی خواہ توحید پر قائم رہنے والے ہون یا شہوات مین توحید سے پھرنے والے [illegible]
ہین یعنے صریح گمراہون کو ہوشیار کردیا کہ یہ تمام خانہ بربادی اپنی کرلی تو وہ گئے دن کے واسطے [illegible]
مصیبت سے بخار و ہیضہ و جاڑے و گرمی و مشقت و نوکری و خدمت و غلامی سے بندگی کے دن بسر کر [illegible]
ہین بس اتنے ہی دن تک کے لیے ہے اور ذرا دل مین سوچین کہ آخر ہزار دن بُرے بھلے اللہ [illegible]
انجام کیا ہوا اور کہان گئے وہین یہ سب بھی جاوینگے پھر وہان سوائے خواری و عذاب کے کیا انجام [illegible]
جنت یا مشرک کو عذاب جہنم نہین ملجاتا کیونکہ دنیا مین تو دونون کو چھوڑا ہے کہ اپنے اپنے اعمال کما کے لاوے [illegible]
کو اُسکے موافق جزا دیجاوے پس وہان اللہ تعالیٰ حکم فرماویگا اور عدل سے ہر ایک موحد کو جو دین توحید پر تابع انبیا علیہم السلام [illegible]
عطا فرماویگا اور ہر ایک مشرک و بدکار کو جو تابع شیطان ملعون تھا اسکا بدلا دیگا اور اُسکی شان عالی متعالی پاک بلند [illegible]
کی تفصیل فرمائی۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ سو جس نے عمل کیا بعض صالحات سے کیونکہ کل صالحات پر عمل کرنا [illegible]
کی وسعت سے باہر ہے ولیکن صالحات مین سے فرائض و واجبات کا بجا لانا ضروری ہے اور کچھ نوافل بلندی مدارج [illegible] اور حرام [illegible]
محرمہ سے باز رہے اور یہ بعض صالحات ہوے لہذا فرمایا کہ جس نے صالحات مین سے عمل کیا۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ اس حال مین کہ وہ مومن
ہے یعنی توحید پر دل سے قطعی اعتقاد رکھتا ہے۔ تو اُسکی یہ سعی بیکار نہ جائیگی اللہ تعالیٰ ذرہ ذرہ کا ہر دم علیم و خبیر ہے اور پھر وہ رب رحیم ارحم
الراحمین شکور و غفور ہے لہذا فرمایا فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ تو اسکے سعی کا کفران نہ ہوگا یعنی اُسکی سعی مشکور ہوگی [illegible]
عز و جل بے انتہا رحمت والا اور بے انتہا قدرت والا جب کسی اپنے بندہ کی سعی کو مشکور فرماوے تو جو مرتبہ [illegible]
قیاس نہین کرسکتا اور اِس بندہ کے خود ہی قیاس سے باہر ہے اُسکو چاہیے کہ اپنے رب عز و جل کی عظمت و بے انتہا قدرت کو دل مین [illegible]
کرے تو دیکھے کہ اُسکے دل مین اُسکے لیے وسعت نہین ہے پس ایسے ہی اُسکے ثواب کی انتہا نہین ہے [illegible] رب عز و جل کی [illegible]
بے زوال ہین اُسکا علم بے انتہا ہے بھول چوک کا وہان نام لینا کفر و حرام ہے اُسکے علم مین ذرہ ذرہ نیکی موجود [illegible]
ذرہ ذرہ ہے اور اُسپر فرمادیا۔ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ اور ہم اِسکے لیے لکھدینے والے ہین۔ ملائکہ کاتبین [illegible]
ثبت کرتے ہین جیسے کافرون کی بدکاریان و شرک بھی ثبت ہین۔ الٰہی تو علیم و خبیر ہے ہم گنہگار دن [illegible]
تھے اِس سے کہ کاتبین کرام تیرے فرشتہ ہمارے اعمال لکھتے ہین نیک ہوتے تو خیر [illegible]
ہین اللھم غفرانک۔ سراج مین لکھا کہ اُسکے مقابل مین کافر کو خود معلوم کرلینا چاہیے یعنی [illegible]
و مشرک ہے تو اُسکی سعی برباد اور ہلاک کرنیوالی ہے اور وہ بھی ذرہ ذرہ لکھی جاتی ہے [illegible]
تو وہ رب غفور رحیم کی مشیت مین ہے اور ایسے رب غفور سے ای گنہگار سمجھے کیا امید [illegible]
اُسی پر افتخار ہے۔ واضح ہو کہ ایمان جزم و یقین دلی کا نام ہے پس بندہ کیسے ہی گناہ [illegible]
قابو نہ دے کہ یقین جاوے اور لازم ہے کہ شرم و خوف کو دل سے نہ چھوڑے [illegible]

ہوتا ہو تو وہ نادانی سے شیطان کو قابو دیدیتا ہو کہ وہ اسکا یقین کھا لیتا ہو اور یہ گناہ کی شامت ہو پس اپنے گناہ کی [illegible] نہ رکھے بلکہ اپنے رب عزوجل کی عظمت خیال کرے کہ اُسکو طاعت و معصیت دونون سے استغنا ہو ولیکن یہ سمجھکر کہ میرا رب [illegible] مجھے ان گناہون میں دیکھتا ہو البتہ شرم کرے اور گناہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو سب کو ناگوار و بُرا جانے - اگر کہا جاوے کہ یہان کافرون و مشرکون [illegible] مذکور نہیں تو بقاعی رح نے جواب لکھا ہو کہ ایک تو یہ قسم ظاہر تھی اور دوسرے اشارہ فرمایا کہ مقصود اصلی جس سے بندون کی بہتری [illegible] یہان مذکور ہو اور وہ اسقدر آسانی ہو ورنہ جو جیسا کریگا پاویگا اور کافرون کی بدکاریان تو سب ہی بدکاریان ہین اسلیے کہ جب [illegible] شرک کی جڑ قائم ہو تو جس صورت کا پھل و جو عمل ہوگا وہ درحقیقت اسی کفر کی جڑ سے نکلا ہو اور ہر حالت مین بد ہو چاہے صورت مین [illegible] وہ انگور کے مشابہ ہو - مترجم کہتا ہو کہ بعض مفسرین نے کافرون کے بیان حالت کو مابعد کی آیت سے قرار دیا ہو یعنی قولہ تعالےٰ -

وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ

اور مقرر ہو رہا ہو ہر بستی پر جسکو ہمنے کھپا دیا کہ وہ نہین پھرتے یہانتک کہ جب کھول دیوین یاجوج اور ماجوج کو

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ

اور وہ ہر اُونچان سے پھیلتے آوین اور نزدیک پہونچے سچا وعدہ پھر تبھی اوپر لگ رہین

اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

منکرون کی آنکھین اے خرابی ہماری ہم بے خبر رہے اس سے - نہین پر ہم تھے گنہگار

وَحَرَامٌ عَلٰى اہل **قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ** اہ بالموت او ارادنا ہلاکہا - **اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ** واضح ہو کہ آیت منجملہ مشکلات کے ہو اور مفسرین نے اُسکے معنی مین اختلاف کیا ہو - اور مین اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہون - اور پہلے مفردات کے معنی جان لینا چاہیے - پس حرام یعنی ممنوع یا مقدر یا واجب ہی - اہلکناہا - ہم نے اُسکو ہلاک کردیا موت کے ساتھ - یا ہم نے چاہا ہلاک کردینا کفر کے ساتھ - یا بوجہ کفر کے عذاب کے ساتھ - لایرجعون نہین لوٹینگے - یعنی دنیا کی طرف بعد مرگ کے یا کفر سے اسلام کی طرف - یا توبہ نہین کرینگے یا حرف نفی زائد ہو - اب جاننا چاہیے کہ بقاعی رحمہ اللہ نے یہ معنی بیان کیے کہ ممنوع ہی ایسے قریہ پر یعنی اہل قریہ پر جسکو ہم نے ہلاک کردیا یعنی موت دیدی کہ وے ہماری طرف رجوع نہ کرین یعنی یہ نہین ہوسکتا کہ جس قریہ والے مرے ہین وے ہماری طرف نہ آدین جیسے کفار گمان کرتے ہین کہ خاک ہوکر زمین مین مل جاوینگے اور نیست و نابود ہوجاوینگے بلکہ وے ضرور ہماری طرف پھیر لائے جاوینگے پس قیامت قائم ہونے سے پہلے ہم اُنکو برزخ مین محبوس رکھینگے جس طرح کے ہونگے جو مومن ہونگے اُنکو نعمت کے ساتھ اور جو کافر و مشرک ہونگے اُنکو تکلیف کے ساتھ رکھینگے ولیکن یہ نعمت اثر جنت کی اور عذاب و تکلیف اثر جہنم سے ہوگی اور قیامت سے پہلے جنت یا دوزخ حقیقی نہ ہوگی خطیب رح نے سراج مین اسی کو اختیار کیا [illegible] یہی معنی ہو اور [illegible] زمخشری رح نے کہا کہ یہ معنی ہین کہ حرام ہو اُن گانون والون پر جنکے ہلاک کرنے کا ہمنے عزم کیا ہو کہ وے رجوع کرین اسلام کی طرف یعنی جن لوگون کے ساتھ مشیت الٰہی اسطرح متعلق ہوئی ہو کہ وہ کفر مین ہلاک ہون تو وے ہرگز کفر سے اسلام کی طرف نہ [illegible] پس انپر کفر سے رجوع لانا حرام ہو - بیضاوی رح نے ایک تو ایسے ہی معنی بیان کیے کہ متصور نہین بلکہ ممنوع ہو ایسے قریہ [illegible] ہمارا حکم ہلاک کرنے کا متعلق ہوا ہو کہ وے توبہ کی طرف رجوع لادین - اس صورت مین لا زائدہ لیا اور اہلاک بمعنی حکم اہلاک [illegible] ہو ایسے قریہ سے جو ہلاک ہوا کہ وے حساب و جزا کے واسطے رجوع نہ لادین - یعنی ضرور ہو کہ وے حساب و جزا کے لیے

رجوع بحشر ہونگے - یہ معنی قریب باول ہیں - شیخ جلال محلی رح نے لا زائدہ لیا اور رجوع بجانب دنیا مراد لیا یعنی [illegible]
کہ وے پھر دنیا کی طرف رجوع لاوین یعنی جیسے ہندو لوگ وتناسخ والے وجاہل زعم کرتے ہین کہ [illegible]
کہ یہ نہین ہوگا - سراج مین کہا کہ یہ قریب بقول ابن عباس ہے کہ حرام ہے ایسے قریہ پر جسکو ہم نے ہلاک کیا [illegible]
لاوین - اس صورت مین لا زائدہ ہے - معالم مین لکھا کہ بعض علماء نے حرام کو معنی واجب لیا اور [illegible]
یعنی لا یرجعون بمعنی نفی ہوگا - اور معنی یہ ہین کہ واجب ہے اہل قریہ پر جنکے ہلاکت کا ہمنے حکم دیدیا کہ ہم انکے اعمال کو [illegible]
کہ وے رجوع نہین لاوینگے یعنی توبہ نہین کرینگے - اور دلیل اس معنی پر یہ ہے کہ اس سے پہلے کی آیت مین مومن [illegible]
کہ فلا کفران لسعیہ یعنی ایسے مومن کے اعمال صالحہ کو ہم قبول کرتے ہین - اسکے پیچھے ہی اس آیت کو [illegible]
بالضرور ہم قبول نہین کرتے ہین - مترجم کہتا ہے کہ یہ معنی بھی جید ہین اور نحاس رح نے کہا کہ [illegible]
نے بیان کیے کہ واجب ہے کہ وے توبہ نہ کرین جنپر ہم نے ہلاک کا حکم دیدیا ہے - مراد اس سے ملامت نہین بلکہ [illegible]
انجام یہ ہے کہ توبہ نہ کرین - امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن عباس رض نے کہا کہ حرام ای واجب یعنی مقدر کیا گیا [illegible]
کیے گئے وے رجوع نہین کیے جاوینگے دنیا کی طرف روز قیامت سے پہلے - یون ہی تصریح سے بیان کیا ابن عباس رض نے اور [illegible]
نے اور قتادہ وبہت سے علماء رحمہم اللہ نے - اور ایک روایت مین ابن عباس سے یون مروی ہے کہ لا یرجعون [illegible]
اول اظہر ہے واللہ تعالے اعلم - مترجم کہتا ہے کہ اور اسی قول اول کو شیخ جلال محلی رح نے اختیار کیا ولیکن حرام کو معنی ممنوع جاننے سے [illegible]
کہنا پڑا اور اگر حرام بمعنی واجب ومقدر لیتے تو کچھ فرق نہ ہوتا اور بہرحال معنی واحد ہین اور مترجم کے خیال مین جو معالم [illegible]
نقل کیے وہ بھی معنی جید ہین جیسا کہ اوپر اشارہ ہوا - ولیکن جو شیخ ابن کثیر رح وجلال محلی نے اختیار فرمایا کہ دنیا کی طرف [illegible]
رجوع نہ لاوینگے اس سے معلوم ہوا کہ عدم رجوع کی انتہا قیامت ہے پس آیندہ کلام حتی اس سے مرتبط ہوگا کہ [illegible]
نکلکر قیامت قائم ہو تب حشر کے لیے لائے جاوینگے - اور ان اقوال مذکورہ مین سے اکثر کے ساتھ حتی کا تعلق [illegible]
ہوتا ہے مگر بنوع تکلف مثلاً رجوع نہ کرنا یعنی توبہ نہ کرنا لیا جاوے تو حتی اگر انتہاے غایت کا ہو تو یہ معنی کہ جب [illegible]
اگرچہ بیفائدہ ہو ٭ قال تعالی حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ زمخشری رح نے کہا کہ یہ حتی متعلق بحرام [illegible]
رہیگی یہانتک کہ قیامت قائم ہو کذا فی السراج - مترجم کہتا ہے کہ حاصل یہ ہوا کہ کفر سے اسلام کی طرف [illegible]
یہانتک کہ قیامت قائم ہو - پھر کیا رجوع لاوینگے تو کہا جاسکتا ہے کہ یہ لازم نہین اسلیے کہ زمخشری اگرچہ [illegible]
اصول حنفی کا پابند ہے اور بنا بر حنفیہ اصول کے یہان سکوت ہے اور شافعیہ اصول پر [illegible]
یہان مخالف مفہوم معتبر نہ ہو تو پھر انتہا بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے جواب یہ کہ مقصود [illegible]
قیامت قائم ہو اور وقت رجوع کا یہی تھا تو جب سب ختم ہوگیا تو آیندہ رجوع [illegible]
سب ختم کردینگے یعنی پھر رجوع نہین ہوسکتا تو گویا تعلیق بمحال کے نظیر ہے [illegible]
لا یدخلون اصلاً - پھر رہا ایک امر یہ کہ ان لوگون کو بعد موت کے امر حق ظاہر ہوجائیگا [illegible]
نہین ہے تو بعد قیام ساعت کے بھی فائدہ نہین ہے اور جب مقصود [illegible]

Marfat.com

[illegible] زمخشری رح نے اسکو حتی ابتدائیہ لیا ہے اور جارّہ یا عاطفہ نہین لیا - ولیکن خطیب نے یون ہی نقل کیا واللہ اعلم پھر اگر حتی انتہائیہ
لیتے ہو تو بقول بقاعی رح معنی یہ ہوے کہ قریہ ہلکہ پر ممنوع ہے کہ نابود ہو جاوے اور ہماری طرف رجوع نہ لاوے بلکہ رجوع لاویگا حتی کہ جب
بعد خروج یاجوج و ماجوج کے قیامت قائم ہوگی تو خود ہی یہ لوگ دیکھ لینگے کہ کیسے آنکھین پھاڑے آتے ہین - اور بقول شیخ محلّی یہ معنی ہوے
کہ قریہ ہلکہ پر واجب ہے کہ دنیا مین پھر نہ لوٹائے جاوین یہانتک کہ قیامت ہوگی تو لوٹائے جاوینگے واسطے حساب و جزا کے - اور بقول
زمخشری کہ قریہ جسکی نسبت ہم نے کفر و ہلاکت کا حکم دیا دے توبہ و اسلام کی طرف رجوع نہ لاوینگے - اس سے حتی یعنی غایت کا تعلق [illegible]
معقول نہین ہے جیساکہ ہم نے اوپر بیان کیا تو مناسب یہ ہے کہ حتی ابتدائیہ ہو یعنی حتی جس سے کلام شروع کیا جاتا ہے اور محصل بیان یہ ہوگا
کہ ایسے ازلی مقدر کافر کبھی نہین ایمان لاوینگے اور آخر یہ ہوگا کہ بعد فتح یاجوج و ماجوج کے قیامت آویگی اور کفار حسرت سے آنکھین
پھاڑ کر اپنی بربادی و خواری پر چلا وینگے - فتح یاجوج سے غرض فتح ردم یاجوج ہے یعنی جب کشادہ کردی جائیگی دیوار یاجوج و ماجوج کی
وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ اور وے ہر حدب سے نسل کرینگے - حدب زمین اونچے ٹیکرہ و پہاڑی وغیرہ - اور نسل تیزی
کے ساتھ قریب قریب قدم رکھنا جیسے بھیڑیے کی چال ہوتی ہے پس معنی یہ ہوے کہ وے ہر ایک اونچاؤ سے تیز آوینگے - ابن عباس نے
کہا کہ روبرو آجاوینگے - سراج مین کہا کہ کلام مین ایماء ہے کہ زمین مانند کرہ کے گول ہے اور مترجم کہتا ہے کہ ظاہر اور ہر اونچاؤ سے
تیزی کے ساتھ متوجہ ہونے سے یہ ہے کہ انکی کثرت زیادہ ہوگی اور یہ ضرور نہین ہے کہ انکے اجسام مہیب اور بہت قوی ہون جیساکہ بہو اسرائیل
کی کتابون سے روایت کیا گیا ہے اور یہ جو احادیث مین آیا ہے کہ نہرون و چشمون و جھیلون کا پانی پی جاوینگے تو یہ جیسے انکی قوت کی دلیل ہے
ویسے ہی انکی کثرت کی دلیل ہے اور اخبار مین مذکور ہے کہ وے لوگون کے نو دسوین حصہ ہونگے یعنی دس حصہ مین سے نو حصہ وے لوگ
اور ایک حصہ باقی لوگ ہونگے - اور حدب سے ظاہر اشارت ہے کہ انکے مساکن و اوطان پہاڑی ملک ہین اور واضح ہو کہ اسمین شبہہ
نہین کہ انکے اجسام مین ایک قوت بھی زیادہ ہوگی اور جاننا چاہیے کہ جو روایات وارد ہین انسے استخراج کرکے یہ محصول کرنا کہ کون قوم
ہین مشکل ہے مثلاً بعض وجوہ سے تاتاری معلوم ہوتے ہین اور بعض وجوہ سے روس و یورپ والے لوگ تو حاصل یہ کہ جب واقعہ ظاہر
ہوگا تو اسوقت بیان سے مطابقت کا موقع صحیح ملتا ہے اور احادیث سے انکی صورت کسی قدر [illegible] ظاہر ہوتی ہے جیساکہ
ابن کثیر رح نے جو یہان روایات لکھی ہین عنقریب انکے ترجمہ کے وقت تنبیہ کیجاویگی - پھر یہ تو ظاہر ہے کہ قولہ وہم کی ضمیر یاجوج و ماجوج
کی طرف راجع ہے اور سراج مین لکھا کہ بعض کے نزدیک یہ ضمیر لوگون کی طرف ہے جو محشر کی طرف ہانکے جاوینگے - مترجم کہتا ہے کہ ہان
چہرہ بد کاردن کی نسبت بھی حدیث مین ایسا آیا ہے کہ اوندھے منھ چلائے جاوینگے اور اپنے چہرہ سے ہر کانٹا وایذا دینے والی چیز
کو جیسے باخوف بچاتے ہین اور ہر خدب سے تجاوز کرتے جاوینگے - ولیکن یہان یہ ظاہر نہین ہے اور ظاہر یہی ہے کہ ضمیر راجع بیاجوج
[illegible] سراج مین لکھا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ قیامت کا تذکرہ کرتے تھے کہ ناگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
[illegible] نے فرمایا کہ تم لوگ کیا باتین کرتے ہو ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ قیامت کی باتین کرتے ہین فرمایا کہ قیامت
[illegible] تک کہ نہ دیکھو تم اس سے پہلے دس آیات پس آپ نے ذکر کیا دجال کو اور دخان کو اور دابۃ الارض کو اور مغرب سے
[illegible] ابن مریم کے اترنے کو اور خروج یاجوج و ماجوج کو اور تین خسف کو ایک مشرق مین اور ایک مغرب مین اور ایک
[illegible] [illegible] کہ جو یمن سے نکلیگی اور لوگون کو انکے محشر کی طرف ہانک لیجائیگی **وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ**

اور بہت قریب ہو گیا وعدہ حق یعنی قیامت - حذیفہ رض نے کہا کہ اگر خروج یاجوج و ماجوج کے بعد کوئی گھوڑے کا بچہ [illegible]
لائق کرکے اسپر سوار ہونا اسکو نصیب ہو گا یہانتک کہ قیامت آجائیگی - یعنی اسقدر قریب زمانہ ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائیگی [illegible]
شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یعنی ناگاہ وہ ٹکٹکی بندھی کردے گی آنکھوں کو ان لوگوں کی جنھوں نے کفر اختیار کرلیا [illegible]
کہا کہ کافرون کی آنکھیں ایسی پھٹی ہوئی اسطرف لگی رہجا دینگی کہ پلک نہ مارینگے بوجہ اس دن کی شدت و ہیبت کے واضح ہو کہ
یاجوج وغیرہ کے جو آخری علامت ہے پہلے نفخہ اولی ہوگا جس سے سب لوگ مرجا دینگے اور اس سے چالیس کے بعد نفخہ دوم ہوگا [illegible]
کافرون کی یہ کیفیت ہوگی ولیکن فاذاھی الخ سے دلالت معلوم ہوتی ہے کہ فوراً ناگاہ ایسا ہو جائیگا تو کہا گیا کہ یہان مبالغہ ہے کیونکہ
اول بھی تو طیہ قیامت ہے اور پھر دنیا کی حیات تو نہین ہوگی - پس کافر لوگ اس وقت جلا دینگے یا دل ہی دل مین دہشت سے
یٰوَیْلَنَا اے ہماری موت - خواری بربادی ہلاکت قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا ہم تھے دنیا مین غفلت کی حالت مین [illegible]
جواب پیش آیا - آدمی بعضی بات کو جانتا ہے ولیکن خیال و دھیان نہین کرتا تو اس سے غافل ہو جاتا ہے جیسے ہر شخص اپنی موت کو جانتا
اور یقینی مانتا ہے ولیکن دھیان نہ کرنے سے غافل ہو جاتا ہے حالانکہ کافرون کو تو اس روز کے ہولناک واقعہ سے اول ہی سے واقف
کرا دیا گیا تھا لہذا اضراب کرکے کہینگے - بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ بلکہ ہم ظالم تھے کیونکہ رسولون نے تو ہمکو آگاہ کر دیا تھا مگر ہم نے
اور پر ظلم کیا کہ انکی بات نہ سنی - مترجم کہتا ہے کہ بڑسی قیامت مین تو تمام چیزین شکستہ ہونگی اور پھر واقعہ کا نمونہ تو آدمی کے لیے موت ہے
کہ اسوقت جسم کے ارکان و اعضاء وغیرہ سب شکستہ ہونگے اور سب چیزون سے منقطع ہوگا - پھر شیخ امام ابن کثیر رح نے یہان یاجوج
ماجوج وغیرہ کی نسبت واقعات احادیث سے ذکر کیے ہین قولہ حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج الآیہ - ہم نے سابق مین بیان کیا ہے کہ یہ دونو
قبیلہ نسل آدم بلکہ نسل نوح سے اولاد یافث سے ہین جو ترک کا جد اعلی ہے اور ترک اسی قوم سے ایک شاخ ہے جو سد سکندری کے ورے
کیے گئے ہین - اور حدب زمین سے ہر مرتفع مقام کما قال ابن عباس و عکرمہ و ابو صالح و الثوری وغیرہم - اور قولہ ینسلون یعنی
کی طرف چلنے مین جلدی کرینگے - اور فساد کرنے مین جلدی کرتے چلتے اسوقت ہوگا کہ جب وے نکلینگے گویا یہ ابھی مشاہدہ ہے اور [illegible]
سے زیادہ کون آگاہ ہے - ابن جریر رح نے عبد اللہ بن یزید سے روایت کی کہ ابن عباس رض نے کچھ لوگون کو دیکھا کہ کھیل مین [illegible]
تھے تو ابن عباس رض نے کہا کہ یون ہی یاجوج و ماجوج نکلینگے - اور بہت سی احادیث مین خروج یاجوج و ماجوج کا [illegible]
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ یاجوج [illegible]
تو لوگون پر نکل پڑینگے اور لوگون کو ڈھانپ لینگے اور مسلمان لوگ انسے بچاؤ کی جگہ ڈھونڈھکر اپنے [illegible]
مواشی اپنے گھرون مین باندھینگے اور یاجوج ماجوج زمین کے پانیون کو پی جاوینگے حتی کہ بعض لوگ انمین سے [illegible]
سے سب پانی پی جاوینگے اور خشک چھوڑ دینگے یہانتک کہ ان سے پیچھے گروہ اس [illegible] اور خشک [illegible]
پینے کا پانی تھا یہانتک کہ جب لوگون مین سے کوئی نہ رہیگا سوائے ایسے بعض لوگون کے [illegible]
کہنے والا کہیگا کہ ان زمین والون سے تو ہم نے فراغت پائی اور اب آسمان والون [illegible]
کو ماریگا تو انکے مغلوب کرنے کو وہ خون مین ڈوبا ہوا گریگا پھر [illegible]
[illegible] سب کے سب رات مین مرجاوینگے [illegible]

Marfat.com

[illegible] اپنی جان فروخت کر ڈالے اور جا کر اِن دشمنون کو دیکھے کہ کیا ہوے پھر ایک شخص اپنے دل مین مرنا ٹھان کر ثواب کے لیے اُتریگا اور [illegible] انکو مردہ پاویگا پس پکاریگا کہ اے گروہ اسلام کے خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمھارے دشمنون کو کفایت فرمائی پس دے اپنے [illegible] قلعون و شہرون سے باہر نکلینگے اور اپنے مویشیون کو چرانے نکالینگے تو اِن جانورون کے لیے کوئی چارہ نہ ہوگا سواے ان مردون کے [illegible] گوشت کے پس یہ جانور اُنکے گوشت سے ایسے سیر و توانا ہونگے کہ کسی گھاس سے کبھی تندرست و توانا نہ ہوے تھے۔ وقد رواہ ابن ماجہ

پھر شیخ ابن کثیر رح نے دوسری حدیث امام احمد کی نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی جسمین اول تو دجال کا ذکر [illegible] شام و عراق کے درمیان ایک خلہ سے نکلیگا اور داہنے بائین پھریگا اور اِسکی وجہ سے جو مصیبت و ابتلاء پیش آویگی اِسکا بیان۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کا شرقی منارہ سپید مسجد دمشق پر اُترنا و باب لُد شرقی پر دجال کو قتل کرنا ذکر کرنے کے بعد مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرماویگا کہ اب مین نے اپنی مخلوق مین سے ایسے لوگ نکالے ہین کہ تجھے اُنسے مقابلہ کی قدرت نہین دی گئی ہے تو میرے بندون کو لیکر کوہ طور پر محفوظ کر لے پھر اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو نکالیگا کما قال تعالیٰ وھم من کل حدب ینسلون۔ پھر حصار [illegible] و اُنکے اصحاب اللہ تعالیٰ کی جناب مین دعا مانگینگے پس اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنون مین ایک کیڑا بھیجدیگا تو صبح کو سب کے سب [illegible] مثل ایک دم کے مرے پڑے ہونگے پھر عیسیٰ علیہ السلام و اُنکے اصحاب وہان سے اُترینگے تو زمین پر کوئی ٹھکانا نہ پاوینگے جہان دیکھو وہان اُنکی گندگی اور چکناہٹ بھری ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام و اُنکے اصحاب جناب باری تعالیٰ مین بخلوص دعا کرینگے اور اللہ تعالیٰ قبول فرما کر پرندون کو جیسے اونٹون کی گردنین ہوتی ہین بھیجدیگا کہ وے اُنکو اُٹھا کر جہان اللہ تعالیٰ چاہے پھینکدینگے۔ یحییٰ بن جابر راوی نے کہا کہ مجھ سے عطار بن یزید سکسکی نے کعب احبار وغیرہ سے روایت کی کہ اُنکو مھبل مین ڈالینگے۔ مین نے کہا مھبل کہان ہے کہا کہ جہان آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ اور نواس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل کریگا وہ چالیس روز تک برسیگا اُس سے کوئی گھر نہ بچیگا اور وہ تمام زمین کو مانند زلفہ کے دھو کر صاف کر دیگا اور زمین کو حکم دیا جائیگا کہ اب اپنے پھلون کو اُگا دے اور اپنی برکت واپس دے اور بیان فرمایا کہ ایسی برکت ہوگی کہ کئی آدمی ایک انار کھاوینگے اور اُسکے چھلکے سے سایہ کرینگے اور دودھ مین یہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک فئام کو اور ایک گاے کا دودھ ایک قبیلہ کو اور ایک بکری کا دودھ ایک گھرانے کو کفایت کریگا اور فرمایا کہ لوگ اِسی فراخی مین ہونگے کہ ناگاہ اللہ عزوجل ایک پاکیزہ ہوا بھیجیگا اور وہ لوگون کو اُنکی بغل کے نیچے سے ماخوذ کریگی اور ہر مسلمان کی یا فرمایا کہ ہر مومن کی روح کو قبض کر لیگی اور رہجاوینگے بدکار لوگ جو گدھون کی طرح آپس مین رل جاوینگے اور اُنھین پر قیامت قائم ہوگی۔ ورواہ مسلم واہل السنن وقال الترمذی حسن صحیح۔ پھر امام ابن کثیر رح نے تیسری حدیث ابن [illegible] سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ تمھارا کوئی دشمن نہین ہے حالانکہ تم برابر اپنے دشمنون سے لڑتے رہوگے یہانتک کہ یاجوج و ماجوج نکلین اُنکے چہرے چوڑے اور آنکھین چھوٹی چھوٹی اور بال سرخی مائل ہونگے گویا اُنکے چہرے [illegible] ڈھالین ہین۔ وقد رواہ ابن ابی حاتم عنہ۔ مترجم کہتا ہے کہ صحیح مین ترک کے حلیہ مین بھی ایسا ہی کچھ مذکور ہے کہ قیامت [illegible] ایک قوم ترک سے لڑائی ہووے اور اُنکے چہرہ کی ہیات ایسی کچھ بیان بیان فرمائی۔ اور واضح ہو کہ بالون کی سرخی وغیرہ [illegible] یہ قوم پہاڑی سرد ملکون کی ہے اور جسامت اُنکی قریب آدمیون کی ہوگی ولیکن کثرت و شدت مین زیادہ ہونگے [illegible] عیسیٰ علیہ السلام سورہ اعراف مین اور بعض اُسکا حدیث معراج مین مذکور ہوا ہے ذکر فرمائی

اور اسمین مذکور ہی کہ یاجوج وماجوج نکلینگے وکما قال تعالیٰ وہم من کل حدب ینسلون - پس لوگون کی بلاد کو [illegible]
اُسکو تباہ کر دینگے اور جس پانی پر اُنکا گذر ہوگا اُسکو پی جاوینگے اور لوگ اپنے گھرون مین گھس رہینگے اور عیسیٰ [illegible]
شکایت کرینگے پس مین اللہ تعالیٰ سے دعا کرونگا اللہ تعالیٰ اُنکو ہلاک و مردہ کر دیگا یہانتک کہ اُنکی بدبو سے زمین [illegible]
بارش نازل فرمادیگا وہ اُنکے اجسام کو بہاکر سمندر مین ڈالیگی - رواہ ابن ماجہ وابن جریر - اور مترجم کہتا ہی کہ شاید [illegible]
پرند اگر اُنکے اجسام کو اُٹھا لیجاوینگے اور باوجود اسکے کچھ اُنکے ٹکڑے وریزے و اُنکے جسمون کی چربی وغیرہ زمین پر [illegible]
سمندر مین لیجائیگی واللہ تعالیٰ اعلم - اور جاننا چاہیے کہ یہ ظہور واخراج برخلاف معتاد ہوگا جیسے اُسوقت کے اکثر امور خلاف [illegible]
ازانجملہ جانورون کو اُنکا گوشت کھانے کو ملیگا اور وے بہت فربہ ہونگے اور ازانجملہ زمین سے پیداوار عجیب برکت سے ہوگی [illegible]
بارش سے تمام گھر اندر و باہر دُھل جاوینگے اور باوجود اس کثرت کے ایسا فر نہین ہیونچیگا - اور ابن ابی حاتم نے کعب احبار [illegible]
کی جسمین خروج یاجوج وماجوج کے حال کی جو حدیث مین ہی اِسطرح توضیح ہوتی ہی کہ کعب رضہ نے توریت و اخبار سے بیان کیا کہ جب یاجوج [illegible]
نکل جاوینگے تو پہلا گروہ اُنکا بحیرہ طبریہ پر گذریگا اور وے اُسکا پانی پی جاوینگے پھر دوسرا گروہ وہان آویگا تو کیچڑ ملا پانی چاٹ لینگے
پھر تیسرا گروہ آویگا تو آپس مین کہینگے کہ اِسمین ایک دفعہ کا پانی تھا پھر لوگ اُنکے سامنے سے بھاگینگے اور کوئی چیز اُنسے مقابلہ نہ کرسکیگی
اور پھر وے لوگ اپنے ہتھیارون سے آسمان کو پھینکینگے وہ خون آلودہ گرینگے تب اُٹھا لا دینگے کہ ہم زمین والون پر اور آسمان والون پر
غالب ہو گئے - پھر عیسیٰ علیہ السلام دعا کرینگے کہ الٰہی ہم لوگون کو اُنکے مقابلہ کی قوت نہین ہی سو جسطرح تو چاہے ہمارے واسطے اُنکو کفایت
کر دے پس اللہ تعالیٰ اُنپر ایک کیڑا مسلط کر دیگا جسکو نغف کہتے ہین وہ اُنکی گردنون مین پار ہوکر سب کو ایکبارگی ہلاک کر دیگا اور [illegible]
اُنپر ایک پرند بھیجیگا جو اُنکو پنجون سے اُٹھاکر سمندر مین ڈال دیگا اور اللہ تعالیٰ ایک چشمہ جسکو حیات کہتے ہین بھیجیگا وہ زمین کو صاف [illegible]
اور نباتات اُس سے بہت برکت کے اُگینگے - ابن کثیر رح نے کہا کہ کعب احبار کا یہ اثر موافق صحیح اخبار کے ہی اور لکھا کہ یہ بات ثبوت کو [illegible]
ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام خانہ کعبہ کا حج کرینگے - اور امام احمد نے بسند جید صحیح حضرت ابو سعید خدری رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ [illegible]
علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد خروج یاجوج وماجوج کے اِس بیت یعنی کعبہ کا حج کیا جائیگا وعمرہ کیا جائیگا - ورواہ البخاری ایضاً - اور کعب [illegible]
مین ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لوگون کو خبر ہوپہنچیگی کہ ذوالسویقتین تمہارے قصد سے آتا ہی اور ذکر کیا کہ [illegible]
موت سے جو بغل کے نیچے سے روح قبض کریگی مومنون کی روح قبض کرلیگی - ذوالسویقتین ایک شخص [illegible]
ظاہر یہ ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد یہ واقعہ ہوگا اِسلیے کہ مسلمان آنپر نماز پڑھکر دفن کر دینگے [illegible]
قبر شریف حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی - اور اِسکے بعد ذوالسویقتین کا واقعہ ہوگا کیونکہ [illegible]
وسلم ہوگا اُسکی روح قبض ہو جائیگی اور کعب احبار نے بیان کیا کہ باقی لوگ ایسے [illegible] جگہ [illegible]
اور ظاہر مراد یہ ہی کہ جیسے گدھے وغیرہ بےحیائی کے ساتھ جفتی کرتے اور باہم [illegible]
یہ لوگ چوپائی سے ہونگے باوجود صورت انسانی ہونے کے گدھون کی طرح [illegible]
اعلم - پھر حق عزوجل نے مشرکون کے باطل معبود [illegible]
جہنم [illegible]

Marfat.com

...بدون من دون الله حصب جهنم انتم لها وردون ○ لو كان هؤلاء الهة ما وردوها

...جو کچھ پوجتے ہو اللہ کے سوائے ایندھن ہی دوزخ مین تمکو اُسپر پہونچنا ہی اگر ہوتے یہ لوگ ٹھاکر نہ پہونچتے اُسپر

وكل فيها خلدون ○ لهم فيها زفير وهم فيها لا يسمعون ○ ان الذين سبقت لهم منا

...سب اُسمین پڑے رہینگے اُنکو وہان چلانا ہی اور وہ اُسمین بات نہین سنتے جنکو آگے ٹھہر چکی ہماری طرف سے

الحسنى اولئك عنها مبعدون ○ لا يسمعون حسيسها وهم في ما اشتهت انفسهم خلدون ○

...وہ اُس سے دور رہینگے نہین سنتے اُسکی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزو مین سدا رہین

لا يحزنهم الفزع الاكبر وتتلقهم الملئكة هذا يومكم الذي كنتم توعدون ○

...غم ہوگا اُنکو اس بڑی گھبراہٹ مین اور لینے آوینگے اُنکو فرشتے آج دن تمہارا ہی جسکا تمسے وعدہ تھا

انسان تمام مخلوقات سے اشرف ہی اور تمام مخلوق اُسکے لیے ہی کہ باجازت الٰہی عزوجل اُنمین تصرف کرتا ہی پتھرون کو کاٹ کر مکانات و فرش بناتا ہی اور درختون کو قطع کرکے دھنیون وغیرہ کے کام مین لاتا ہی اور حیوانات کو ذبح کرکے اُنکا گوشت کھاتا ہی اگرچہ حیوانات جاندار ہین لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو شرافت دی ہی کہ اُسکے نام پر ذبح کرکے کھاوے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور حیوانی تسبیح سے انسانی تسبیح اکمل و احسن ہی اور چاند و سورج گردش مین ہین فصول و اثمار پیدا کرتے ہین اور آدمی اپنے رزق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ کے واسطے سجدہ کرتا ہی پھر رب عزوجل جس نے انسان کو پیدا کیا اُسکے آگے بندہ ہی اور معبود و بندہ مین کوئی نسبت نہین سوائے اسکے کہ وہ معبود ہی اور بندہ اُسکا مخلوق و اُسکے قبضہ قدرت مین مسخر اور سجدہ کرنے والا اور اُسکی پرستش کرنے والا ہی پھر جب کافرون نے اپنے آپ کو پتھرون و بتون کا بندہ بنایا اور اُنکے آگے سجدہ کیا اور اُنکو معبود بنایا تو ظاہر ہوا کہ اُن کافرون مین اور ان پتھرون و لکڑیون مین کوئی نسبت نہین سوائے اسکے کہ یہ پتھر معبود ہین اور یہ کفار اُنکے بندے ہین اور یہ پتھر سب طرح اشرف ہین بہ نسبت اُن کافرون کے جب یہ معلوم ہوا تو تجھے اسمین شک نہ ہوگا کہ لکڑی و پتھر وغیرہ کوئلہ بنائے جاتے اور آگ مین جلائے جاتے ہین اور اسکے سوائے وے اس لائق نہین ہین کہ تخت شاہی پر متمکن ہون تو لامحالہ جہنم کے جسکی آگ پتھرون سے جلتی ہی ایندھن ہوے اور جب کافرون کے یہی معبود ایندھن ہونے کے سوائے جنت کے محل کرامت و تاج و تخت شرافت کے لائق نہین تو کفار بدرجہ اولیٰ جہنم کے ایندھن ہین اسی واسطے فرمایا کہ تم اگر کفر پر مرو تو بدرجۂ اولیٰ۔ وما تعبدون من دون الله اور جو چیز تم پوجتے ہو یعنی بت پتھرون وغیرہ و شیاطین کہ جنکو تم سوائے اللہ تعالیٰ کے معبود بناتے و پوجتے ہو۔ دونون فریق تم حصب جهنم جہنم کا ایندھن ہو۔ کما فسرہ ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و قتادہ و علی و عائشہ و الضحاک۔ اور مروی ہی کہ عائشہ و علی رضی اللہ عنہما نے حصب کی جگہ حطب پڑھا۔ ابن کثیر رح نے کہا یہ خطاب ہی کفار قریش کو اور جو لوگ اُنکے دین پر بتون و مورتون کو پوجتے ہین تو اُنکو متنبہ کردیا کہ تم اور تمہارے ظاہری معبود وغیرہ اور حقیقی معبود جہنم کا ایندھن ہو۔ غرضکہ جس نے شیطان کی اتباع مین کسی چیز کو پوجا تو اُسنے درحقیقت شیطان کو پوجا اور پتھر کی مورتون کو اس سے ...کیونکہ اُنمین حواس ہی نہین ہین اور ملائکہ و عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کو اگر علم ہوا تو وے نہایت درجہ ان کافرون سے ناخوش ہین ...کیونکہ انھون نے نہ کہا کہ ہم تمہارے معبود ہین بلکہ ان کافرون کو شیطان نے ابھارا اور اُنکے دل مین جھوٹی امنگین و خیالات ...ڈالے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو بیٹا معبود کرکے عبادت کرنی شروع کی اور عبادت اتنے پر ہوجاتی ہی کہ اُنمین قدرت و الوہیت

مانے اور ایسی کوئی صفت ماننے جو جناب باری تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہی پس حقیقت مین انھون نے [illegible]
اُسی پر عمل کیا اور کافرون کے بنانے و نسبت کرنے سے نفس الامر مین کوئی اثر نہین ہوتا ہی جیسا کہ عیسیٰ علیہ [illegible]
پاک بندے بالکل الگ ہین تو کافر لوگ و شیاطین رہگئے ہین پس شیاطین کی پرستش [illegible]
جیسے ملائکہ و عیسیٰ کو معبود بنانے مین ملائکہ و عیسیٰ الگ ہین شیاطین و کفار دونون معبود و عابد ہین یہ دونون جہنم [illegible]
و مورتون کی عبادت کرنے مین بت و مورتین الگ ہین وہان بھی شیاطین معبود اور کفار عابد ہین [illegible] کیون کہ کفار و مورتین جہنم [illegible]
کیونکہ یہان بھی مورتین پتھر کی بیچاری بے قصور ہین - جواب دیا گیا کہ ہان مورتین پتھر کی بے قصور والگ ہین اور انپر جہنم کا عذاب نہین [illegible]
عذاب ہی نہین ہی ولیکن جہنم کا ایندھن پتھرون و کبریت کے ٹکڑون سے ہوگا اور پتھر گویا اپنے رب عزوجل کے حکم سے کافرون پر عذاب [illegible]
وغیرہ کے اپنے رب کیطرف سے کافرون پر عذاب کرنیکے لیے داخل ہونگے اور فائدہ اِسکا یہ ہی کہ کافرون پر غم و حسرت کا عذاب اور بڑھ جائیگا کیونکہ
کرکے یہ لوگ کافر مشرک ہوکر داخل جہنم ہوے اور وہی اِنپر عذاب ہوگئے تو اِس سے اُنپر غم و اندوہ شدید ہوگا لہذا فرمایا۔ [illegible]
وَارِدُوْنَ تم دونون فریق جہنم کے لیے وارد ہونے والے ہو - اور دوسری آیات مین تصریح کردی ہی کہ یہ کفار و مشرکین زنجیرون
کے ساتھ مسلسل ہونگے پس کفار کو وہان حسرت ہوگی کہ اُنکو کیون پوجا - لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْ[هَا]
اگر یہ مورتین آلہہ ہوتے تو جہنم مین وارد نہوتی - وہان یہ سمجھ آئیگی تو سخت ندامت بے سود ہوگی - اور عجب شان اُنکی ہی کہ بالکل [illegible]
امر ہی کہ اِن چیزون کی پرستش کرنا اور اُنہین الوہیت ماننا ذرہ بھی عقل نہین ہی - اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اِن لوگون مین شرف انسانی [illegible]
یعنی عقل بالکل نہ تھی تو لامحالہ مثل دیگر اشیاء کے ہوگئی بلکہ دیگر اشیاء تو خالق عزوجل کے حکم پر ہین اُنھون نے تو خالق عزوجل کو چھوڑ کر [illegible]
سے اشرف چیز کو معبود بنایا اور وہ پتھر ہین تو ظاہر ہوا کہ یہ لوگ پتھرون وغیرہ سے بدتر ہین برابر نہین ہین - اِس بیان سے بعضے [illegible]
وہم دور ہوگیا کہ مشرکین بت پرست لائق جنت کیون نہ ہونگے بعد تھوڑی سزا کے ہو جاوین - اور یہ وہم باطل ہی کیونکہ اِن مشرکون [illegible]
یہ لیاقت ہو جاوے تو اُنکے معبودون مین جو اُنسے اچھے تھے ضرور یہ لیاقت ہونا چاہیے کیونکہ یہ تو اپنے معبودون سے بدتر تھے [illegible]
معبود اِسی لائق ہین کہ ایندھن وغیرہ کے کام مین لائے جاوین تو یہ اِس لائق بھی نہین ہوسکتے ہین - وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
اور ہر واحد معبود و عابد دونون جہنم مین ہمیشہ رہینگے - اِنہین سے کوئی اِس لائق نہین ہی کہ جنت کی شرافت کا اُسکے لائق ہو جب [illegible]
کے معبود ہی اِس لائق نہین ثابت ہوے تو کفار و مشرک جو بندے پتھرون کے بنے تھے یہ بندے کہان سے اِس لائق ہونگے
زَفِيْرٌ اِن مشرکون کی جہنم مین زفیر ہوگی یعنی نہایت شدت سے اُلٹی سانس ہی جس سے دم نکلنے کی [illegible]
بھی ہوگی - وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ اور وے جہنم مین کچھ نہین سنینگے - یا کچھ بھلائی نہین سنینگے [illegible]
جوش وغلیان سے کچھ سنائی نہ دیگا - ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب جہنم مین وہی لوگ رہجاوینگے [illegible]
مین بند کرکے اُسکو آگ کی کیلون سے جڑ دیا جائیگا تو ہر ایک انہین سے یہی گمان کریگا کہ جہنم مین فقط [illegible]
پڑھی - رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر - اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰىٓ [illegible]
سابق ہوچکی ہی بھلائی - عکرمہ نے کہا یعنی رحمت - دوسرون نے کہا یعنی [illegible]
ہوے ہین - اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ یہ لوگ اِس جہنم سے دور رکھے گئے [illegible]

Marfat.com

جہنم کی آگ سے بالکل محفوظ ہیں۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں اُنکے عذاب کا ذکر کیا جو اسوجہ سے
ہوئے کہ اُنھون نے اللہ تعالیٰ سے شرک کیا اور اُسپر ایمان نہیں لائے دوزخی ہوے تو اُسکے بعد جنتیون واہل سعادت کا ذکر کیا
یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے اور یہ لوگ وہ بندے اللہ تعالیٰ کے ہین کہ اُنکے حق مین اللہ تم کی طرف سے سعادت
ازل سابق ہو چکی تھی اور اُنھون نے دنیا مین نیک اعمال کیے تھے کما قال تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادة الآیہ وقال تعالیٰ ہل جزاء
الاحسان الا الاحسان۔ پس جیسے اُنھون نے دنیا مین نیک کام کیے تو اللہ تعالیٰ نے اُنکے انجام وآخرت مین اُنکو ثواب جمیل عطا کیا
اور اُنکو عذاب سے نجات دی اور جہنم سے دور رکھے گئے اگرچہ جہنم کے پل صراط سے اُنکا گذر ہوگا ولیکن جہنم اُنکے نزدیک سرد وخاموش
ہوگی۔ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وے نہین سنینگے جہنم کے حسیس کو۔ ابن کثیر رح نے کہا یعنی اجسام کفار کو جلانے مین جو اسکے
اندر ہوگی وہ مکروہ ہوگی اُنکے کانون مین نہین آویگی۔ ابو عثمان النہدی سے روایت ہے کہ پل صراط پر سانپ ہونگے جو کافرون کو کاٹینگے
حس حس کرینگے۔ رواہ ابن ابی حاتم اور اول اظہر ہے اور مانند قول ابو عثمان نہدی کے ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رض سے مرفوع روایت کی
ابن عباس رض نے کہا کہ جب اہل جنت اپنے منزل جنت مین اُترینگے تو جہنم کے حسیس نہین سنینگے۔ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ
أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ یعنی جنت مین ہر چیز خواہش نفس کی اور لذت آنکھون کی موجود ہے کما قال تعالیٰ ولہم فیہا ما تشتہیہ الانفس و
تلذ الاعین۔ یعنی اہل جنت کے واسطے جنت مین ہر وہ چیز ہے جسکو نفس خواہش کرے اور آنکھین اُس سے لذت پاوین پس فرمایا کہ اہل جنت
اپنی خواہش ولذت کی چیزون مین ہمیشہ مقیم رہینگے۔ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ فزع اکبر اُنکو اندوہ مین نہ ڈالیگا۔
یعنی ہول قیامت وغیرہ جس سے اورون کو سخت گھبراہٹ اور نہایت ہول واندوہ ہوگا یہ بندے اُس سے محفوظ ہونگے۔ ابن
عباس رض نے کہا کہ فزع اکبر وہ دوسرا نفخ صور ہے یعنی جس سے قیامت قائم ہو جائیگی۔ بعض نے کہا کہ اُسوقت جب پکارا جاوے کہ ای
دوزخ والو ہمیشگی ہے موت نہین اور ای جنت والو ہمیشگی ہے موت نہین اور موت ذبح کردی جائیگی۔ مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ اسواسطے کہا کہ اکبر
سے بڑا گھبراہٹ کا وقت یہی ہونا چاہیے۔ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین گروہ مشک
کے ٹیلون پر ہونگے اُنکو قیامت کے روز فزع اکبر سے ہول نہ ہوگا ایک وہ شخص جس نے کسی قوم کی امامت کی اس حالت سے کہ وے
اس سے راضی رہے اور ایک وہ شخص جو ہر روز وشب اذان دیتا تھا اور ایک وہ غلام جس نے ادا کیا حق تعالیٰ کا اور حق اپنے
مالک کا۔ رواہ احمد والترمذی وقال حدیث حسن۔ اور معنی حدیث کے یہ ہین کہ تین گروہ ہین کہ فزع اکبر سے یہ بھی محفوظ ہین اور یہ مراد
نہیں ہے کہ سواے ان تین گروہ کے کوئی شخص فزع اکبر سے محفوظ نہوگا۔ بلکہ اور بندے اللہ تعالیٰ کے بھی فزع اکبر سے محفوظ ہونگے۔ وَتَتَلَقَّاهُمُ
الْمَلَائِكَةُ اور اُنسے ملائکہ ملاقات کرینگے۔ یعنی قبور سے نکلنے کے وقت ملائکہ اُنکو بشارت دیتے ہوے ملینگے قالہ الشیخ المحلی۔ اور
کہینگے هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ یہ ہے تمہارا وہ دن کہ جسکا تم وعدہ دیے جاتے تھے یہ سب کرامت
اُنکے واسطے جنکے لیے سعادت ازلی سابق ہو چکی ہے اور جماعت مفسرین نے قرار دیا کہ اس سے مراد کچھ خاصکر مسیح وملائکہ وغیرہ
نہیں ہین جنکی کسی فرقہ جاہل نے عبادت کی ہو بلکہ تمام بندے جو ایمان وعمل صالح سے موصوف ہون اور اللہ تعالیٰ کے
واسطے ہون۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی سے روایت ہے کہ ایک روز رات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ آیت
پڑھی ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ الآیہ تو علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مین اُنھین مین سے ہون اور عمر اُنھین مین سے

صدیقی کتبخانہ اردو بازار لاہور

Marfat.com

ہین اور عثمان اُنہین مین سے اور زبیر اُنہین مین سے اور طلحہ اُنہین مین سے اور عبد الرحمن بن عوف [illegible]
اُنہین مین سے ہین اور اتنے مین نماز کی اقامت کہی گئی تو اپنا کپڑا کھینچتے ہوے میرا خیال ہی کہ [illegible]
ابی حاتم - مترجم کہتا ہی کہ ابو عبیدہ و زید بن عمرو بن نفیل کو ذکر نہین کیا اور ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو نہین [illegible]
بیان کرونگا - اور بیان یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ اثر دلالت کرتا ہی کہ مراد سب اہل ایمان ہین کچھ خصوصیت [illegible]
ابن کثیر رح نے لکھا کہ محمد بن حاطب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آیت مین روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ ایسے [illegible]
ہین - رواہ ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے بھی محمد بن حاطب سے اسکو روایت کیا اور انہین یون ہی کہ عثمان [illegible]
علی بن ابی طلحہ سے روایت ہی کہ ابن عباس نے اس آیت مین کہا کہ یہ لوگ اولیاء اللہ ہین کہ برق سے تیز [illegible]
مین کفار اوندھے پڑے رہ جاوینگے - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اِن روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ آیت اہل جنت کے [illegible]
کہ ہم نے ذکر کر دیا اور اس آیت سے یہ مقصود نہین ہی کہ عیسی و ملائکہ وغیرہ معبودون کا استثنا ہی یعنی جیسے کفار [illegible]
معبود سب جہنم کے ایندھن ہو اور اسمین ہمیشہ پڑے رہوگے پھر قولہ ان الذین سبقت لہم منا الحسنی - سے بعض معبود [illegible]
کے اس قول سے مستثنی کر لیے ہون تو یہ مقصود نہین ہی ولیکن مفسرین مین سے ایک جماعت نے یہی کہا ہی - اقول [illegible]
ہی کہ اللہ تعالی تمام مخلوق کو جنمین کفار و مومنین و عیسی و عزیر وغیرہ سب ہین جہنم سے ورود کریگا بحکم قولہ تعالی [illegible]
علی ربک حتما مقضیا - اور بت وغیرہ پتھر جہنم مین ڈال دیے جاوینگے پھر اللہ تعالی نیک بندون کو جہنم سے گذار [illegible]
راہ راہ کے گذرنے کے طور پر ہوگا اور جہنم سے اُنکو کچھ اثر نہین ہی کما قال تعالی ثم ننجی الذین اتقوا - [illegible]
جو کافرون کے حقیقی معبود ہین سب جہنم مین مع بتون کے ایندھن رہجاوینگے - کما قال تعالی ونذر الظالمین فیہا [illegible]
انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم - اور ظاہر ہوا کہ ایندھن جہنم کا کفار و اُنکے بت و اُنکے حقیقی معبود [illegible]
نے عیسی و عزیر وغیرہ کو معبود بنایا تھا تو اُنکو مستثنی کر لیا کہ ان الذین سبقت لہم منا الحسنی الآیہ - اور اس صورت مین [illegible]
مناسب ہین کہ دور کر لیے جاوینگے اگرچہ ورود مین شریک ہون اور فائدہ اسکا اظہار جلال و عظمت کبریائی مخصوص بجناب باری تعالی [illegible]
کے واسطے عبودیت لازم اور جو ارادہ الٰہی ہو وہ اُنپر جاری ہی بدلیل قولہ لو کان ہولاء آلہۃ ما وردوہا - اگر یہ لوگ معبود [illegible]
ہوتے - اور مترجم کہتا ہی کہ ان بعض مفسرین نے اگر اس آیت سے استثنا مقصود لیا ہی تو بھی استثنا کو ایک عام [illegible]
کہ ایسے صفت والے بندے جہنم سے دور رکھے گئے ہین اور اس سے ضروری لازم ہوا کہ عیسی و عزیر [illegible]
مخصوص اُنہین کے لیے نہین ہی بلکہ ایسی صفت والون سب کو شامل ہی لہذا یہان دونون فرق [illegible]
نہین چاہیے بلکہ یہ کلام ہوسکتا ہی کہ نزول اس آیت کا واسطے تنبیہ ابن الزبعری کے [illegible]
نہ ہوا اُنکے معبود جہنم کے ایندھن ہین ولیکن ایسے بندے جو بر عایت ازلی سعادت [illegible]
ہووے جہنم کے ایندھن کیسے کہ جہنم کے اندر بھی نہین بلکہ جہنم کے پاس نہین بلکہ جہنم سے [illegible]
آیت کا واسطے بیان شان اہل ایمان کے ہی کہ کفار اور اُنکے معبود جہنم [illegible]
و دوام جنت کے دوام راحت مین مسرور ہین اور [illegible]

داخل نہین ہین کیونکہ حقیقی معبود کفارون کے تو شیاطین ہین اور بت وغیرہ بھی حقیقی نہین ہین اور اسکی تحقیق اوپر
ہوچکی ہے بعض مفسرین نے کہا کہ آیت ان الذین سبقت لهم الآیہ کا سیاق واسطے استثنار کے ہے انکے دلائل کو شیخ ابن کثیر رح نے نقل
کیا اور ابن ابی حاتم رح نے ابن عباس رضی سے روایت کی کہ قولہ انکم وما تعبدون من دون اللہ الآیہ سے استثنار کیا۔ ان الذین سبقت لهم منا الحسنی
یعنی یہ کہا کہ اللہ نے استثنا کیا مانند عیسی و ملائکہ وانکے مانند بندون کے ہین جو سواے اللہ تعالی کے پوجے گئے ہین اور یہی قول عکرمہ وحسن
و ابن جریج کا ہے اور ضحاک رح نے بھی ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ قولہ ان الذین سبقت الخ کا نزول عیسی بن مریم و عزیر علیہما السلام کے
حق مین ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی اس آیت مین کہ ہر چیز جو سواے اللہ تعالی کے پوجی گئی وہ
جہنم مین ہے سواے سورج وچاند و عیسی بن مریم کے۔ قال الامام اسکی اسناد ضعیف ہے۔ مجاہد رح نے آیت مین کہا کہ عیسی و عزیر و ملائکہ۔
اور ضحاک رح نے کہا کہ عیسی و مریم و ملائکہ و سورج وچاند۔ ایسا ہی سعید بن جبیر و ابو صالح و بہتون سے مروی ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے
ایک طریق سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مین فرمایا کہ عیسی و عزیر و ملائکہ۔ قال ابن کثیر رح حدیث غریب جدًا اور
میں کہتا ہون کہ اغرب اس مقام پر سورج وچاند کا استثنار ہے بوجہ اسکے کہ حدیث صحیح مین ہے کہ یہ دونون سورج وچاند جہنم مین ثورین مکورین
ہونگے۔ اور حق یہ ہے کہ سورج وچاند کے حق مین نہ یہ عذاب ہے نہ ثواب ہے بلکہ کافرون کے واسطے عذاب و حسرت واندوہ و ندامت ہے۔ پھر
شیخ رح نے ذکر کیا کہ بعض نے یہان قصہ ابن الزبعری و مشرکین کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناظرہ و مباحثہ ذکر کیا چنانچہ ابو بکر بن مردویہ
نے باسنادہ وابن عباس رضہ سے روایت کی کہ عبد اللہ بن الزبعری آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ تم گمان کرتے ہو کہ اللہ تعالی
نے تم پر نازل کیا قولہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ حالانکہ سورج وچاند و ملائکہ و عیسی و عزیر پوجے گئے ہین تو یہ سب جہنم کے اندر
ہونگے۔ تو نازل ہوا قولہ ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون وقالوا آلہتنا خیر ام ہو ما ضربوہ لک الا جدلا بل ہم قوم خصمون پھر نازل ہوا
قولہ ان الذین سبقت لهم منا الحسنی الآیہ۔ رواہ الحافظ ابو عبد اللہ الضیاء فی المختارہ۔ اور توضیح اسکی محمد بن اسحق بن یسار رح کی کتاب السیرۃ
مین یہ ہے کہ ہمکو روایت پہونچی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام مین ولید بن المغیرہ کے ساتھ بیٹھے اتنے مین نضر بن الحارث آکر
انکے ساتھ بیٹھ گیا اور مسجد مین بہت سے صنادید قریش تھے پس رسول اللہ صلعم نے نصیحت سے باتین کین تو نضر بن الحارث نے آپ کا
مقابلہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کلام کیا یہانتک کہ اسکو ساکت کر دیا پھر اسکو و تمام قریش کو سنایا کہ انکم وما تعبدون من
دون اللہ حصب جہنم انتم لها واردون تا قولہ لا یسمعون۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان سے اٹھکر چلے آئے۔ پھر عبد اللہ بن الزبعری سہمی
آکر ان لوگون کے ساتھ بیٹھا تو ولید بن المغیرہ نے اس سے کہا کہ واللہ ابھی ابن المطلب کے سامنے نضر بن الحارث نہ کھڑا ہوا اور نہ بیٹھا
یعنی کچھ مقابلہ نہ کرسکا اور محمد نے زعم کیا کہ ہم اور ہمارے الہہ جنکو ہم پوجتے ہین سب جہنم کا
ایندھن ہین تو عبد اللہ بن الزبعری نے کہا کہ اور مین ہوتا تو محمد پر غالب ہو جاتا تم لوگ محمد سے پوچھو کہ اگر ما سواے اللہ تعالی کے جو معبود
ہین وہ سب اپنے عابدون کے جہنم مین ہین تو ہم ملائکہ کو پوجتے اور یہودی عزیر کو پوجتے ہین اور نصاری مسیح کو پوجتے ہین پس ولید و جو لوگ مجلس
مین تھے عبد اللہ بن الزبعری کے اس قول سے خوش ہو گئے اور یقین کر لیا کہ بلاشک یہ حجت مین غالب ہو گیا پس حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جسکو کوئی سواے اللہ تعالی کے معبود بناکر پوجا جاوے تو وہ مع اپنے عابدون کے جہنم مین ہے یعنی کما
قال ومن یقل منہم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم۔ یعنی جو انمین سے کہے کہ سواے اللہ تعالی کے مین الہ ہون تو ہم اسکو جہنم سزا دینگے

Marfat.com

اور یہ لوگ تو فقط شیطان کو پوجتے ہین اور اُس شخص کو جس نے اُنکو اُنکے غیرو کی عبادت کا حکم دیا اور [illegible]
لہم منا الحسنیٰ الآیہ یعنی عیسیٰ و عزیر اور تمام ایسے احبار و رہبان جو طاعت و توحید الٰہی پر گذر گئے [illegible]
کے ارباب بنا لیا یعنی بنو اسرائیل یہود و نصاریٰ مین علماء و درویش اولیاء گذر گئے [illegible]
اِسطرح بنایا کہ جو اُنھون نے کہا وہ مان لیا اور جو منع کیا اُسکو چھوڑ دیا غرضکہ اُنکے قول کو اپنا دین [illegible]
مین مذکور ہین - اور لکھا کہ اُنھون نے جو ملائکہ کو پوجا یعنی اُنکو بیٹیان بنایا تو اِس بارہ مین نازل ہوا [illegible]
عباد مکرمون تا قولہ تعالیٰ فذلک نجزیہ جہنم کذلک نجزی الظالمین - اور جو امر عیسیٰ علیہ السلام [illegible]
ہی تو نازل ہوا ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون وقالوا أآلہتنا تا قولہ تعالیٰ وانہ لعلم للساعۃ [illegible]
آیات عیسیٰ کے ہاتھ پر رکھی تھین کہ وہ مردے کو زندہ کرتا تھا اور لا علاج بیماریون کی صحت کر دیتا تھا تو یہ [illegible]
دیے تھے اور اِس سے الوہیت نہ تھی اور نہ عیسیٰ نے کبھی اسکا دعویٰ کیا سوائے اِسکے کہ اپنی عبودیت کی تاکید کی [illegible]
ساتھی سب اِس حجت و برہان سے متعجب رہگئے - امام ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن الزبعری شاعر معروف تھا [illegible]
ہجو کیا کرتا تھا پھر اُسکے بعد وہ اسلام لایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین مدح کی اور اپنے سابق افعال سے [illegible]
کیا - رضی اللہ عنہ - اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا قولہ الفزع الاکبر - عبد الرزاق نے عطاء سے روایت کی کہ اِس سے مراد موت [illegible]
کہ موت کا وقت بھی بڑی گھبراہٹ کا ہی اور ابو سنان سعید بن سنان نے کہا کہ نفخ صور ہی اور یہی عوفی نے ابن عباس سے [illegible]
اِسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہی اقول یہی ارجح ہی کما ذکرہ الجلال رح - حسن رح نے کہا کہ وہ وقت جب بندے کو دوزخ کا حکم [illegible]
سعید بن جبیر و ابن جریج نے کہا کہ جب آگ اپنے لوگون کو ڈھانپ لے - ابو بکر ہذلی رح نے کہا کہ جب موت ذبح کیجاوے [illegible]
ابی حاتم - اور قولہ تتلقاہم الملائکۃ - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ جب اپنے قبور سے نکلینگے تو ملائکہ بشارت دیتے ہوئے ملاقات کرینگے [illegible]
مذکور ہوا کہ شیخ جلال محلی رح نے اِسی کو ترجیح دی ہی اور یہی صحیح ہی اور معالم مین لکھا کہ جنت کے دروازے پر ملاقات کرینگے [illegible]
اِسواسطے کہ ہذا یومکم - کی بشارت اُسوقت بیکار ہی کیونکہ یہ تو اُنکو قبور سے نکلتے ہی معلوم ہوگیا لا تکلف مجاز ہی [illegible]
مبارکباد اور یہ جنت ہی اُسکی بشارت البتہ دینگے اور وہ دوسرا انعام ہی - ف - فی اشارات العرائس قولہ تعالیٰ ان الذین [illegible]
لہم منا الحسنیٰ - اللہ تعالیٰ نے اہل ولایت و نبوت و رسالت کو اِس وصف سے موصوف کیا کہ ازل مین اُنکے ساتھ حسن [illegible]
اُنکو معرفت جلال و کمال سے وہ عطا ہوئی کہ جس سے اُنکو عذاب فراق سے دور رکھا و فرمایا - اولئک عنہا [illegible]
و حجاب ہی اور یہ بندے اہل مشاہدہ و وصال ہین - قولہ لا یسمعون حسیسہا - یہ لوگ جہان وصال [illegible]
نہ کرینگے - اور واضح ہو کہ عنایت ازلی کا ظہور اُنمین چار باتون سے ہی ایک تو دونون جہان [illegible]
کرنے سے منفرد ہین سوائے اللہ تعالیٰ کے سب سے دل الگ کیے ہوے ہین - دوم [illegible]
پر راضی و خوشنود ہین سوم ادب و حرمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جناب مین خدمت پر قائم ہین [illegible]
کے ساتھ اُنمین نور قدرت الٰہی کا ظہور ہی - اور باطنی حسن عنایت ازلی کی اُنمین چار [illegible]
غیبیہ - سوم مکاشفات صحیحہ چہارم معارف حقیقیہ پس جس شخص مین یہ ظاہری و باطنی [illegible]

Marfat.com

ہ انپر فلاح حقیقی و فضل عظیم انکے اور نشان ولایت کے ظاہر ہین اور وہ نائب رسول ہی۔ حسن بن الفضل نے کہا
کہ یہ کے لیے حصول عنایت و ولایت کا تھا۔ جنید رح نے کہا کہ جس بندہ کے واسطے اللہ تعالی کی طرف سے احسان سابق ہوچکا ہی
وہ مراتب تقوی مین تقوی کے ایک مرتبہ ادنی سے برابر عروج کرتا ہوا ہدایت کے ساتھ چلا جائیگا یہانتک کہ مرتبہ احسان تک پہونچے
اور اول واضح ہو کہ حدیث مین اسلام و ایمان و احسان تین مرتبہ مذکور ہین اور تقوی کا ادنی مرتبہ یہ ہی کہ شرک سے بیزار ہوا ور جزم کرے
کہ اللہ واحد ہی اور غیر کی بالکل باطل ہی پھر ممکن ہی کہ اس سے گناہ سرزد ہوں اور نفس کی ہوا و ہوس مین خفی شرک کا مرتکب ہوتا رہے
لیکن وہ اس سے بھی بیزار رہیگا اور اعلی مرتبہ تقوی کا مرتبہ ولایت و صدق ظاہر و باطن ہی گویا ہر وقت اپنے رب عزوجل کی حضور
اور مدد کے ساتھ حاضر ہی اور جب یہ معلوم ہوا تو شیخ جنید رح کی طرف جو روایت منسوب فرمائی اسکے معنی یہ ہین کہ وہ مراتب تقوی
میں ادنی سے اعلی کی طرف چڑھتا جائیگا اور سمجھ آتی جائیگی یہانتک کہ مرتبہ اعلی پر فائز ہوگا۔ واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ ایسی قوم
ہی کہ اللہ تعالی عزوجل نے انکو ہدایت فرمائی پس خود انکو مجذوب کردیا اور اپنے صفات کے انوار سے مقدس کردیا پس وے اسباب
و اعراض نہین دیکھتے اور عوض پر نظر نہین رکھتے ہین اور نہ وے اپنے مواطن طبیعت مین کہین مقیم ہین بلکہ سب سے ہجرت کرگئے ہین
اور اپنے ساتھ بھی کہین حاضر نہین ہین بلکہ انکے یہان وجود اللہ تعالی ہی کے واسطے ہی۔ بعض مشائخ نے کہا کہ عنایت سابقہ پانچ چیزین
ہین عنایت و اختیار و ہدایت و عطاء و توفیق۔ پس عنایت سے تو کفایت ہی یعنی اللہ تعالی ہی انکے واسطے کافی ہی اور اختیار سے
محافظت ہی یعنی اللہ تعالی ہی انکا نگہبان ہی اور ہدایت سے ولایت ہی اور عطاء سے انکو قرب محبت ملتا ہی اور توفیق الٰہی سے وہ جادۂ مستقیم میں ثابت قدم
پر مستقیم ہین۔ واسطی رح نے کہا کہ لایسمعون حسیسہا۔ یہ اہل حقایق ہین کہ حقائق تعالی اور حقیقت امر اور حقیقت حق کے ساتھ ایسے
مشغول ہین کہ اہل دنیا کے شور و غوغا کو نہین سنتے ہین کیونکہ جس مقام پر اہل دنیا موجود ہین وے وہان سے سفر کرگئے ہین جیسے اہل جنت
پل صراط سے گذر کر جنت کے مقام پر ہونگے تو انکو اہل جہنم کے حسیس سے خبر نہوگی۔ ایسے ہی اہل حقائق اپنے منازل حقائق مین چلے
جاتے ہین انکو کوئی پاتا نہین کہ انکی منزل کھوٹی کردے اور راہ روک دے وہ کچھ سنتے ہی نہین ہین۔ قولہ لایحزنہم الفزع الاکبر
انکے واسطے دائمی امن ہی اور انکو فزع کہان سے پہونچیگی حالانکہ وے جلال حق مین مدہوش اور اپنی امید سے واصل اور غیر محجوب ہین انکو
کوئی شی مین سے کوئی چیز مانع نہین ہی اور مراد انکی مراد حق ہی جو چاہین ہوجاتا ہی۔ قولہ تعالی وہم فیما اشتہت انفسہم خالدون۔ انکی آرزو جمال
قدیم مین مشاہدہ و وصال سرمدیہ ہی یہ انکے دل کی آرزو ہی اور انکے عقل کی خواہش یہ ہی کہ معادن صفات کے علوم منکشف ہون اور
ارواح کی خواہش یہ ہی کہ بحر ذات مین مستغرق ہون اور انکے اسرار کی خواہش یہ ہی کہ بقاء بفناء ہو اور فناء ببقاء ہو اور انکے نفوس کی
خواہش یہ ہی کہ لذت مناجات و خطاب و حسن و جمال ہو۔ شیخ ابن عطاء سے مروی ہی کہ قلوب و ارواح و نفوس ہر ایک کی خواہش علیحدہ
ہی اور اللہ تعالی نے ان سب خواہشون کا پورا ہونا جمع کردیا ہی پس خواہش ارواح قرب ہی اور خواہش قلوب مشاہدہ دیدار ہی
اور نفوس کی نعمت جنت ہی۔ شیخ جنید رح نے کہا کہ اولئک عنہا مبعدون۔ جہنم پر سے یہ لوگ گذر گئے اور کچھ احساس نہ ہوا اور
کیونکہ انکے تصیہ انکا اعلی اعلی الٰہی و نزول مدار رحمت ہی۔ صادق علیہ الرحمۃ سے مروی ہی کہ حسیس جہنم کا اثر سماعت انپر کیونکر
ہوگا انکو اسکی بھی حاجت ہی۔ تقول شاید یہان حدیث سے ماخوذ ہی کہ جز یا مومن فان نورک اطفا ناری۔ ای مومن یہان
سے جلدی گذر جا تیری روشنی نے میری آگ کو بجھا دیا۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید ملائکہ کے سامنے شیاطین کی بھی یہی کیفیت ہوگی واللہ اعلم

دلہذا جنگ بدر مین جب شیطان نے جبرئیل علیہ السلام وملائکہ کو دیکھا تو کانپتا ہوا بھاگا۔ کما جاء فی الصحاح [illegible]
یہی مجموعہ روح وقلب ونفس مین سے ہرایک کو خواہش ہے روح کی خواہش قرب وقلب کے [illegible]
کو اسکی ہمت کے موافق اسکی خواہش دوام وبقاء کے ساتھ ملیگی اور اسطرف یہ اشارہ ہے کہ جسمین خواہش [illegible]
شرب وغیرہ کی نعمتین ملینگی اور جسمین کمال روحی زیادہ ہے اسکو باوجود ان نعمتون کے قرب مزید ہوگا [illegible]
کو تہنیت ملائکہ پہونچیگی۔ کما فی قولہ وتتلقاہم الملائکۃ ہذا یومکم الآیہ۔ یہ روز وصال بلا فراق ہے اور روز [illegible]
بلا محنت اور روز عافیت بغیر بلیت ہے یہ روز کشف نقاب بلا حجاب اور نزول خطاب بلا عتاب ہے [illegible]
انکے دوام قصد کے موافق دوام فراق کا حکم سنایا جائیگا ایسے ہی اہل الجنۃ کو انکے قصد کے موافق دوام وصال کا حکم [illegible]
پھر حق تعالے نے حکم سنادیا کہ ہم نے حتم کر دیا ہے کہ دنیا مین نصرت وآخرت مین جنت اپنے بندگان صالحین [illegible]

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا
جسدن ہم لپیٹ لین آسمان کو جیسے لپیٹے ہین طومار مین کاغذ جیسا سرے سے بنایا پہلی بار پھر اسکو دہرا دینگے [illegible]

فَاعِلِينَ ○ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ
کرنا ہے | اور ہمنے لکھدیا ہے | زبور مین | نصیحت کے پیچھے | کہ آخر زمین پر | مالک ہونگے | [illegible]

الصَّالِحُونَ ○ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ○ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ
نیک بندے | اسمین مطلب کو پہونچتے ہین | ایک لوگ | بندگی والے | اور تجھکو جو بھیجا

إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ○
سو مہر کر کر | جہان کے لوگونپر

اللہ تعالی بیان فرماتا ہے کہ یہ قیامت کو ہونے والا ہے کہ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ [illegible]
مین فرمایا کہ ما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ والسموات مطویات بیمینہ یعنی نہین عظمت اندازہ کرتے [illegible]
جیسا حق ہے حالانکہ اسکی یہ شان ہے کہ تمام زمین ایک مٹھی اسکی ہوگی قیامت کے روز اور تمام آسمان لپیٹے ہوئے ہونگے [illegible]
بخاری نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی قبضہ مین کریگا سب زمینون کو قیامت کے [illegible]
مین ہونگے۔ اس حدیث کے معنی ظاہر ایہ ہین کہ اسکے داہنے مین سب زمینین اور تمام آسمان پیچیدہ ہونگے۔ چنانچہ [illegible] ابی حاتم [illegible]
روایت کی کہ اللہ تعالی لپیٹ دیگا ساتون آسمانون کو مع انکی مخلوقات کے جو ان مین ہین اور [illegible]
جو انمین ہین ان سب کو اپنے داہنے مین لپیٹ دیگا یہ سب رائی کے مانند اسکے داہنے قبضہ مین ہونگے [illegible]
سوائے مجسمہ فرقہ کے اجماع و اتفاق کیا ہے کہ مراد داہنے سے یا قبضہ سے یہ مٹھی [illegible]
قطعی آیات مین بیان فرمادیا کہ کوئی مخلوق کو اس سے مشابہت نہین اور کوئی چیز اسکی نظیر نہین [illegible]
بلکہ معنی اسکے قبضۂ قدرت مین بطریق استعارہ کے جیسے آدمی اپنے ہاتھ مین کوئی چیز لے لیتا ہے [illegible]
ہین اور اسوقت سب پر ظاہر ہوجائیگا اور اکثر محققین علماء [illegible]

Marfat.com

نسبت تعالیٰ کے ادراک سے باہر ہر اس صفت کا ظہور ہوگا اور آسمان و زمین اُس صفت کے قبضہ مین لپٹے ہوے ہونگے بمنزلہ رائی کے - پھر
بندوں کی تمثال امر بیّن سمجھانے کو ہے کہ یہ تمام عظیم مخلوقات اُسکے عظیم قدرت کے آگے رائی برابر بھی نہین ہین اور اِس سے مقصود نسبت کا بیان
نہین ہے کہ اُنکو ایک رائی برابر نسبت ہوگی کیونکہ خالق کے ساتھ مخلوق کو کچھ نسبت ہی نہین ہے بلکہ حدیث مین و اثر مین مقصود ان چیزون
کی حقارت ہے اور آیت مین طی کر دینے کا سمجھانا چنانچہ فرمایا کہ جس دن ہم پیچیدہ کر دینگے آسمان کو یعنی بہ جنس جسقدر رہون مع تمام مخلوق کے
جو اسمین ہے ایسے سمجھو یہ لپیٹنا جیسے کہ سجل لپیٹے کتابون کو - قاموس مین کہا کہ سجل کا اطلاق لکھنے والون پر بھی ہوتا ہے اور جو چیز لکھی اُسپر بھی
ہوتا ہے اور کتاب زبان عرب مین نوشتہ لکھا ہوا جیسے خط کو کتاب اور جو لکھا ہوا ہو وہ پرچہ کتاب ہے پس مراد کتاب سے مکتوب ہے پھر سجل
کے بیان کیا مراد ہے - تو اسمین اقوال ہین - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ایک قول یہ کہ یہان سجل ایک فرشتہ ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے باسناد
خود عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ کہا سجل ایک فرشتہ ہے جب کسی بندہ کا استغفار کرنا چڑھایا جاتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ اُسکو نور
لکھدے و تقدیر داد ابن جریر - یعنی بندون کے نیک اعمال آسمان کو چڑھائے جاتے ہین تو استغفار ایسی اچھی چیز ہے کہ جب کسی بندہ کا استغفار
چڑھایا جاتا ہے تو وہ نور لکھتا ہے - اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین سے مروی ہے کہ سجل ایک فرشتہ ہے - اور سدی رح
نے اِس آیت مین کہا کہ سجل ایک فرشتہ ہے جو نامہاے اعمال پر مؤکل ہے جب کوئی بندہ مرجاتا ہے تو اُسکا نامہ اعمال سجل کے پاس آتا ہے وہ
اُسکو تہ کر کے قیامت تک کے لیے رکھتا ہے - مترجم کہتا ہے کہ اِسی کو شیخ جلال محلی نے اختیار کیا - اور اِس قول پر معنی یہ ہوے کہ اللہ تعالےٰ
آسمانون کو مع اُنکی درمیانی چیزون کے ایسے لپیٹ دیگا جیسے سجل فرشتہ بندون کے نامہ اعمال کو تہ کر دیتا ہے - مترجم کہتا ہے کہ سجل نام اس
فرشتہ کا ہے ولیکن چونکہ تشبیہ واسطے تفہیم کے ہے اور لوگ سجل کو جو فرشتہ ہے جانتے نہ تھے تو یہ بھی نہین جانینگے کہ کیسے وہ نامہاے اعمال
تہ کرتا ہے لہذا سجل بمعنی مکتوب اولیٰ ہے اور اِسی جہت مذکورہ سے بیضاوی نے سجل بمعنی فرشتہ کی تفسیر کو اِس مقام پر ضعف کے ساتھ
بیان کیا - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قول دوم یہ کہ سجل ایک صحابی کا نام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا چنانچہ ابن
ابی حاتم نے ابن عباس رض سے اِس آیت مین روایت کی کہ سجل مرد کا نام ہے اور نوح بن قیس راوی نے اپنے دوسرے شیخ سے اُسکو ابن
عباس رض سے روایت کیا کہ سجل ایک مرد تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا - یون ہی ابو داؤد اور نسائی نے قتیبہ بن سعید
کے واسطے سے نوح بن قیس سے اُسکو روایت کیا ہے - اور ابن جریر نے نصر بن علی الجہضمی کے واسطہ سے اُسکو روایت کیا اور ابن عدی رح
نے اُسکو بجاے نوح بن قیس کے یحییٰ بن عمرو کے ذریعہ سے اُسکو روایت کیا اور بعد روایت کے کہا کہ ابن عباس رض سے یہ اثر محفوظ
نہین ہے اور خطیب بغدادی نے اُسکو ابن عمر رض سے روایت کیا کہ سجل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا نام ہے - ابن کثیر رح نے
کہا کہ یہ منکر ہے ہرگز صحیح نہین ہے اور یون ہی جو اثر ابن عباس سے اول مذکور ہوا وہ بھی صحیح نہین ہے اگرچہ اُسکو ابو داؤد وغیرہ نے
روایت کیا ہے اور ایک جماعت ائمہ علماے حدیث حفاظ رحمہم اللہ نے تصریح کر دی ہے کہ یہ روایت موضوع بنائی ہوئی ہے انہین علما مین سے
حافظ کبیر ابو الحجاج المزی ہین اللہ تعالےٰ نے اُنکی عمر مین وسعت و برکت دی اور صالح اعمال پر اُنکا خاتمہ کرے اقول اللہ تعالےٰ
ان دونون پر رحمت کرے اور اُنکے ساتھ ہم سب پر مغفرت و رحمت فرما دے آمین - اور لکھا کہ مین نے اس روایت کے
رد مین مستقل لکھا ہے اور امام ابو جعفر ابن جریر نے اِس روایت کے انکار پر توجہ بلند دل فرمائی اور اچھی طرح اُسکو رد کر دیا
اور کہا کہ کوئی شخص بنام سجل معروف نہین ہے خصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے والے کر دے تو سب معروف

لوگ ہین اور آنمین کوئی بھی بنام سجل معروف نہین ہے۔ اقول کالمین ہین کہا کہ حافظ وغیرہ نے جواب مین کہا کہ [illegible]
ابو نعیم نے سجل کو صحابہ مین ذکر کیا ہے اقول یہ جواب مردود ہے چنانچہ شیخ امام ابن کثیر رح نے کہا کہ شیخ ابن حجر [illegible]
دلیل اس امر کی ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اور یہ جو بعضے پچھلے لوگون نے صحابہ کے نامون مین ایک نام سجل لکھدیا [illegible]
پایا بلکہ فقط اسی حدیث پر اعتماد کر کے یہ نام لکھدیا ہے یعنی جب یہ حدیث یعنی ابن عباس کی روایت خود موضوع [illegible]
لکھدینا بھی باطل ہے فافہم واللہ اعلم۔ اور صحیح قول جو ابن عباس رض سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ سجل یعنی صحیفہ۔ چنانچہ [illegible]
رح نے ابن عباس رض سے روایت کی اور یہی قول مجاہد وقتادہ وبہتون کا ہے اور اسی کو ابن جریر رح نے اختیار کیا ہے۔ [illegible]
بیضاوی رح وغیرہ نے اختیار کیا اور یہی صحیح ہے اور سجل بمعنی نام فرشتہ مین علاوہ عدم ثبوت کے جرح کے ایک عیب معنوی [illegible]
ہمنے اوپر بیان کر دیا پس باقی رہا یہان یہی کہ سجل بمعنی صحیفہ ہے اور یہی حبر الامہ حضرت ابن عباس وائمہ تابعین سے ثابت ہے [illegible]
معروف ہے اور معنی یہ ہوے کہ جسدن ہم آسمان کو مع اسکی اندرونی اشیاء کے لپیٹ دینگے جیسے صحیفہ اپنے مکتوب پر [illegible]
ہوتا ہے۔ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ جیسے ہم نے پیدا کیا تھا اول پیدایش مین نُعِيدُهُ۔ ہم خلق کو دوبارہ اعادہ [illegible]
وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ یہ ہم پر وعدہ ہے ہم ہی ہے اسکے کرنے والے۔ یعنی حق عزوجل پر کوئی چیز واجب وفرض کی معروف [illegible]
تو نہین ہے ولیکن اللہ تعالے نے وعدہ فرمالیا ہے تو وہ لامحالہ ہونے والا ہے کہ اللہ تعالے خلق کو نئی پیدایش سے اعادہ فرماویگا جیسے انکو ابتداء [illegible]
پیدا کیا تھا اور وہ انکے اعادہ پر بدرجۂ اولی قادر ہے جب کہ ابتداء مین انکو پیدا کر دیا اور وعدۂ الٰہی مین خلاف نہین ہوتا ہے۔ بیضاوی
نے کہا کہ قولہ کما بدأنا اول خلق نعیدہ۔ یہ دلیل قیاس ہے کہ اعادہ صحیح ہے بقیاس ابداء۔ جیسے ابداء خلق فرمایا ویسے اعادہ خلق فرماویگا [illegible]
مقدور ہونے کے لیے امکان ذاتی چاہیے تو یہان امتناع نہین ہے تو امکان ذاتی ہے اور قدرت قدیمہ دونون کو یکسان شامل ہے [illegible]
ضروری ہے۔ اور امام احمد رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم مین نصیحت کرنے کو کھڑے ہوے
پس فرمایا کہ اے لوگو تم حشر کیے جاؤگے اللہ تعالے کی طرف ننگے پانون ننگے بدن اور بے ختنہ کیے ہوے کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا
انا کنا فاعلین۔ اور تمام حدیث ذکر فرمائی اور صحیحین مین بھی یہ حدیث مروی ہے اور مجاہد رح نے ام المومنین عائشہ رض سے [illegible]
روایت کی ہے اور عوفی نے ابن عباس کی تفسیر روایت کی کہ ہر چیز کو اللہ تعالے ہلاک کر دیگا پھر ابن [illegible]
كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ اور ہم نے لکھدیا ہے زبور مین مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ بعد ذکر کے۔ أَنَّ الْأَرْضَ [illegible]
اسکے وارث ہونگے۔ عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ میرے بندے صالحین۔ اللہ تعالے خبر دیتا ہے کہ [illegible]
حتم کر دیا ہے سعادت دنیا وآخرت انھین کے لیے ہے اور زمین کی وراثت دنیا وآخرت مین انھین کے لیے [illegible]
ظاہری خصوصیت مومنون سے رکھتی نہین ہے مگر بحقیقت ولیکن رسول کے ساتھ اسکے بندون [illegible]
غالب رہینگے وقد قال تعالی انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد۔ ہم [illegible]
اور جو ایمان لائے ہین حیات دنیا مین اور جس دن کہ اشہاد کھڑے ہونگے۔ وقال تعالے ان الارض [illegible]
والعاقبۃ للمتقین۔ یعنی زمین تو اللہ تعالے کی ہے جسکو اپنے بندون مین سے چاہتا ہے اسکا وارث [illegible]
متقیون ہی کے لیے ہے۔ بالجملہ ہر رسول جنکے واسطے شریعت [illegible]

[illegible] اس شریعت پر قائم ہین تب تک زمین کی سلطنت اور قوت اُنکو رہیگی جیسے فرمایا وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات
لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم۔ یعنی وعدہ دیا اللہ تعالے نے اُن لوگون کو جو تم مین سے
ایمان لائے اور نیک اعمال کیے کہ وہ تمکو خلیفہ کریگا زمین مین جیسے اُسنے خلیفہ کر دیا اُن لوگون کو جو تم سے پہلے تھے اور وہ تمکین و قابو
دیگا اُنکے لیے اُنکا دین جو اُنکے لیے پسند کر دیا ہے۔ سراج وغیرہ مین ہے۔ الارض سے مراد ارض الجنۃ ہے یعنی جنت کی زمین کا وارث
وہ صالحین بندون کو فرمادیگا اور صالحین بندے وے ہین کہ اہل الذکر کے اخلاق سے آراستہ و متحقق ہون اور اپنے رب عزوجل
کی طرف دل سے متوجہ ہون اور اُسی کی توحید کرتے ہون اور قیامت سے ڈرتے ہون اور اللہ تعالی کے غضب سے خوفناک ہون
اور اُسکی رحمت کے آرزومند ہون دل مین خشوع رکھتے ہون۔ یہ بات تو ہر صالح کے واسطے عام ہے اور مجاہد رح نے کہا کہ خاص کر امت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے و اقول یہی ظاہر تفسیر ابن کثیر رح ہے لیکن زمین دنیا مراد لی ہے اور درصورتیکہ زمین جنت مراد ہو تو دلیل یہ آیت ہے
قالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ حیث نشاء الآیہ۔ یعنی بندے صالحین کہینگے کہ الحمد للہ جس نے ہم سے
اپنا وعدہ سچ کر دیا اور ہم کو زمین کا وارث کر دیا کہ ہم جنت سے جہان چاہتے ہین رہتے ہین۔ ابن عباس نے کہا کہ مراد اراضی کفار ہین
کہ اُنکو اہل اسلام فتح کرینگے اور بعض نے کہا کہ مراد زمین مقدس ہے جو بنی اسرائیل کو وراثت مین دی گئی تھی پھر مسلمانون کو دی گئی
[illegible] رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے یہ وعدہ دیا ہے کہ ہم اپنے صالحین بندون کو زمین کا وارث کرینگے تو جنس ارض کو شامل
ہے خواہ زمین مقدس شام ہو یا اور کوئی زمین ہو خواہ زمین محشر ہو خواہ زمین جنت ہو خواہ جو علم الٰہی مین ہو سب کو شامل ہے۔ اور
مترجم کہتا ہے کہ اقوی قول تو ارض جنت یا جو علم الٰہی مین ہے کیونکہ زمین دنیا تو اللہ تعالی نے فانی مقام رکھا ہے کہ ان الارض للہ
یورثہا من یشاء من عبادہ۔ اور کبھی اس زمین کو کسی پیغمبر کو تمام و کمال نہین دیا اور بنو اسرائیل وغیرہ جنکے قبضہ مین اُسکو دیا وہ بطور خلافت
کے تاکہ لوگ توحید الٰہی کے ساتھ اپنے دین پر عبادت کر سکین بوجہ اسکے کہ فرعون وغیرہ توحید پر عبادت نہین کرنے دیتے تھے اور جہان
بت پرست تھے وہ توحید کو مٹاتے تھے تو اہل اسلام کے لیے عرب و شام و فارس و مصر وغیرہ دور تک فتح کر دیا کہ اطمینان و تمکین سے
عبادت کرین اور یہ سب فتح اُنکے واسطے وراثت نہ تھی کیونکہ اللہ تعالی نے جس بندے کو جس چیز کا وارث کر دیا بوجہ اُسکی صلاحیت کے
اُنکے لیے دائمی ہے اور یہ نہین ہو سکتا کہ اُسکے بعد بدکار لوگ اُسکے وارث ہو جاوین [illegible] واللہ اعلم والحسن میرے نزدیک یہی قول ہے
کہ زمین جنت و جو علم الٰہی مین دوام مخلد کے طور پر ہے اور یہ فانی زمین تو بطور نصرت و تمکین دین توحید و اطمینان عبادت کے دیجاتی ہے کہ
[illegible] عدل قائم کرنے کے لیے اللہ تعالی کی خلافت کرین اور خود یہ خلافت تکلیف و سختی سے خالی نہین ولیکن یہ تکلیف و سختی اسوجہ
[illegible] ہے کہ عدل قائم کرنے و تکلیف اُٹھانے مین ثواب بہت زیادہ ہے پھر اللہ تعالے نے خبر دیدی کہ یہ بات جو ہم نے حتم
[illegible] آسمانی کتابون مین مسطور و مقدر ہے۔ چنانچہ فرمایا لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر۔ شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ اعمش رح نے بیان
[illegible] ابن جبیر سے اُسکو پوچھا تو کہا کہ زبور توریت و انجیل و قران ہے۔ مجاہد رح نے کہا کہ زبور یعنی کتاب۔ ابن عباس
[illegible] و قتادہ و بعضون نے کہا کہ زبور سے مراد وہ کتاب جو داؤد علیہ السلام پر اتری اور ذکر سے مراد توریت ہے تو یعنی یہ ہوے
[illegible] حکم لکھنے کے بعد زبور مین لکھا۔ ابن عباس رض سے یہ بھی روایت ہے کہ ذکر قرآن۔ سعید بن جبیر رح نے کہا کہ
[illegible] مجاہد رح نے کہا کہ زبور آسمانی کتابین یعنی توریت و انجیل و قرآن وغیرہ جو بعد ذکر کے ہین اور ذکر وہ ام الکتاب

Marfat.com

... اللہ تعالی کے نزدیک ہی۔ اسی قول کو ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی اور زید بن اسلم جو علمائے تابعین ... ثوری نے کہا کہ ذکر لوح محفوظ ہی اور مانند قول زید بن اسلم کے اُنکے بیٹے عبد الرحمن بن زید کا قول ہی ... وزبور کتاب اور یہان آسمانی کتابین جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہین اور الذکر لوح محفوظ ... و لوح محفوظ کی تفسیر کو بیضاوی و خازن و ابو حیان و ابو السعود وغیرہ نے اختیار کیا ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے ... جنکی روایت تفسیر ابن عباس رض سے زیادہ معتبر ہی روایت کی کہ ابن عباس رض نے کہا کہ اللہ تعالی نے خبر دی ... وزبور مین اور سابق علم مین جو قبل پیدائش آسمان و زمین کے ہی لکھدیا کہ وہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کا وارث ... اُنکو جنت مین داخل کریگا اور وے صالحین ہین۔ اور ابن عباس کی روایت مجاہد رح کی بھی بہت اثبت ہی چنانچہ مجاہد ... ابن عباس رض سے روایت کی قولہ ان الارض یرثہا۔ کہا کہ ارض جنت مراد ہی اور یہی قول ابو العالیہ و مجاہد و سعید بن جبیر ... وسدیؒ ابو صالح و ربیع بن انس و سفیان ثوری کا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ الحمد للہ جو اوپر مذکور ہوا وہ ان ائمہ علماء کے اقوال سے ... صحیح ہوا۔ پھر ذکر کیا کہ ابو الدرداء رض نے کہا کہ ہم ہین صالحین اور سدی نے کہا کہ مراد مومنین ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ ... کا یہ ہوا کہ قولہ لقد کتبنا فی الزبور۔ واللہ ہم نے لکھدیا آسمانی کتابون مین۔ من بعد الذکر۔ بعد لکھنے لوح محفوظ کے کہ ان الارض ... بیشک زمین جنت۔ یرثہا عبادی الصالحون۔ اُسکے وارث ہونگے میرے صالحین بندے مومنین کاملین و مغفورین جو دائمی ... نہین ہین یعنی اللہ تعالے نے اول لوح محفوظ مین لکھدیا اُسکے بعد آسمانی کتابون و صحائف مین نازل کر دیا کہ جنت کی زمین کے ... میرے صالحین بندے ہین۔ پس جنت کے وراثت انھین کے واسطے ہی کوئی اُسمین اُنکا شریک نہوگا۔ اور رہی یہ دنیا ... کسی کی وراثت مین نہین ہی اُسمین مانند زمین کے فانی ورثہ قائم ہوتا ہی ایک کے بعد دوسرا آتا ہی اور جاتا ہی کبھی مومن ہی کبھی کافر ... کبھی عادل ہی کبھی ظالم ہی کسی کو قرار نہین ہی اور نہ اُسمین کسی کی خصوصیت ہی اور نہ یہ زمین کوئی فخر و منزلت ہی بلکہ اہل ایمان کے ... اُسکی حاجت صرف توحید و خلوص عبادت کے لیے ہی جبکہ اُسکے موانع ظاہر ہون۔ اِنَّ فِي هٰذَا لَبَلٰغًا ... مین جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہی۔ لَبَلٰغًا کفایت و حصول مراد ہی۔ لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ۔ واسطے قوم عابدین کے ... یعنی جن بندون نے اللہ تعالی کی عبادت موافق اُسکی محبوب شریعت کے ادا کی اور اتباع شہوات شیطانی کو ترک کیا ... الامام الحافظ اور معالم مین بھی ہذا کا اشارہ قرآن کی جانب مذکور ہی۔ اور قرآن بلاغ ہی یعنی دخول بمراد ... سے عمل کیا وہ جنت کی وراثت پا گیا۔ اور عرب بولتے ہین کہ فی ہذا الشی بلاغ۔ یعنی اِسی چیز مین کفایت ہی اور قرآن ... و جنت کا زادراہ ہی جیسے مسافر کا توشہ اُسکے منزل کو پہونچاتا ہی۔ رازی رح نے کہا کہ ہذا کا اشارہ ... و وعدہ و وعید مذکور ہین۔ عابدین کی تفسیر مین کہا گیا یعنی قرآن پر عمل کرنے والے اور ابن عباس سے مروی ہی ... رازی رح نے کہا کہ اولی یہ ہی کہ عالم عامل دونون سے تفسیر کیجاوے اِسلیے کہ ... صفت کے جامع ... بمنزلہ درخت کے ہی اور عمل بمنزلہ ثمر و پھل کے ہی اور درخت بدون پھل کے بے فائدہ ہی اور پھل بدون ... مین کہا کہ کعب احبار نے کہا کہ یہ لوگ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین جو پانچون نمازین ... ... یعنی فرائض صلوٰۃ و صوم اور ... ہی وہ جو وہ ...

ن ہی کہ پانچون نمازین اور انس رض سے اس آیت مین مرفوع روایت ہر کہ پانچون نمازون مین عبادت کے واسطے
ابن مردویہ والدیلمی و ابونعیم - اور ابن عباس رض سے بھی اس آیت مین مرفوع روایت ہر کہ پانچون نمازین جماعت سے مسجد
ابن مردویہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور نہین ہم نے بھیجا تجھے کسی واسطے مگر رحمت
عالمین کے یعنی تیرے بھیجنے مین کوئی علت نہین سوائے اسکے کہ رحمت ہر واسطے عالمین کے یعنی انسانون و جنون کے لیے -
صحیح یہ ہر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنون و کافرون سب کے واسطے رحمت ہین وقد قال تعالے وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم
یعنی ہر کہ اللہ تعالے ان کافرون مشرکون کو عذاب کرے اور حال یہ کہ تو انمین ہر - اور ابن عباس رض سے روایت ہر کہ اس آیت
کی تفسیر مین کہا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تو آپ کی رحمت اسپر دنیا و آخرت مین پوری ہو گئی اور جو آپ پر ایمان
نہ لایا وہ آخرت سے محروم رہا اور دنیاوی عذاب سے جو خسف و مسخ و عذاب عقوبت سے ہوتا تھا بچ رہا - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا
کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمین کے لیے رحمت بھیجا ہر یعنی سب کے لیے آپ کو رحمت کیا ہر پس جن لوگون نے اس رحمت
کو قبول نہ کیا وہ بدبخت ہر اسنے آخرت مین عذاب جہنم اختیار کیا - کما قال تعالی الم تر الی الذین بدلوا نعمة اللہ کفرا واحلوا قومہم دار البوار
جہنم یصلونہا وبئس القرار یعنی تو نہین دیکھتا ایسے لوگون کو جنھون نے بدل لیا اللہ تعالی کی نعمت سے کفر کو اور اتارا اپنی قوم کو دار البوار
جہنم مین جس مین ضرور داخل ہونگے اور وہ برا ٹھکانا رہنے کا ہر - امام مسلم نے صحیح مین ابوہریرہ رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہا گیا کہ آپ مشرکون پر بد دعا نہین فرماتے آپ نے فرمایا کہ مین لعنت کرنے والا نہین بھیجا گیا مین تو فقط رحمت ہی بھیجا گیا ہون
اور دوسری حدیث مین مرفوع و مرسل روایت ہر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انما انا رحمة مہداة - مین تو رحمت مہداة ہون
یعنی رحمت ہدیہ بھیجا گیا ہون اور بخاری رح نے کہا کہ یہ حدیث حفص بن غیاث رحمہ اللہ کے پاس مرسل تھی - اقول مراد یہ ہر کہ اس
شیخ کے پاس مرفوع متصل نہ تھی اور صحابی کا نام روایت مین نہ تھا ولیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسرے امامون کے پاس متصل
مرفوع نہ ہو - ابن کثیر رح نے کہا کہ حافظ امام ابن عساکر نے اسکو دو متصل مرفوع اسناد سے روایت کیا ایک تو ابوہریرہ رض سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انما انا رحمة مہداة - اور دوسری روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ تعالے نے مجھے رحمت مہداة بھیجا ہر مین بھیجا گیا ہون کہ ایک قوم کو اونچا کردون اور ایک کو نیچا کردون - اقول اور بیہقی رح نے
ابوہریرہ رض سے مثل روایت ابن عساکر کے روایت کیا ہر - اور مہداة کے یا تو معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی نے انس و جن سب لوگون کے واسطے
مجھے ہدیہ رحمت بھیجا ہر اور شاید کہ مہداة کے یہ معنی ہون کہ ایسا رحمت جس سے ہدایت پائی جاوے چنانچہ امام احمد و ابوداؤد طیالسی و
و ابونعیم نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی رحمة للعالمین و ہدی للمتقین
اللہ تعالے نے مجھے عالمین کے لیے رحمت و متقیون کے لیے ہدایت بھیجا ہر - امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ طبرانی رح نے جبیر بن مطعم
سے روایت لکھی ہر کہ ابوجہل جب خرہ سے لوٹ کر مکہ مین آیا تو کہا کہ ای گروہ قریش کے محمد تو جا کر یثرب مین اترا ہر اور اسنے اپنے طلائعہ کو بھیجا کہ
وہ لوگ اسکو موقع کی اطلاع کرتے رہین اور وہ چاہتا ہر کہ تم کو کچھ مصیبت پہونچاوے پس تم اس سے پرہیز رکھو کہ اسکی راہ سے گذرو
اسکے نزدیک مہد و مثل شیر حملہ آور کے ہر اور اسکو تم سے کینہ ہو گیا ہر کیونکہ تم نے اسکو یہان سے نکال دیا ہر اور قسم اللہ کی اسکے
اللہ ہی نے کو کبھی نہ دیکھا کہ اسکے پاس یا اسکے کسی ساتھی پاس شیطان نہو جیف دیکھا تو انکے ساتھ شیطانون کو پایا اور

تم کو عداوت دونون فرزند قیلہ کی معلوم ہی یعنی گروہ اوس وخزرج پس محمد ایک دشمن ہو کر اپنے جالی [illegible]
نے یہ سنکر کہا کہ ای ابو الحکم یعنی ابو جہل مین نے تو واللہ سچی زبان و وعدہ کا آدمی تمہارے [illegible]
طرح نکال دیا ہی اور خیر جو تم نے کیا وہ تو کر چکے اب یہی کرو کہ تمام عرب کوئی اسکے [illegible]
کرنے سے باز رہو۔ ابو سفیان بن الحارث نے کہا کہ نہین واللہ تم اسپر اور زیادہ سخت ہو جاؤ [illegible]
یا دینگے تو تمہارے حق مین کسی غدر و قرابت کا پاس و لحاظ نہ کرینگے اور اگر تم میری بات مانوگے تو تم ان [illegible]
لاچار ہو جاوین یا دے محمد کو اپنے درمیان سے نکال دینگے اور وہ اکیلا کہین مر جائیگا اور اوس وخزرج [illegible]
خواری مین برابر ہین اور کچھ اشعار کہے۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ قسم [illegible]
ہی کہ مین انکو قتل کرونگا اور انکو سولی دونگا اور انکو ہدیہ کردونگا اس حالت مین کہ وے ناچار مجرا باندھے ہوئے مین تو ایک [illegible]
اللہ تعالے نے مجھے مبعوث فرمایا ہی اور وہ مجھے موت نہ دیگا یہانتک کہ اللہ تعالے اس دین کو غالب ظاہر کردے اور [illegible]
مین محمد و احمد ہون اور میرا نام ماحی ہی اللہ تعالی میرے سبب سے محو کردیگا کفر کو اور میرا نام حاشر ہی کہ میرے ہی بعد ہون [illegible]
ہوگا اور میرا نام عاقب ہی۔ قال ابن کثیر رح اور احمد بن صالح نے کہا کہ مجھے امید ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی اور امام احمد نے سلمان رضی [illegible]
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ جس شخص کو مین نے اپنی امت سے برا کہا یا لعنت کی اپنے غصہ [illegible]
حالت مین تو مین ایک شخص ہون اولاد آدم سے جیسے لوگ غصہ ہو جاتے ہین مین بھی غصہ ہو جاتا ہون اللہ تعالی نے مجھے عالمین کے لیے رحمت
بھیجا ہی تو اللہ تعالے میرا کہنا اسکے حق مین قیامت کے روز صلوٰۃ و رحمت کردے۔ وقد رواہ ابو داؤد۔ اقول مانند اسکے ایک قصہ [illegible]
مین ثابت ہی کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جاکر عرض کیا جب آپ نے ایک یتیم لڑکے کی نسبت کچھ ارشاد فرمایا ہی تو آپ نے ام سلیم سے اسی
مانند کہا کہ جو بات مین کسی کے حق مین کہتا ہون جس سے اسکو بددعا کا خوف ہو تو وہ خوف نہ کرے کہ مین نے اللہ تعالی سے دعا کرلی [illegible]
آدمی ہون آدمیون کی طرح غصہ ہو جاتا ہون پس جو بات مین غصہ مین کسی کے حق مین کہون الٰہی تو اسکے لیے رحمت کردے اور یہ معنی [illegible]
حدیث کے ہین اور اصل حدیث مشکوٰۃ مین ہی اور واضح ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی غصہ نہین ہوتے تھے مگر ایسے وقت کہ شرع سے [illegible]
ہو تو اللہ تعالے کے واسطے غصہ ہو جاتے تھے کما صح فی الصحاح۔ قال ابن کثیر رح اور اگر کہا جاوے کہ کافرون کو آپ سے کیا رحمت
تو جواب یہ ہی کہ ابن جریر رح اور ابن ابی حاتم اور طبرانی رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اس آیت مین کہ جس نے [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اسکے واسطے رحمت دنیا و آخرت مین پوری ہوئی اور جس نے آپ کی اتباع [illegible]
جس سے دیگر امتین مبتلا ہوتی تھین اس سے بچ گیا۔ یہ لفظ طبرانی کا ترجمہ ہی اور یہی حاصل روایت [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت ہونا ایسی عظیم شان پر ہی کہ اسکا قیاس نہین ہو سکتا ہی [illegible] اللہ تعالی [illegible]
ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر الآیہ۔ علم ازلی قدیم مین ہی کہ جنت کی زمین میراث [illegible]
کیونکہ یہی لائق عوض و ثواب و درجات جنت مین اور شاید محل اذیت میراث اہل معرفت [illegible]
ربوبیت [illegible] ہین اور جنت والے شاید عبودیت مین ہین۔ شیخ [illegible] رحمہ اللہ [illegible]
صفت صلاح بیان [illegible]

[illegible] اور یہ وے بندے ہین کہ اُنھون نے اپنے سرائر کو اللہ تعالی کے واسطے خالص کیا اور تمام ماسواے سے منقطع ہو گئے
[illegible] ان فی ہذا لبلاغا الآیہ ۔ کلام ازلی بندگان صالحین وصدیقین کو اُنکی مراد دیدار صفات واعلی کو پہونچاتا ہے ۔ شیخ سہل رح نے کہا کہ بلاغ
[illegible] اون کے واسطے نہین رکھا بلکہ مخصوص قوم عابدین کے لیے فرمایا اور یہ وے لوگ ہین کہ اُنھون نے خلوص عقیدت سے اپنے رب عز وجل
کی عبادت کی اور اُسی کے واسطے اپنے نفس کو قربان کیا کسی جنت کی طمع یا دوزخ کا خوف درمیان مین نہین رکھا بلکہ خالص اللہ تعالی کی
[illegible] سے بندگی کی اور یہ فخر کیا کہ رب عز وجل نے اُنکو اس لائق کیا کہ اُسکی عبادت کرین ۔ قولہ ۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۔ یہ وصف
ہو کہ اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع خلق کے واسطے رحمت بھیجا ہے اور رحمت الٰہی اُسکے غضب پر سابق ہے کما فی الحدیث
اور واضح ہو کہ اللہ تعالی نے ہم کو آگاہ فرمایا کہ اُسنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو سب سے اول پیدا فرمایا ہے پھر اُسکے بعد اللہ تعالی نے تمام
خلائق کو پیدا فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے تمام خلق کا ظہور ہوا ہے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عدم سے ارسال واسطے [illegible]
[illegible] تمام خلائق کے لیے رحمت ہے کیونکہ سب کا صدور اُسی سے ہے تو وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم باعث ایجاد تمام خلائق ہے اور تمام خلائق
پر رحمت وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کافیہ ہین اور واضح ہو کہ تمام خلائق ایک صورت تھی مخلوقہ
[illegible] قضاے قدرت مین بغیر روح کے پڑی تھی اور قدوم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی منتظر تھے پس جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم مین آئے
تو آپ کے وجود سے یہ عالم زندہ ہو گیا کیونکہ آپ تمام خلائق کے لیے روح ہین ۔ اور واضح ہو کہ تمام مخلوق کا خروج عدم سے ناقص
ہوا ہے کیونکہ کوئی اُنمین سے اسرار قدم پر بکمال معرفت وتمام علم مطلع نہین ہوا تو اسرار الوہیت تک پہونچنے سے سب عاجز تھے پس
[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ جسم عالم کے لیے اکسیر ہو گئے اور آپ کی برکت سے یہ سفر دراز ان تمام عالم کے لیے
[illegible] فلاح براہ حق وہدایت تمام سے ایک قدم ہو گیا اور اسی معنی مین تمام انبیار علیہم السلام نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور نماز معراج
[illegible] سب کو اپنے مقام پر وصول ہوا پس جب آپ بارگاہ عزت سے مبعوث ہوے تو سبحان الذی اسری ۔ کے سیر سے ایک مقام کمال
[illegible] قرب وصال مین کہ بشر کے خیال سے باہر ہے پہونچے پس آپ کے مقدم مبارک کی برکت سے حق عز وجل نے جمیع خلائق کو بخشدیا
[illegible] وکافر وہرن وبھیڑیا وباز وکبوتر ودوزخ وجنت ودنیا وآخرت سب اُسکے سایہ رحمت مین ہین کیونکہ وہ رحمت ازلی ابدی ہے
[illegible] الرحمن سے ایک قطرہ ہے وشیخ ابوبکر بن طاہر رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زینت رحمت سے مزین
[illegible] آپ کا وجود رحمت ہے اور جسکو دیکھا اُسپر رحمت ہے اور آپ کا خوش ہونا بلکہ ناراض ہونا اور آپ کا نزدیک کرنا بلکہ دور کر دینا
[illegible] شمائل وصفات آپ کی رحمت ہین پس جسکو آپ کی رحمت سے کچھ پہونچا وہ دونون جہان مین ہر مکروہ سے نجات پانے والا
[illegible] مراد کو پہونچ گیا پس آپ کی زندگی رحمت ہے اور آپ کا وفات فرمانا رحمت ہے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری
[illegible] واسطے رحمت ہے اور میری موت تمھارے لیے رحمت ہے ۔ ابن عطا رح نے کہا کہ دونون جہان کی رحمت تو اُس شخص کے
[illegible] جو ایمان لایا اور آپ کی پیروی کی اور صرف دنیاوی رحمت اُس شخص کے لیے جو آپ پر ایمان لانے سے محروم رکھا
[illegible] موت تک اُسپر سے عذاب دور رکھا گیا ہے ۔ قال المترجم بعض دیگر انبیاء علیہم السلام نے [illegible] ن کے لیے نافرمانی
[illegible] ب مانگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے لیے [illegible] کے عذاب نہ چاہا بلکہ مغفرت
چاہی وہو رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ

تو کہہ مجھکو حکم یہی آتا ہو کہ صاحب تمھارا ایک صاحب ہی پھر سو تم حکم برداری کرتے پھر اگر منھ موڑین تو کہہ میں نے

سَوَاءٍ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَمْ بَعِيدٌ مَا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ

دونون طرف برابر اور مین نہین جانتا نزدیک ہی یا دور ہی جو تمکو وعدہ ملتا ہی وہ رب جانتا ہی پکار کی بات

وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝

اور جانتا ہی جو تم چھپاتے ہو اور مین نہین جانتا شاید اسمین تمکو جانچنا ہو اور برتنا ایک وقت تک

رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝ ع ۱۹

اے رب فیصلہ کر انصاف کا اور رب ہمارا رحمٰن ہی اسی سے مدد مانگتے ہین ان باتون پر جو تم بتاتے ہو

اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہی کہ۔ قُلْ مشرکون سے کہدے کہ۔ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ کہ مجھکو یہی
وحی کیا گیا ہی کہ۔ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ تمھارا الٰہ تو ایک اللہ ہی۔ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ سو کیا تم بھی
گردن جھکانے والے مطیع ہو۔ یعنی مانوگے یا نہین۔ آیت مین دو انما ہین۔ اور یہ کلمہ قصر کے لیے ہوتا ہی۔ زمخشری رح وغیرہ نے کہا کہ انما
یا تو اسواسطے ہی کہ یہ حکم اُس شی پر مقصور ہی اور یا اِسواسطے کہ یہ شی اُس حکم پر مقصور ہی جیسے تو کہے کہ انما یقوم زید۔ وانما زید قائم۔ پس
اول تو صفت کا قصر موصوف پر ہی یعنی قیام صرف زید سے پایا جائیگا اور یہ نہین اور دوم قصر موصوف کا صفت پر ہی یعنی زید کچھ اور
نہین صرف قائم ہی بس موصوف مین صرف یہی صفت ہی اور مثال اول از قولہ تعالےٰ انما یاتی بہ اللہ۔ یعنی عذاب کا لانا تو اللہ تعالیٰ
پر مقصور ہی وہی لا دے تو لا دے۔ یعنی مین یا اور کوئی سواے حق عز وجل کے نہین لا سکتا ہی۔ واز قولہ انما انت نذیر تو تو خود ڈرانے
والا ہی یعنی تجھ مین تو یہی صفت ہی۔ اس سے یہ مراد نہین ہی کہ تیرے سواے کوئی نذیر نہین کیونکہ رسول تو اور بھی گذرے ہین
یہ توضیح مترجم کی طرف سے جب سمجھ لی گئی تو زمخشری وغیرہ نے کہا کہ اس آیت مین دونون مثالین جمع ہین انما یوحی جو فاعل کے
بمنزلہ انما یقوم زید ہی یعنی ما یوحی الی فی امر الالٰہ الا وحدانیتہ۔ مجھے امر الٰہ مین کچھ وحی نہین کی گئی سواے وحی اسکی وحدانیت کے
اور انما الٰہکم الٰہ واحد بمنزلہ انما زید قائم ہی یعنی ما الٰہکم الا واحد۔ نہین تمھارا الٰہ مگر واحد۔ اور فائدہ ان دونون کے اجتماع سے یہ ہی
کہ معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کرنے سے صرف یہی مقصود ہی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے وحدانیت اختیار کرو۔ خلاصہ یہ کہ
وحی مقصور ہی توحید پر شرک وغیرہ باطل ہی اور تمھارے الٰہ مین شرک وغیرہ باطل کوئی صفت نہین سواے وحدانیت کے پھر فرمایا فَهَلْ
أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ سے مقصود استفہام نہین ہی بلکہ حتمی امر ہی اور اسمین تہدید ہی جیسے کہا جاوے کہ تم مانتے ہو یا نہین۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر
منھ موڑین یعنی نہ قبول کرین تیری دعوت توحید۔ فَقُلْ آذَنْتُكُمْ تو کہدے کہ مین نے تم کو آگاہ کر دیا یہ اشعار کے
معنی مین مستعمل ہی۔ یعنی مین نے تم کو لڑائی سے آگاہ کر دیا۔ عَلَىٰ سَوَاءٍ حال ہی یعنی درحالیکہ ہم تم اس سے برابر ہین یعنی مین تمھارا
دشمن اور تم میرے دشمن اور مین تم سے بری اور تم مجھ سے بری ہو۔ وَإِنْ أَدْرِي اور مین نہین جانتا
کیا نزدیک ہی جسکو تم نزدیک سمجھتے ہو۔ أَمْ بَعِيدٌ مَا تُوعَدُونَ یا دور ہی جو تمھارے لیے
یعنی جو وعدہ تم کو دیا جاتا ہی یہ تمھاری سمجھ کے قریب و دور مین سے مین نہین جانتا

[illegible] بہت آخرت کے کہ وہ بے انتہا ہی اور خلاصہ یہ کہ تم پر مسلمانون کا غالب ہونا اور کفر و کافرون کا مغلوب ہونا یا مشرکون
پر عذاب الٰہی آنا اور یا قیامت آنا یہ سب بہت پاس ہی یا دور ہے یعنی مین اسکا معین وقت و روز معلوم مقرر نہین جانتا ہون ہان اسقدر
جانتا ہون کہ وہ خواہ مخواہ آنے والا اور ضرور تم کو پہونچنے والا ہی تم عذاب مین ضرور گرفتار و خوار ہونے والے ہو اگر کفر پر مروگے یا مارے
جاؤگے - اور یہ بھی جانتا ہون کہ وہ بہت پاس ہی بدلیل قولہ تعالے اقترب للناس حسابہم - پس مجھے روز معین نہین معلوم اور تمھاری سمجھ
کا قریب و بعید نہین معلوم ہی کیونکہ اللہ تعالے نے مجھے اپنے عام کامل حکمت سے اِس پر مطلع نہین فرمایا ہی - تا کہ مسلمان مغرور نہ ہون
اور خوف و رجا رت قائم رہے اور کفار مغرور ہون اور مانند اِسکے اللہ تعالی کی حکمتین ہین اور وہ خود جانتا ہی - اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
مِنَ الْقَوْلِ اللہ تم ظاہر قول جانتا وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ اور جانتا ہی جو تم چھپاتے ہو یعنی اللہ تعالی غیب کو جانتا ہی بندے
جو ظاہر کرین یا جو چھپا وین سب اُسکے علم مین یکسان ہی وہ دل کا بھید اور جو ظاہر و پوشیدہ کرتے ہین اور جو کرنے والے ہین سب جانتا
ہی - خطیب نے کہا کہ جہر کے احوال مین سے یہ ہی کہ لوگ ملکر اپنی آوازین بلند کرین اور وہ خلط ملط ایسی ہو جاوین کہ بہت سے موجود لوگ
اُنکو نہ سن سکتے اور نہ سمجھ سکتے ہین اور اکثر تو خود کہنے والا نہین جانتا کہ مین نے کیا کہا ہی ولیکن اللہ تعالے کا علم ایسا کامل ہی کہ اُسکو یہ کوئی
چیز مانع نہین ہی لہذا تنبیہ کردی کہ جہر قول کو بہت لوگ نہین جانتے ہین اور اصلی مقصود اِسکا یہ ہی کہ اللہ تعالے ظاہر و باطن کا یکسان علیم ہی -
اور نظیر اُسکی اول سورہ مین قولہ قال ربی یعلم القول فی السماء والارض - اور اِس سے لازم ہی کہ جو کرو اُسکی سزا و جزا ملیگی اور جو تمھارے
لائق ہوگا کہ جلد تم کو سزا دیجاوے یا کوئی وقت مقرر پر ہو وہ بھی ہوگا - وَاِنْ اَدْرِيْ اور یہ بھی مین نہین جانتا کہ - لَعَلَّهٗ
فِتْنَةٌ لَّكُمْ شاید یہ تاخیر اگر ہو تو تمھارے حق مین فتنہ ہی کہ تم اپنی بدکاریان پوری کرو - وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور تم نے دنیا
اختیار کی ہی تو ایک وقت مقدر تک اوس سے تمتع پاؤ - ورنہ آخرت مین تو تمھارے لیے عذاب سخت کے سوائے کچھ نہین ہی پس تاخیر عذاب اِسطرح
کہ فی الفور وہ عذاب مین نہ پکڑا گیا کچھ اُسکی دلیل نہین ہی کہ وہ راستی پر ہی جیسا کہ کفار نے زعم کیا تھا کہ اگر نہ ماننے پر عذاب ہی تو لاؤ کہان ہی اور
نہ آیا تو سمجھے کہ ہم حق پر ہین یا کوئی قوم حالت کفر و شرک و بدکاری مین بہت مال و اولاد و سلطنت دیدی گئی تو وہ قوم یہ سمجھی کہ ہم حق پر ہین
کیونکہ یہ تو اور اُسکے لیے فتنہ عظیم ہی کہ بدکاری و کفر پر مغرور ہو گیا اور یہ اموال دنیاوی متاع حقیر ہین کہ فرعون کو جو دعوی خدائی کرتا تھا
بادشاہت دیدی ولیکن اُس سے یہ سرزد ہوا کہ اُسنے موسی علیہ السلام سے انکار و مخاصمہ کے بعد پھر بنو اسرائیل کو قتل و غارت کرنا شروع کیا
اور شاید اگر چھوڑ دیتا اور کچھ نہ بدلتا تو اپنی زندگی کے دن پورے کر لیتا بشرطیکہ اُسکی زندگی زائد ہوئی - پس مدار کار تو امر حق پر ہی - قٰلَ
رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ حفص رح کی قرارت قال ہی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا - اور باقیون کی قرأت قل ہی یعنی کہدے
کہ اے رب ہمارے حکم کر دے حق کے ساتھ - سوال کیا گیا کہ اللہ تعالی تو حق ہی کے ساتھ حکم کرتا ہی تو بالحق کہنے کا فائدہ کیا ہی جواب دیا گیا کہ مراد
یہان عذاب ہی گویا قوم مذکور کے لیے عذاب مانگا پس بدر کے روز اُنکو عذاب دیا گیا - اور علماء معانی نے جواب دیا کہ بالحق کوئی قید بیشک
نہین ہی اللہ تعالی حکم حق ہی جاری فرماتا ہی خواہ مانگو یا نہ مانگو ولیکن مانگنے مین اُسکے حکم حق کی رغبت ہی لہذا ذکر صریح کر دیا - اور مترجم کہتا ہی کہ حق
یہ کہ اگر قوم مذکور کو ملتا تو کفر و ضلالت سے چھوٹ جاتے پس شاید کہ اپنے رب عز و جل سے مانگا کہ حق کا حکم دیدے کہ جو اِس لائق ہی وہ
[illegible] اور جو نہین لائق ہی وہی شرک مین پڑے واللہ اعلم - وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ
اور رب ہمارا وہی رحمن ہی کہ اُسی سے ہم استعانت چاہتے ہین اِس امر پر جو تم وصف کرتے ہو یعنی شرک و کفر و بیٹا تبلاتے ہو اور قرآن کو

سحر کہنکر بہتان و کفر کرتے ہو۔ امام رازی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو لڑائیون مین پڑھا
کی اسناد نہین تبلائی۔ مترجم کہتا ہو کہ امام حافظ ابن کثیر رح نے کہا کہ مالک رح نے زید بن اسلم سے روایت کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ مین تشریف لیجاتے تو وہان کہتے کہ رب احکم بالحق الآیہ قتادہ نے کہا کہ
کہا کرتے تھے وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ ھذا آخر سورۃ الانبیاء علیہم السلام
قولہ انہ یعلم الجہر من القول الآیہ۔ شیخ حسین رح نے کہا کہ حق عزوجل پر خلق سے کوئی بات کیونکر مخفی ہو سکتی ہو جس نے
کو پیدا کیا اور انہین اوصاف خیر و شر و نیکی اور بدی و نفع و ضرر کے رکھدیے اور ہر چیز کا اور اسکی ہر صفت کا اور
خالق وہی ہو تو جو کچھ چھپا کرتے ہین وہ اسکے نزدیک ظاہر سے زیادہ ظاہر ہو اور اللہ تعالے کا علم بے مثال ہو
اسکے علم مین اظہر من الشمس ہو اور عارفین کے ظاہری بیانات و خفی مرادات اسکو معلوم ہین واللہ تعالیٰ اعلم

سورۃ الحج مدنیۃ وھی ثمان وسبعون آیۃ

ستتر یا اٹھتر آیات ہین اور بارہا ذکر ہوا کہ آیات اگرچہ توقیفی ہین مگر شمار غیر ضروری اور شمار مین سننے والون سے فرق ہوا کہ کہین
اور کہین نہین سنا اور اصل مقصود سے فرق نہین وفسرہ فی الاتقان۔ پھر یہ سورہ مکیہ ہو یا مدنیہ ہو تو بیضاوی مین مکیہ مذکور ہو اور
جلال محلی رح نے اختیار کیا اور انکی تبعیت مین خطیب نے بھی سراج مین مکیہ کہا اور مانند بیضاوی کے استثنا کیا چھ آیات کا ہذان خصمان
فی ربہم سے یعنی قولہ صراط الحمید تک اور مانند جلال کے زیادہ کیا قولہ ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف دو آیات تک
سیوطی رح نے اتقان مین اس سورہ کے بارہ مین تفصیل لکھی ہو اور بعض نے تلخیص کی کہ ابن عباس رض نے کہا کہ مدینہ مین نازل
اور یہی ابن الزبیر و مجاہد رح سے مروی ہو اور قتادہ رح نے چار آیات کا استثنا کیا یعنی وما ارسلنا من رسول ولا نبی سے عذاب
عقیم تک کہ یہ مکیات ہین اور ابن عباس رض سے صرف تین آیات کا استثنا مذکور ہو اور بعض نے عذاب الحریق تک استثنا کیا
سے مروی ہو کہ سورہ مکیہ ہو اور دس آیات اسمین سے مدنیہ ہین اور جمہور نے کہا کہ یہ سورہ مختلط ہو بعض مکی ہو اور بعض مدنی
نے کہا کہ یہی صحیح ہو کیونکہ بعض آیات تو اسکی مقتضی ہین کہ مکی ہین جیسے یا ایہا الناس اور بعض اسکی کہ مدنی ہین جیسے یا ایہا الذین آمنوا
غزنوی نے کہا کہ یہ عجیب سورت ہو کہ بعض رات مین نازل ہوئی اور بعض دن مین نازل ہوئی اور بعض سفر مین اور بعض حضر مین
اور بعض مدنی ہو اور بعض صلح مین ہو اور بعض حرب و لڑائی مین ہو اور بعض آیت ناسخ ہو اور بعض منسوخ ہو اور بعض محکم ہو اور
مترجم علماء کو ان آیات کے جاننے مین فائدہ عظیم ہو اور یہ فنون علم تفسیر مین سے ہو کہ آیات کی یہ تفصیل جانے
مین نازل ہوئی اور یہ گرمیون مین نازل ہوئی اور حدیث مین خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض آیات کی طرف اشارہ
یعنی گرما مین نازل ہوئی اور شیخ جلال رح نے اتقان مین توضیح ذکر کی ہو اور یہ بات مترجم نے پہلے بیان کی ہو کہ
جاننا علماء کی شان ہو مگر دین کی ضروریات مین سے بدین معنی نہین ہو کہ قرآن عظیم کے معنی و مطلب
و استخراج و استنباط سے علماء اسکو جانتے ہین اور انکی کوشش کا مزید ثواب ہو تا کہ اجتہاد مین
سورہ شریف کی فضیلت ایک تو صحت و ان سے ہو کہ جو قرآن کے فضائل مین ہو اسکو بھی

امام احمد و ابوداؤد و ترمذی وغیرہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا سورۂ حج کو یہ فضیلت دی گئی ہی آپ نے فرمایا کہ ہان سو جو شخص کہ ان دونون کو سجدہ نہ کرے تو اسکو پڑھے نہین ۔ قال الترمذی یہ حدیث ہی کہ اسکی اسناد کچھ قوی نہین ہی اور بہت سے صحابہ سے مروی ہی کہ اسمین دو سجدے ہین اور یہ قول ابن المبارک و شافعی و احمد و اسحٰق کا ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے بعضون نے کہا کہ اسمین ایک ہی سجدہ ہی اور یہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی اور یہی قول ابراہیم نخعی کا ہی اور یہ قول سفیان الثوری و اہل کوفہ کا ہی یعنی امام ابوحنیفہ و دیگر ائمہ علماء کوفہ ۔ اور مترجم کہتا ہی کہ یہی اظہر و اصح ہی واللہ تعالیٰ اعلم اور تمام بیان اسکا فقہ مین ہی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا نام سے اللہ کے جو عام رحمت والا خاص بڑا مہربان ہی

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ‌ۚ اِنَّ زَلۡزَلَةَ السَّاعَةِ شَىۡءٌ عَظِيۡمٌ‏ ۝ يَوۡمَ تَرَوۡنَهَا تَذۡهَلُ

لوگو ڈرو اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہی جسدن اُسکو دیکھوگے بھول جاویگی

كُلُّ مُرۡضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى

ہر دودھ پلانیوالی اپنے پلائے کو اور ڈالدیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگونپر نشہ

وَمَا هُمۡ بِسُكٰرٰى وَلٰـكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيۡدٌ ۝

اور اُنپر نشہ نہین پر آفت اللہ کی سخت ہی

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اے لوگو خواہ اہل مکہ ہون یا اور مشرکین ہون ۔ اتَّقُوۡا عذاب رَبَّكُمۡ تم ڈرو اپنے رب کے عذاب سے ۔ کیونکہ رب عزوجل سے ڈرنا و نفرت کرنا مقصود نہین ہی بلکہ رب عزوجل سے تو مومنون کو نہایت درجہ محبت ہوتی ہی بلکہ اُسکے عذاب سے ڈرنا چاہیے جبکہ اُسکے ساتھ شرک و نافرمانی ہو ۔ اِنَّ زَلۡزَلَةَ السَّاعَةِ بیشک زلزلہ قیامت کا شَىۡءٌ عَظِيۡمٌ امر عظیم ہی ۔ جلال محلی رح نے اختیار کیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کی علامت ہی اور اسکے بعد مغرب سے آفتاب طلوع ہو جائیگا اور اُسکو زلزلۃ الساعۃ یعنی زلزلہ قیامت اسواسطے فرمایا کہ بس اُسی کے بعد قیامت ہی اور وہ قیامت کا مقدم لایا ہی ۔ تو اس زلزلہ خوفناک سے ڈرو ۔ يَوۡمَ تَرَوۡنَهَا جس دن تم اُسکو دیکھوگے تو ۔ تَذۡهَلُ كُلُّ مُرۡضِعَةٍ بھول جاویگی ہر دودھ پلانے والی عورت جو بالفعل بچہ کو دودھ پلاتی ہی ۔ عَمَّاۤ اُس چیز سے یعنی بچہ کو ۔ اَرۡضَعَتۡ جسکو دودھ پلاتی تھی بوجہ ہول و خوف کے ۔ وَتَضَعُ اور ڈالدیگی كُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ ہر حاملہ عورت ۔ حَمۡلَهَا اپنا حمل بوجہ شدت خوف و سختی زلزلہ کے جو عذاب ہی ۔ بیضاوی رح نے کہا کہ یہ زلزلہ مغرب سے آفتاب نکلنے سے پہلے ہوگا ۔ اور لکھا کہ مرضعہ کا ذہول ہوگا اسطرح کہ جس نے بچہ کے منہ مین دودھ دیا ہی یعنی پستان بچہ کے منہ مین ہی وہ اسکو کہیں چھوڑ کر بھول جاویگی ۔ رازی نے کبیر مین کہا کہ اگر پوچھا جاوے کہ مرضعہ کیون فرمایا اور مرضع کیون نہ فرمایا کیونکہ جو صیغہ صفت کا عورت کے لیے مخصوص ہو اُسمین تاے تانیث کی ضرورت نہین ہی جیسے حائض و طالق تو جواب یہ ہی کہ ہم جواب دینگے کہ مرضع تو اسکو کہتے ہین جسکی شان یہ ہی کہ دودھ پلا دے اگرچہ وہ اُسوقت مین دودھ نہ پلاتی ہو اور مرضعہ وہ ہی کہ بالفعل دودھ بھی پلا رہی ہو اور یہان یہی مقصود ہی ۔ خطیب رح نے بعد نقل کلام کے کہا کہ مین

اختلاف ہی کہ وقت اس زلزلہ کا کب ہوگا تو حسن بصری رح سے روایت ہی کہ یوم القیامہ مین ہوگا اور علقمہ و شعبی
طلوع آفتاب سے پہلے ہوگا۔ مترجم کہتا ہی کہ یون کہنا اولی ہی کہ علماء نے اختلاف کیا ہی کہ یہ کلام بر سبیل حقیقت
خطیب نے لکھا کہ بقول علقمہ و شعبی تو اسکا حقیقی وقوع ہونا ظاہر ہی کہ دنیا مین مرضعہ و حاملہ موجود ہونگی اور بقول حسن بصری
مین کیونکر ہوگا۔ اور بقاعی رح نے جواب دیا کہ مرضعہ وہ جو دودھ پلانے مین بچہ سمیت مر گئی اور حاملہ جو حالت حمل مین مر گئی
مبعوث ہونگے اور قبور سے اٹھتے ہی یہ ہولناک قیامت دیکھکر انکی یہ کیفیت ہوگی۔ اور خطیب نے لکھا کہ جب یہ مقام
نو بن محرم ۹۰۹ ہجری مین ہمارے سید شیخ عبد الوہاب شعرانی میرے پاس تشریف لائے اور مین نے انسے یہ مقام عرض کیا تو
صدر بھی اسی قول پر ہوا پس یہی مرجح و اولی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ قول اول کہ قبل طلوع آفتاب از مغرب کے یہ واقعہ زلزلہ کا ہوگا
شیخ جلال محلی و بیضاوی وغیرہ نے ترجیح دی ہی اور خطیب نے لکھا کہ یہ واقعہ اسوقت ہونا ظاہر ہی ولیکن مترجم کہتا ہی کہ اسمین
وہ یہ ہی کہ لوگون کو تقوی کا حکم دیا اس جہت سے کہ زلزلۃ الساعۃ امر عظیم ہی اور جب وہ زلزلہ قبل طلوع آفتاب از مغرب کے ہوگا
یہ لوگ کفار و مشرکین جنکو اسوقت خطاب ہی اسوقت موجود بھی نہونگے پس وہ زلزلہ انپر واقع نہ ہوگا تو ان لوگون کو اس عذاب
ڈر بھی نہ ہوگا کیونکہ وہ انپر واقع نہین ہی اور ممکن ہی کہ جواب وہ دیا جاوے جو بیضاوی رح نے ذکر کیا کہ ان لوگون کو تقوی کا حکم
اس تعلیل سے معلل کیا کہ قیامت ایک شی ہولناک ہی اسکا ہول حد سے گذرا ہوا ہی کیونکہ اسکے ساتھ لگا ہوا زلزلہ جو اس سے پہلے
اسکی یہ کیفیت ہولناک ہی کہ مرضعہ کو ذہول ہوگا اور حاملہ پیٹ ڈال جائیگی تو قیامت اس سے کہین ہولناک ہی پس زلزلہ سے تعلیل
بیان کی تاکہ لوگ اپنی عقل سے اسکو تصور کرین اور جان لین کہ ہول قیامت سے بچانے والی کوئی چیز نہین سواے لباس تقوی کے
تو اپنی جانون پر ترس کر کے تقوی لازم پکڑین پس زلزلہ اگرچہ انپر واقع نہوگا ولیکن اس سے بڑھکر قیامت تو انپر ضرور واقع ہوگی۔ مترجم
کہتا ہی کہ یہ توجیہ تو بیضاوی رح نے معقول بیان کی ولیکن ایک دغدغہ باقی رہا وہ یہ کہ اللہ تعالی نے یا ایہا الناس کا خطاب تمام لوگون
کو فرمایا جو موجود ہین انکو بھی شامل ہی اور جو آیندہ ہون انکو بھی شامل ہی اور پھر فرمایا کہ یوم ترونہا تم جسدن اس زلزلہ کو دیکھوگے
ولیکن معلوم ہوا کہ دیکھنے والے فقط وہ لوگ ہونگے کہ جو زلزلہ کے وقت موجود ہون اور ممکن ہی کہ جواب دیا جاوے کہ
بنظر کل کے دیکھنے کے ہی اور مقصود اس زلزلہ سے قیامت کے ہولناک امور کا قیاس کرنا و سمجھنا ہی پھر واضح ہو کہ اگر
مبعوث ہونے کے شروع قیامت مین ہو تو اسوقت سب کو شامل ہوگا ولیکن زلزلہ قبل قیامت
کہ ذہول مرضعہ و وضع حاملہ اس صورت مین بطریق حقیقت ہو سکتا ہی کیونکہ قبل قیامت کے مرضعہ و حاملہ
کے اگرچہ سب لوگ دیکھینگے اور سب پر یہ عذاب ہولناک واقع ہوگا ولیکن یہ کیفیت اسوقت
ہی تو لامحالہ مجاز عقلی ظاہر ہی کیونکہ جب کلام ایسی وجہ پر بولا جاوے کہ حقیقی معنی ہونا عقل سے ظاہر
تارہ ہوگیا تو وہان مجاز ہی وہی لیا جاتا ہی یعنی بہت اونچا اوڑ گیا اور یہان مجاز
اپنا بچہ بھول گئی یا پیٹ گر گیا یا پیشاب نکل گیا یا اسنے پیخانہ پھر دیا یا اسقدر
و شدت غم واندوہ ہی۔ اور بقاعی رح نے یہان مجاز نہین بلکہ حقیقت ہی پر محمول کیا
حالت پر مرا ہی اسی حالت پر مبعوث ہوگا پس جو عورت حاملہ مری

مین انکی یہ کیفیت حقیقت مین واقع ہوگی تو اب کلام بھی بمعنی حقیقت رہا اور اسمین کوئی تکلف بھی نہین رہا فافہم۔ اور
عالم برزخ کی کیفیت بندون کے قیاس سے باہر ہو لہذا اگر قبل قیامت کے اس زلزلہ کا ثبوت ہو تو مضائقہ نہین کہ وہ سب
کی کیفیت علم الٰہی مین ہو ولیکن کوئی بیان اپنی راے کو دخل نہین دے سکتا ہو فافہم۔ پھر واضح ہو کہ قابل اطمینان اس مقام
سلف صالحین سے اور کلام سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور احادیث سے استنباط کرنے مین ثبوت ہوا کہ قول دوم
شروع قیامت مین ہونا ارجح ہو اور مین شیخ امام ابن کثیر رح کی تفسیر نقل کرتا ہون۔ قال الشیخ اللہ تعالیٰ اپنے بندون کو تقوی کا
حکم فرماتا ہو اور انکو ان زلازل و اہوال ہولناک قیامت سے آگاہ فرماتا ہو جو انکے روبرو آنے والے ہین اور مفسرین رح نے زلزلۃ الساعۃ
مین اختلاف کیا ہو کہ آیا یہ زلزلہ اسوقت ہوگا کہ جب لوگ اپنے قبرون سے اٹھا کر عرصات قیامت کی طرف انکا نشور ہوگا یا یہ زلزلہ زمین کا
لوگون کے قبرون سے اٹھائے جانے سے پہلے قبل قیامت کے ہوگا وقال تعالے اذا زلزلت الارض زلزالہا واخرجت الارض اثقالہا۔ جب
زلزلہ مین ڈالی جائیگی زمین بسخت زلزلہ اور نکال پھینکیگی زمین اپنے بوجھون کو۔ اول یہ تو شروع قیامت ہو وقال تعالیٰ وحملت الارض
والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ فیومئذ وقعت الواقعۃ الآیہ۔ وقال تعالے اذا رجت الارض رجا وبست الجبال بسا الآیہ پس بعضے تو اسکے
قائل ہین کہ اس زلزلہ کا وقوع آخر عمر دنیا مین اور اول احوال قیامت مین ہوگا۔ ابن جریر نے بسند جید علقمہ رحمہ اللہ سے قولہ ان زلزلۃ الساعۃ
شیء عظیم مین یہ روایت کی کہ علقمہ نے کہا کہ یہ قبل قیامت کے ہوگا۔ ورواہ ابن ابی حاتم عنہ اور ایسے ہی عامر شعبی و ابراہیم وعبید بن عمیر
رضی اللہ عنہم سے روایت کیا اور شعبی رح نے کہا کہ یہ زلزلہ دنیا مین قبل یوم القیامۃ کے ہوگا۔ اور امام ابو جعفر ابن جریر نے اس قول کا شاہد
حدیث صور کو پیش کیا بروایت اسمٰعیل بن رافع قاضی اہل المدینۃ عن یزید بن ابی زیاد عن رجل من الانصار عن محمد بن کعب القرظی عن
رجل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب آسمانون و زمین کے پیدا کرنے سے فارغ
ہوا تو صور کو پیدا کرکے اسرافیل کو دیا وہ اسکو اپنے منہ پر رکھے ہوئے ہو اور اپنی ٹکٹکی عرش کی طرف لگائے ہوئے انتظار کرتا ہو کہ کب اسکو
پھونکنے کا حکم ہو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صور کیا ہو فرمایا کہ قرن ہو عرض کیا کہ اسکی کیا کیفیت ہو فرمایا کہ وہ قرن عظیم ہو اسمین
تین پھونکیں پھونکی جاوینگی اول تو نفخہ فزع ہو اور دوم نفخہ صعق ہو اور سوم نفخہ قیام براے رب العالمین ہو اللہ تعالے اسرافیل کو حکم
دیگا کہ نفخہ فزع پھونک دے ففزع من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ۔ پس تمام آسمانون و زمین والون پر فزع
ہوگا یعنی گھبراہٹ بیہوشی ہوگی سواے انکے جنکو اللہ تعالے چاہے پس حکم الٰہی سے اس نفخہ کو کھینچیگا اور طول دیگا اور فتور نہین کریگا یہی اللہ تعالیٰ
فرماتا ہو وما ینظر ہؤلاء الا صیحۃ واحدۃ ما لہا من فواق۔ پس پہاڑ اڑینگے اور خاک ہو جاینگے اور زمین اپنے لوگون کے ساتھ سخت زلزلہ
مین ہوگی یہی اللہ تعالے فرماتا ہو یوم ترجف الراجفۃ تتبعہا الرادفۃ قلوب یومئذ واجفۃ۔ پس زمین ایک ایسی کشتی کے مانند ہوگی جو
دریا مین موجون سے الٹی پلٹی ہوتی ہو یا جیسے قندیل معلق ہوا کے تھپیڑون سے لرزتی ہو اور لوگ اسوقت بیہوش گرینگے اور دودھ پلانے والیان
اپنے دودھ پیتے بچون سے غافل ہوجاوینگی اور حاملہ عورتین پیٹ ڈال جاوینگی اور بچے بوڑھے ہو جاوینگے اور شیاطین بھاگینگے حتی کہ اقطار الارض پر پہونچینگے وہان
زمین کے کنارے
سے ملائکہ انکے منہ پر مارینگے تو پھر بھاگینگے اور لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگینگے ایک دوسرے کو پکارینگے یہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہو
یوم تولون مدبرین ما لکم من اللہ من عاصم ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد۔ سو لوگ اس حالت پر ہونگے کہ ناگاہ زمین ایک قطر سے
دوسرے قطر تک پھٹ جاویگی اور ایک امر عظیم دیکھینگے اور انکو اس سے کرب عظیم پہونچیگا کہ اسکو اللہ تعالے ہی خوب جانتا ہو پھر

آسمان کو دیکھینگے تو وہ مثل تیل کے ہوگا پھر اُسکے سورج و چاند بے نور ہو جاوینگے اور اُسکے ستارے ٹوٹ کر [illegible]
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے اِن باتون مین سے کسی چیز سے واقف نہ ہونگے - ابو ہریرہ رضہ نے کہا کہ تو اللہ تعالے [illegible]
فی الارض الا من شاء اللہ - اِس کلام مین جو استثنا ہے یعنی الا من شاء اللہ - تو یہ لوگ شہدا ہین اور [illegible]
زندہ ہین اور شہید لوگ تو اپنے رب تعالیٰ کے یہان زندہ ہین رزق پاتے ہین اللہ تعالے نے انکو اُس روز کے [illegible]
کر دیا ہے اور یہ تو اللہ تعالی کا عذاب ہے جو اپنے شریر مخلوق پر اللہ تعالے بھیجیگا اور یہی اللہ تعالی فرماتا ہے یا ایہا الناس [illegible]
الساعۃ شی عظیم یوم ترونہا تذہل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملہا الآیہ - اِس حدیث کو طبرانی و ابن جریر و ابن ابی [illegible]
وغیرہم نے بہت طویل روایت کیا ہے اور ہماری غرض اِس سے یہ ہے کہ اِسمین دلالت ہے کہ یہ زلزلہ قبل روز قیامت کے واقع ہوگا [illegible]
نسبت قیامت کی طرف یعنی زلزلۃ الساعۃ کی اضافت اِسوجہ سے کہ قیامت سے بہت قریب ہوگا جیسے اشراط الساعۃ کی اضافت [illegible]
اُسکے واللہ تعالی اعلم - مترجم کہتا ہے کہ اِسمین دو وجہ سے تردد ہے اول یہ کہ اِس حدیث کی اسناد مین شیخ یزید بن ابی [illegible]
بن کعب مجہول ہین اور شاید کہ طبرانی وغیرہ کی روایت مین معروف ہو گئے ہون کیونکہ شیخ ابن کثیر رح نے کوئی کلام نہین کیا ہے [illegible]
یہ کہ دلالت اِس حدیث مین اِسقدر ہے کہ نفخۂ اولی پر ایسا ہوگا اور شاید کہ اس سے متصل نفخۂ صعق و موت ہو دلیکن یوم ترونہا کے معنی
مین اِسوجہ سے تامل ہے کہ بالفعل یہ خطاب جن لوگون کو ہے انمین سے کوئی نہین دیکھیگا پس خطاب کی حقیقت اُسوقت متحقق نہین ہے واللہ تعالے
اعلم - پھر شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ دوسرون نے فرمایا کہ نہین بلکہ یہ زلزلہ و ہول و فزع بروز قیامت ہوگا بعد اِسکے کہ لوگ قبرون سے اٹھا
لیے جاوین پس بعد قیام قبور کے عرصات مین ہوگا اور اِسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہے اور حجت اِسپر چند احادیث ہین جنمین
اول امام احمد رحمہ اللہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر مین تھے اور اصحاب
سے قریب ہو گئے تھے کہ آپ نے بلند آواز سے یہ دو آیتین پڑھین یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شی عظیم تا ولکن عذاب اللہ شدید
اصحاب نے سنا تو اونٹون و سواریون کو تیز ہانک کر نزدیک ہوے اور جانا کہ آپ کچھ کہنے والے ہین جب آپکے گرد ہو گئے تو آپ نے
فرمایا کہ تم یہ جانتے ہو کہ یہ کب ہوگا - یہ اُسوقت ہوگا کہ آدم علیہ السلام پکارے جاوین رب عزوجل آدم کو پکاریگا کہ اے آدم بھیج
دوزخ کا حصہ آدم عرض کرینگے کہ اے رب جو دوزخ کو بھیجا جاویگا وہ کیا ہے پس اللہ تعالی فرما دیگا کہ ہر ایک ہزار مین سے نوسو ننانوے
اور ایک جنت مین - پس آپ کے اصحاب بہت نا امید ہو گئے اور ایسی یاس و نا امیدی مین رونے لگے جب آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ خوش
اور عمل کرو پس قسم اُسکی جسکے قبضہ قدرت مین محمد کی جان ہے کہ تم دو مخلوق کے ساتھ ہو کہ جس چیز کے ساتھ ہوں اُسکو [illegible]
زیادہ نکلینگے وہ یاجوج و ماجوج ہین اور ساتھ ہو اُسکے جو اولاد آدم مین سے ہلاک ہو چکے ہین اور ساتھ ہے اولاد ابلیس [illegible]
کہ پھر آپ کے اصحاب سے وہ بات نا امیدی کی جاتی رہی جسکا غم چھا گیا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ خوش رہو اور عمل کرو [illegible]
قبضہ مین محمد کی جان ہے کہ لوگون مین تم نہین شمار ہو مگر ایسے کہ جیسے ایک تل ہوتا ہے اونٹ کے پہلو مین یا جیسے [illegible]
ہکذا رواہ الترمذی والنسائی وقال الترمذی حسن صحیح اور اِس حدیث کے بعض طرق مین [illegible]
ایک جنت مین - اِسکے بعد آیا کہ مسلمانون نے رونا شروع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]
نہین ہوئی مگر آنکہ اِس سے پہلے زمانہ جاہلیت ہے [illegible]

[illegible] مثال سب امتون مین ایسی ہی جیسے داغ ہوتا ہی گھوڑے کے دراع مین یا تِل ہوتا ہی اونٹ کے پہلو مین پھر فرمایا کہ مین امید
کرتا ہون کہ تم اہل جنت کے چوتھائی ہو پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے تکبیر کہی پھر کہا کہ مجھے امید ہی کہ تم تہائی اہل جنت ہو پس صحابہ رضہ نے تکبیر کہی پھر
کہا کہ مین امید کرتا ہون کہ تم نصف اہل جنت ہو پس صحابہ رضہ نے تکبیر کہی پھر عمران رضہ نے کہا کہ مجھے یاد نہین کہ آپ نے پھر دو تہائی اہل جنت
کہا تھا یا نہین کہا تھا کذا رواہ الامام احمد وقال الترمذی حدیث صحیح - ورواہ ابن ابی حاتم اور اِسکو ابن جریر نے حسن بصری سے مرسل
روایت کیا اور کہا کہ مجھے خبر پہونچی ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ عسیرہ سے واپس ہوکر مع اصحاب کے قریب مدینہ کے پہونچے تو یہ
آیت پڑھی اور باقی حدیث بمانند سیاق مذکور ذکر کی واللہ اعلم - حدیث دوم - ابن ابی حاتم نے اِسکو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا کہ نازل ہوا تو یہ یا ایہا الناس اتقوا ربکم آلاتین اور باقی مثل سیاق عمران کے ذکر کیا - اور ابن جریر نے بھی اُسکو مطول روایت
کیا - مترجم کہتا ہی یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ نزول اِسکا اُسوقت ہوا تو اِس صورت مین یہ آیت مدنی ہی کیونکہ غزوہ مذکور مدینہ مین ہوا
ہی - حدیث سوم ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور تمام حدیث مانند
اول ذکر کی - حدیث چہارم بخاری رح نے تفسیر مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ تعالےٰ روز قیامت کے فرماویگا کہ ای آدم - عرض کرینگے کہ لبیک ربنا وسعدیک - پس آواز سے ندا دیجائیگی کہ اللہ تعالی تجھے حکم
فرماتا ہی کہ اپنی اولاد مین سے دوزخ کا بعث بھیجدے آدم عرض کرینگے کہ ای رب دوزخ کا بعث کیا ہی حکم ہوگا کہ ہر ہزار مین سے نوسو ننانوے
(یعنی حصہ) یون ہی مجھے یاد پڑتا ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پس اُسوقت مین حاملہ اپنا حمل ڈالدیگی اور بچہ بوڑھا ہوجائیگا - وتری الناس
سکاری وما ہم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید - پس لوگون پر یہ بہت شاق گذرا حتی کہ اُنکے چہرے متغیر ہوگئے - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ یاجوج وماجوج مین سے نوسو ننانوے اور تم مین سے ایک - تم تو لوگون مین ایسے ہو جیسے ایک سیاہ بال کسی سپید بیل کے پہلو
مین ہوتا ہی یا یون فرمایا کہ ایک سپید بال کسی سیاہ بیل کے پہلو مین ہوتا ہی اور مجھے امید ہی کہ تم چوتھائی اہل جنت ہوگے پس ہم سب نے تکبیر کہی
پھر فرمایا کہ تہائی اہل جنت پھر ہمنے تکبیر کہی پھر فرمایا کہ نصف اہل جنت تو ہم نے تکبیر کہی - وقد رواہ البخاری فی غیر ہذا الموضع ومسلم والنسائی
مترجم کہتا ہی کہ چہارم باعتبار صحابہ رضہ کے اور سوم حصہ باعتبار مابعد کے اور نصف باعتبار تمام امت کے ایسا ہی بعض شراح نے زعم
کیا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ اظہر یہ ہی کہ آہستہ آہستہ اُنکو بشارت دی تاکہ یکایک شادی مرگ کی کیفیت نہ ہوجاوے اور آپ کی تمام امت
کی احادیث سے تو ثابت ہوا ہی کہ دس کے نو حصہ یعنی تمام اہل جنت کے دس حصہ مین سے نو حصہ اِس امت کے اور باقی ایک حصہ دیگر امتون سے
ہوگا واللہ تعالی اعلم - حدیث پنجم امام احمد نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ تعالی قیامت کے روز ایک منادی بھیجیگا کہ ای آدم اللہ تعالےٰ حکم فرماتا ہی کہ اپنی اولاد مین سے دوزخ کا بعث بھیجدے آدم عرض
کرینگے کہ ای رب دے کتنے لوگ ہین حکم دیا جائیگا کہ ہزار مین سے نوسو ننانوے تو ایک شخص نے صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کہا کہ یا رسول اللہ
[illegible] ایسا کون شخص نجات پانے والا ہوگا آپ نے فرمایا کہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ تمہاری مثال لوگون مین کیسا ہی
[illegible] کے سینہ پر ایک تل ہوتا ہی - حدیث ششم امام احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
[illegible] اللہ تعالی کی طرف ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ بریدہ - حضرت ام المومنین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ مرد وعورتین سب
ننگے ہونگے فرمایا کہ ای عائشہ وہ امر تو اُس سے زیادہ شدید ہی کہ انمین سے یہ کسی کی ہمت ہو - رواہ البخاری ومسلم -

Marfat.com

مترجم کہتا ہے کہ اگر کہا جاوے کہ حدیث پنجم و ششم مین کوئی دلیل نہین کہ آیت کی تفسیر سے اسکا تعلق ...
بالا اور ایسی ہی حدیث چہارم گویا ان دونون حدیثون کی تفسیر ہین کیونکہ یہ اختصار اسی حدیث کا ...
تری الناس سکاری الآیہ کے اندراج سے معلوم ہوا کہ اس آیت کی یہ حدیث تفسیر ہے اور اصل ...
آیت کی تفسیر ہو پھر جو حدیث سے ہو پھر ائمہ صحابہ وتابعین سے ہو علی ہذا اور حدیث چہارم سے یہ بات بھی معلوم ...
بوڑھا ہو جائیگا یہ کنایہ بلیغ اسکی شدت ہول و دہشت سے ہے پس حقیقت مراد نہین ہے مگر اسکے فی الواقع ...
ہو جاوین و اللہ تعالی اعلم۔ اور مؤید مجاز کا یہ قول آیت کا ہے وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ ...
اور حقیقت مین نشہ والے کو سکری کہتے ہین ولیکن فرمادیا وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ اور دوسے ...
عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ لیکن عذاب الٰہی سخت ہے۔ پھر امام ابن کثیر رح نے حدیث ہفتم ذکر فرمایا کہ امام ...
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمائی کہ آپ فرماتی ہین کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ...
کے روز حبیب اپنے حبیب کو یاد کریگا آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ تین موقع پر تو نہین ایک تو میزان کے وقت جبتک کہ بھاری ...
اسوقت نہین یاد کریگا اور ایک جب نامہ اعمال اوڑینگے اسکا نامہ اعمال داہنے مین دیا جاتا ہے یا بائین مین دیا جاتا ہے اسوقت بھی ...
اور ایک اسوقت کہ جہنم کی گردن نکلکر آویگی اور لوگون پر بل کھائیگی اور جوش غصہ مین آویگی اور یہ گردن کہیگی کہ مین تین گروہ پر موکل ہوئی
ہون مین تین گروہ پر موکل ہوئی ہون (یعنی ایک گروہ) تین گروہ پر موکل ہوئی ہون ایک تو مین اس شخص پر موکل ہوئی ہون جس نے اللہ تعالی کے
ساتھ دوسرا الٰہ پکارا اور ایک مین موکل ہوئی ہون روز حساب سے منکر پر اور ایک ہر جبار متکبر پر۔ آپ نے فرمایا کہ پھر وہ گردن ایسے ہی لوگون پر لپٹ ...
انکو غار جہنم مین پھینکدیگی اور جہنم پر ایک پل ہوگا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اور اسپر کلالیب اور گوکھرو ...
اللہ تعالی نے چاہا ہے اسکو پکڑینگے اور لوگ اسپر سے گذرنے مین بعضے مانند برق کے اور بعضے مانند پلک مارنے کے اور بعضے مانند ہوا ...
اور بعضے مانند تیز گھوڑون کے یا اونٹون کے ہونگے اور ملائکہ اسوقت کہتے ہونگے کہ اے رب سلامت رکھیو اے رب سلامت رکھیو ...
بچکر نکل گیا وہ سلامت رہا اور جسکے کھریچ آگئے وہ بھی بچ گیا اور جو پکڑا گیا وہ جہنم مین اوندھا گیا۔ احادیث اہوال قیامت مین
بہت ہین یہ مقام انکے بیان کا نہین ہے یہان تو مقصود یہ ہے کہ روز قیامت سخت ہولناک روز ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ...
ہے وقال تعالی ثقلت فی السموات لاتاتیکم الا بغتة۔ ہر ایک چیز ملائکہ وغیرہ ابرار و اخیار سب اس سے ...
ہے اور آدمی کی عقل تو دنیا کی شہوات مین مکدر و اندھی ہو گئی ہے اس جہت سے اسکو ڈر نہین ہے ...
کل ہی آنے کی بات ہے۔ پھر واضح ہو کہ حدیث عمران بن حصین وغیرہ جو اوپر گذری جسمین چہارم اہل جنت و سوم ...
اہل جنت مذکور ہے اور کہا کہ مجھے یہ یاد نہین کہ دو تہائی اہل جنت فرمایا تھا یا نہین تو ...
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین امید کرتا ہون کہ تم دو تہائی اہل جنت ہو۔ اور لکھا کہ عمران بن حصین رضی اللہ ...
غزوہ بنی المصطلق مین رات کو نازل ہوئی ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی ... صحابہ رضی اللہ ...
صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ہو گئے پس آپ نے دونون آیتین پڑھین پس ... رات ...
لوگون نے جانورون پر سے ... نہین ... آتا ہے اور ...

Marfat.com

...پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون دن ہوگا جس دن اللہ تعالے فرماویگا کہ اے آدم کھڑا ہو اور دوزخ کا
... حدیث ابی سعید خدری کے باقی حدیث ذکر کی اور آخر مین یہ زیادہ ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت
... جنت مین ستر ہزار بغیر حساب داخل ہونگے - حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ستر ہزار ہونگے آپ نے فرمایا کہ اے عمر رض ہان
... ستر ہزار ہونگے ... ہے کہ یہ ستر ہزار کا بیان جو اس روایت کی زیادت مین ہے صحیحین کے مستقل بعض احادیث
... الحمد للہ رب العالمین ... فی العرائس قولہ تعالے بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ
... اللہ تعالی نے ندائے وعید سے ان لوگون کو پکارا جو عہد ازل کو بھول گئے کہ اے غافلین تم کس خیال مین ہو کہ روز قیامت کے
...ل سے ڈرو اور عذاب قیامت سے بچو کیونکہ وقت ظہور انوار عظمت وجلال وغضب کبریائی کے تمام مخلوقات زلزلہ مین آویگی اور
... اس وقت حفظ وامن مین نہین ہے مگر وہی جسکو اللہ تعالی نے اپنے حفظ مین رکھا اور وہ اہل تقوی ہین پس حقیقت تقوی یہ ہے کہ خروج
... ماسوا اللہ ہو یعنی ماسوائے حق عز وجل کے سب سے خارج ہو اور یہ خارج ہونا اللہ تعالے ہی کے واسطے ہو اور اُسی کے حول
... ہونے دعوی وانانیت سے نہ ہو - بعض نے کہا کہ تقوی یہ ہے کہ تیرے مولی سے کوئی چیز تجھے اپنی طرف مشغول نہ کرے اور یہ آزادی
... جزا چاہی وہ متقی کے اعلی مرتبہ پر نہین ہے اگرچہ اُسکے لیے وعدہ نیک ہے - قولہ وتری الناس سکاری وما ہم بسکاری الآیہ
... جعفر رح نے کہا کہ عزت وجبروت وعظمت دیکھکر لوگ بیہوشی مین ہوجاوینگے حتی کہ انبیا علیہم السلام کی کیفیت یہانتک ہوگی کہ
... نفسی کہینگے - استاد وغیرہ نے اشارہ کیا کہ بندے دو قسم کے ہین اولیاء ہین اور اعداء ہین پس اولیاء تو دنیا مین حالت سکر مین ہین
... اور وہان حالت سکر مین ہونگے ولیکن ان دونون سکر مین بہت بڑا فرق ہے کیونکہ اولیاء کا سکر دنیا مین ہو یا وہان ہو جانب رحمت
... اور اعداء کا سکر دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی جانب قہر سے ہے پس دنیا مین اعداء کا سکر اس غفلت سے ہے جو ظہور قہر ہے وقد قال
... قوم لوط علیہ السلام لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون - اور آخرت مین اعداء کے سکر کا بیان اسی آیت مین ہے کہ تری الناس سکاری
... اور اولیاء کا سکر دنیا مین تمام ماسوائے حق کے ساتھ مشغولی سے غفلت ہے اور یہی مشغولی ماسوائے حق کے اثر غضب یہان تک اس
... سے وے بالکل الگ ہین تو جانب رحمت مین مشغول ہین اور حق عز وجل کی طاعت ومعرفت مین ہوشیار ہین اور یہی معارف
... بندون کے لیے شغل ہین کہ جنکی وجہ سے متاع واسباب غضب دنیاوی سے منہ موڑتے ہین پس سکر اہل طاعت کا بدائع افعال
... دیکھنے سے ہے اور سکر مریدین لمعان انوار سے ہے اور سکر محبین کشف اسرار سے ہے اور سکر مشتاقین دیدار نور صفات سے ہے وسکر عاشقین
... ذات سے ہے وسکر مقربین ہیبت وجلال سے ہے وسکر عارفین طلوع ایام وصال سے ہے وسکر موحدین استغراق بحر اولیت سے ہے
... بحر ازلیت سے ہے پس بعض تو مست عظمت ہے اور بعض غرق عزت ہے اور بعض غائب بجمال ہے اور بعض فانی بجلال ہے
... بقا ... ہے اور بعض مضمحل بکبریائی اور بعض مدہوش حلاوت خطاب ہے اور بعض مست نشہ انبساط ہے اور بعض مست نشہ
... بعض مست کشف نقاب ہے اور بعض تو آئینہ التباس سے جمال قدم دیکھتا ہے اور بعض خالص مشاہدہ ازل مین مستغرق ہے
... حقیقت سکاری ہین اپنے منازل مین شہود قرب مین یا قرب القرب مین ہین اور جو شخص کہ سوائے حق عز وجل کے مست
... گرفتار ہے - مترجم کہتا ہے کہ اگر شیخ نے یہ کہا ہوتا کہ وہ بھی مست ہے مگر مست بادہ غضب ہے بدلیل قولہ لعمرک انہم لفی سکرتہم
... یعمہون ... لیکن یہ جانب غضب سے ہے اور ایسے ہی ہر ایک جو دنیا مین مست مدہوش غافل ہے اسطرح

جانب غضب مین مدہوش ہی نعوذ باللہ من ذلک کلہ - پھر واضح ہو کہ عدم تقویٰ اہل کفر و شرک کا بوجہ [illegible]
تھے اور اسکو غیر ممکن و محال جانتے تھے پھر اللہ تعالےٰ نے قیامت کے دلائل بیچ چلے لوگون کا عیب بیان کر [illegible]
محض انکل سے بلا دلیل بعضے منکر ہوئے ہین

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۙ كُتِبَ [illegible]
اور بعضا شخص ہی جو جھگڑتا ہی اللہ کی بابت بن خبر اور ساتھ پکڑتا ہی ہر شیطان سرکش کا [illegible]

مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝
جو کوئی اُسکا رفیق ہو سو وہ اسکو بہکاوے اور لیجاوے عذاب مین دوزخ کے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ اور لوگون مین بعض اس صفت کا ہی کہ جدال و جھگڑا کرتا ہی شان الٰہی مین
و اُسکی قدرت و صفات مین یعنی یہ کہ وہ اس بارہ مین جھگڑا کرتا ہی اور زعم کرتا ہی کہ اللہ تعالےٰ قادر نہین ہی **بِغَيْرِ عِلْمٍ** بدون کسی علم
کے جو مفید یقین ہو - اس حکم مین سب گمراہ فرقہ جو اس زمانہ مین موجود ہین داخل ہین بعضے دہریہ ہین کہ دہر کو فاعل کہتے ہین بعضے مجوس
ہین بعضے اپنے آپ کو قادر کہتے ہین اور بعضے اللہ تعالےٰ کی تشبیہ مخلوق سے یا جو انکے قیاس مین آوے اُس سے بنا لیتے ہین بعضے اسکو بعد
مخلوق پیدا کرنے کے معطل کہتے ہین اور تمام کاروبار اپنے قوتون و طاقتون سے جاری جانتے ہین اور یہود و نصاریٰ تو اللہ تعالےٰ کی
تشبیہ بھی دیتے ہین اور الوہیت مین شرک کرتے ہین اور اپنے آپ کو قادر جانتے اور تمام کاروبار لوگون کی طاقتون سے قرار دیتے اور حق تعالےٰ
کو معطل سمجھتے ہین اور سخت احمق جاہل مشرک و کافر ہین - **وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ** اور پیروی کر لیتا ہی ایسا شخص ہر شیطان
متمرد کی جو صرف فساد ہی ڈالنے کے واسطے ہی پس شیطان نے اس بندہ کو اپنے وساوس سے توڑ دیا اور ہلاک کر دیا - یہی حال ہر بدعتی
گمراہ کا ہی اور ہر مشرک و کافر کا ہی جو حق کو چھوڑ کر باطل اختیار کر لیتا ہی اُسکی یہ کیفیت ہی کہ جو اللہ تعالےٰ نے جماعت انبیاء علیہم السلام
پر نازل فرمایا اور وہ متواتر اخبار سے ثابت ہوا اور آخر قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور ہزارون معجزات و اسباب واضح
ظاہر ہوئے اور ہزارون دلائل قطعیہ عقلیہ و نقلیہ صدق پر موجود ہین وہ ان سب کو چھوڑ دیتا ہی اور اہل ضلالت و اہل دنیا کے اقوال
اور جو اس دنیاوی حیثیت مین رئیس ہی اُسکی بات منظور کر لیتا ہی اگرچہ وہ سراسر عقل سے غلط و مہمل ہی پس بغیر علم یقینی صحیح کے اللہ تعالےٰ
کی شان مین جھگڑا کرتا ہی اور ہر شیطان مرید کی اتباع کر لیتا ہی - **كُتِبَ عَلَيْهِ** مجاہد رح نے کہا یعنی شیطان پر تقدیر ہی کہ **اَنَّهٗ**
مَنْ تَوَلَّاهُ جو اس شیطان کے ساتھ دوستی کرے یعنی اُسکی پیروی کرے جو وہ دل مین وسوسہ ڈالے اللہ بالعلم کے اُسکی تقدیر
فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ تو یہ شیطان اُسکو گمراہ کر دیگا یعنی اللہ تعالےٰ نے یہ امر مقدر کر دیا ہی کہ جو شیطان کی پیروی کرے [illegible]
معنی گمراہ کرنے کے یہ ہین کہ - **وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ** اور اسکو راہ لگا دیتا ہی عذاب دوزخ کی [illegible]
مین تو افعال گمراہی کے کرتا ہی اور آخرت مین عذاب جہنم مین چلا جاتا ہی - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ بعض نے [illegible]
اس آیت کا نزول نضر بن الحارث کے حق مین ہوا ہی اور یہی قول ابن جریج رح کا ہی - مترجم کہتا ہی کہ [illegible]
اور محض جاہل احمق کہ اسکا یہ گمان تھا کہ بعث و قیامت محال ہی اللہ تعالےٰ [illegible]
اور جہال ایسے جاہل کی پیروی کرتے تھے اور خالی اُسکی راے کو مانتے تھے [illegible]

…ن الحارث کی کوئی خصوصیت نہین ہی جو شخص ایسا ہو کہ بغیر علم صحیح کے اللہ تعالیٰ کی شان مین جدال کرے وہ گمراہ جہنمی ہی۔
… شان الٰہی مین جو شخص ایسے بیہودہ کلام کرے وہ سخت عذاب مین پڑا اور اگر بالفعل چھوڑ گیا تو یہ اُسکے حق مین اور زیادہ بدتر ہی
کہ اُسکی دیکھا دیکھی اور لوگ گمراہ ہونگے اور سب کا وبال اُسی کے گردن پر ہوگا اور دنیا تو چند روزہ ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ جب اللہ تعالیٰ
… کے ساتھ بدتری چاہتا ہی تو ایسے وقت مین بیہودہ کلام کرنے والا گرفتار عذاب ہوجاتا ہی چنانچہ ابن ابی حاتم نے باسناد خود ابو کعب
… سے روایت کی کہ قریش کے خبیثون مین سے ایک خبیث نے کہا کہ تم مجھے تبلاؤ کہ بھلا تمھارا اللہ کس چیز کا ہی سونے کا ہی کہ چاندی کا ہی کہ تانبے
کا ہی پس صاف آسمان تھا کہ بجلی کڑکی اور ناگاہ اُسکے سر کا کاسہ اُسکے سامنے پڑا ہوا ہی۔ اور لیث بن ابی سلیم رح نے مجاہد رح سے روایت کی
کہ ایک یہودی آیا اور اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھے آگاہ کرو کہ رب تمھارا کس چیز کا ہی آیا موتی کا یا یاقوت کا یا کسی اور چیز کا ہی
مجاہد رح نے کہا کہ اتنے مین ایک بجلی گری اور اُسکو نیست کردیا۔ ف ــــــ فی اشارات العرائس فی قولہ ومن الناس من یجادل فی اللہ
بغیر علم الآیہ ایسے مجادلہ کرنیوالے وہ لوگ ہین کہ جنکے دماغ کی قوت خیالیہ غالب ہی اور وے محسوسات پر نظر رکھتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی شان
مین قیاس وخیال دوڑاتے ہین جیسے فرقہ مجسمہ ومعتزلہ وغیرہ تو جب اُنھون نے خیالات سے دین مین کام لیا اور ناقص اوہام وقیاسات
کو دخل دیا تو ضرور ہوا کہ گمراہ ہوئے وبھٹک گئے۔ پھر جب معلوم ہوا کہ آیات کا مقابلہ صرف قیاس واوہام وخیالات سے نہین صحیح ہی بلکہ جو
قطعیات علم صحیح کے معارف سے ہون تو وہ ثبت امر حق ہین پس معاد کی دلیل تبلائی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ
لوگو اگر تمکو دھوکا ہی جی اُٹھنے مین تو ہمنے تمکو بنایا مٹی سے پھر
نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ
بوند سے پھر پھٹکی سے پھر بوٹی سے نقشا بنے اور بن نقشا بنے اسواسطے کہ تمکو کھول سناوین
وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ
اور ٹھہرا رکھتے ہین ہم پیٹ مین جو کچھ چاہین ایک ٹھہرے ہوئے وعدے تک پھر تمکو نکالتے ہین لڑکا پھر
لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ
کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم مین پورا ہو لیا اور کوئی تم مین پھر چلایا نکمی عمر تک
لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ
کہ پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے اور تو دیکھتا ہی زمین دبی پڑی پھر جہان ہمنے اُتارا پانی
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ
تازی ہوئی اور ابھری اور اگائین بھانت بھانت رونق کی چیزین یہ اسواسطے کہ اللہ وہی ہی تحقیق اور وہ جلاتا ہی مردے اور وہ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝
ہر چیز کر سکتا ہی اور یہ کہ قیامت آنی ہی اسمین دھوکا نہین اور یہ کہ اللہ اُٹھاویگا قبر مین پڑون کو

… ذکر کیا کہ وہ بلا علم کے انکار وجدال کرتا ہی پھر بعث پر دلیل قائم کی اپنی قدرت سے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ای لوگو

اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ اگر تم شک مین ہو بعث سے۔ بعث و معاد و قیام [illegible]
اگر تم اِس سے شک مین ہو تو تم اپنی پہلی خلقت مین فکر کرو تا کہ جان لو کہ جو تمھارے پیدا کرنے پر ابتداءً [illegible]
کرنے پر بدرجۂ اولیٰ قادر ہی پس اللہ تعالیٰ نے مراتب خلقت اول مین سات مرتبہ ذکر فرمائے۔ اول فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ [illegible]
تو ہم نے تم کو پیدا کیا خاک سے۔ یعنی اصل خلقت تمھاری مٹی سے ہے اور یہ وہ ہی جس سے آدم علیہ السلام [illegible]
اصل ہین۔ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر نطفہ سے۔ یہ مرتبہ دوم ہی کہ بعد پیدائش آدم کے نسل کی [illegible]
تعالےٰ تم جبل نسلہ من سلالۃ من ماء مہین۔ حالانکہ عجیب قدرت ہی کہ خاک مین اور نطفہ مین ظاہری [illegible]
وقیاس یہان کچھ کام نہین کرتے ہین کیونکہ نطفہ ایک سفید سیال لزوجت آمیز صاف چیز ہی اور اس نطفہ مین تمام شکل [illegible]
محال واشکال موجود ہین یہ اور بھی عجیب ہی۔ مرتبہ سوم۔ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ پھر خون کے ٹکڑے سے یعنی سفید منی سے [illegible]
کا ہو گیا اور اسمین شک نہین کہ اِن دونون مین بڑا فرق ہی۔ مرتبہ چہارم۔ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ پھر گوشت کے ٹکڑے [illegible]
اسطرح ہی کہ نطفہ جب عورت کے رحم مین چالیس روز ٹھہرتا ہی تو وہ خون مجتمع ہو ملکر سرخ ٹکڑا ہو جاتا ہی اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت [illegible]
دونون مین اتصال کی کیا صورت ہی پھر چالیس روز ٹھہرتا ہی تو ٹکڑا ہو جاتا ہی ایک گوشت کے مانند مگر اسمین نہ شکل ہوتی ہی [illegible]
خطوط پڑے ہوتے ہین پھر اسکی شکل بنانی شروع ہوتی ہی اور مخطط ہوتا جاتا ہی پس اُس سے سر اور دونون ہاتھ و سینہ و پیٹ و رانین و پا[illegible]
اور سب اعضا بنتے ہین پھر کبھی ایسا ہوتا ہی کہ عورت اُسکو شکل بننے و خط پڑنے سے پہلے گرا دیتی ہی اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ شکل [illegible]
بعد گراتی ہی لہذا مضغہ کی صفت بیان فرمائی کہ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ سراج مین لکھا کہ مخلقہ یعنی مسوی یعنی تسویہ کیا گیا جس [illegible]
نہ کچھ نقص ہی اور نہ عیب ہی اور غیر مخلقہ اُسکے برخلاف ہی پس گویا اللہ تعالیٰ مضغہ کو دو طرح کر دیتا ہی ایک وہ کہ پوری خلقت [illegible]
سالم و پاک ہوتا ہی اور بعض اُسکے برعکس پس اُسی تفاوت کی جہت سے لوگون کی شکل و صورت و اندازہ خلقت و طول و کوتاہی [illegible]
کی ترکیب مین فرق ہوتا ہی اور یہ قول قتادہ و ضحاک کا ہی۔ اور مجاہد رح نے کہا کہ مخلقہ وہ بچہ ہی جو زندہ پیدا ہو اور غیر مخلقہ [illegible]
اور شیخ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ کبھی تو عورت قبل تشکیل و تخطیط کے گرا دیتی ہی اور کبھی بعد تشکیل و تخطیط ہونے کے گرا دیتی [illegible]
فرمایا تم مین مضغۃ مخلقۃ و غیر مخلقۃ۔ یعنی جیسے تم مشاہدہ کرتے ہو۔ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ تا کہ ہم تم کو ظاہر کر دین [illegible]
مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى یعنی اور کبھی رحم مین نطفہ مذکورہ مستقر رکھتے ہین ایک مدت معین تک کہ اُسکو عورت نہین گراتی [illegible]
نے کہا قولہ تعالیٰ مخلقۃ و غیر مخلقۃ۔ یعنی سقط جو گر گیا مخلوق یا غیر مخلوق ہو۔ اور جو نہین گرا وہ رحم مین مستقر رہتا ہی [illegible]
سراج مین نقل کیا وہ ظاہر اُسکے خلاف ہی پھر خطیب رح نے لکھا کہ ایک قوم کے نزدیک مخلقہ وہ ہی جسکی صورت [illegible]
جسکی صورت نہ بنی ہو اور حجت اُنکی وہ روایت ہی جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے [illegible]
اُسکو اپنی ہتھیلی مین لیتا ہی اور عرض کرتا ہی کہ اے رب یہ مخلقہ ہی یا غیر مخلقہ ہی پس اگر حکم ہوا کہ غیر مخلقہ ہی تو رحم [illegible]
وہ خون کی حالت مین گرتا ہی اور نسمہ نہین بنتا ہی اور اگر حکم ہوا کہ مخلقہ ہی [illegible]
اور اُسکی اجل کیا ہی اور عمل کیا ہین اور رزق کیا ہی اور کس زمین پر مریگا تو اُس سے کہا جاتا ہی کہ جا [illegible]
باتین پاویگا پس جا کر وہ دیکھتا ہی تو ام الکتاب مین سب مکتوب پاتا ہی [illegible]

[illegible] ۱۲

Marfat.com

[illegible] ابن جریر نے بطریق شعبی رح کے عبداللہ بن مسعود رض سے موقوف روایت کی ہو جیسا کہ شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا
[illegible] زیادہ ہو کہ نطفہ سے کہا جاتا ہو کہ تیرا رب کون ہو وہ کہتا ہو کہ اللہ تعالے ہو اور اس سے کہا جاتا ہو کہ تیرا رازق کون ہو
[illegible] اللہ تعالے [illegible] یہ بھی نرا نرہ ہو کہ پھر وہ نطفہ مخلوق ہوتا ہو اور اپنی مدت تک جیتا ہو اور اپنا رزق کھاتا ہو اور اپنے افعال
کرتا ہو اور جب مدت آتی ہو تو مرکر اسی زمین میں جو دفن ہوتا ہو جہاں لکھا گیا تھا پھر عامر شعبی رح نے یہ آیت پڑھی یا ایہا الناس
ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنٰکم الآیۃ - اور کہا کہ جب مضغہ تک پہونچتا ہو تو چوتھی خلقت میں رجوع ہوتا ہو تو نسمہ ہوتا ہو پھر اگر
غیر مخلقہ ہو تو رحم سے خون کی طرح گر جاتا ہو اور اگر مخلقہ ہوا تو نسمہ ہو جاتا ہو - اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ مجاہد کی روایت میں مخلقہ و
غیر مخلقہ وہ نطفہ ہو کہ ساقط ہو گیا پھر لکھا کہ جب مضغہ پر چالیس روز گذرے تو اللہ تعالے ایک فرشتہ بھیجتا ہو وہ اسمیں روح پھونکتا ہو اور اسکو
مستوی کرتا ہو جیسے اللہ تعالے نے چاہا خوبصورت یا بدصورت اور نر یا مادہ اور وہ فرشتہ اسکی عمر و رزق اور سعید ہو کہ شقی ہو لکھتا ہو جیسا
کہ صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے بیان فرمایا اور آپ صادق مصدوق
ہیں کہ تم میں سے ہر کسی کی خلقت جمع ہوتی ہو اسکی ماں کے پیٹ میں چالیس رات تک پھر وہ علقہ ہو جاتی ہو اسقدر مدت میں پھر وہ
مضغہ ہو جاتی ہو اسیقدر مدت میں پھر اللہ تعالی اسپر ایک فرشتہ بھیجتا ہو اسکو چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہو پس وہ اسکا رزق و عمل
و اجل اور شقی ہو کہ سعید ہو لکھتا ہو پھر اسمیں روح پھونکی جاتی ہو - پس قسم اسکی جسکے سوا کوئی الٰہ نہیں ہو کہ آدمی عمل کیا کرتا ہو اہل جنت
کے حتی کہ اسکے اور جنت کے درمیان فقط ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہو کہ اسپر کتاب سبقت کرتی ہو پس وہ دوزخیوں کا عمل کرتا ہو تو
دوزخ میں داخل ہوتا ہو اور آدمی عمل کیا کرتا ہو اہل دوزخ کے یہانتک کہ اسمیں اور دوزخ میں صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہو کہ اسپر کتاب
سابق ہو جاتی ہو پس وہ اہل جنت کا عمل کرتا ہو پس جنت میں داخل ہو جاتا ہو - رواہ البخاری ومسلم - سراج میں لکھا کہ قولہ تعالے
لنبین لکم گویا تعلیل اطوار خلقت کی ہو یعنی ہم نے تم کو ایک حال سے دوسرے حال میں اور ایک خلقت سے دوسری خلقت میں اسواسطے
منتقل کیا لنبین لکم تاکہ تم کو اس تدریج عجیب سے اپنی قدرت و حکمت دکھلا دیں کہ جو خاک و پانی سے بشر پیدا کر سکتا ہو پھر اسی کو نطفہ
سے پیدا کرتا ہو حالانکہ ان دونوں میں تباین ظاہری ہو اور پھر اس نطفہ کو علقہ کر دیتا ہو اور علقہ کو مضغہ اور مضغہ کو ہڈیاں اور ایسی عجیب
حکمت کا آدمی بنا دیتا ہو جسمیں قوی و حواس و عقل ہو تو وہ بدرجۂ اولی اسکے اعادہ کرنے پر قادر ہو پھر قولہ تعالے لنبین لکم میں مفعول
ذکر نہیں ہو کہ وہ کون بات ہو تو اسواسطے ذکر نہیں فرمایا کہ معلوم کرو کہ اسکے ان افعال سے جو قدرت و حکمت ظاہر ہوتی ہو وہ بیان سے
باہر ہو وقولہ ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی - یہ انتہاے مدت وقت وضع حمل ہو اور خطیب رح نے ذکر کیا کہ کم سے کم مدت چھ مہینہ
کے بعد ہو اور انتہاء اسکی آخر چار سال ہو اور مترجم کہتا ہو کہ ائمہ حنفیہ کے نزدیک دو برس تک ہو - اور یہ بسبب قوت و ضعف رحم کے ہو اور
قوت و ضعف بچہ کے اور بسبب قلت و کثرت خون وغیرہ کے جنکی تعداد حضرت باری تعالی عز و جل خوب جانتا ہو - اور شیخ ابن کثیر رح
نے کہا کہ ابن ابی حاتم نے حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کی جو مرفوع روایت کرتے تھے کہ نطفہ جب رحم میں مستقر ہوتا ہو تو اسکے
چالیس یا پینتالیس روز بعد فرشتہ داخل ہوتا ہو اور عرض کرتا ہو کہ اے رب یہ شقی ہو یا سعید ہو پس جو اللہ تعالی فرماتا ہو وہ فرشتہ
لکھتا ہو پھر عرض کرتا ہو کہ نر ہو یا مادہ پھر جو اللہ تعالے فرماتا ہو اور فرشتہ لکھ لیتا ہو اور اسکا عمل و اثر اور رزق و اجل لکھ لیتا ہو پھر وہ
صحیفہ لپیٹا جاتا ہو پس اسمیں نہ زیادتی ہوتی ہو اور نہ کمی ہوتی ہو - رواہ مسلم بنحوہ - ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا

Marfat.com

یعنی جسکو ارحام مین مستقر کرتے ہین اُسکو ہم نکالتے ہین طفل - یعنی ضعیف بدن وضعیف حواس وعقل پھر [illegible]
دیتا ہی اور والدین کو اُسپر مہربان کردیتا ہی - ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ تاکہ تم اپنی مضبوطی کو پہونچو [illegible]
شباب کو اور خوبصورتی کو پہونچتا ہی - وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى اور بعض مین سے وفات دیا جاتا ہی [illegible]
مین جب کہ اُسکے قوی مین قوت وطاقت کامل ہوتی ہی تب ہی اُسکو وفات دیدی جاتی ہی - وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى
اَرْذَلِ الْعُمُرِ اور بعض تم مین سے ارذل عمر کی طرف پھرا جاتا ہی یعنی بڑھاپا وضعف قوت وعقل وغیرہ جس [illegible]
حدیث صحیح کی دعا ر مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کی بُرائی سے پناہ مانگتے تھے - لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ [illegible]
تاکہ نہ جانے بعد علم کے کوئی چیز - یعنی تاکہ عود کرے اپنی پہلی حالت پر جو بچپن مین تھی کہ عقل سخیف ہوجاتی ہی اور فہم جاتی رہتی [illegible]
وہ بھول جاتا ہی اور جسکو پہچانتا تھا اُس سے انکار کرتا ہی - اگر کہا جاوے کہ یہ حالت مومنون کو حاصل نہ ہونا چاہیے بدلیل [illegible]
ثم رددناہ اسفل سافلین الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات یعنی پھر ہم انسان کو پھیر دیتے ہین اسفل السافلین کو سواے اُن لوگون [illegible]
جو ایمان لائے اور اُنھون نے نیک اعمال کیے - جواب دیا گیا کہ اسفل السافلین مین مردود کرنے مین مذمت ہی تو مراد اس سے [illegible]
ہین اسی واسطے اہل ایمان کو مستثنی کیا - اِس جواب مین بحث ہی کیونکہ عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ جس نے قرآن پڑھا وہ اس حالت [illegible]
نہین پہونچتا ہی - مترجم کہتا ہی کہ تحقیق واللہ اعلم یہ ہی کہ قولہ ثم رددناہ الخ سے مراد یہ ہی کہ پہلے انسان کو عقل وفطرت سلیمہ وسلامت قلب سے
ایک شرافت وکمال عطا کیا کہ تمام مخلوقات پر اُسکو شرف دیا پھر آسنے انھین مخلوقات مین سے بعض کو اپنا معبود بنا لیا اور اللہ تعالی کی [illegible]
کو گم کیا تو وہ اسوقت بے عقل جانور کے برابر نہ ہوا بلکہ اس سے بہت بدتر ہوگیا کہ اسفل السافلین کو مردود ہوگیا لیکن ایسے لوگ مومنین یعنی [illegible]
مومنین تو اِس شرف خلقی سے بھی زیادہ شرف حاصل کرکے اشرف الاشراف ہوجاتے ہین فافہم - اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ حافظ ابو [illegible]
الموصلی احمد بن علی بن المثنی نے اپنی مسند مین روایت کی کہ حدثنا منصور بن ابی مزاحم حدثنا خالد الزیات حدثنی داؤد ابو سلیمان عن عبد اللہ
بن عبد الرحمن بن معمر بن حزم الانصاری عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ رفع الحدیث یعنی انس بن مالک رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی کہ بچہ جب تک بلوغ کو پہونچتا ہی تو اِس درمیان مین جو نیک کام کرتا ہی تو وہ اُسکے باپ کے یا باپ وماں کے واسطے لکھے جاتے
ہین اور جو گناہ کرتا ہی وہ نہ اُسپر لکھے جاوین اور نہ اُسکے والدین پر پھر وہ جب بلوغ کو پہونچا تو اُسپر قلم جاری ہوتا ہی یعنی اُسکے اعمال نیک [illegible]
لکھے جاتے ہین اور حکم دیا جاتا ہی اُن دو فرشتون کو جو اُسکے ساتھ ہین کہ اُسکی حفاظت کرین اور اُسکو سیدھا رکھین [illegible]
مین چالیس برس کا ہوگیا تو اللہ تعالی اُسکو تین بلا سے مامون رکھتا ہی جنون وجذام وبرص سے پھر جب پچاس کا ہوگیا [illegible]
اُسکا حساب تخفیف فرماتا ہی پھر جب ساٹھ برس کا ہوا یعنی اسلام مین تو اللہ تعالے اُسکو اپنی طرف [illegible]
ساتھ محبوب ہی پھر جب ستر برس کو پہونچا تو اُسکو آسمان والے دوست رکھتے ہین پھر جب وہ اسی برس کو پہونچا [illegible]
نیکیان لکھتا ہی اور اُسکی برائیون سے تجاوز کرتا ہی پھر جب نوے برس کو پہونچا تو اللہ تعالے اُسکے پچھلے گناہ اور [illegible]
ہی اور اُسکی شفاعت اُسکے اہل بیت مین قبول فرماتا ہی اور وہ اللہ تعالی کا امین لکھا جاتا ہی اور وہ زمین مین اللہ [illegible]
اور ارذل عمر کو پہونچا جسکو اللہ تعالے نے فرمایا کہ لکیلا یعلم من بعد علم شیئا - تو اللہ تعالے اُسکے لیے [illegible]
صحت مین کرتا تھا اور جو کوئی گناہ کیا تو اُسپر نہین لکھا جاتا ہی - ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ حدیث غریب [illegible]

Marfat.com

...بیان نہین فرمائی واللہ اعلم کیا نکارت ہی اور شدید ہونا تو خیال مین نہین آتا اور ظاہراً اسمین کوئی امر خلاف اصول
...اسناد بھی اچھی ہی اور امام احمد بن حنبل رح نے بھی اُسکو مسند مین موقوف و مرفوع دونون طرح روایت کیا ہی قال حدثنا ابو النضر
حدثنا الفرج حدثنا محمد بن عامر عن محمد بن عبد اللہ العامری عن عمرو بن جعفر عن انس رضی اللہ عنہ کہا انس نے کہ جب مرد مسلمان چالیس برس
کو پہونچا تو اللہ تعالے اُسکو جنون و برص وجذام کے انواع بلایا سے مامون کر دیتا ہی پھر جب پچاس برس کو پہونچا تو اللہ تعالے اُسکا
حساب تخفیف فرماتا ہی یعنی نرم کر دیتا ہی اور جب ساٹھ برس کو پہونچا تو اللہ تعالے اُسکو انابت نصیب کرتا ہی کہ اس انابت پر اُسکو محبوب
کر لیتا ہی اور جب ستر کو پہونچا تو اُسکو محبوب کرتا ہی اللہ تعالے اور محبت کرتے ہین اُس سے آسمان والے اور جب وہ اسّی برس کو پہونچا
تو اللہ تعالی اُسکی نیکیان قبول کر لیتا ہی اور اُسکی برائیان محو کر دیتا ہی اور جب بندہ نوے برس کو پہونچا تو اللہ تعالے تو اُسکے اگلے وپچھلے
گناہ معاف کر دیتا ہی اور زمین مین اللہ تعالی کا قیدی اُسکا نام ہوتا ہی اور اُسکی شفاعت اُسکے لوگون کے حق مین قبول ہوتی ہی - وقال
حدثنا ہاشم حدثنا الفرج حدثنی محمد بن عبد اللہ العامری عن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان عن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مثلہ سواء یعنی امام احمد نے اسی حدیث کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور امام احمد
نے کہا کہ حدثنا انس بن عیاض حدثنی یوسف بن ابی ذرۃ الانصاری عن جعفر بن عمرو بن امیۃ الضمری عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال - یعنی انس بن مالک رض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی پیغمبر کہ اسلام مین چالیس
برس کی عمر کو پہونچا تو اللہ تعالی اُس سے تین قسم کی بلائین جنون و برص وجذام کو دور رکھتا ہی اور باقی تمام حدیث برابر ویسی ہی ذکر
کی جو اوپر گذری ہی اور حافظ ابوبکر البزار رح نے روایت کیا اس حدیث کو عن عبد اللہ بن شبیب عن ابی شیبۃ عن عبد اللہ بن عبد الملک
عن ابی قتادہ العدوی عن ابن اخی الزہری عن عمہ یعنی الزہری عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہا انس رض نے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین کوئی بندہ جو اسلام مین چالیس برس کو پہونچا مگر آنکہ اللہ تعالے اُس سے دور کر دیتا ہی بلا کے انواع سے جنون و
جذام و برص کو پھر جب پچاس کو پہونچا تو اللہ تعالی اُسکے لیے حساب کو نرم کر دیتا ہی پھر جب ساٹھ کا پہونچا تو اللہ تعالی اُسکو انابت روزی کرتا
جس سے اُسکو محبوب کر لیتا ہی پھر جب ستر برس کو پہونچا تو اللہ تعالی اُسکے اگلے وپچھلے گناہ معاف کر دیتا ہی اور اُسکا نام اللہ تعالی کا
قیدی زمین مین ہوتا ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہ کسی راوی سے سہو ہوا ہی اُسوقت اُسکی نیکیان وبدیان لکھی جاتی ہین لیکن اللہ تعالے
محبوب کرتا اور آسمان والے محبوب کرتے ہین اور یہ نام اُسوقت نہین ہی - پھر لکھا - اور اُسکو آسمان والے محبوب کرتے ہین پھر جب
اسّی برس کو پہونچا تو اللہ تعالی اُسکی نیکیان قبول کرتا ہی اور اُسکی برائیون سے تجاوز کرتا ہی پھر جب وہ نوّے برس کو پہونچا تو اللہ تعالی
اگلے وپچھلے گناہ معاف کرتا ہی اور وہ زمین مین اللہ تعالے کا قیدی کہلاتا ہی اور اللہ تعالے اُسکی شفاعت اُسکے گھر والون کے حق مین
قبول کرتا ہی - مترجم کہتا ہی کہ ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث متعدد طرق سے حضرت انس وعبد اللہ بن عمر سے ابو یعلی و امام احمد
وغیرہم نے مرفوع روایت کی ہین اُسکی تقویت ہونا چاہیے اور امام ابن کثیر رح نے صرف اسمین نکارت کی مبہم جرح بیان فرمائی ہی اور
...نے مرفوع ہونا چاہیے واللہ تعالے اعلم - اور مترجم کہتا ہی کہ معنی اس حدیث کے جہانتک کہ اس بندہ ضعیف کے خیال مین
...اسلام مین چالیس سال کی عمر ہوئی یعنی ارکان فرائض وغیرہ ادا کیے اور جو گناہ ہوگئے اُنسے توبہ کر لی اور ایسی معصیت
...مین مبتلی رہا ہوشیار رہا ولیکن اللہ تعالے نے دنیا مین اُسکے مواخذہ مین جذام وغیرہ سے مواخذہ نہ کیا اور واضح ہو کہ

Marfat.com

پچاس کی عمر مین بوجہ ضعف کے حساب کی جانب نرم فرمائی جاتی ہے اور ساٹھ برس تک ہوا سے فرمائی [illegible]
تا ہے اور مانند اسکے مابعد عمر مین دنیا مین شکریہ ہے حتی کہ نوے برس مین علو ہے فافہم واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]
ثم رددناہ اسفل سافلین - اور قولہ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق - سے اسکے خلاف مفہوم ہے تو جواب یہ [illegible]
ونیا دی کی محبت خلاف عقل ہے کیونکہ معمر منکوس فی الخلق ہو جاتا ہے اور بدین معنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
ولیکن جسکو اسلام مین خود عمر دراز بتوفیق طاعات عطا فرمائی اُسکے ساتھ یہ معاملہ نہین کیا جیسا کہ استثناء کیا [illegible]
کا اور حدیث صحیح مین بھی مومن کے لیے درازی عمر سے بہتری کا ذکر ہے جیسا کہ صحاح مین معروف ہے اور جن [illegible]
کے معنی سے اسفل سافلین بوجہ شرک ومعصیت کے نہین لیا حالانکہ یہ اظہر ہے بوجہ استثناء مومنین صالحین کے [illegible]
کے واسطے دوسری دلیل بیان فرمائی کہ جو زمین کی مردگی ونباتات کے نیست ہونے کے بعد پھر ایک وقت مین [illegible]
فقال تعالے وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً اور تو دیکھتا ہے زمین کو ہامدہ یعنی خشک مردہ کہ کچھ نہین اگاتی [illegible]
ابن قتیبہ پھر اللہ تعالیٰ اُسکو زندہ کرتا ہے - فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ پھر جب ہم نے اُسپر پانی اتارا [illegible]
تو وہ اہتزاز مین آئی - یعنی جوش مین آئی - اور اہتزاز دراصل خوشی سے اچھی طرح جنبش کرنا ہے یا تو یہان زمین کے [illegible]
وجوش مراد ہے یا مطلب یہ کہ نباتات اُگے اور لہلہائے اور حرکت کی - اور اول اولی ہے بقرینہ قولہ - وَرَبَتْ اور پھول [illegible]
کو اول ہی ظاہر ہوتا ہے اور بڑھی ونمو ہوا بخروج نباتات - وَأَنْبَتَتْ اور زمین نے اُگایا یعنی باذن الٰہی واسکی تقدیر سے زمین نے اُگایا
مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ہر قسم کی نبات تر وتازہ کو - یعنی رنگ ومزہ وخوشبو وشکلون مین مختلف قسم کے نباتات اُگائے -
سراج مین کہا کہ اس آیت مین اشارہ ہے کہ نباتات جیسے نقص سے کمال کی جانب متوجہ ہوتے ہین ایسے ہی انسان [illegible]
کمال کی جانب ہوتی ہے پس بندہ مومن دار المعاد مین اپنے کمال کو پہونچیگا جو اُسکے واسطے مہیا کیا گیا ہے اور وہ [illegible]
وخلود دار السلام ہے اور اس عالم کے عوارض سے مبرا ہوگا - جب اللہ تعالیٰ نے دونون دلیلون کی تقریر فرمائی تو اسکے نتیجہ [illegible]
فرمایا اور وہ پانچ باتین ہین - اول قولہ - ذَٰلِكَ یہ سب جو ابتداے خلقت انسان سے احیاء زمین تک مذکور ہوا [illegible]
اسکے ہے کہ تم جان لو کہ - اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ اللہ تعالیٰ جامع اوصاف کمال وہی اکیلا حق ہے ثابت دائم [illegible]
دوم قولہ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ اور وہی زندہ کرتا ہے مردون کو - یعنی اُسپر قادر ہے اور اسکی قدرت [illegible]
نطفہ کو اور زمین مردہ کو زندہ کیا اور آدم کو زندہ کیا اور اپنے بندہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر زندہ کر دیا [illegible]
اسی عورت کے ہاتھ پر اُسکے لڑکے کو زندہ کر دیا - سوم قولہ - وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ [illegible]
زندہ کرنے کی خصوصیت نہین ہے پس کوئی بات ایسی نہین ہے جو قدرت الٰہی سے باہر ہو ولیکن [illegible]
کرے وہ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ وہ قادر مطلق ہے اسکے افعال حکمت پر مبنی ہین [illegible]
کسی کو دیدے یا کنوئین مین گر پڑے ولیکن اگر وہ یہ نکرے تو اس سے یہ لازم نہین [illegible]
پیدا ہونے مین انجام کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا منکر قائل ہونا ضرور ہو [illegible]
اور ہر چیز کے لیے سبب کی کچھ ضرورت نہین ہے ولیکن اللہ تعالیٰ نے کے واسطے [illegible]

اور ...چیزون کو جو اُنکے لیے سب چیزون سے عدم و موجود تغیر و تبدل ہوتی رہتی ہین یہ حوادث ہین اور اللہ تعالی مین کوئی نقص نہین
نیز ... چیزون ... بالکل ہو جو حادث کو قدیم سمجھے اور پھر تمام چیزون کے لیے اسباب کا قائل ہو اور اللہ تعالے کے کمال قدرت
سے ہر چیز پیدا ہوئی ہو اور اسباب کو اُسنے ہماری نظر و سمجھ کے لیے پیدا کیے ہین اُسنے تو جو چاہا وہ ہو گیا - چہارم قولہ - فَاَنَّ السَّاعَةَ
اور قیامت کی گھڑی جس مین سب خلائق مردہ ہو کر پھر سب کے سب اللہ تعالی کی قدرت و حکم سے زندہ ہونگے - وہ قیامت - اٰتِيَةٌ
لَّا رَيْبَ فِيْهَا آنے والی ہو اسمین کچھ شک نہین ہو اور خالی کافرون کا یہ زعم کہ خاک ہو کر پھر کیا پیدا ہونگے محض واہیات وہم و خیال
ہو کیونکہ پہلے وجود نہ تھا تب اُسنے پیدا کر دیا اور وہ سب بات پر قادر ہو تو جب اُسنے حکم دیدیا کہ حساب و جزا کے لیے سب محشور ہو نگے
تو اسمین کچھ بھی شک نہین رہا کہ وہ سب کو زندہ کرکے جمع کریگا پنجم - وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ اور اللہ تعا
زندہ کرکے اُٹھاویگا جو قبورون مین ہین اور معنی یہ کہ جو مردہ ہو کر زمین کا پیوند ہو گئے اُنکو اللہ تعالی زندہ فرماویگا اور اُٹھا کر محشر مین لاویگا
قال اللہ تعالی وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ قال من یحیی العظام وہی رمیم قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ الآیہ یعنی کافر نے مثل کہی اور اپنی خلقت
کو بھول گیا بولا کہ گلی ہوئی ہڈیون کو کون زندہ کریگا کہدے کہ وہی اُسکو زندہ کر دیگا جس نے اُسکو اول بار پیدا کیا تھا - امام احمد نے
اور رزین لقیط بن عامر عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مین نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم سب مین ہر ایک قیامت مین اپنے رب عز و جل
کو دیکھیگا اور اُسکی نشانی اُسکے مخلوق مین کیا ہو - مترجم کہتا ہو کہ یہ اسوجہ سے کہا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہو کہ سنریہم آیاتنا فی الآفاق
و فی انفسہم یعنی ہم اُنکو اپنی نشانیان آفاق مین اور خود اُنکے نفوس مین بھی دکھلاوینگے - پس اُسکی آیت آفاقی کو پوچھا - پس حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مین سے ہر ایک چاند کو کھلا ہوا نہین دیکھتا ہو ہم نے کہا کہ ہان یا رسول اللہ دیکھتا ہو تو فرمایا کہ اللہ تعالی تو اس
سے اعلی و اجل ہو کہ اپنے آپ کو دکھلاوے - پھر مین نے کہا کہ یا رسول اللہ کیسے اللہ تعالی مُردون کو زندہ کریگا اور خلق مین اُسکے نشانی کیا
ہو فرمایا کہ بھلا تو اپنے لوگون کی وادی مین گذرتا ہو اس حال مین کہ وہ بالکل چٹ پٹ میدان ہو مین نے کہا کہ ہان - پس فرمایا کہ پھر تو اسمین
ایسی حالت مین گذرتا ہو کہ وہ سبزی سے لہلہاتا ہو مین نے عرض کیا کہ ہان بیشک تو فرمایا کہ پھر یہ اللہ تعالی کی آیت مخلوق مین ہو کہ وہ
مُردے کو زندہ کرتا ہو - رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ - اور ابن ابی حاتم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس نے یقین کر لیا
کہ اللہ ہو الحق المبین یعنی اللہ تعالے وہی حق مبین ہو وان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیہا - اور قیامت آنے والی ہو اسمین کچھ شک نہین ہو
وان اللہ یبعث من فی القبور - اور اللہ تعالے اُٹھاویگا جو قبورون مین ہو تو وہ جنت مین داخل ہوا - ف - وفی اشارات العرائس
قال ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم الآیہ اسکا تعلق انسان عارف کے نفس کے ساتھ بھی ہوتا ہو کیونکہ ہر نفس جب تک کہ آخرت
... تمام امتحانات مین پڑتا ہو سوائے اسکے کہ ایک درجہ کفر کا ہو ولیکن جو امور کہ کافرون کے ساتھ ہین اُسکے نظائر نفس مین وجود
... باقی رہتے ہین اور یہ ایک معرفت شریف ہو کہ انسان کو چاہیے کہ اُسپر توجہ مند دل رکھے اور کبھی نفس کے خطرات سے غافل
... ایک اشارت نفس عارف کے لیے یہ ہو سکتی ہو کہ اول مجاہدہ کے بعد جب مشاہدہ مین پہونچا اور علوم غیبیہ سے ممتاز ہوا
... مشاہدہ سے پھر مجاہدہ مین ڈالا جاتا ہو اور ایسا ہو جاتا ہو کہ جاننے کے بعد گویا کچھ نہین جانتا ہو تاکہ نفس کی عادی
... اور یہ اہل تحقیق کا حال ہو جس نے افشائے راز کیا ہو - ہم اللہ تعالی سے پناہ مانگتے ہین کہ نفس کی لغزش سے پناہ دے
... نکرت کا ایسا جاوے کہ وہ معرفت کے ساتھ نکرت مین متحیر ہوتا ہو اور نکرات تو درحقیقت معارف الوہیت

Marfat.com

مین اور معرفت اُسکی ہنوز خام ہی اور جو نکرات ہین وہ غیرت ازل سے اُسپر مخفی ہین پھر جب اللہ تعالیٰ جاہتا ہی تو
ہی جب کہ عجز سے دامن رحمت مین پناہ لیتا ہی اور خود بحس و حرکت ہو جاتا ہی اور کوئی شائبہ نہین رہتا ہی فافہم و اسمع
نطفہ تبقبضہ قدرت مین مردہ تھا اُس سے زندہ نکالا یون ہی جو بندہ معارف و ایمان کے ساتھ اسداے حق عز و جل
ہی اور خالق اللہ تعالیٰ ہی کو اور رازق اُسی کو جانتا ہی تو اُس سے زندہ پیدا ہوتا ہی اگرچہ ظاہر مین وہ مردہ معلوم ہوتا ہی
زندہ بنتا ہی وہ مردہ ہی جب مرا تو مردہ ہو کر عذاب مین پڑا کیونکہ اُسکی حیات جن تعلقات سے تھی وہ سب فانی ہین اور
منکر تھا جو باقی حی القیوم ہی فافہم پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ

اور بعض شخص ہی جو جھگڑتا ہی اللہ کی بات مین بن خبر اور بن سوجھ اور بن کتاب چمکتی

ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اپنی کروٹ موڑ کر کہ بہکاوے اللہ کی راہ سے اُسکو دنیا مین رسوائی ہی اور چکھاوینگے ہم اسکو قیامت کے دن

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

جلن کی مار یہ اُسپر ہی جو آگے بھیج چکے تیرے دو ہاتھ اور یہ کہ اللہ ظلم نہین کرتا بندون پر

بعض نے کہا کہ اِس آیت سے مذمت اُسی کی مقصود ہی جسکی مذمت پہلے قولہ و من الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم و یتبع کل شیطان مرید الآیہ مین
کی گئی ہی اور تکرار واسطے زیادتی مذمت کے ہی اور بعض نے کہا کہ اول تو تقلید کرنے والون کی مذمت ہی اور یہان جنکی تقلید کی گئی اُنکی مذمت
اور اسی کو شیخ ابن کثیر رح نے اختیار کیا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ یہی اظہر ہی اور صورت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اول تو ارشاد کیا کہ بعضے لوگ
علم کے اللہ تعالیٰ کی شان مین جدال کرتے ہین اور یہ شخص خود تقلید سے ایسا کرتا ہی پس یہ شخص وحی حق و علم کی پیروی تو نہین کرتا جو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن سے انکار کرتا ہی اور تقلید کرنے لگتا ہی ہر شیطان مرید کی جو اُسکو گمراہ کریگا اور منجملہ امور کے جنمین ایسی شیطانی تقلید
کر کے جدال کرتا ہی وہ بعث و حشر قیامت ہی کہ علم وحی تو کہتا ہی کہ بعث و حشر حق ہی اُس سے یہ تقلید کرنے والا انکار کرتا اور جھگڑتا ہی اور شیطان
مرید کہتا ہی کہ نہین یہ نہین ہو سکتا ہی تو اُسکی یہ تقلید کرنے والا تقلید کر کے علم وحی سے جدال کرتا ہی پھر اللہ تعالیٰ نے بعث و حشر کے حق ہونے
آفاق کے دلائل محسوس و دلائل عقلی سے پوری تنبیہ کر دی اور اپنی قدرت کی ہر شے پر قادر ہونے کو بیان کر دیا اب اُسکے بعد اس شیطان
مرید کا رد کیا جو بغیر علم کے گمراہ کرتا ہی اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اول کے حق مین فرمایا کہ یتبع کل شیطان مرید۔ تو وہ مقلد ہی اور یہان فرمایا کہ لیضل عن
سبیل اللہ۔ تاکہ گمراہ کرے راہ الٰہی سے تو یہ وہ شخص ہی جس نے اپنے تابع کو گمراہی تبلائی ہی۔ پھر اسمین تو کوئی شک نہین کہ یہ حال
شخص کی ہی جو بغیر علم صحیح کے لوگون کو بہکاوے و گمراہ کرے جیسے بو ملیح نے کہا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیان ہین یا نصاریٰ نے کہا کہ مسیح
ابن اللہ ہی یا یہود نے کہا کہ عزیر ابن اللہ ہی یا مجوس وغیرہ اور جہانتک پیدا ہوتے جاوین جیسے اسوقت مین نیچری وغیرہ
کسی کے پاس جن وجوہ سے علم ہوتا ہی کوئی وجہ نہین ہی مگر اپنی اٹکل و رائے سے باتین نکالتے اور انھین پر جم جاتے
اور یہ گمراہی سخت ہی اور حدیث مین آثار قیامت مین مذکور ہی کہ اعجاب کل ذی رای برایہ
ہوگا۔ تو یہ اسوقت بالکل مشاہدہ ہی کہ علم کے اصول جو تو اعلیٰ پر گفتگو نہین ہوتی بلکہ وہ سے علم

پر ایسے قیاس بیہودہ و اٹکل پر باتین بناتے ہین اور نتیجہ غلط فاحش لغو بیہودہ نکالکر اُسپر فخر و ناز کرتے اور اُسی کو مانتے ہین اور بڑی آفت
یہ ہو کہ جب کوئی علم والا اُنکی تقریر کو درست کرتا ہو اور جہان جہان اُنھون نے غلطی کھائی ان موقعون کو بتلاتا ہو تو اول تو اُسکی بات
نہین سنتے اور اُسکو دشمن سمجھکر اُسکے ساتھ عداوت پر آمادہ ہوتے ہین اور کاش اگر سنتے بھی ہین تو محض لاعلم لوگ ہین علمی و عقلی علوم اُنکے
سمجھ مین نہین آتے ہین اور بعضے جو موٹے وجہد سے دماغ کو زور دیتے ہین تو علمی عقلی بات گویا بجلی سے اُنپر چمک جاتی ہو کہ دیر تک متحیر
رہتے ہین اور مذبذب ہوکر اپنی ہٹ نہین چھوڑتے ہین اور اہل ایمان کے لیے یہ زیادہ یقین کا موقع ہو کہ کس طرح حضرت مخبر صادق
صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صادقہ بطور معجزات باہرہ ظاہرہ کے صادق آتی جاتی ہین جیسے صحیح حدیث کہ قرب قیامت کے ندائی
پنتے والے روے زمین پر سب سے زیادہ و غالب ہونگے ۔ بالجملہ اسمین تو شک نہین کہ یہ آیت ہر ایسے جاہل گمراہ اور گمراہ کرنیوالے
کو شامل ہو جو بغیر علم کے لوگون کو بہکاتا ہو ۔ پھر کلام اسمین ہو کہ نزول آیت کے وقت کون شخص ایسا جھگڑالو تھا ۔ شیخ ابن کثیر رح نے
تو کچھ ذکر نہین فرمایا ولیکن شیخ جلال محلی رح نے مانند معالم کے کہا کہ وہ ابوجہل تھا اور خطیب رح نے بھی اُسی کی تبعیت کی ہو اور کہا لیکن
مین کہتا کہ ابن جریر رح نے اپنی تفسیر مین باسناد خود مجاہد رح سے روایت کی کہ وہ نضر بن الحارث ہو ۔ مترجم کہتا ہو کہ اس صورت مین اول آیت
جو گذر چکی ہو جب وہ بھی نضر بن الحارث کے حق مین تھی تو دونون اسی کے بارہ مین ہوئین اور بنا بر اختیار شیخ ابن کثیر رح کے کہ تکرار آیت نہین
ہو یہ کہا جائیگا کہ نضر بن الحارث خود تو شیطان مرید کا تقلید کرنے والا تھا پس وحی الٰہی کو چھوڑتا اور اسمین جھگڑتا تھا اور وحی شیطانی اور
وسواس شیطانی کو مانتا تھا اور اس جہت سے کہ عام لوگ اُسکے قول کو مانتے و اُسکی تقلید کرتے تھے وہ شخص ہوا کہ اُسکی تقلید کی گئی وہ
راہ الٰہی سے بھٹکانے والا ہوا ۔ **وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ** لوگون مین سے بعض وہ ہو کہ جسکی یہ صفت ہو کہ جھگڑا کرے
فِی اللّٰہِ اللہ تعالےٰ کی شان مین ۔ یعنی اُسکی صفات کمالیہ و قدرت کاملہ و اُسکی حکمت باہرہ تامہ مین رائے سے شناخت کرے اور
ان صفات مین نقص و عیب بتلاوے ۔ **بِغَیۡرِ عِلۡمٍ** بدون علم کے ۔ اور طریقہ علم کا اگر عقلی ہو تو پہلے بدیہی باتون سے ایک بات نظری
ثابت کرکے یقین کرلیا جاوے پھر اُس سے اسی طرح نتیجہ نکالا جاوے ۔ اور اگر نقلی ہو تو پہلے عقل سے ضروری مقدمات سے یقین کرلیا
کہ یہ ہدی ہو پھر اس سے سب امور ثابت ہوے تو فرمایا کہ نہ اسکو علم ہو ۔ **وَّلَا ھُدًی** اور نہ ہدایت ہو ۔ **وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ**
اور نہ اُسکے پاس روشن کتاب آسمانی ہو ۔ کتاب منیر اگرچہ علم مین داخل ہو لیکن اُسکو تخصیص کرکے بیان کردیا کیونکہ علم عقلی کے ذریعہ سے
گفتگو کرنے مین کبھی علم جاننے والا بھی چوک جاتا ہو جیسے علم حساب جاننے والا کبھی کہین چوک جاتا ہو ولیکن جو کوئی علم حساب جانتا نہین ہو
وہ جب جبر و مقابلہ یا حساب کے مسئلہ کو اٹکل سے حل کرے تو وہ محض جانور ہو اُسکی بات ٹھیک نہ ہوگی وہ ہزارون غلطیان کریگا
اور یہ مت سمجھو کہ بعضے بیٹھے زبانی جواب نکال لیتے ہین اور صحیح ہوتا ہو کیونکہ یہ تو حساب کا عمل کرتا ہوا کہ لکھکر نکالو یا زبانی نکالو ولیکن
طریقہ کا علم ہونا ضروری ہو اور جسکو طریقہ ہی نہین معلوم ہو وہ اٹکل سے تبلادے کہ میرے قیاس مین اسقدر رہوگا اور ایک کہے کہ نہین بلکہ
میری رائے مین ضرور ہو کہ اُسقدر رہوا اب چلیے کچھ لوگ اُسکی سے کہنے لگے اور کچھ لوگ اُسکی سے کہنے لگے جدھر لوگ زیادہ ہوے وہی
لیا گیا اس سے کیا فائدہ ہوا کیونکہ صحیح بات ایسے اٹکل کرنے سے نہین نکلی ۔ یہی حال اُن جاہلون کا ہو جو اللہ تعالی کی معرفت مین
گفتگو کرتے ہین اور علم والے کو ان جاہلون کے سمجھانے مین وہی مشکل پڑتی ہو جو ایک جبر و مقابلہ جاننے والے کو کسی جاہل
کے سمجھانے مین پڑتی ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ مشکل ہو کیونکہ یہ کچھ تو محسوس ہو اور وہ علوم غیر محسوس ہین ۔ لہذا

Marfat.com

ح بعقل سے یہ بات قطعی ثابت ہوگئی کہ یہ معرفت حق اور یہ کتاب منیر حق ہو تو اب یہ دغدغہ جاتا رہا کہ شاید علمی [illegible]
غلطی ہوئی ہو اور آدمی بے کھٹکے ہوگیا خصوص اِس صورت مین کہ بہت سے معارف آلہیات کے بعد تنبیہ کے اور [illegible]
ہوجاتے ہین اور بغیر اسکے عقل کام نہین کرتی ہی کیونکہ عقل بیچاری کہان اتنی تاب لادے کہ خالق عزوجل کی [illegible]
وہ تو اپنے خالق جل شانہ کی مخلوق ہو جس نے یہ ہزارون سامان پیدا کیے ہین - بالجملہ اُس شخص کے پاس نہ عقل صحیح [illegible]
بُرحکم وحی صریح کی حجت ہو پھر وہ شان الٰہی مین جدال کرتا ہو اور اُسپر طرہ یہ ہو کہ اپنی جہالت و بیوقوفی کی رائے پر اِتراتا ہو ثَانِیَ عِطْفِهٖ
بل دینے والا ہو اپنے بازو کو یا بل دینے والا ہو اپنی گردن کو کما قال مجاہد و قتادہ و زید بن اسلم - یعنی تکبر کرنے والا ہو حق بات سے کما قال
ابن عباس وغیرہ - لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ تاکہ بھٹکا دے اللہ تعالیٰ کی راہ سے - بعض محققین نے کہا کہ یہان لِيُضِلَّ کے
معنی یہ ہین کہ انجام اُسکے فعل کا یہ ہو اور یہ مراد نہین کہ وہ یہ فعل اِسی غرض کے واسطے کرتا ہو کیونکہ کبھی بعضے ایسے لوگون کی یہ غرض نہین ہوتی
ہو بلکہ وہ خود ہی گمراہ ہوتا ہو مگر چونکہ دنیاوی حالت مین لوگ اُسکی بات مانتے ہین تو اُسکی پیروی کرتے ہین تو اُسکی گمراہی سے انجام یہ ہوا کہ
اُسنے دوسرون کو گمراہ کیا - حاصل یہ کہ ہم نے اُسکو ایسی ناپاک جبلت اور ایسی جہالت کی حالت مین اِس واسطے چھوڑ دیا ہو تاکہ ہم اُسکو اپنے
لوگون مین سے کر دین جنکی ذات سے بجاے نفع کے لوگون کو گمراہی حاصل ہوتی ہو جیسے کانٹون سے آدمیون کو ایذا پہونچتی ہو اور دین تو
ہر چیز سے کچھ نہ کچھ فائدہ بھی ہو تو ایسے شخص سے بھی بہت سے لوگون کو نوکری و روپیہ وغیرہ کا فائدہ پہونچتا ہو ولیکن ذرہ سا فائدہ ملا اور
آخرت کی بربادی سے دائمی عذاب مین پڑے تو اِس فائدہ پر خاک ڈالنی بہتر ہو اِسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو بدتر لوگون کا جہنم کے
واسطے رکھا ہو اور وہ قادر مختار ہو وہی خوب جانتا ہو کہ انجام اِس حکمت کا کیا ہو اور بندے تو کچھ یہان سمجھتے ہین اور کچھ بعد موت کے اور
کچھ بعد قیامت کے جانینگے - لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ایسے شخص کے واسطے دنیا مین خواری ہو جیسے اُسنے آیات الٰہی سے
تکبر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اُسکو دنیا مین بھی آخر کو خواری دیدی اور سب سے بدتر خواری یہ ہو کہ وہ معارف سے محروم ہو - اور ابو جہل تو اُسکو
جنگ بدر مین خواری سے مرا - اور دنیا جو اُسکی سب سے بڑی ہمت تھی یون برباد ہوئی وَنُذِيقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
عَذَابَ الْحَرِيقِ اور قیامت کے روز ہم اُسکو عذاب نار سوزندہ چکھا ئینگے - اور اُس سے کہا جائیگا ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ
يَدٰكَ یہ سب عذاب جو تجھپر ہو بوجہ اُسی چیز کے ہو جو تیرے ہاتھون نے پہلے بھیج رکھی تھی - اِسلیے کہ [illegible]
مخلوق کے اندر ہر ایک کی کمائی کے افعال مخلوق ہوتے ہین اللہ تعالیٰ اُنکو پیدا کر دیتا ہو اور جاہل تو یہ سمجھتا ہو کہ [illegible] اور
اللہ تعالیٰ کے یہان اُسکے سب افعال ویسے ہی موجود ہین جو بدکاریان ہین وہ عذاب ہین اور جو نیکیان ہین [illegible]
کے ساتھ اُسکی کمائی موجود ہو یہ دنیا ایک کھیتی ہو جو جس نے بویا ہو وہ پاویگا سواے اِسکے کہ جس نے بدکاریان [illegible]
اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تو اُسکے گناہ محو کر دیے جاتے ہین اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہو [illegible]
نہین کی اُسپر اُسکی بدکاریان اِسی طرح سوار ہین پس اُسکو عذاب حریق کو جہنم مین چکھیگا [illegible] فرمایا - وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ
لِّلْعَبِيْدِ اور اللہ تعالیٰ بندون پر ظلم کرنے والا بالکل نہین ہو - ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمہ اللہ [illegible]
خبر پہونچی ہو کہ ایسے لوگون مین سے ہر ایک شخص دن مین ستر ہزار مرتبہ [illegible] یعنی یہ ہو کہ جل کر [illegible]
تازہ ہوا جیسا کہ بعض آیات مین [illegible]

کتاب پاک سب اوہام دفع کردے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ

اور بعض لوگ وہ ہیں کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر پھر اگر مل گئی اُسکو بھلائی چین پکڑا اُسپر اور اگر مل گئی اُسکو

فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○

جانچ پھر گیا اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت یہی ہی ٹوٹا صریح

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ

پکارتا ہے اللہ کے سواے ایسی چیز کہ اُسکا برا نہین کرتی اور ایسی کہ اُسکا بھلا نہین کرتی یہی ہی

الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ○ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى

دور جا پڑا گمراہ پکارے جاتا ہی البتہ جسکا ضرر پہلے پہونچے نفع سے بیشک برا دوست ہی

وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ○

اور برا رفیق

ان آیات مین بیان اہل شک ونفاق کا ہی جو عبادت الٰہی پر علیٰ حرف قائم ہوتے ہین مجاہد وقتادہ وغیرہ نے علیٰ حرف کی تفسیر مین کہا کہ حرف بمعنی شک ہی یعنی بغیر طمانیت کے شک واضطراب مین۔ اور دوسرون نے کہا کہ حرف بمعنی طرف ہی جیسے کوئی پہاڑ کی چوٹی پر ایک کنارہ ہو کہ اُسکا قیام بیچ اضطراب وقلق کے ساتھ ہی۔ ایسے ہی اہل شک کہ دین مین ایک طرف داخل ہوتے ہین اگر اپنے موافق مراد پایا تو داخل ہوگئے اور مراد انکی دنیا و اُسکی زندگی ہی پس اگر دین مین دنیا مل گئی تو پھر دین مین کونسے بڑھکر داخل ہوگئے اور اگر دنیا مین فتور ہوا تو اُسی کونہ سے الگ ہوگئے پس ایسے لوگون کو دین سے حصہ یہی کنارہ وشک ہی لہذا فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ یعنی دین مین سے بعض وہ ہی کہ عبادت کرتا ہی اللہ تعالیٰ کی ایک حرف پر یعنی ایک کنارہ پر یعنی شک کے ساتھ۔ تزلزل مین کیونکہ اُسکو مقصود و اُسکے وعدہ ووعید کا یقین نہین ہی بخلاف مومن کے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو یقین وبصیرت پر پرستش کرتا ہی تو اُسکو اضطراب نہین اطمینان ہوتا ہی اور بعض نے کہا کہ حرف بمعنی شرط ہی اور شرطیہ ہی کہ۔ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ اگر اُسکو کوئی بھلائی پہونچی تو اُس بھلائی کے ساتھ مطمئن ہوا۔ اور مراد بھلائی سے دنیاوی بھلائی جیسے رزق کی وسعت وصحت وعافیت وسلامتی وکثرت مال واولاد وغیرہ تو مطمئن اُسکا اُسوقت اس بھلائی کے ساتھ ہوجاتا ہی۔ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اور اگر اُسکو کوئی فتنہ یعنی کوئی امر کروہ اُسکے جان ومال واولاد مین پہونچا جیسے مرض ورزق کی تنگی ومال مین کوئی خسارہ اور اولاد مین ناگواری پہونچی۔ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ لوٹ پڑا اپنی راہ پر یعنی جس راہ پر پہلے تھا اور وہ کفر وشرک ہی۔ پھر اُسکے بعد اُسکا انجام بیان فرمایا کہ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ خاسر وخوار ورائگان ہوا دنیا وآخرت مین۔ دنیا مین تو مرتد ہوا اور اُسکا خون حلال ہوا اُسکا مال غنیمت جہاد ونیک خصلت وتعریف سب گئی اور آخرت مین جو اجر وثواب نیک بندون کا ہی سب گیا اور عذاب دائمی کے واسطے نشانہ ہوا۔ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ یہی تو کھلا ہوا خسران ہی۔ نزول آیت کے وقت بعض عرب کے یعنی جنگلی گنوار کہ انکی یہی کیفیت ہوتی تھی چنانچہ بخاری رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اکثر

آتا مدینہ کو پھر اگر اُسکی عورت لڑکا جنتی اور اُسکی گھوڑیون کے بچہ ہوتے تو کہتا کہ یہ دین اچھا ہے اور اگر اُسکی [illegible]
گھر مین بچہ نہ ہوتے تو کہتا کہ یہ برا دین ہے۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ اعراب [illegible]
کے پاس آتے اور مسلمان ہوکر جب اپنے بلاد کو جاتے پس اگر وہ سال بارش و فراخی کا اور اچھی اولاد کا پاتے [illegible]
پس اُسکو پکڑے رہتے اور اگر وہ سال خشکی کا اور قحط کا اور اُنکے ناپسند اولاد کا پاتے تو کہتے کہ ہمارے [illegible]
السیوطی اسنادہ صحیح اور عوفی نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ اعراب مین سے آدمی آتا مدینہ مین پس اگر اُسکا جسم [illegible]
اور اُسکی گھوڑی کے خوبصورت عمدہ بچہ ہوتا اور اُسکی جورو کے لڑکا ہوتا تو اس دین سے راضی ہوتا اور کہتا [illegible]
جب سے مین اس دین مین آیا مجھے سوائے بھلائی کے کچھ نہین پہونچا اور اگر اُسکو کوئی فتنہ پہونچا اور فتنہ بلا ہے یعنی اُسکو مدینہ کی [illegible]
کچھ پہونچا یا اُسکی جورو کے لڑکی پیدا ہوتی یا آمدنی مین اُسکو دیر ہوتی تو اُسکے پاس شیطان آتا اور وسوسہ ولاتا تو کہتا کہ واللہ [illegible]
اِس دین پر ہوا مجھے سوائے برائی کے کچھ نہین پہونچا اور یہی فتنہ ہے۔ یون ہی قتادہ و ضحاک و ابن جریج و بہت سے سلف نے بیان [illegible]
ہے جس سے اس آیت کی تفسیر ہوتی ہے۔ اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ یہ حال جو آیت مین مذکور ہے اُس شخص کا ہے جو منافق ہوا اگر اُسکی
دنیا درست ہوئی تو عبادت پر قائم ہوا اور اُسکی دنیا اُسپر بگڑی اور متغیر ہوئی تو لوٹ جاتا ہے پس عبادت پر قائم نہین ہوتا اور ایسی طرح
پر چلتا ہے جس سے اُسکی دنیا درست ہو پھر اگر اُسکو کوئی فتنہ یا سختی پہونچی یا تنگی آئی تو اُسنے دین چھوڑ دیا اور کفر کی طرف رجوع کر گیا۔
مجاہد نے کہا کہ انقلب علی وجہہ یعنی مرتد ہوکر کافر ہوا۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیون مین سے ایک شخص مسلمان
ہوا پھر اُسکی آنکھین جاتی رہین اور مال گیا اور اولاد کا صدمہ پہونچا پس اُسنے اسلام کو شوم جانا پس اُسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آکر کہا کہ مجھ سے اسلام کا اقالہ کرو یعنی جیسے بیع کو پھیر لیتے ہین تو آپ نے فرمایا کہ اسلام کا اقالہ نہین ہوا کرتا ہے تو اُسنے کہا کہ مین
اِس دین مین کچھ بھلائی نہین پائی میری آنکھین گئین اور مال گیا اور میری اولاد مری پس آپ نے فرمایا کہ اے یہودی اسلام تو مردون کو
گھریا مین صاف کرتا ہے جیسے آگ ہوتی ہے کہ وہ لوہے اور چاندی و سونے کا میل صاف کر دیتی ہے۔ رواہ ابن مردویہ پھر اللہ تعالی نے
مرتد ہوکر کافر ہو جانے والے کا حال بیان فرمایا کہ یَدۡعُوۡا یعنی عبادت کرتا ہے یہ اُلٹے پانون کفر کی طرف پھر جانے والا مِنۡ
دُوۡنِ اللّٰهِ سوائے اللہ تعالے کے ریعنی اللہ تعالی کی عبادت سے تجاوز کرکے اور اُسکو چھوڑ کر مخلوق [illegible] کی طرف مَا لَا
يَضُرُّهٗ جو کہ اُسکو ضرر نہین پہونچا سکتا باختیار خود چاہے اُسکی نافرمانی کرو اور چاہے جو کہو وَمَا لَا يَنۡفَعُهٗ اور جو کہ [illegible]
پہونچا سکتا ہے باختیار خود چاہے اُسکی عبادت کرو اور چاہے اُس سے فریاد کرو۔ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِيۡدُ [illegible]
بعید یعنی دراز گمراہی کما قال الفراء رح۔ يَدۡعُوۡا لَمَنۡ ضَرُّهٗۤ اَقۡرَبُ مِنۡ نَّفۡعِهٖ پکارتا ہے [illegible]
ضرر بہت نزدیک ہے اُسکے نفع سے۔ اگر کہا جاوے کہ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ ضرر و نفع ہے اور اوپر معلوم ہوا کہ کچھ [illegible]
کئی وجہ سے دیا گیا ایک یہ کہ اوپر یہ بیان ہوا تھا کہ اُنکی ذات سے نہ نفع ہے اور نہ ضرر [illegible] اس سے [illegible]
بھی ضرر نہین ہے پس اس آیت مین فرمایا کہ عبادت ایسی چیز کی کرتا ہے کہ اُسکا ضرر دنیا مین قبل آخرت کے [illegible]
اُسکے نفع کے جو اُسنے آخرت مین زعم کیا ہے پھر اُسکے زعم پر آخرت مین کچھ نفع نہ ہوگا بلکہ محض ضرر ہی [illegible]
نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہے۔ دوسرا جواب خفاجی رح نے حاشیہ بیضاوی مین لکھا کہ [illegible]

[illegible] جہالت مین کچھ نفع ہی اور نہ ضرر ہی اور یا اس مقام پر سمجھا یا کہ جو اُسکے زعم باطل مین اُنسے نفع وضرر ہی تو ضرر بالفعل [illegible] جب ہوگا تب ہوگا اور مترجم کہتا ہی کہ شاید ضرر بالفعل اسطرح کہ دنیا مین جہاد کی راہ سے خواری ہی اور بت پرستی سے وبال کفر [illegible] تعالی کے یہان سے مردود ہوا۔ اور سراج مین خطیب نے کبیر سے نقل کیا کہ مطلب یہان یہ ہی کہ اللہ تعالی نے کافر کی بیوقوفی بیان [illegible] کہ وہ پتھرون کو پوجتا ہی جو نفع وضرر کچھ نہین پہونچا سکتے ہین مگر وہ اپنے اعتقاد مین جہالت سے خیال کرتا ہی کہ اُنسے نفع ہی ولیکن ذرا غور [illegible] کچھ نہین ہی اور یہ نہین تو اسقدر تو سمجھے کہ اُنکی جو حالت نظر آتی ہی اُس سے نفع کی بہ نسبت ضرر کا ہونا زیادہ قریب عقل ہی اور یہ جو خیال کرتا ہی کہ قیامت مین شفاعت کرینگے تو قیامت مین کافر کھڑا ہو کر ہرچند چلا دیگا اور دیکھیگا کہ وہ انھین بتون کی عبادت کی وجہ سے گرفتار ہو کر جہنم کو جاتا ہی مگر کچھ اثر نہ ہوگا اور جو گمان شفاعت کا تھا وہ باطل ہوگا۔ چوتھا جواب یہ دیا گیا ہی کہ پہلا حکم تو بتون کے حق مین ہی کہ ما لا یضرہ وما لا ینفعہ اور کلمہ ما اگرچہ ذی روح عاقل وغیر ذی روح دونون کے لیے عام ہی لیکن اکثر اسکا استعمال غیر عاقل کے حق مین ہی۔ اور دوسرا حکم کہ یدعوا لمن ضرہ اقرب من نفعہ۔ اسمین لفظ من ہی جو عاقل جاندار کے واسطے ہی تو یہ اُن کافرون کے سردارون کے حق مین ہی جنکی تقلید پر کفر اختیار کرتے تھے اور اُنھین کی طرف اپنے حالات مین رجوع کرتے تھے اور دلیل اسپر یہ ہی قولہ۔ لَبِئْسَ الْمَوْلٰی وَلَبِئْسَ الْعَشِیْرُ کیا برا ہی مددگار اور کیا برا ہی اُسکا ساتھی یعنی مولی ہو یا عشیر بنا وے بدتر ہی۔ امام رازی رح نے کہا کہ یہ وصف مولی وعشیر کا اُن کافرون کے سردارون کے واسطے زیادہ لائق ہی کیونکہ بتون کے حق مین معاشرت کے ساتھ برتاو نہین ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا کہ مولی وعشیر سے مراد مجاہد رح کے قول مین وثن یعنی بت ہی اور بعض نے کہا کہ یعنی کافر قیامت کے روز بتون سے کہیگا کہ تو برا خراب مولی ہی اور تو برا خراب ہمارا عشیر ہی کہ تیری مددگاری کچھ نہ پہونچی تو تیرے ساتھ ہونے سے ہمکو یہ آفت عذاب جہنم کی ملی۔

ف فی اشارات العرائس قولہ ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف۔ اسمین وہ لوگ بھی داخل ہین جو اللہ تعالے کی عبادت کرتے ہین کسی طمع سے یا خواہش نفس سے اور کرامات حاصل ہونے کی لالچ سے اور لوگون کی تعریف ووجاہت حاصل ہونے کے خیال سے تا کہ دنیا ملجاوے پس اگر اُسکی مراد مل گئی تو بس اسی عوض پر مطمئن ہو کر عبادت مین مشغول رہا اور اگر انمین سے کوئی چیز نہ ملی تو اولیا رکا لباس ترک کر دیا۔ پھر دنیا مین جو اسکا حال ہی وہ بیان فرمایا بقولہ تعالی خسر الدنیا والآخرہ۔ پس دنیا مین اُسکا خسارہ تو یہ ہوا کہ جو اُسنے مخلوق کے نزدیک دینی قبولیت ومنزلت چاہی تھی وہ نہ ملی اور لوگون مین فضیحت ورسوائی ہوئی اور طریق سنت سے گر گیا اور اُسی نے لوگون کو بدعت وگمراہی کی طرف بلایا اور آخرت مین اُسکی خواری یہ ہوئی کہ حجاب مین پڑا رہیگا اور آتش [illegible] سے جلیگا۔ واسطی رح نے کہا کہ سعے [illegible] یعنی رہین ہی جو اُسنے رکھا ہی اور اُسی پر مطمئن ہی بعض نے کہا کہ اس لالچ پر کہ اپنے اعمال کا ثواب دیکھے یا ان اعمال کی قدر ثواب پایا جاوے۔ تعالی اللہ [illegible] یعنی اُسکی نظر اعمال پر ہی کہ یہ اعمال قابل قبول اور لائق ثواب ہین حالانکہ اُسکو آرزو ہوتی کہ کاش قبول ہو جاوین اور اللہ تعالی کسی کے اعمال ضائع نہین کرتا ہی۔ [illegible] بعض نے کہا کہ خسران دنیا وی یہ ہی کہ طاعات چھوٹ گئین اور مخالفت اُسکے ساتھ لازم ہوئی اور آخرت کا خسارہ یہ ہی کہ اُسکے [illegible] کی آفت دائمی لازم ہی۔ اور رابعہ بصریہ رح نے کہا کہ جو تیری طرف سے عمل صالح پیش ہوتا ہی وہ کس قابل ہی جبکہ وہ اس نعمت کا عوض نہین ہو سکتا [illegible] سے تجھپر ہوا اور جو تیری طرف سے عمل ہی وہ تو اُسی نعمت سے پیدا ہوا ہی جو اُسکی طرف سے تجھپر ہی۔ وقد قال تعالی ومن یہن اللہ فما لہ من مکرم جسکے [illegible] کرے اُسکی بزرگی کرنے والا کوئی نہین ہی پس جسکو ازل مین اپنے قہر سے ذلیل کر دیا تو نہ وہ اپنے عمل سے عزت والا ہو [illegible] سے عزت والا ہو کیونکہ عزت ذکل اللہ تعالے ہی کے واسطے ہی۔ سیاری رح نے کہا کہ اللہ تعالی نے جسکے ذمہ سابق

ازل مین اہانت لکھدی توکسی کو یہ طاقت نہین کہ اُسکو کرامت دیدے کیونکہ لباس جو اُسکا دیا ہوا ہو
ممکن ہی بلکہ وہ دائمی ہی پھر اللہ تعالی نے مومنین کے فضائل اور تمام فرقون کی جنت

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

اللہ داخل کریگا اُنکو جو یقین لائے اور کین بھلائیان باغون مین

الْأَنْهَارُ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۝ مَن كَانَ يَظُنُّ أَن لَّن يَنصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا

نہرین اللہ کرتا ہی جو چاہے جسکو یہ خیال ہو کہ ہرگز مدد نہ کریگا اُسکی اللہ دنیا مین

وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ

اور آخرت مین تو تانے ایک رسی آسمان کو پھر کاٹ دے اب دیکھے کچھ گیا اُسکی تدبیر سے

مَا يَغِيظُ ۝ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يُرِيدُ

جی کا غصہ اور یون اُتارا ہمنے یہ قرآن کھلی باتین اور یہ ہی کہ اللہ سوجھ دیتا ہی جسکو چاہے

إِنَّ اللَّهَ بیشک اللہ جامع جمیع صفات کمال و پاک از نقص و زوال قادر مختار ذو الجلال يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا داخل کریگا
ان بندون کو جو ایمان لائے یعنی یقین کامل کے ساتھ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ پر ایمان لائے۔ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
اور نیک کام کیے اپنے ایمان کی تصدیق مین فرائض و واجبات و سنن وغیرہ خلوص و صفات ایمان کے ساتھ ادا کیے تو ایسے بندون کو داخل
فرما دیگا۔ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ باغون مین جنکے درختون و محلات کے نیچے نہرین جاری ہین۔ إِنَّ اللَّهَ اللہ
جسکا علم ہر چیز کو محیط ہی اور ہر بات پر قادر ہی۔ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ جو چاہتا ہی کرتا ہی کوئی مانع اُسکے واسطے نہین ہی اپنے بندہ مطیع کے
واسطے جو اکرام فرماتا ہی اور عاصی بدکار کے واسطے اہانت چاہتا ہی اور جو وہ چاہتا ہی وہ ہوتا ہی۔ مَن كَانَ يَظُنُّ جو شخص گمان کرتا
ہو کہ۔ أَن لَّن يَنصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ نہین نصرت دیگا اُسکو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی دنیا و
آخرت مین یعنی جسکو یہ یقین ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی دنیا و آخرت مین نصرت نہین دیگا بطرح وغیرہ مین کہا کہ یہی مطلب
ہی اور معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے اپنے رسول کو دنیا و آخرت مین نصرت دیگا پھر جو شخص اُسکے خلاف اعتقاد رکھتا ہی اور یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی نصرت اُسکو غیظ مین لاتی ہی تو۔ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ چاہیے اُسکو کہ چڑھے ایک رسی کے ذریعہ سے آسمان کی طرف یعنی اپنے
گھر کی چھت تک۔ ثُمَّ لْيَقْطَعْ پھر چاہیے کہ قطع ہو جاوے یعنی اُس رسی سے پھانسی لگا کر گلا گھونٹ لے۔ فَلْيَنظُرْ پھر دیکھے
هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ آیا لیگیا اُسکا کید اُسکو جو اُسی غیظ مین ڈالتے تھے یعنی اُسکے اس فعل نے اُسکے
فعل نے شفا دیدی اُس سے جو اپنے سینہ مین غیظ پاتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ اگر اُسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت سے غیظ ہو تو چاہیے کہ گلا
گھونٹ لے اور مر جاوے کیونکہ اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور دنیا و آخرت مین نصرت دیگا قال تعالی انا لننصر رسلنا والذین امنوا
فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ معنی ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و عطاء وغیرہ نے
کیے ہین اور کہا یہی معنی اولی و اظہر ہین اور لکھا کہ عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے یہ معنی بیان کیے کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت مین نصرت نہین دیگا تو وہ کسی کے ذریعہ سے آسمان تک پہنچے

[illegible] علیہ وسلم کو نصرت تو آسمان ہی سے آتی ہی پس اگر اس سے ہوسکے تو قطع کردے پھر دیکھے کہ اسکا یہ مکر وحیلہ اس چیز کو لیجاتا ہی
[illegible] کہ جو اسکو غیظ مین ڈالتی ہی۔ یعنی اُس سے کچھ نہین ہوسکتا ہی اور وہی ہوگا جو اللہ تعالی نے چاہا ہی۔ نحاس رح نے کہا کہ یہی معنی اس
وعدہ کے معانی مین سے احسن ہین۔ سراج مین لکھا کہ لن ینصرہ کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہی پھر اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا تو ذکر اسمین اوپر نہین ہوا ہی اور ضمیر کے لیے مرجع مذکور ہونا چاہیے جواب دیا گیا کہ مرجع ہونا چاہیے اور مرجع اوپر الذین آمنوا سے
مفہوم ہی کیونکہ ایمان مین آپ کی رسالت کی شہادت ضرور ہی۔ قال المترجم پھر من کان مین من سے مراد کافر ہی یعنی جو کافر ایسا گمان کرے
اور یہی شیخ جلال محلی رح نے لیا ہی اور یہی عمادی و ابو السعود مین ہی۔ اور بعض نے اسکو مومن کی طرف راجع کیا ہی باین معنی کہ جو مومن کہ نصرت
مین تاخیر ہونے سے بدگمانی کرتا ہو وہ ایسا کرے اور یہ بعید ہی ولیکن سراج مین کچھ روایات مجہولہ ذکر کردیے ہین چنانچہ کہا کہ اس آیت کے
سبب نزول مین اختلاف ہی تین قول یہ ہین اول یہ کہ کہا گیا کہ مسلمانون مین سے ایک قوم تھی کہ کافرون پر اُنکو سخت غیظ آتا تھا اور اللہ تعالے
نے جو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت کا وعدہ فرمایا تھا اسمین تاخیر ہونے سے کچھ بدگمانی اُنکے دل مین آجاتی تھی تو اللہ تعالی نے یہ آیت
نازل فرمائی۔ اور مترجم کہتا ہی کہ یہ توجیہ مجہول ہی خلاف اہل تحقیق مفسرین کے ہی اور روایات ابن عباس و مجاہد و قتادہ و عکرمہ و ابو الجوزار
وغیرہم سے بالکل مخالف ہی اور انمین سے کسی نے مسلمانون کی نسبت یہ ذکر نہین فرمایا ہی کہ اُسکو حکم دیا گیا کہ اپنا گلا گھونٹ مرے۔ پس یہ روایت
صحیح اور کچھ نہین ہی۔ قول دوم یہ کہ مقاتل نے کہا کہ بنو اسد و غطفان مین سے کچھ لوگون نے کہا کہ ہم کو خوف ہی کہ یہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت
وغیرہ کا وعدہ بیان کیا جاتا ہی یہ کچھ نہ ہو تو ہمارے ہم قسم لوگ یہود وغیرہ کے درمیان انقطاع ہو جاوے پس وہ ہم کو غلہ بھی نہ دین تب یہ آیت
نازل ہوئی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ روایت بھی صحیح نہین معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ اُسمین ان لوگون کو کچھ غیظ اسپر نہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت
دیجاوے بلکہ شک کرتے تھے اور اگر بالفعل نصرت دیدی جاتی تو اُنکو کچھ غیظ نہ ہوتا اور آیت ایسے کافر کے حق مین ہی جسکو اس بات پر غیظ
تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت دیجاوے۔ قول سوم یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاسد و دشمن بہت تھے اور امیدوار رہتے تھے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت نہ ہو تو ہم یہان کے رئیس بن جاوین پھر جب اُنھون نے دیکھا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت
دی تو اُنکو اس سے غیظ پیدا ہوا پس یہ آیت نازل ہوئی۔ مترجم کہتا ہی کہ اس توجیہ مین ان لوگون کا غیظ تو ثابت کیا گیا ولیکن آیت سے
مطابق نہین ہی دو وجہ سے اول یہ کہ آیت کو کسی نے مدنی نہین کہا ہی اور نصرت آپ کو مدینہ مین دی گئی [illegible] اول بدر مین فتح دی گئی باوجودیکہ
ظاہر کوئی موقع فتح کی نہ تھی، ولیکن اللہ تعالے نے فتح دی۔ تو یہ توجیہ اُسوقت ہو کہ آیت مدنیہ ہو۔ دوم یہ کہ اگر آیت مدنیہ مان لیجاوے
تو انکا گمان یہ تھا کہ اللہ تعالے اُسکو دنیا و آخرت مین مدد نہین دیگا اور یہ گمان اس سے ثبوت نہین ہوا ہی پس صحیح یہ ہی کہ اہل مکہ مین سے
مثل ابو جہل و نضر بن الحارث وغیرہ اس نام سے بہت غیظ و غضب مین آجاتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر اللہ تعالی اپنی نصرت
سے غالب کریگا اور جو اُسکی پیروی کرینگے وہی دنیا و آخرت مین اُسکی نصرت سے عیش مین ہونگے پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی
یعنی محمد کو ہم ضرور نصرت دینگے جسکو غیظ ہو وہ آسمان سے قطع کرا دے یا اپنا گلا گھونٹ کر مرجاوے اور یہ آیت خبر غیب مین سے ہی
مثل قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم وبئس المہاد یعنی کافرون سے کہدے کہ عنقریب تم مغلوب ہوجاؤ گے اور کھینچے جاؤگے
جہنم کو اور وہ برا بچھونا ہی۔ پس یہ آیت محکم واضح ہی کہ یہ وحی الہی و خبر غیب و نصرت رسول از جانب حق عز و جل ہی لہذا فرمایا کہ
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو اُتارا ہی۔ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ آیتین واضح جنین کچھ خفا نہین ہی جو شخص

Marfat.com

غور کرے اُسپر صاف صاف حق واضح ہوجاوے - وَاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ اور اللہ
چاہتا ہے - یعنی اور جسکو چاہتا ہے نہین ہدایت دیتا ہے پس ہدایت و اضلال اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہے اور اُسکی
ہر وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کرتا ہو عین حکمت ہے اور سوال کی کسی کو مجال نہین ہے - ف ـــــ فی اشارات القرآن
یدخل الذین آمنوا وعملوا الصالحات جنات الآیہ ہر ایک کے مراتب جنت علٰحدہ ہین جو اُنمین سے لائق شان
دو حال مین ہونگے - بعض نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جنھون نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق بستر باطن کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
اور کسی حالت مین کوئی بدعت نہین لگاتے - پھر اللہ تعالیٰ نے اقسام عباد کی تفصیل فرمائی

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا
جو لوگ مسلمان ہین اور جو یہودی ہین اور صابئین اور نصاری اور مجوس اور جو شرک کرتے
اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ
اللہ فیصلہ کریگا اُنمین قیامت کے دن اللہ کے سامنے ہے ہر چیز

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جو لوگ کہ ایمان لائے ہین اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول پر یا آیات الٰہی پر جو مستلزم ایمان باللہ والرسل ہے
وَالَّذِيْنَ هَادُوْا اور جو لوگ یہودی ہوئے یعنی ملت موسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب ہین وَالصّٰبِـِٕيْنَ اور جو صابئ
ہین - اختلاف ہے کہ صابئین اہل کتاب مین سے بگڑا ہوا فرقہ ہے یا وہ کوئی قوم علٰحدہ ہے اور امام ابو حنیفہ و اُنکے صاحبین مین اس امر مین اختلاف
ہے اور اسی پر بعض مسائل فقہ مبنی ہین اور یہ اختلاف دیگر علماء مین بھی معروف ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے سورہ بقرہ کی تفسیر مین اسکی تفصیل ذکر
فرمائی ہے اور وہ اسطرح ہے کہ صابئین کے بارہ مین اختلاف ہے سفیان ثوری نے لیث بن ابی سلیم سے اُنھون نے مجاہد رح سے روایت کی کہ صابئ
ایک قوم ہے درمیان مجوس و یہود و نصاریٰ کے اُنکا کوئی دین نہین ہے اور یون ہی ابن ابی نجیح نے مجاہد رح سے روایت کی ہے اور عطاء و سعید
بن جبیر سے اُسکے مانند مروی ہے - مترجم کہتا ہے کہ یہ لوگ بابل قدیم و اُسکے مضافات مین پائے جاتے ہین اور شاید مجاہد رح وغیرہ کی غرض در
مجوس اور یہود و نصاریٰ کہنے سے یہی ہو کہ اُنکے دائین جانب فارس مین مجوس تھے بلکہ شمال و مشرق گوشہ سے لیکر جنوب تک مجوس کی
عملداری تھی اور شمال مغرب سے جنوب تک یہود یا نصاریٰ تھے پس وے ان قومون کے درمیان مین پڑے تھے کیونکہ دین کی بابت
درمیان ہونا تو اسوجہ سے باطل ہے کہ خود ہی تصریح فرمائی کہ اُنکا کوئی دین نہین ہے واللہ اعلم - اور ابو العالیہ و ربیع بن انس و سدی و ابو الشعثاء
یعنی جابر بن زید اور ضحاک و اسحٰق بن راہویہ نے کہا کہ صابیہ ایک فرقہ اہل کتاب مین سے ہے جو زبور پڑھتے ہین اسی لئے ابو حنیفہ و اسحٰق
بن راہویہ نے کہا کہ صابئہ کا ذبیحہ کھانے اور اُنکی عورتون سے نکاح کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے - مترجم کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے یہی
منقول ہے اور بعض فقہاء حنفیہ نے صاحبین ابو یوسف و محمد کا یہ قول نقل کیا اور امام ابو حنیفہ سے عدم جواز ذبیحہ و نکاح کی روایت
نقل کیا بر بنا کہ صابئہ اہل کتاب مین سے نہین ہین ولیکن صواب واللہ اعلم یہی ہے جو شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا ہے اور
ہے کہ ہم لوگ حکم بن عتیبہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے مین ایک شخص نے اہل بصرہ مین سے حسن بصری رح سے صابئین
کے بارہ مین فرماتے تھے کہ مانند مجوس کے ہین تو حکم بن عتیبہ نے کہا کہ مین نے بھی تم سے پہلے ایسے ہی کہا اور
کہنے سے یہ مراد ہے کہ اُنکا حکم مثل مجوس کے ہے کہ ذبیحہ و مناکحت نہین جائز ہے اللہ یہ مطلب

ابن مہدی نے حسن بصری سے روایت کی کہ صابئین ایک قوم ہے کہ ملائکہ کو پوجتے ہین - ابن جریرؒ نے حسن بصری سے روایت کی کہ زیاد کو یہ
خبر پہنچی کہ صابیہ لوگ بجانب قبلہ یعنی کعبہ نماز پڑھتے ہین اور پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہین تو زیاد نے چاہا کہ انپر سے جزیہ موقوف کردے پھر
اسکے بعد اسکو خبر دی گئی کہ وے ملائکہ کو پوجتے ہین - ابو جعفر رازی رح نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ صابئین ایک قوم ہین کہ ملائکہ کو پوجتے ہین
اور زبور پڑھتے ہین اور کعبہ کی جانب نماز پڑھتے ہین اور ایسا ہی قتادہ سے مروی ہے - اور ابن ابی حاتم نے ابو الزناد رح سے روایت کی کہ صابئین
ایک قوم ہے جو عراق کے متصل کوثی نام شہر مین رہتے ہین اور وے سب انبیاء پر ایمان رکھتے ہین اور ہر سال تیس دن روزہ رکھتے ہین اور یمن
کی طرف منہ کرکے ہر روز پانچ نمازین پڑھتے ہین - مترجم کہتا ہے کہ شہر کوثی وہی قریہ ہے جہان ابراہیم علیہ السلام ابتدا مین تھے اور شاید یہ لوگ
ابراہیم علیہ السلام کے معتقدین مین سے ہون اور پھر ابراہیم علیہ السلام وہان سے ہجرت کر گئے یا یہ لوگ بخوف نمرود کے نکلنے نہ پائے ہون
اور ابراہیم علیہ السلام سے فضائل حضرت سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سنی ہون یا یہ کہ انکی امت پر ایک مہینہ کے روزہ و پانچ نماز
روزانہ مفروض ہونگی بس وہی کرتے ہون واللہ تعالی اعلم - اور وہب بن منبہ سے پوچھا گیا تو کہا کہ صابئین فقط اللہ تعالی وحدہ لاشریک کو پوجتے
ہین اور انکے کوئی شریعت نہین ہے جسپر عمل کرتے ہون اور انہون نے کوئی شرک احداث نہین کیا ہے - عبدالرحمن بن زید نے کہا کہ صابئہ
ایک دین ہے دینون مین سے یہ لوگ جزیرہ موصل مین رہتے ہین یعنی مابین دریاے فرات و دریاے دجلہ کے موصل مین رہتے ہین اور کہتے ہین
کہ لا الہ الا اللہ اور نہ انکا کچھ عمل ہے نہ کتاب ہے نہ کوئی نبی ہے سواے قول لا الہ الا اللہ کے اور وے کسی نبی پر ایمان نہین لائے - اسی جہت سے
مشرکین مکہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآپ کے اصحاب کو کہتے کہ یہ لوگ صابی ہو گئے ہین یعنی لا الہ الا اللہ کہنے سے انکو صابئون سے مشابہت
دیتے تھے - خلیل رح نے کہا کہ یہ ایک قوم ہے کہ انکا دین نصاری سے مشابہ ہے لیکن انکا قبلہ بجانب جنوب ہے اور وے گمان کرتے ہین کہ ہم
نوح علیہ السلام کے دین پر ہین - اور قرطبی رح نے اپنی تفسیر مین مجاہد و حسن بصری و ابن ابی نجیح رحمہم اللہ سے حکایت کی کہ صابئون کا دین
یہود و مجوس کے دین سے مرکب ہے انکی عورتون سے نکاح نہ کیا جاوے اور نہ انکے ذبائح کھائے جاوین - قرطبی رح نے کہا کہ بعض علماء کے بیان
سے جسقدر صابئون کے دین سے معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ وے لوگ اللہ تعالی کو واحد کہتے ہین اور نجوم کی تاثیرات کے معتقد ہین اور کہتے ہین کہ یہ
نجوم فاعل ہین اور اسی شرک کی وجہ سے شیخ ابو سعید اصطخری سے جب پوچھا گیا تو انہون نے کہا کہ یہ لوگ اللہ تعالی سے کافر ہین - اور
امام رازی نے یہ اختیار کیا کہ صابئہ ایک قوم ہے کہ ستارون کی پرستش کرتے ہین یہ کہکر کہ اللہ تعالی نے انکو قبلہ عبادت بنایا ہے یا یہ کہکر کہ اللہ
نے اس عالم کی تدبیر انہین کواکب کے سپرد کی ہے اور یہی کشرانیون کا قول ہے جنکے رد کرنے و ہدایت کرنے کو ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے
شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ان اقوال مین سے اظہر قول واللہ اعلم وہ ہے جو مجاہد رح وانکے تابعین و وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ صابئون
کا دین نہ یہود کا ہے اور نہ نصاری اور نہ مجوس کا اور نہ مشرکین کا بلکہ وے فطرت پر ہین اور کوئی دین انکے لیے مقرر نہین ہے اسی واسطے
مشرکین اہل اسلام کو صابی کہتے تھے - اور مترجم کہتا ہے کہ امام رازی رح نے جو اختیار کیا وہ بھی واللہ اعلم شاید اس پتہ و نشان کی جہت سے زیادہ ثابت پایا کہ
خلیل پیغمبر جب مبعوث ہوے تھے اور مذکور ہے کہ وہ قوم سیارہ مشتری یا زہرہ کی پرستش کرتے تھے اور یہ قول منافی اسکے نہین کہ وے بت پرست تھے کیونکہ تو انکے
تماثیل و ہیاکل بنا لیا تھا واللہ اعلم - اور خطیب رح نے سراج مین لکھا کہ صابیہ ایک فرقہ نصاری مین سے ہے اور وے نوح ع کے چچا صابی کی طرف
منسوب ہین کبھی تو وے نصاری سے موافقت کرتے ہین تو اس جہت سے انکے ساتھ نکاح و ذبیحہ جائز ہے اور کبھی اصول مین مخالفت کرتے
ہین تو اس جہت سے نکاح و ذبیحہ انکا نہین حلال ہے - مترجم کہتا ہے کہ یہ کلام نصاری کی توجیہ پر مبنی ہے ورنہ جس بارہ مین انہون نے

Marfat.com

مخالفت کی ہر اگر شرائع مین اِس سے خروج ہوا تو پھر جواز کی صورت نہین اور اگر نہین ہوا تو وجہ جواز کی [illegible]
مجمل ہی کہ اِس سے کچھ فائدہ حاصل نہین ہو سکتا کہ آیا اُنکے ساتھ مناکحت و ذبیحہ جائز ہی یا نہین [illegible]
ہی۔ پھر لکھا کہ صابئہ ایسی قوم پر بھی بولا جاتا ہی جو نصاری سے بہت پہلے سے ہین اور وے ساتون سیارات کے [illegible]
عالم مین انھین کی طرف منسوب کرتے ہین اور قادر مختار حق عزوجل کی نفی کرتے ہین اور اِن لوگون کے [illegible]
اور جب سلطان قاہر نے فقہا سے اُنکے بارہ مین فتوی لیا ہی تو شیخ ابو سعید اصطخری و شیخ محاملی نے فتوی دیا کہ [illegible]
قتل روا ہی یہ مشرکین کفار ہین پھر ان لوگون نے سلطان مذکور کو بہت سا مال دیدیا تو [illegible]
سے چلی آئی ہی۔ انتہی۔ مترجم کہتا ہی کہ صحیح واللہ اعلم یہی ہی جیساکہ بعد کو لوگون کے وہان جانے و خلط ملط ہونے سے معلوم ہو گیا کہ [illegible]
ملت کی جانب منسوب نہین ہین اور نہ کسی پیغمبر پر ایمان رکھتے ہین جیساکہ مجاہد رحمہ اللہ وغیرہم سے مذکور ہوا ہی [illegible]
جائز نہین ہی واللہ اعلم۔ اب پھر تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ان الذین آمنوا۔ جو ایمان لائے یعنی اللہ تعالی [illegible]
و محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھون نے اقرار کیا۔ والذین ہادوا۔ جو منسوب بموسی علیہ السلام ہی۔ والصابئین۔ جو کسی ملت کی طرف منسوب نہین [illegible]
جیساکہ مفصل مذکور ہوا۔ وَالنَّصٰرٰی اور نصرانی جو عیسی علیہ السلام کی طرف منسوب ہین۔ وَالْمَجُوْسَ اور مجوس جو آگ کو
پوجتے اور دو خدا مانتے ہین خالق خیر کو یزدان کہتے ہین اور خالق شر کو آہرمن کہتے ہین۔ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اور جو لوگ
مشرک ہین یعنی عرب کے لوگ جو بتون کو پوجتے ہین اور شاید اُنکو مشرک اسواسطے کہا کہ یہ لوگ شرک مین ظاہر ہین یعنی اُنکا اصل ایمان
یہی شرک ہی جیسے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مومنین اسواسطے کہ اُنکا ایمان توحید کامل و تمام انبیاء پر ایمان و یقین [illegible]
بخلاف یہود و نصاری کے کہ اُنپر شرک لازم ہی بوجہ اسکے کہ عیسی علیہ السلام کو یا عزیر علیہ السلام کو بیٹا کہا سواے اِسکے [illegible]
کہا کہ مسیح وہی اللہ ہی۔ بالجملہ اِن سب کی نسبت فرمایا کہ مشیت الٰہی سے ان سب کا وجود ہی [illegible]
اللہ تعالی جو احکم الحاکمین ہی۔ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فیصلہ کردیگا انمین قیامت کے روز یعنی مومنین کو جنت مین
داخل کریگا جیساکہ ارشاد فرمایا ہی اور کافرین سب کو خواہ یہود ہون یا نصاری یا مجوس یا صابی یا مشرک [illegible] سب کو جہنم مین داخل
کریگا بعض نے کہا کہ فصل ابدا اسطرح ہوگا کہ اہل حق کے ساتھ ایک علامت شناخت ہوگی [illegible] اہل باطل مین
باطل کی ہوگی جس سے پہچانے جاوین۔ بعض نے کہا کہ اُنکے مقامات مین بھی فصل و جدائی کردیگا [illegible]
کہتا ہی کہ یہ معلوم نہین کہان سے استخراج کیا گیا ہی ہان جہنم مین علیحدہ علیحدہ گروہ کرکے داخل کیے جاوینگے [illegible]
کفروا الی جہنم زمرا الآیہ۔ اور فرمایا کلما دخلت امۃ لعنت اختہا۔ جب کوئی امت داخل جہنم ہوگی [illegible]
قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ چھ ادیان مین سے پانچ شیطان کے ہین اور ایک اللہ تعالی کا [illegible]
مین فیصلہ فرما دیگا پس پانچ کو مشرک کیا اور اِس امت کو سب سے الگ کیا [illegible]
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اللہ تعالی ہر چیز پر شاہد ہی اُسکے علم سے کوئی ذرہ پوشیدہ نہین [illegible]
سلطنت مین کل مسخر ہین کوئی چیز اُسکی حکومت سے خارج نہین [illegible]
[illegible]

يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ

سجدہ کرتا اللہ کو سجدہ کرتے ہیں جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے

وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ

اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی اور بہت ہیں کہ اُنپر ٹھہر چکا ہے عذاب

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ؕ

اور جسکو اللہ ذلیل کرے اُسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے

السجدة

اس آیت کی تفسیر میں مترجم نے مناسب جانکر دو طریقہ اختیار کیے ایک ایسے طور پر کہ اہل حواس کے نزدیک مسلم ہے اور دوسرا تحقیق کہ وہ محققین اہل النظر جانتے ہیں۔ اَلَمْ تَرَ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور ہر ایسے شخص کو بھی جسکو فی الجملہ عقل انسانی حاصل ہے اور رویت یعنی دیکھنے سے مراد رویت قلبی و عقلی ہے اور افراد اولیاء میں سے بعضے ہیں کہ وہ آنکھوں دیکھتے ہیں لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خطاب کرنے میں بھی یہی معنی میں ہوگا اور حدیث میں ہے کہ آسمان میں چار انگل جگہ نہیں خالی ہے کہ جہاں کوئی فرشتہ سجود میں نہ ہو اور بعض علماء نے کہا کہ ہم نے بیان دیکھنا قلبی عقلی نظر پر اسواسطے محمول کیا کہ جن چیزوں کا سجدہ کرنا مذکور ہے انکا علم ہم کو بطریق عقل ہوا ہے اور ہم آنکھوں نہیں دیکھتے ہیں اور سجود سے مراد پوری فرمانبرداری و طاعت و سر جھکانا ہے خاصکر یہ سجدہ جو طاعت میں ہوتا ہے مراد نہیں ہے۔ اور معنی یہ کہ کیا تو نہیں دیکھتا یعنی دیکھتا ہے کہ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ اللہ تعالیٰ خالق حی القیوم جسکے قبضۂ قدرت میں تمام چیزیں ہیں اور وہ سب پر قاہر قادر ہے اسی کے قبضۂ قدرت میں سب مسخر و منقاد ہیں اُسی کے لیے سجدہ کرتے ہیں۔ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جو ہیں آسمانوں زمین میں۔ مَن ذوی العقول کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہر چیز سجدہ کرتی و مطیع و منقاد ہے خواہ ذی عقل ہو یا نہ ہو تو یہاں غیر ذی عقل چیزوں کو اہل عقل کے تحت میں داخل کیا جیسے دوسری آیات میں کلمہ ما بیان فرما کر ذوی العقول کو سب چیزوں میں شامل کیا شیخ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ وہی وحدہ لاشریک مستحق عبادت ہے اُسی کی عظمت کے واسطے ہر چیز خواہ بطوع و رغبت خواہ بکرہ و تسخیر سجدہ کرتی ہے اور ہر چیز کا سجدہ وہ ہے جو اس چیز کے واسطے مخصوص ہے کما قال تعالیٰ اولم یروا الی ما خلق اللہ من شیء یتفیؤ ظلالہ عن الیمین والشمائل سجدا للہ وہم داخرون۔ اور یہاں فرمایا کہ الم تر ان اللہ یسجد لہ من السموات ومن فی الارض یعنی ملائکہ وغیرہ جو اقطار سموات میں مع سکان کے اور حیوانات وغیرہ جو اقطار زمین اور جمیع جہات میں ہیں خواہ انسان ہوں یا جن ہوں خواہ دیگر جانور و پرند ہوں قال تعالیٰ وان من شیء الا یسبح بحمدہ۔ کوئی چیز نہیں ہے جو اُسکی تسبیح نہ کرتی ہو۔ مترجم کہتا ہے کہ جو شخص سمجھدار ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ ظہور غضب کی جہت میں بہت سے کفار و مشرکین وغیرہ سجدہ کرنے والے ہیں اور بہت سے مومنین و چرند و پرند جانب رحمت میں سجدہ کرنے والے ہیں اور سب اُسی کو سجدہ کرتے ہیں اور اس معنی کا شعور بغیر معرفت و ظہور کمال روحی کے مشکل ہے اور حواس بیچارے دریافت نہیں کر سکتے ہیں لہٰذا علماء نے کہا کہ ہر چیز جو آسمان و زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کے حکم کی مطیع و منقاد ہے جو حق تعالیٰ جس چیز سے چاہا ہے وہ چیز اُسی کی مشیت پر ہے خارج نہیں ہو سکتی ہے۔ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ اور سجدہ کرتے ہیں آفتاب و ماہتاب و ستارے یہ چیزیں من فی السموات میں داخل تھیں ولیکن خاصکر انکو اسواسطے ذکر فرمایا کہ جاہلوں نے ان چیزوں کو سجدہ و عبادت کی ہے تو یہیں بیان فرمادیا کہ یہ چیزیں تو اپنے خالق عزوجل کو سجدہ کرتی ہیں اور اسکی مخلوقات

Marfat.com

واُسکے حکم پر مسخر ومطیع ومنقاد ہین قال تعالیٰ لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذی خلقهن الآیہ یعنی [illegible] کو اور سجدہ کرو اللہ تعالےٰ کو جس نے اُن چیزون کو پیدا کیا ہے - فی السراج ابو حیان نے بحر مین لکھا کہ حمیر [illegible] کنانہ نے چاند کو پوجا - اور تمیم نے دبران کو اور لخم نے شعریٰ کو اور طی نے ثریا کو اور اسد نے عطارد کو [illegible] اور ہین کہ انھون نے اِن چیزون کی پرستش کی ہے - اور بہت لوگ ہین کہ وے ان اجرام علویہ سے اپنے رزق [illegible] وغیرہ کا اعتماد کرتے ہین وے بھی مشرک ہین - اور لکھا کہ عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ مین نے دیکھا کہ ایک شخص [illegible] جاتا ہے غور کیا تو دیکھا کہ طاؤس رح ہین یعنی ابن عباس رض کے شاگرد تو طاؤس رح نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو میرے رونے سے تعجب [illegible] بولا کہ ہان تو کہا کہ قسم ہے رب کعبہ کی کہ یہ چاند جو تو دیکھتا ہے اللہ تعالےٰ کے خوف سے روتا ہے حالانکہ اُسپر گناہ نہین ہے - مترجم کہتا ہے [illegible] اہل النظر اولیاء اللہ تعالےٰ ہین سے دیکھتے ہین اور اس سے انکار کرنا نادانی ہے جیسے کوئی آدمی علوم مین سے نہ جانتا ہو تو وہ جانتے [illegible] بہت سے بیان کا انکار کرتا ہے - قال الامام ابن کثیر رح اور صحیحین مین ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھسے رسول اللہ صلی اللہ [illegible] نے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب کہان جاتا ہے مین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ واُسکا رسول جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ جاکر سجدہ کرتا ہے [illegible] پھر حکم مانگتا ہے یعنی کدھر جاوے تو قریب آگیا ہے وہ وقت کہ اُسکو حکم دیا جائیگا کہ جدھر سے آیا ہے اُسی طرف لوٹ - مترجم کہتا ہے کہ لوگ [illegible] کہ وہ دورہ کرتا ہے اور جب اس رخ سے چھپ جاتا ہے تو زمین والون سے غائب ہو جاتا ہے - مین کہتا ہون کہ یہ بیان تو صرف اسقدر ہے کہ جیسے لوگ نوجوان وہتھیار وسامان وغیرہ کی آمد ورفت ایک راہ سے دوسری راہ کو دیکھین یا کسی شخص کی نقل وحرکت دیکھین اور کہین وہ یہان گیا وہان آیا ولیکن اُسکو یہ علم نہ ہوا کہ اصل بات کیا ہے پس حدیث مین بیان اِسکا نہین ہے کہ وہ یون دورہ کرتا ہوا سامنے نظر سے غروب ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تو ہر شخص جانتا ہے مگر یہ بیان فرمایا کہ اُسکو یہ معمولی حرکت روزانہ کے اندر معنی کیا ہین اور عجب ہے کہ ان لوگون نے جو علم ہیأت کا دعویٰ کیا ہے کچھ نہین جانا کہ ان تمام حرکات کا خواہ زمین ہو یا آسمان ہو کیا انجام وکیا حاصل ہے پھر ان سب دعوون کا بیہودہ [illegible] ہے - پھر ابن کثیر رح نے لکھا کہ مسند امام احمد وسنن ابو داؤد ونسائی وابن ماجہ مین کسوف وخسوف یعنی گہن ہونے کی حدیث مین ہے کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ کسی بڑے آدمی کے مرنے سے گہن ہوتا ہے یا پیدا ہونے یا اُنپر کچھ عذاب ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج وچاند اللہ تعالیٰ کی مخلوقات مین سے دو مخلوق ہین اور اُنکو گہن کچھ کسی کی موت یا حیات سے نہین ہوتا ہے ولیکن شان الٰہی ہے اور جب اپنے خلق مین سے کسی کے واسطے تجلی فرماتا ہے تو وہ اُسکے لیے خشوع مین ہو جاتا ہے - یعنی اُسمین کوئی معنی ان اوہام مذکورہ کے نہین بلکہ ایک شان الٰہی عز وجل ہے - اور مترجم کہتا ہے کہ شاید اوقات تجلیات اُنکے واسطے ادوار خاص پر ہین جنکا حساب معروف ہے [illegible] تجلیات کی مانند اُنکے سجدہ کے محسوس نہین ہے اور رہا یہ اثر کہ زمین پر تاریکی ہو جاتی ہے اور زمین حائل ہوتی ہے کہ عکس آفتاب کا [illegible] منتقل نہین ہوتا اور ایسے ہی کسوف آفتاب کی توجیہات تو مین نے بیان کر دیا کہ یہ تو آثار خارجی ہین اور یہ شاید یون [illegible] معنویہ سے کچھ تعلق نہین ہے اور نظیر اسکی لوگون کا بیان کہ کوئلہ وپانی جب ویا جاوے [illegible] ولیکن اُسکے معنی [illegible] نہین ہے تا وقتیکہ ایک شخص علم ریاضی جاننے والا اُسکے کل سے واقف نہو اور جیسے [illegible] اُسکی سوئی [illegible] بج جاتی ہے اور اسکا حساب معین معلوم ہے ولیکن وہ اسکے معنی سے خبردار نہین [illegible] اُسکے بھول [illegible] کیونکہ ہے پس جو شخص فقط آثار دیکھکر اُسکے علم کا دعویٰ کرے اُسمین سوائے جہالت کے کچھ نہین

ی کا آرام وفائدہ مقصود سمجھا ہی تو اسقدر علم اُسکے اِس مقصد کے لیے کافی ہی اور اسمین تو کچھ شک نہین کہ مثلاً زمین
اسکے آسمان ذان سیارات کا دورہ ہو جس سے حساب یکسان ہی یا فرض کرو کہ آفتاب مرکز اور اُسکے گرد زمین وسیارات کا دورہ
جیسا کہ اسوقت کے ہیات والے جہالت سے خیال کرتے ہین بہر تقدیر ان دونون مین سے کوئی اُسکی وجہ وعلت وانجام یعنی حکمت
بیان نہین کرسکتا ہی حتی کہ اگر اُس سے پوچھا جاوے کہ اُسکے خلاف دوسری طرح کیون نہ ہوا اور دو چاند کیون نہ ہوے اور تحریک اِسقدر کم و
زائد کیون نہ ہوئی تو ہرگز جواب نہین ہوسکتا ہی۔ لہٰذا اہل ایمان پر واجب ہی کہ ایسی جہالت پر کچھ توجہ نہ کرین واللہ یہدی من یشاء الیٰ
صراط مستقیم۔ شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا کہ ابو العالیہ رح نے فرمایا کہ آسمان مین کوئی ستارہ وسورج وچاند خالی نہین رہتا جو اللہ تعالیٰ
کے واسطے سجدہ نہ کرتا ہو جب اِس اندازہ پر اُسکے غروب کا وقت آتا ہی پھر اُسکو اجازت دیجاتی ہی تو اپنے مطلع پر طلوع کرتا ہی یعنی وہی قیاس
رہتی ہی۔ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ اور پہاڑ ودرخت وجو زمین پر چلنے ورینگنے والے ہین سجدہ کرتے ہین۔ پہاڑون
سے پتھر تراش کر گمراہ لوگ سجدہ کرتے ہین حالانکہ پہاڑ خود سجدہ کرتے ہین اللہ تعالیٰ کو۔ اور شجر مین سے بت لکڑی کے تراشتے ہین اور ہندوستان
کے ہندو وبعضے پہاڑون کے واسطے ڈنڈوت کرتے ہین اور درختون کو پوجتے ہین اور دواب مین سے گاے وسانپ وغیرہ ہزارون مین دیوتا مانتے
ہین اور یہ اگرچہ عرب مین نہ تھا ولیکن قرآن اللہ تعالیٰ نے عام ہدایت کے لیے نازل فرمایا ہی پس یہ چیزین خود اللہ تعالیٰ کے واسطے سجدہ
کرتی ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ پہاڑون ودرختون کا سجدہ تحریک سایہ ہی واقول بلکہ جیسے اللہ تعالیٰ نے مختص فرمایا ہی۔ اور ابن عباس رض
نے فرمایا کہ صحابہ رض مین سے ایک شخص آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے آج کی رات سونے مین دیکھا کہ مین ایک درخت کے پیچھے
نماز پڑھتا ہون پھر مین نے سجدہ کیا تو اُس درخت نے بھی میرے سجدہ کے ساتھ سجدہ کیا تو مین نے سنا کہ وہ سجدہ مین کہتا ہی اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ
لِی بِہَا عِنْدَکَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّی بِہَا وِزْرًا وَاجْعَلْہَا لِی عِنْدَکَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْہَا مِنِّی کَمَا تَقَبَّلْتَہَا مِنْ عَبْدِکَ دَاوٗدَ۔ الٰہی اپنے فضل سے اِس سجدہ کے سبب
سے یہان میرے لیے ثواب لکھدے اور دور کردے اُسکے سبب مجھ سے گناہ اور اِس سجدہ کو میرے لیے اپنے یہان ذخیرہ کردے اور
مجھ سے یہ سجدہ قبول کرلے جیسے تو نے اپنے بندے داؤد ع سے قبول کیا تھا۔ ابن عباس رض نے کہا کہ پھر مین نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا اور مین نے سنا کہ آپ اپنے سجدہ مین وہی کلمات فرماتے تھے جو اُس صحابی نے درخت کے
بیان کیے تھے۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ اور دواب سے جملہ حیوانات مراد ہین۔ اور امام احمد کی حدیث مین آیا ہی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جانورون کی پیٹھون کو منبر مت بناؤ یعنی ہر وقت ذراسی دور چلنا ہو اور جانور کی پیٹھ پر بیٹھو لہ یہ مت کرو جب تک
ضرورت نہ معلوم ہو کیونکہ بہت سے جانور سواری کے اپنے سوار کی بہ نسبت بہتر ہوتے ہین یا کہا کہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ ذکر کرنے والے ہوتے
وہذا الحدیث فی المشکوٰۃ ایضاً وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے سب لوگ سجدہ کرتے ہین لیکن بہت سے لوگ بطور
یعنی کمال انقیاد وخضوع ورغبت سے سجدہ کرتے ہین جیسے اوپر ملائکہ وشمس وقمر وغیرہ کا سجدہ مذکور ہوا ہی۔ ابن کثیر رح نے کہا یعنی بہت سے
سجدہ کرتے ہین اللہ تعالیٰ کے واسطے بطوع رغبت اختیار سے بطریق عبادت کے یعنی اُنکے واسطے ثواب ہی وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ
الْعَذَابُ اور بہت لوگ ہین کہ ثابت ہی اُنپر عذاب۔ یعنی مشیت الٰہی اُنکے حق مین سجدہ ثواب کی جاری نہین ہوئی بلکہ کلمہ الٰہی اُنپر
عذاب ثابت ہوگیا ہی۔ سراج مین کہا کہ اُنھون نے ایسی سجدہ سے انکار کیا جو ایمان پر متوقف ہی۔ اگر کہا جاوے کہ آدمیون
کا سجدہ تو یہی سر ٹیکنا کہ عبادت کے طور پر ہی اور تم نے کہا کہ سورج وچاند وغیرہ سب اپنے لائق مخصوص سجدہ کرتے ہین

پھر تم کیونکر کہتے ہو کہ معنی یہ ہین کہ سب آدمی سجدہ تو کرتے ہین ولیکن بعضے سجدۂ عبادت وثواب
ہین اور بعضے اُس سے منکر ہین تو انپر عذاب متحقق ہوا ہی اور وہ کافر ہین تو معلوم ہوا کہ وے سجدہ نہین
شریک کرہی۔ جواب اِسکا مترجم کی طرف سے یہ ہی کہ جو سجدہ مومنین کا ہی وہ مخصوص کرکے آدمیون کا سجدہ
یہی ہی ولیکن جو لوگ کافر ہین وہ بظاہر انسانون کی طرح انسانی شکل مین جانور ہین بدلیل قولہ تعالے اولٰئک
وے انعام سے بھی بدتر ہوے تو انکا سجدہ وہی ہوگا جو جانورون سے ہی ولیکن ضرور ہی کہ وہ سجدہ اُنکے شعور واختیار
ہوتا ہی تو یہ جانورون سے زیادہ گمراہ وبدتر اسوجہ سے ہوے کہ جانورون سے وہ سجدہ اُنکے شعور واختیار سے ہوجیسا
ابھی گذرا اور اُنکے واسطے جسطرح اللہ تعالے چاہے بھلائی ہی اگرچہ وہ ثواب مثل مومنون کے نہو برخلاف اُن کافرون کے
محروم ہین تو جانورون سے بھی بدتر ہوے فافہم واللہ تعالے اعلم۔ کافرون کے حق مین اِس سے محرومی ہمیشہ جاری ہی
اللہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ اور جسکو اللہ تعالے اہانت کرے تو اُسکے لیے کوئی اکرام کرنے والا نہین ہی۔ چونکہ اللہ تعالی قادر مختار
اُسنے اپنی مشیت پر خلقت پیدا کی ہی جسطرح اُسنے چاہا تو کوئی سوال نہین ہوسکتا کہ اُسنے کیون اُسکی اہانت فرمائی اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ
مَا یَشَآءُ اللہ تعالی کرتا ہی جو چاہتا ہی۔ ابن ابی حاتم نے من طریق جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی کرم اللہ وجہہ روایت کی کہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے کہا گیا کہ یہان ایک شخص ہی جو مشیت الٰہی مین گفتگو کرتا ہی آپ نے بلاکر فرمایا کہ ای بندہ اللہ کے اللہ تعالی نے تجھے پیدا کیا ہی
اُسنے چاہا یا جیسے تونے چاہا اُسنے کہا بلکہ جیسے اُسنے چاہا۔ پھر فرمایا کہ وہ تجھے مریض کردیتا ہی جب وہ چاہتا ہی یا جب تو چاہتا ہی اُسنے کہا کہ نہین
بلکہ جب وہ چاہتا ہی۔ پھر فرمایا کہ پھر وہ تجھے شفا دیدیتا ہی جب وہ چاہتا ہی یا جب تو چاہتا ہی اُسنے عرض کیا کہ نہین بلکہ جب وہ چاہتا ہی پھر فرمایا کہ
پھر وہ تجھے داخل کریگا جہان وہ چاہے یا جہان تو چاہے اُسنے کہا کہ نہین بلکہ جہان وہ چاہے مجھے داخل کریگا آپ نے فرمایا کہ واللہ اگر تو اِسکے
سواے کچھ جواب دیتا تو جسمین تیری دونون آنکھین ہین اُسپر تلوار مارتا۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت کرم اللہ وجہہ نے اُسکو نہایت واضح دلیل سے
سمجھا دیا اور اگر اِسپر بھی وہ نہ سمجھے تو کمبختی وعداوت تھی تو اِسکا فتنہ مسلمانون سے دور کرنے کے لیے ایسے مرتد کو قتل کرنا واجب تھا۔ اور مترجم
کہتا ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی کیونکہ ابو جعفر وہ امام محمد باقر بیٹے ہین علی بن الحسین کے یعنی امام زین العابدین کے اور امام زین العابدین نے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کو نہین پایا تو امام محمد باقر نے کہان سے پایا ولیکن ہمارے نزدیک مرسل مقبول ہی پس حدیث حسن ہی واللہ اعلم۔ ف
واضح ہو کہ آیت مین قولہ وکثیر من الناس۔ کے اعراب مین کلام ہی وہ کلام اسطرح ہی کہ کثیر کو رفع آیا بوجہ عطف کے ہی یا یہ مبتدا ہی اور اُسکی خبر محذوف
ہی پس زمخشری نے کشاف مین یہ اختیار کیا کہ رفع بوجہ ابتداء کے ہی اور خبر محذوف ہی اور معنی یہ ہین وکثیر من الناس استحق الثواب یعنی بہت
سے لوگون مین سے مستحق ثواب کے ہین۔ بقرینۂ قولہ تعالی وکثیر حق علیہ العذاب۔ اور بہت سے لوگون میں سے بیشک ہوگیا انپر عذاب۔
زمخشری نے اُسکو مبتدا کی وجہ سے رفع قرار دیا جسکی خبر محذوف مانی اور اسکو سابق پر عطف کی وجہ سے مرفوع قرار نہین دیا
عطف نہین جائز ہی کیونکہ حکم عطف کا یہ ہی کہ جو حکم معطوف علیہ پر ہو وہی معطوف پر ہو اور معطوف علیہ پر یہان سجدہ کا اصلی معنی
مراد نہین انقیاد ہی جو شمس وقمر ونجوم وغیرہ سے بمعنی سجود متحقق ہی اور یہان لوگون کے حق مین سجود خاص معنی
کے ساتھ ہوتا ہی اور یہ دونون معنی سجود کے باہم مختلف ہین پس اگر کثیر کو رفع بوجہ عطف کے قرار دیا جاوے تو
معنی سجود کے بعضے پر ہونگے یعنی سجدہ کرتے ہین آفتاب وماہتاب یعنی انقیاد اور بہت سے آدمی یعنی سجدہ

Marfat.com

... ایک لفظ سے دو مختلف معنی مراد ہون یہ ثابت ہوا کہ رفع بوجہ عطف کے نہین ہو سکتا ہی - مترجم کہتا ہی کہ اصول حنفیہ
مین ... ایک ہی لفظ سے اسطرح دو مختلف معنی مراد نہین ہو سکتے ہین اور اصل بحث مذکور لفظ مشترک مین ہی کہ ہمارے نزدیک
... مشترک کے واسطے عموم نہین ہو ولیکن عموم مجاز ہمارے نزدیک جائز ہی یعنی ایسے معنی مجازی لینا کہ معنی حقیقی بھی اسمین آجاوین پس
یہان سجود سے ہر چیز کے لائق سجدہ مراد ہی جیسا کہ اوپر تفسیر مین شیخ ابن کثیر رح سے نقل ہوا اور اس صورت مین معنی یہ ہوے اپنے لائق
سجدہ کرتا ہی آفتاب و ماہتاب و آدمی پس اب رفع بوجہ عطف کے جائز ہی - اور یہ بھی جواب ہو سکتا ہی کہ سجدہ بمعنی انقیاد کامل لیا
جاوے اور وہی بیان الناس مین بھی مراد ہی ولیکن الناس کا انقیاد کامل بطاعت رکوع وسجود ہی - یہ سب جو مذکور ہوا چھوٹی
ذہن کے سمجھانے کے لیے ہی اور جو لوگ معرفت رکھتے ہین وے چونکہ جانتے ہین کہ انقیاد کامل موافق مشیت الہی کے کفار و مشرکین
سے بھی متحقق ہی اور معدوم ان کفار و مشرکین مین یہ سجود خاص ہی اگرچہ عدم بوجہ مشیت کے ہی تو بہتر طریقہ جس سے عوام کی سمجھ
سے باہر نہو اور کلام حقیقت کی راہ سے صحیح رہے وہی ہی جو زمخشری نے کہا ہی یا سجود بمعنی ہر چیز کے لائق سجود لیا جاوے اور بمعنی انقیاد
کا جواب ٹھیک نہین ہی - علاوہ اسکے احادیث صحیحہ مین سجود آفتاب کا مصرح ہی اور اسکا شعور بدین معنی کہ وہ اجازت حاصل کرتا ہی
و حکم کی فرمانبرداری کرتا ہی بمانند عقلاء کے مصرح ثابت ہی اور یہ بات جماعت سلف صالحین سے صحیح مروی ہوئی ہی جیسا کہ واحدی رحمہ اللہ
نے اپنی تفسیر مین لکھی ہی اور امام رازی رح نے کبیر مین تحت قولہ و ما من دابۃ فی الارض و لا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم الآیۃ واحدی رح
سے نقل کیا ہی اور جس شخص نے ان لوگون مین سے اس معنی کا انکار کیا وہ بوجہ اسکے کہ اصول دین و معارف یقین کو کھو کر فلاسفہ جہال
کے اصول کو پکڑا اور قواعد کلامیہ مین پڑ کر بدعت اختراع کی اور یہ نقصان اٹھایا کہ اب یہ معارف اسکی عقل ناقص مین نہین سماتے
ہین - اور قواعد کلامیہ کی مذمت جو مین نے بیان کی وہ اسوجہ سے کہ سابق زمانہ مین علماء ربانی تھے کہ وہ معارف کو اتباع سنت و
اقتداے نبوت و سیرت سلف صالحین سے حاصل کرتے تھے اور ظاہر و باطن انکا مدار اسی اصول پر تھا ولیکن معاندین جہال و کفار
مشرکین اہل ضلال یعنی فارس و روم و یونان والون کی تجہیل ثابت کرنے کے واسطے اور انپر الزام دینے کے واسطے قواعد کلامیہ استخراج
کر لیے تھے کہ جس سے یہ لوگ قائل ہوتے تھے کیونکہ ہر زمانہ مین جس قسم کے طبائع گمراہون کے ہون انکو انھین کی گمراہی کے راستہ سے روکا جاوے
تو باز رہتے ہین اور اگر اہل فطرت سلیمہ ہون اور کسی گمراہی کا جہل مرکب انمین نہ آیا ہو تو انکو خالص [illegible] کافی ہوجاتا ہی تو یہ لوگ
علماے ربانی ان قواعد کلامیہ کو ان گمراہون کو انکی گمراہی کے آگے بڑھنے سے روکتے اور الٹا پھیر لاتے تھے تب وے حق پر نظر کرتے
اور ... جاتے تھے اور انھون نے ان قواعد کلامیہ کو اپنے یقین لانے کے لیے نہین بنایا تھا بلکہ اپنا یقین تو اسی سنت و سلف کی سیرت
تھا اور انکے بعد لوگ ہوے کہ جنھون نے یہ سمجھا کہ اپنا یقین اسی قواعد سے حاصل کرنا چاہیے پس خرابی مین پڑ گئے اور ایسے ہی لوگون نے
... مقامات مین معارف یقینیہ کو کھو دیا ہی - پھر واضح ہو کہ اس زمانہ مین جو شخص ان موجودہ نصرانیون کو جو درحقیقت بیوقوف دہریہ کے قریب
ہین یا ... کو جو غیر مقلد یا بدعتی لوگ ہین اور چاہتے ہین کہ اسلام کی پابندی مٹا دین اور لوگون کو شک دلا دین اور خود گمراہ ہین ساتھ
... گمراہ کرین تو انکے واسطے عالم ربانی کو لازم ہی کہ اپنے معارف یقینیہ حاصل کرنے کے بعد ان لوگون کی تردید اسطرح کرے
... نے باطل اختیار کیے ہین انکو صحیح نقص و غلطی بیان کرنے سے انکو سمجھا دے کہ یہ باطل ہین اور منطقی طریقہ سے
... بحث کرتے کیونکہ یہ لوگ اسقدر سمجھ نہین رکھتے ہین اور اصلی اصول انکا یہ ہی کہ جو چیز محسوس نہین وہ

Marfat.com

باطل ہے اور چاہیے کہ پہلے ایسی زبان مین جو یہ لوگ سمجھ سکتے ہین منطقی قواعد تعلیم کرے اور اُسکو سمجھا دے جب [illegible]
پر تنبیہ کرے اور اُسکو انشاء اللہ تعالیٰ اُسکی کوشش کا ثواب ہے اور ہدایت تو اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار مین [illegible]
قبضہ قدرت مین ہے۔ **ف** — یہ آیت سجدہ ہے بالاتفاق ائمہ حنفیہ وشافعیہ دونون اُسکے وجوب کے قائل [illegible]
سورت مین دوسرے سجدہ مین ہے کہ ہمارے نزدیک وہان سجدہ نہین ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک وہان سجدہ [illegible]
نخعی رح کے نزدیک بھی وہان سجدہ نہین ہے اور یہ اختلاف ایک رحمت ہے اور بنا اُسکی کوشش اجتہادی ہے اور سجدہ [illegible]
ہر حال مین اچھا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی نے سجدہ [illegible]
ایک طرف ہوکر روتا ہے وائے اُسکی خواری کہ آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اُسنے ادا کیا تو اُسکے لیے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا مین نے [illegible]
میرے لیے جہنم کی آگ ہے۔ رواہ مسلم - امر الٰہی پورا ہو چکا اور یہ بھی شیطان کی ہوس ہے اور اگر درحقیقت اُسکو اب سجدہ کا حکم [illegible]
اللہ تعالیٰ نے کافرون کو جو قیامت مین کہینگے کہ ہم کو دوبارہ دنیا مین لوٹایا جاوے ہم فوراً ایمان لاوینگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible]
لما نہوا عنہ وانہم لکاذبون - یعنی اور اگر بالفرض لوٹا دیے جاوین تو پھر انھین کامون کی طرف عود کرینگے جنسے منع کیے گئے [illegible]
جھوٹے ہین - یہی حال شیطان کا ہے اور خالق عزوجل جس نے پیدا کیا اپنی مخلوق کا حال خوب جانتا ہے - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ امام [illegible]
نے عبد اللہ بن لہیعہ کے طریق سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا زیادہ فضیلت پائی دو سجدہ
سے سورہ حج نے باقی قرآن پر - آپ نے فرمایا کہ ہان سو جو دونون کو سجدہ نہ کرے وہ اُنکو نہ پڑھے - رواہ ابوداؤد والترمذی - اور
ترمذی رح نے کہا کہ یہ حدیث قوی نہین ہے - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ امام ترمذی رح کے اس کلام مین تامل ہے کیونکہ ابن لہیعہ نے اس اسناد
مین تصریح کردی کہ مین نے مشرح بن ہاعان سے اُسکو سنا ہے اور بڑا عیب ابن لہیعہ کے ذمہ تدلیس کا تھا کہ بغیر سنی ہوئی کو ایسے طور سے بیان کر [illegible]
ہے کہ معلوم نہین ہوتا کہ اُسنے سنکر کہا یا کسی ذریعہ سے اُسکو معلوم ہوا اور خبر پہونچی تو جس سے خبر پہونچی اُسکے نام سے بیان کردی مثلاً کہا کہ فلان
یہ روایت ہے اور معلوم نہ ہوا کہ فلان سے اِسنے خود سنی ہے یا کسی اور سے سنکر بیان کردی ہے پس یہان ابن لہیعہ نے صاف کہدیا کہ مشرح ابن ہاعان
نے ہم سے بیان کیا ہے تو اب یہ ضعف جاتا رہا پھر یہ حدیث قوی ہونا چاہیے - مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابن کثیر رح نے صرف ضعیف کو اسی [illegible]
منحصر کیا اور امام ناقد حدیث جس نے حدیث کو باسناد خود اخراج کیا وہ اسباب علت سے خوب واقف ہے پس اُسکی علتین جبتک [illegible]
ہون تبتک یہ جواب معقول نہین ہے اور اسی واسطے شیخ ابن الصلاح نے کہا کہ جب اخراج کرنے والے امام نے ضعیف کی تو تصحیح کرنا [illegible]
دوسرے کی تصحیح نہین مفید ہے اور اصول حدیث مین خصوص علماء شافعیہ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ نہین بلکہ آپکے [illegible]
اور حق یہ ہے کہ اگر کسی دوسرے امام نے اُسکو اپنی اسناد سے روایت کیا اور کچھ عیب نہ بیان کیا تو پچھلے لوگون کی تصحیح [illegible]
ولیکن جب ہر امام مخرج نے معلول کردیا ہو تو صحیح یہی ہے کہ پچھلے لوگون کی تصحیح بالکل عجیب ہے کیونکہ امام ناقد صاحب [illegible]
کہتا ہے اور وہ خوب واقف ہے تو دوسرا اُسکے برابر اس حدیث کا واقفکار نہین ہوسکتا ہان یہ ہوسکتا ہے کہ بعض [illegible]
نہ کہے یا ایسا اشارہ کرے کہ اس روایت مین کچھ مضائقہ نہین تو ہوسکتا ہے کہ اسمین مضائقہ نکل آوے [illegible]
روایت کو فقط اسوجہ سے معلول کہا ہے تو جب دوسرے امام سے دوسری سند ایسی ملجاوے جس [illegible]
ہوسکتی ہے اور مطلقاً یہ اختیار کرلینا کہ متاخرین اُسکی تصحیح کرسکتے ہین عجب ہے اور یہان اس حدیث کو [illegible]

Marfat.com

...سے فرمایا یعنی جو اہین کے بعد سے متصل ہین کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تفضیل دی گئی سورہ حج کو ... کے ساتھ - ابو داؤد نے کہا کہ یہ حدیث اسناد کی گئی ولیکن صحیح نہین ہے - پھر جب امام ترمذی اور امام نقاد ابو داؤد ... کہتے ہین کہ سند صحیح نہین ہے تو اسکی تصحیح نہین ہوسکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم - پھر شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ حافظ ابو بکر اسماعیلی نے اپنی اسناد ... سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حج مین دو سجدے کیے اور کہا کہ یہ سورہ فضیلت دی گئی دو سجدون کے ساتھ - اور ابو داؤد و ابن ماجہ ... عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پندرہ سجدے پڑھائے ازانجملہ تین سجدے مفصل مین اور حج مین دو سجدے ہین - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ شواہد ہین کہ انمین سے بعضے بعضون کی تقویت کرتے ہین - مترجم کہتا ہے کہ اسمین دو وجہ ہین اول یہ کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ نہین کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ حج مین دو سجدے پڑھائے بلکہ بیان کیا کہ حج مین ... سجدے ہین پس دیگر صحابہ رض سے جو ایک سجدہ مروی ہے وہ اُسکے معارض ہے کیونکہ یہ بھی صحابی ہین اور وے سب بھی صحابی ہین - دوم یہ کہ ابو داؤد رح نے تصریح کردی کہ یہ حدیث مسند صحیح نہین ہے تو ابو بکر اسماعیلی کی روایت بھی صحیح نہین ہوئی اور حدیث عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی ... نہ ہوئی اگرچہ روایت اسماعیلی حدیث مسند نہین ہے - ہان ایک بات یہ رہی کہ خالد بن معدان کی مرسل روایت جو اوپر گذری اسناد حسن ... ائمہ حنفیہ کے نزدیک مرسل حجت ہے تو جواب یہ ہے کہ خالد بن معدان کے مانند ہمارے نزدیک صحابی کا قول بھی حجت ہے جو ایسے بارہ مین ہو کہ ... قتی ہے یعنی خواہ مخواہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنکر بیان کرنے کا ہے لہذا ہم اِس سے احتجاج نہین کرسکتے ہین پس ہم نے متفق علیہ کو اختیار ... اور جسمین اختلاف ہے اُسکو واجب ہم نہین کہ سکتے کیونکہ واجب و لازم ہونے کا حکم دینے کے لیے حجت چاہیے ہے اور یہان حجت کی یہ کیفیت ... مذکور ہوئی اور تمام دلیل انشاء اللہ تعالیٰ ترجمہ ہدایہ سے ملیگی واللہ تعالیٰ ہو الموفق للصواب - بالجملہ اللہ تعالیٰ نے انسان مین دو فریق بیان ... ایک وہ جو بطوع و رغبت اللہ تعالیٰ کے واسطے سجدہ کرتے ہین اور دوسرے جو اِس سجدہ سے محروم ہین اُنکو اِس سجدہ کی عزت حاصل نہین ہے بلکہ جبر و اکراہ سے مجبوری ہے پس مطیع و منقاد ہین تو یہ دونون باہم مخاصم ہین وقال تعالیٰ -

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ

یہ دو مدعی ہین جھگڑے ہین اپنے رب پر سو جو منکر ہوئے اُنکے واسطے بیونتے ہین کپڑے آگ کے

يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ وَلَهُمْ

ڈالتے ہین اُنکے سر پر جلتا پانی گلجاتا ہے اُس سے جو اُنکے پیٹ مین ہے اور کھال بھی اور اُنکے واسطے

مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا

ہتوڑے ہین لوہے کی جس بار چاہا کہ نکل پڑین اُس سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیے اندر

ع ۱۲ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝

اور چکھتے رہو جلن کی مار

... دونون خصوم کی وجہ خصومت بیان کی اور پھر دونون فریق مین سے ہر ایک فریق کا انجام آخرت بیان فرمایا خطیب نے لکھا کہ ... اور پانچون قسم کے کفار ایک قسم ہین اور وہ پانچون قسمین وہ ہین جو اوپر گذرین یعنی یہود و نصاری و مجوس و صابیہ و ... تنہا ان کا اشارہ قریب کی طرف بہتر ہے یعنی کثیر من الناس اور کثیر حق علیہ العذاب - پس کثیر من الناس تو مومنین ہین اور

کثیر حق علیہ العذاب - ہین کافرین سب ہین خواہ یہ پانچون اقسام مذکورہ ہون یا اور کوئی ہون [illegible]
ہر کہ وے اگرچہ سجدہ کرین لیکن ایمان صادق کے طور پر نہین بلکہ جیسے اُنھون نے اشیا نکیا [illegible]
کو سجدہ کرتے ہین لیکن وے اللہ تعالی کو پہچانتے ہی نہین بلکہ اُسکو پہچانتے ہین کہ جسکا بیٹا یعنی [illegible]
پاک ہر ایسے عیب وبہتان ونقص سے - شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا کہ ابن ابی نجیح نے مجاہد [illegible]
قیامت کے بعث مین جھگڑا کیا - اور ایک روایت مین مجاہد وعطار نے کہا کہ دونون فریق مومنین وکافرین [illegible]
کی کہ تصدیق کرنے والا ایک خصم ہر اور تکذیب کرنے والا دوسرا خصم ہر یعنی مومنین اللہ تعالی ورسول واسکی کتاب [illegible]
اور کافرین اسکی تکذیب کرتے ہین مترجم کہتا ہر کہ اگر یہ وہم ہو کہ یہود ونصاری بھی رب عزوجل کی تصدیق کرتے ہین تو جواب [illegible]
ابھی اشارہ کردیا کہ یہ لوگ اللہ تعالی کو نہین مانتے اور نہ جانتے ہین اسواسطے کہ وے ایسی صفت بیان کرتے ہین جس سے اللہ تعالی پاک [illegible]
لہذا اللہ تعالی نے اہل کتاب پر جہاد کے حکم مین فرمایا کہ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ الآیہ یعنی ایسے لوگون سے جہاد کرو جو اللہ تعالی پر ایمان نہین
لاتے ہین - اور لکھا کہ سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے روایت کی کہ قولہ تعالے ۔ **هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ** [illegible]
مسلمان ہین اور دوسرا خصم یہود ونصاری ہین پس یہود نے کہا کہ ہمارا نبی تمھارے نبی سے پہلے ہر اور ہماری کتاب تمھاری کتاب سے پہلے
سو ہم بہ نسبت تمھارے اللہ تعالی کے ساتھ اولی ہین اور مسلمانون نے کہا کہ ہماری کتاب سب کتابون پر حاکم ہر اور ہمارا نبی خاتم الانبیاء
ہر صلی اللہ علیہ وسلم پس ہم بہ نسبت تمھارے اللہ تعالی سے اولی ہین پس اللہ تعالی نے اس آیت مین اسلام کو اسکے دشمنون پر صحیح وسچا
کر دیا اور اسلام کے دشمنون کو باطل قرار دیا - صحیحین مین حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ قسم
شدید کھاتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہر حمزہ رضی اللہ عنہ و اُنکے دونون ساتھیون اور عتبہ و اُسکے دونون ساتھیون کے بارہ مین جو
وے جنگ بدر کے روز میدان مین لڑنے کو نکلے ہین - اور بخاری رحمہ اللہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے
فرمایا کہ مین پہلا وہ شخص ہونگا کہ جو قیامت مین حضرت باری تعالی کے حضور مین اپنے تخاصم سے خصومت کا فیصلہ کرانے کو [illegible]
بن عباد رح جو حضرت علی رض سے اسکو روایت کرتے ہین کہتے ہین کہ اُنھین کے حق مین نازل ہوا ہر قولہ ہذان خصمان اختصموا فی
اور کہا کہ یہی دو فریق متخاصم ہین جو بدر کے جنگ کے روز میدان مین نکلے تھے علی و حمزہ و عبیدہ اور شیبہ بن ربیعہ و عتبہ بن ربیعہ و
ولید بن عتبہ - الفرد البخاری رح - خطیب نے لکھا کہ ابن عباس سے روایت ہر کہ جب میدان مین نکلے حضرت علی و حمزہ و عبیدہ رض [illegible]
اور کافرون کی طرف سے عتبہ وشیبہ و ولید - تو کافرون نے کہا کہ بات کرو تو ہم تم کو پہچانین تب حضرت علی [illegible]
اور یہ حمزہ ہین اور یہ عبیدہ ہین تو کہنے لگے کہ ہان برابر کے ہمسر ہین پھر علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ ہم تم لوگون کو [illegible]
کرنے وبلاتے ہین پس عتبہ نے کہا کہ آگے بڑھو لڑنے کے واسطے پس علی رضی اللہ عنہ نے شیبہ سے مقابلہ کیا پس وہ [illegible]
اور حضرت حمزہ نے مبارزہ کیا عتبہ سے اور اسکو قتل کر ڈالا اور عبیدہ رح نے ولید سے مبارزہ کیا تو بیہوش ہو گئے پس علی [illegible]
قتل کر ڈالا - مترجم کہتا ہر کہ یہ عتبہ پہلے تو ابوجہل کو لڑائی سے منع کرتا تھا پھر جاہلیت کی [illegible]
جنگ بدر کے روز میدان مین مع اپنے بھائی اور بیٹے کے نکل آیا اور اسطرف سے [illegible] انصار [illegible]
وسلم نے کراہت کی کہ پہلے انصار جاوین اور بنو ہاشم جاوین [illegible]

... جب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ای بنوہاشم اللہ تعالی کے واسطے لڑو یہان حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ منتظر اجازت تھے فوراً حضرت حمزہ رض و حضرت
علی کرم اللہ وجہہ و عبیدہ بن الحارث رض میدان مین نکلے اور وہ واقعہ ہوا جو اوپر مذکور ہوا اور روایت ہے کہ عبیدہ بن الحارث رض بوڑھے تھے تو ولید کے
زخم ... اور بعض روایات مین ہے کہ شیبہ کے زخم سے اُنکی نلی کٹ گئی اور بیہوش گر پڑے اور فوراً علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے مقابل کو جہنم واصل کر کے مدد کی اور
عبیدہ رض کے مقابل کو فنی النار کیا اور مروی ہے کہ عبیدہ رض نے شہادت پائی اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ شہید ہے۔ پھر بخاری رح کی روایت دلالت کرتی
ہے کہ اول حضرت علی رض نے اُنکو اسلام کی طرف بلایا اور نہ ماننے تو مقابلہ مین ہر مقابل خصم کو قتل کر ڈالا۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ بہتر قول خصمان
کی تفسیر مین مجاہد و عطاء کا ہے کہ مراد مومنین و کافرین ہین خواہ کسی امت مین سے ہون اور یہ قول سب اقوال کو شامل ہے اور اسمین واقعہ
جنگ بدر بھی داخل ہے اور یہ خصوم اسوجہ سے ہین کہ مومنین تو اللہ تعالی ہی کا کلمہ توحید بلند و اُسکا دین منصور و ارجمند چاہتے ہین اور
کافرین اسکے برخلاف چاہتے ہین کہ نور ایمان کو بجھا دین اور باطل کا جھنڈا اُٹھا دین اور اسی قول کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہے
کہ مراد خصمان سے مومنین و کافرین ہین شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ عکرمہ رح نے کہا کہ رب عزوجل کے باب مین دو خصم سے مراد جنت و دوزخ
ہے دوزخ نے کہا کہ مجھے عقوبت کے لیے کر دے اور جنت نے کہا کہ مجھے رحمت کے لیے کر دے خطیب رح نے کہا کہ دلیل اس قول کی حدیث
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے جو صحیح مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت و دوزخ نے باہم حجت کی پس دوزخ نے کہا کہ متکبرین
و متجبرین کے واسطے مین ہی پسند کی گئی ہون تو جنت نے کہا کہ پھر میرا کیا حال ہے کہ مجھمین نہ آوینگے مگر کمزور و گرے ہوے لوگ پس اللہ تعالی
عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ ای جنت تو میری رحمت ہے تیرے ساتھ مین اپنے بندون مین سے جسپر چاہونگا رحم کرونگا اور دوزخ کو فرمایا کہ تو
فقط میرا عذاب ہے تیرے ساتھ مین اپنے بندون مین سے جسپر چاہونگا عذاب کرونگا اور تم مین سے ہر ایک کے لیے اُسکا بھر پور ہے۔ مترجم
کہتا ہے کہ آیت مین تو رب عزوجل کی شان مین دونون فریق کا مخاصمہ مذکور ہے اور اس حدیث مین اول تو مخاصمہ نہین ہے اور اگر ہو
تو شان الٰہی مین نہین ہے بلکہ باہم ہے اور ظاہر تو یہ ہے کہ ان دونون جنت و دوزخ نے باہم اپنے حالات کا اور اپنی خلقت مین اللہ تعالی
کے احسانات و شکریہ کا بیان کیا ہے اور آیت مین مخاصمہ دونون فریق کا اور وہ مخاصمہ بھی شان رب عزوجل مین ہے پس یہ قول ایک
وجہ سے جو مذکور ہوئی بعید ہے اور دوم بقول خطیب رح سیاق سے بہت بعید ہے اسواسطے کہ ... [illegible] ... کی جزا اللہ تعالی نے
ذکر فرمائی ہے چنانچہ فریق کافرین کے واسطے فرمایا- فَالَّذِينَ كَفَرُوا پس جنھون نے رب عزوجل سے کفر کیا و شرک کیا
یا اسکے وجود سے انکار کیا یا اُسکی ضروریات دین مین سے مانند ملائکہ یا آسمان یا وحی یا دوزخ و جنت وغیرہ یا نماز و روزہ و زکوۃ وغیرہ
سے انکار کیا یا حشر و نشر و بعث و عذاب قبر وغیرہ سے انکار کیا یا منصوص نعمتہاے جنت یا دوزخ سے انکار کیا یا شرع یا رسول وغیرہ
کی یا حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار دیا جان بوجھکر بدون شرعی حجت کے یا اللہ تعالی کے صفات سے انکار کیا جیسے شرک
یا عیب لگایا یا بیٹا بیٹی وغیرہ کا بہتان باندھا یا کسی غیر مین کوئی بات اللہ تعالی کی مخصوص صفت کی ثابت کی یا مانند اسکے کوئی
بات جس سے ایمان سے خارج ہوتا ہے تو جیسا کہ اللہ تعالی نے پہلے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالی انمین فیصلہ فرما دیگا یعنی اُنکی سزا کو پہونچا دیگا
جسے سب لوگ یقین سمجھ لین کہ گویا آنکھون دیکھے سے زیادہ ہو گئی ہے کہ- قُطِّعَتْ لَهُمْ قطع کر دیے گئے اُنکے لیے ثِيَابٌ
... مِّنْ نَّارٍ آگ کے ہین ف اس کلام مین بلاغت بلیغ ہے کہ یہ کپڑے بمقدار اُنکی جثہ کے ہین یعنی
... جیسے دنیا مین اپنے اوپر تکبر کے لباس پہنتے اور غریبون پر فخر کرتے تھے اللہ اللہ تعالی کی نعمت

[illegible] کے بدلے شکر کی جگہ کفر کرتے تھے اور اللہ تعالے سے انکار اور اسکے ساتھ شرک کرتے تھے۔ ابراہیم تیمی رح [illegible]
اور کہا کہ پاک ہی وہ جس نے آگ سے اُنکے لیے کپڑے قطع فرمائے ہیں اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ سعید بن جبیر [illegible]
کے ہونگے کہ جب آگ میں لال کیا جاوے تو اُس سے بڑھکر کسی میں حرارت نہ ہوگی۔ اقول یہ آثار دلالت کرتے [illegible]
نہیں ہی بلکہ حقیقی قطعات سے اُنپر لباس ہوگا۔ اور حدیث میں ثابت ہوا ہی کہ آگ سے عذاب نہ دینا چاہیے کیونکہ آگ سے [illegible]
خاص جناب باری تعالی کی شان ہی۔ **يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ** بہایا جائیگا اُنکے [illegible]
یعنی انتہاے درجہ کا گرم پانی جو مثل آگ کے ہی ولیکن آدمی تو اِسی آگ کو قیاس کرسکتا ہی حالانکہ وہ آگ اِس آگ سے [illegible]
وشدید ہی اور یہ ظاہر ہی کیونکہ یہ آگ تو پانی کی مجاورت سے اور مانند اِسکے اشیاء سے متصل ہی اور وہ صرف خالص ہی [illegible]
سمجھ لیا تو اُسکی عقل ضرور یقین کریگی کہ اِس آگ کا اگر ایک ذرہ دنیا میں آوے تو تمام چیزیں جل جاویں تو اِس سے [illegible]
آگ سے بدرجہا بڑھکر ہوگا۔ **يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ** یعنی جب وہ حمیم اُنکے سروں پر بہایا جائیگا تو وہ [illegible]
اُسکو جو اُنکے پیٹوں میں ہی یعنی آنتیں وغیرہ اور چمڑوں کو۔ سعید بن جبیر رح نے کہا کہ حمیم گلایا ہوا تانبا ہی کہ اُنکے پیٹوں سے آنتوں [illegible]
یہی قول ابن عباس و مجاہد وغیرہم کا ہی اور اِسی طرح وہ اُنکے چمڑوں کو بہادیگا۔ ابن عباس رض نے وسعید بن جبیر نے کہا کہ چمڑے گر پڑینگے
اور ابن جریر رح نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حمیم اُنکے سروں پر بہایا جائیگا پس
وہ اُنکے سروں کی ہڈیوں سے پار ہوکر جوف تک پہونچیگا اور جو کچھ جوف یعنی پیٹ میں ہی سلٹ لیگا یہانتک کہ قدموں تک پہونچیگا اور [illegible]
یصھر سے یہی مراد ہی پھر جیسا تھا ویسا ہی کردیا جائیگا۔ ورواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح۔ قلت ورواہ الحاکم وقال صحیح۔ ورواہ
ابن ابی حاتم۔ **وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ** اور اُنکے واسطے لوہے کے مقامع[1] ہونگے۔ ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن [illegible]
تابعی سے روایت کی کہ کافر کے پاس فرشتہ آویگا جو حمیم کے برتن کو سنسی سے لیے ہوگا یعنی ایسی حرارت ہوگی پھر جب اُسکو کافر
کے منہ کے قریب کریگا تو وہ اِس سے بہت کراہت کریگا تو فرشتہ اپنا مقمعہ لوہے کا جو اُسکے ساتھ ہوگا اُٹھاویگا اور اُسکا سر کنفتہ کردیگا
پھر یہ برتن اُسکے دماغ پر چھوڑدیگا تو دماغ سے اُسکے جوف تک پہونچ جائیگا۔ اور امام احمد نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مقمعہ لوہے کا اگر اِس زمین پر ایک ڈال دیا جاوے اور جن وانس دونوں جمع ہوں
تو اُسکو زمین سے نہ اُٹھا سکیں۔ امام احمد نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر [illegible]
کے مقمعہ سے ایک ضرب پہاڑ پر لگائی جاوے تو خود پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجاوے اور پھر پہاڑ جیسا تھا ویسا ہی ہوجائیگا [illegible]
الحاکم وصححہ۔ اور اگر غساق میں سے ایک ڈول اِس دنیا میں بہادیا جاوے تو تمام دنیا والے [illegible] جاویں۔ اور [illegible]
حد بد سے یہ کفار مارے جاوینگے پس ہر عضو اپنے مقابل پر جا پڑیگا اور اُسوقت کفار لوگ ثبور پکارینگے۔ [illegible]
بدن سے بہا ہوا پیپ و کچ لہو ہی اور کافروں کو شدت پیاس میں جب بہت مانگینگے تو یہی غساق یا حمیم ملیگا [illegible]
جو اوپر گذری یہ مذکور ہی کہ فرشتہ جب اِس کافر کے منہ پاس لاویگا تو وہ کراہت کریگا [illegible]
سے ثابت ہی کہ اگر پی جاوے تب بھی یہی اثر ہوگا جو مذکور ہوا۔ اور ثبور یعنی [illegible]
میں اِس معنی [illegible] الفاظ [illegible] اعوذ باللہ من [illegible]

[1] مقامع جمع مقمعہ [illegible] گرز ۱۲

Marfat.com

وَمِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ہر بار جب ارادہ کرینگے کہ اس آگ سے نکلین بوجہ غم کے تو اُسی مین لوٹا دیے جاوینگے - سراج مین کہا کہ ہر بار جب آگ سے نکلنے کی آرزو کرینگے بوجہ اس غم وکرب کے جو اُنکو لاحق ہوا ہی جس سے جان نکلجانا اُنکو بہت آسان تھا تو مقامع سے مارکر اُسی مین رد کردیے جاوینگے - حسن بصری رح سے روایت ہی کہ آگ کی لپٹ اُنکو تھپیڑا مار یگی یہانتک کہ جب اوپر ہو پہنچینگے تو مقامع سے مارے جاوینگے جنکی ضرب سے ستر خریف تک اُسمین دھنستے چلے جاوینگے - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دوزخ سیاہ تاریک ہی اُسکی لپٹ مین چمک نہین اور نہ اُسکی چنگاری مین روشنی ہی پھر یہی آیت پڑھی - اور زید بن اسلم رح نے اس آیت مین کہا کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہی کہ اہل جہنم اُسمین سانس نہین لینگے - **مترجم** کہتا ہی کہ شاید یہ مراد ہی کہ وہان مانند حیات دنیا کے اُنکے لیے سانس نہین ہی - اور یہ بقیاس اہل جنت کے ہی کہ بجائے سانس کے اُنکو تسبیح کا الہام ہوگا واللہ تعالے اعلم - اور لکھا کہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ واللہ ان لوگون کو جہنم سے نکلنے کی کوئی اُمید بھی نہ ہوگی پانون تو آگ کی بیڑیون و زنجیرون مین بندھے ہوے ہین اور اُنکے ہاتھ طوق گردن مین پیٹھ پر مضبوط بندھے ہین ولیکن بات یہ ہوگی کہ آگ کی لپٹ اُنکو اوپر اُٹھاویگی اور آتشی مقامع حدید کی اُنکو اندر گراوینگے - **مترجم** کہتا ہی کہ حاصل یہ ہوا کہ کلام پاک مین ارادوا ان یخرجوا بمعنی حقیقت ارادہ نہین ہی بلکہ مجاز بلیغ ہی کہ ایسے عذاب سے نکلنے مین گویا ارادہ کو دخل کچھ ہی اور اُسکی نفی کردی کہ اعیدوا فیہا پس مایوسی کامل ہوئی کہ کوئی ارادہ کارگر نہین ہی اور یہ معنی بلیغ ہین واللہ تعالے اعلم - حاصل یہ کہ یون ہی اوپر اُچھلینگے اور اندر لوٹا دیے جاوینگے اور کہا جائیگا کہ **وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ** چکھو حریق کا عذاب یعنی جلانے و سوختہ کرنے کا عذاب چکھو - اور چکھنے کے واسطے اُنسے کہا جانا اُنکی اہانت کے واسطے ہی بمانند قولہ تعالی وقیل لہم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بہ تکذبون - اور چکھو عذاب النار جسکی تم تکذیب کیا کرتے تھے - **ابن کثیر** رح نے کہا کہ معنی کلام یہ ہین کہ یہ لوگ جہنم مین فعل سے اور قول سے ہر طرح اہانت کیے جاوینگے - سراج مین ہی کہ حسن بصری نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو بہت یاد کرلیا کرو جہنم کو کہ اُسکی حرارت بہت سخت ہی اور اُسکا گہراؤ بہت نیچا اور اُسکے مقامع لوہے کے بہت گرحت ہین - **ف** شیخ اکبر ابن العربی رح نے لکھا کہ قولہ تعالے وللہ یسجد من فی السموات ومن فی الارض - الآیہ - ملکوت سماویہ وارضیہ و اُنکے سوائے جو چیزین ہین جو شمار مین داخل ہوسکتی ہین اور جو شمار مین نہین آتی ہین اور یہ سجدہ بانقیاد وطاعت فرمانبرداری ہی یعنی اللہ تعالے نے ہر چیز سے جو افعال وخواص چاہے وجو احکام اُسپر جاری فرمائے ہین ہر ایک چیز اُسکے واسطے مطیع منقاد و فرمانبردار ہی کسی کو مجال خلاف ہو نہین سکتی ہی اقول یعنی اسوجہ سے کہ قیام کسی چیز کا بذات خود نہین ہی اور وجود کسی چیز کا بدون قیومیت کے نہین ہی اگر وجود ہو - پھر جب اُسی کے حفظ وقیومیت سے حیات و وجود وقیام ہر لحظہ ہر چیز کا ہی تو جس طرح اُسنے رکھا ہی وہ ہی مین نافرمانی متصور ہی نہین ہی اور کلام مین ایک اشارہ معنی سجود اشیا ہی بنظر ملکوتیت جو ہر چیز سے بقدرت خاصہ متعلق ہی اور ... ہی کہ ہر انسان مین ایک لمہ شیطان اور ایک لمہ ملک یعنی فرشتہ ہی اور بدین معنی ظہور اُسکا ہی کہ بہت سے سجود اللہ تعالی کے لیے ہوتے ہین ... اور عمل لمہ شیطان کی خبر نہین ہوتی ہی اور اسی واسطے کہا کہ شامل اس سجود مین وہ چیزین بھی ہین جو شمار مین نہین ... ایسی چیزین ہین کہ شمار اُنکے لائق ہی نہین ہی کیونکہ وہ کوئی مادہ نہین ہین - پھر کہا کہ اپنے حکم کے واسطے اُنکے مسخر ہونے کو ... ہونے کو اور اپنی قدرت کے تحت مین اُنکے مقہور ہونے کو سجود سے تعبیر فرمایا جو انتہاے خضوع ہی اور چونکہ ... واقع ہوا من کے سواے انسان تابع شیطان کے نہ تھا اسی واسطے کثیر حق علیہ العذاب فرمایا - پھر ... مومنین کا حال بیان فرمایا

Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
اللہ داخل کریگا اُنکو جو یقین لائے اور کین بھلائیان باغون مین بہتی
يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَهُدُوْٓا
گہنا پہناوینگے اُنکو وہان کنگن سونیکے اور موتی اور اُنکی پوشاک ہو وہان ریشم کی اور راہ پائی
اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ښ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝
ستھری بات کی اور راہ پائی اُس خوبیون سراہے کی راہ

جب اللہ تعالی نے اہل دوزخ کا حال بیان کردیا جس عذاب ونکال وحریق واغلال مین اور جیسے کپڑون مین جل کر بھسم رہینگے اعاذنا اللہ تعالی من ذلک سو اب حال اہل جنت بیان فرمایا اللہ تعالی اپنے فضل سے ہم کو انھین مین سے کردے پس فرمایا إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اللہ تعالی داخل فرماویگا اُن بندون کو جو ایمان لائے اللہ تعالی کے ساتھ اور اُسکے رسول کی تصدیق کی اور کسی رسول سے انکار نہین کیا۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور کام نیک کیے یعنی اپنے ایمان کی تصدیق مین فروض ونوافل خلوص سے ادا کیے تو ایسے بندون کو داخل کریگا اللہ تعالی جَنّٰتٍ ایسے باغون مین کہ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہونگی اُنکے نیچے نہرین یعنی اُنکے اطراف واکناف وجوانب مین اور اُنکے درختون ومکانون کے نیچے نہرین جاری ہونگی اور وے اِن نہرون کو جہان چاہینگے اور جدھر چاہینگے پھیر لینگے اور جسطرح چاہینگے روان ہونگی۔ سراج مین کہا کہ اہل جہنم کے سرون پر حمیم روان ہوگا اُسکے مقابلہ مین اہل جنت کے واسطے یہ نہرین ہین جہان تو اپنی زمین جنت مین چاہے نہر ہو جائیگی اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جنت مین ایک سمندر پانی کا ہے اور ایک سمندر شہد خالص کا ہے اور ایک سمندر دودھ کا ہے اور ایک سمندر شراب طہور کا ہے پھر ان سمندرون سے نہرین ودریا جاری ہین رواہ الترمذی وقال حدیث صحیح۔ پھر چونکہ جنت محل رضوان وکرامت ہے اور فی الحقیقت وہ ظہور قدرت تامہ اہل جنت کی ارادات پر ہے اور یہ کمال الٰہی ہے تو ہر چیز جو چاہین اور جسطرح چاہین وہان موجود ہے ولیکن بالفعل اِن لوگون کے خیال مین زیادہ سے زیادہ شان شاہی جو بڑے سے بڑے بادشاہ کے یہان دیکھی گئی ہے گذر سکتی ہے اِس سے زیادہ بالفعل اُنکا خیال قوت نہین دے سکتا ہے اور مقصود اُنکو ترغیب کرنا اور اپنے واسطے یہ بھلائی حاصل کرنا ہے اور جو یہ خیال مین لا سکتے ہین وہ یقینی اُنکی خواہش پر اور اپنے خواہش وہان [illegible] اور عرب کی ریگستانی خشک پہاڑی لوگون کو پہلے کثرت پانی وغیرہ سے اور ہرے بھرے باغون سے مطمئن فرمایا کہ یہ تو اُنکی خواہش وہان موجود ہے پھر لباس وزیور کا بیان فرمایا بقولہ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ گہنا [illegible] سے مزین کیے جاوینگے جنت مین کنگن طلائی و لولو سے۔ بڑی بادشاہت کا زیور یہ ہے جیسا کہ عرب کے شاہان [illegible] ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ یہ صرف ہاتھ کے زیور کا بیان ہے ورنہ زیور تو اقسام اقسام کے ہین چنانچہ حدیث [illegible] وہان تک ہوگا جہان تک اُسکا وضو پہونچا ہوا ہے۔ رواہ البخاری ومسلم۔ اقول اسی جہت [illegible] سے اوپر تک اور پانون کو ٹخنون سے اوپر تک دھوتے تھے یعنی [illegible] وہان تک سے نیچے [illegible]

Marfat.com

[illegible] اُنکو پیدا کیا ہی قیامت تک اہل جنت کے لیے زیور ڈھالتا ہی اگر اُسکے کنگن مین سے کوئی دنیا مین
[illegible] آفتاب کی روشنی کو ایسا نابود کر دے جیسے چاند کی روشنی کو آفتاب نابود کر دیتا ہی - اقول یہ تنبیہ ہی کہ آدمی اِن زیورون
[illegible] مین نہین سمجھ سکتا ہی کیونکہ اُسنے کبھی آخرت کی کوئی چیز دیکھی ہی نہین ہی اور واضح ہو کہ اِس زمانہ مین جس احمق جاہل نے بلا دلیل بوجہ
[illegible] انکار کیا اور اُسکو کچھ خوبصورتی نہین سمجھا تو اس جاہل نے اُسکو اپنی جہالت سے دنیاوی مثال پر قیاس کر لیا اور یہ نہین سمجھا کہ
جنت کے آگے جب تمام دنیا کے جواہرات لعل و یاقوت کو بمنزلہ نجاسات کے قرار دیا ہی تو یہ قیاس کیونکر ہو سکتا ہی - سراج مین ہی کہ سوار
کنگن اور اُسکی جمع اسورہ اور اُسکی جمع اساور ہی - مترجم کہتا ہی کہ احادیث سے ثابت ہوتا ہی کہ ہر ایک کے واسطے ایک ہی سوار نہ ہوگا بلکہ ہر ایک
کے واسطے اساور ہونگے - اور قولہ من اساور - صفت ہی مفعول محذوف کی ای حلیاً من اساور - اور قولہ لولو - یہ عطف ہی اساور کے محل پر
اور وہ نصب ہی یعنی پہنائے جاوینگے زیور کنگن سونے کے اور پہنائے جائینگے موتی - اِس سے معلوم ہوا کہ موتی زیور نہین ہی لہذا ہمارے بعض
فقہا نے کہا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنونگا پھر موتی پہنے تو قسم نہ ٹوٹیگی - اور بعض فقہا نے کہا کہ نہین بلکہ ٹوٹ جاویگی بدلیل قولہ -
تستخرجون منہ حلیۃ تلبسونہا - اور سمندر سے موتی جواہرات نکالے جاتے ہین پس موتی زیور ہی اور یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوی ہی اور یہان من ذہب
پر عطف اسواسطے نہین جائز ہی کہ کنگن سونے کے ہوتے ہین اور موتی کے معروف نہین ہین مگر آنکہ مرصع مراد ہون کذا قال الخطیب اور
قشیری رح نے کہا کہ مراد مرصع کنگن ہین اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ جنت مین ٹھوس موتی کے کنگن ہون - اقول جیسے ایک موتی کا ایک قبہ مع گھر
[illegible] و مانند اسکے - اور قرطبی رح نے کہا کہ جنت مین مومن کے تین کنگن ہونگے ایک کنگن سونے کا اور ایک چاندی کا اور ایک موتی کا - اقول
سونے کا تو اسی آیت سے نکلا اور ظاہرا موتی کا بھی اسی آیت سے نکلا ہی اور چاندی کا من قولہ تعالے حلوا اساور من فضۃ الآیہ - اور سراج
مین ہی کہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو جنتین ہین چاندی کے اُنکے برتن اور جو کچھ اُنمین
ہی اور دو جنتین ہین سونے کے اُنکے برتن اور جو کچھ اُنمین ہی اور قوم مین اور اپنے رب عزوجل کی طرف نظر کرنے مین کچھ حجاب نہین سوائے
رداء کبریائی کے جو وجہ رب عزوجل پر ہی جنت عدن مین - رواہ البخاری وغیرہ اور مترجم کہتا ہی کہ واللہ اعلم معنی یہ ہین کہ جنت عدن سب سے
اعلی ہی اُسکے لوگون کو نہایت قرب باری تعالی عزوجل حاصل ہی اور ہر دم اپنے رب کو دیکھ سکتے ولیکن اُسپر رداء کبریائی ہی - جلال سیوطی
نے بمعنا فرو مین بیہقی رح سے نقل کیا کہ معنی یہ ہین کہ اُسکی شان کبریائی کے جلال سے کسی کو [illegible] اجازت نظر اُٹھانے کی طاقت
نہوگی جو اُنسے برداشت ہو سکے اور یہ کوئی چیز اللہ تعالی پر حجاب نہین ہی کیونکہ وہ پاک ہی اس سے کہ کوئی چیز اُسکا حجاب ہو سکے پس یہ حجاب
اِن لوگون پر ہی فافہم - ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگون پر ایسے تاج
ہونگے کہ اُنمین سے ادنی موتی ایسا ہی کہ مشرق سے مغرب تک روشن کر دے - رواہ الترمذی وقال غریب - وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ
اور جنت مین اُنکا لباس ریشم ہی - اہل جہنم کی ثیاب النار کے مقابلہ مین اُنکا لباس حریر ہی استبرق و سندس کما قال تعالی علیہم ثیاب سندس
خضر و استبرق وحلوا اساور من فضۃ الآیہ - اور صحیح بخاری و مسلم مین عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مین حریر و دیباج مت پہنو جو کوئی اُسکو دنیا مین پہنیگا وہ آخرت مین نہین پہنیگا - عبد اللہ
بن الزبیر نے کہا کہ یعنی دوزخی ہی کیونکہ جو کوئی حریر آخرت مین نہ پہنیگا وہ جنت مین بھی داخل نہوگا بدلیل قولہ تعالی ولباسہم فیہا حریر - سراج
مین ہی کہ ریشم کا پہننا بالغ مردون پر حرام ہی اور کافرون نے حریر وغیرہ دنیا مین پہن لیا - اور مومنون کے لباس دنیا مین اس سے

Marfat.com

اکثر رہا۔ اور صحیحین مین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخرت مین [illegible]
کچھ حصہ نہین ہو۔ بقاعی رح نے کہا کہ شاید جو شخص کفار کے لباس مین اُنسے مشابہت کرے اللہ تعالیٰ [illegible]
تو وہ مسلمان نہ مریگا انتہی کلامہ خطیب رح نے کہا کہ اولیٰ یہ ہو کہ حدیث کے یہ معنی لیے جاوین کہ [illegible]
نہ ہوگا اور اُسوقت داخل جنت نہ ہوگا کیونکہ یہ ایک گناہ ہو اور جو شخص اسلام پر مرا وہ ضرور ہو کہ جنت [illegible]
تو اِس گناہ کی جہت سے کافر نہ ہوگا یا یون کہا جاوے کہ جو شخص مرد بالغ اِس حریر کو حلال کر کے پہنے تو وہ داخل جنت [illegible]
شاید جو شخص بغیر توبہ کے اُسپر اصرار کرے تو وہ بھی کفر تک پہونچیگا اِس اصول پر کہ کبیرہ گناہ پر اصرار کرنا کفر ہو۔ وَهُدُوٓا اِلَى
الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ اور ہدایت کیے گئے جانب طیب کے قول مین سے۔ مفسرین نے کلام کیا ہو کہ یہ بیان اُنکی دنیاوی حالت [illegible]
یا جو اُنکے ساتھ آخرت مین ہوگا۔ انسب سیاق اُسی کو چاہتا ہو کہ یہ منجملہ نعمت جنت کے ہو اور ایسے ہی قولہ تعالیٰ وَهُدُوٓا
اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ اور ہدایت کیے گئے صراط حمید کی جانب۔ یعنی اُنکو راہ الٰہی کی یا راہ محمود کی رہنمائی کی گئی شیخ ابن کثیر رح
موافق سیاق کے نعمت آخرت مین قرار دیا اور لکھا کہ یہ مانند قولہ تعالیٰ تحیتهم فیها سلام الآیہ و قولہ تعالیٰ والملائکۃ یدخلون علیهم من
باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ پس اہل جنت کو ایسی جگہ کی ہدایت کی گئی جہان کلام طیب سنتے ہین برخلاف اہل جہنم
کے کہ اُنکو ہر طرف سے ملامت و اہانت کے کلام سنائے جاوینگے مانند قولہ ذوقوا عذاب الحریق۔ اور صراط حمید کی ہدایت سے یہ
مراد کہ ایسی جگہ کی ہدایت کی گئی جہان اپنے رب عزوجل کی حمد کرینگے جس نے اُنپر یہ انعام عظیم فرمایا ہو چنانچہ حدیث مین آیا کہ اہل جنت کو تسبیح
و تحمید کا الہام کیا جائیگا جیسے سانس ڈالی جاتی ہو۔ خطیب رح نے لکھا کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ قول طیب لا الٰہ الا اللہ ہو اور بعض نے
کہا کہ لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر و الحمد للہ و سبحان اللہ ہو اور سدی نے کہا کہ وہ قرآن ہو اور عطاء نے کہا کہ وہ اہل جنت کا قول الحمد للہ الذی
صدقنا وعدہ۔ یعنی مانند قولہ الحمد للہ الذی اذهب عنا الحزن۔ و قولہ الحمد للہ الذی هدانا لهذا۔ اور سراج مین کہا کہ صراط الحمید یعنی
طریق الٰہی جو محمود ہو تو اہل جنت کا فعل اچھا تھا جیسے اُنکا قول اچھا تھا پس وے اشرف مقام جنت مین داخل ہو سے یا مترجم کہتا
کہ یہ تقریر شاید اِس بنا پر کہ قول طیب و صراط حمید کی ہدایت دنیاوی مراد ہو جیسا کہ ضحاک نے کہا کہ وہ دین اسلام ہو شیخ ابن [illegible]
نے کہا کہ بعضے علماء مفسرین نے کہا کہ قول طیب قرآن ہو و کہا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ و کہا گیا کہ اذکار مشروعہ یعنی سبحان اللہ و الحمد للہ
اور صراط الحمید وہ دنیا مین صراط مستقیم ہو اور کہا کہ جو ہمنے ذکر کیا اِس سے یہ اقوال منافی نہین ہین۔ ف فی العرائس قولہ تعالیٰ
وهدوا الی الطیب من القول الآیہ۔ جو شخص جنت مین داخل ہوا اور قرب مین فائز ہوا وہ مناجات مین پاکیزہ خطاب کو [illegible]
راہ معرفت ذات و صفات اُسپر منکشف ہو جاتی ہو اللہ تعالیٰ اُنکی زبانون و دلون کو اپنے پاکیزہ ذکر سے پاک کر دیتا ہو [illegible]
کہا کہ قول طیب ذکر الٰہی ہو۔ شیخ جعفر رح نے کہا کہ وہ امر بالمعروف ہو۔ بعض نے کہا کہ وہ مسلمانون کے واسطے نصیحت [illegible]
ہو کہ الدین النصیحہ یعنی دین تمام نصیحت ہی ہو پوچھا گیا کہ کس کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے [illegible]
اور معنی اسکے ہر طرح کی خیرخواہی ہو بھلائی چاہنا خواہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے یا کسی طرح ہو پس اگر [illegible]
واللہ تعالیٰ اعلم۔ بعض نے کہا کہ قرأۃ القرآن ہو۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ قول مین سے طیب وہ ہو [illegible]
اسلئے کہ اُصول دین توحید کے موافق ہو اور اُسپر کچھ اعتراض نہ ہو اور صراط الحمید وہ طریق [illegible]

Marfat.com

ع ۱۱

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ

جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ادب والی مسجد سے جو ہمنے بنائی

لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ

لوگون کے واسطے برابر ہی اسمین لگا رہنے والا اور باہر کا اور جو اسمین چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اُسے ہم چکھاوینگے

مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝

ایک دکھ کی مار

یعنی اس کلام مین کافرون کے اِس فعل پر انکار فرماتا ہی کہ وے لوگون کو مسجد الحرام سے روکتے ہین اور اُنکو ارکان حج کے ادا نہین کرنے
دیتے ہین حالانکہ دعوے یہ کرتے ہین کہ اِس بیت کے اولیا ہم ہین یعنی متولی اِسکے ہم لوگ ہین اور ہم ہی اُسکے مجاورین وقد
قال وما کانوا اولیاءہ ان اولیاؤہ الا المتقون الآیہ۔ یعنی وے کبھی اُسکے اولیا نہ تھے اِسکے اولیا تو فقط متقی لوگ ہین۔ پھر شیخ ابن کثیر رح
نے کہا اِس آیت مین دلیل ہی کہ یہ آیت مدنیہ ہی جیسے سورہ بقرہ مین اللہ تعالی نے فرمایا یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر
وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج اھلہ منہ اکبر عند اللہ الآیہ۔ اور یہان فرمایا۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا جن لوگون
نے کفر کیا اللہ تعالی سے باین طور کہ بتون کی عبادت کی اور اللہ تعالے کی شان اعظم سے جو مستحق عبادت ہی اور اُسکے سوا کوئی الٰہ نہین ہی
انکار کیا اور آپکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہوے اور نہ مانا۔ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی اور
وے باوجود اِس کفر وشرک کے اُنکی صفت سے یہ ہی کہ روکتے ہین اللہ تعالی کی راہ سے اور مسجد الحرام سے یعنی جو لوگ مومنین مین سے مسجد الحرام
کا قصد کرتے ہین اُنکو روکتے ہین حالانکہ درحقیقت اِس مسجد الحرام کے مستحق مومنین ہین۔ اور یہ ترتیب اس آیت مین ویسی ہی جیسے قولہ تعالے
الذین آمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب یعنی ایمان لائے اور باوجود ایمان کے اُنکی صفت سے یہ ہی کہ اُنکے دل اللہ
کی یاد سے مطمئن ہوتے ہین خبردار ہو کہ اللہ تعالی ہی کی یاد سے دلون کو اطمینان ہوتا ہی۔ پھر اللہ تعالی نے اِس مسجد الحرام کی تعریف بیان
کی کہ۔ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ وہ مسجد جسکو ہم نے تمام لوگون کے واسطے کر دیا ہی اِسکے معنی یہ ہین کہ۔ سَوَاءً الْعَاكِفُ
فِيهِ وَالْبَادِ یکسان ہی اُسمین عاکف یعنی مقیم ومجاور اور بادی یعنی جو بادیہ سے وہان آوے۔ اور مراد اِس سے جو مسافر وہان آجاوے
جیسے کہ آوے یا کسی شہر سے آوے خواہ عرب کا ہو یا کسی دوسرے ملک کا ہو پس عاکف تو وہ ہوا جو وہان مقیم ہو اور بادی وہ ہوا جو
باہر سے آیا ہو اور یہی قول صحیح ہی بدلیل حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس آیت مین فرمایا کہ برابر ہی
اور بادی یعنی اہل مکہ اور جو باہر سے داخل ہو۔ رواہ الطبرانی وغیرہ وقال الشیخ السیوطی اسنادہ صحیح۔ اور بعض نے کہا کہ مساوات مقیم وبادی کی اِس معنی کرکے ہی
کہ اللہ تعالی نے اِسکو لوگون کے واسطے نماز کا قبلہ اور حج کا نسک ومتعبد بنا دیا ہی اُسکی تعظیم کرتے اور ادا ے نسک مین حاضر وبادی برابر ہین
اور بعض نے کہا کہ یہی مذہب مجاہد وحسن وایک جماعت اہل العلم کا ہی۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اے بنی عبد مناف کسی کو منع نہ کرو جو اِس بیت کا طواف کرے ونماز پڑھے چاہے رات ودن مین کوئی وقت ہو۔ رواہ الترمذی
وغیرہ۔ اور امام قرطبی رح نے کہا کہ علماء رح نے اجماع کیا ہی کہ فقط مسجد الحرام مین تو سب لوگ برابر ہین اور مکہ کے حق مین علما مین اختلاف
ہی اور بعض کا یہ قول ہی کہ مکہ کے گھر اور مکانات مین مقیم لوگون کا اور جو باہر سے آجاوین سب کا یکسان حق ہی اور حضرت عمر

بن الخطاب وابن عباس وایک جماعت کا یہ قول ہو کہ ہمنے واسطے کو اختیار ہو کہ جہان چاہے اترے [illegible]
دے خواہ وہ خوش ہو یا ناخوش ہو اور جمہور اسطرف گئے ہین کہ مکہ کی اراضی و مکانات کا حکم مانند مسجد الحرام کے [illegible]
ہو کہ چاہین اپنے گھرون مین مسافر کو اترنے دین یا انکار کرین۔ مترجم کہتا ہو کہ تحقیق [illegible]
درمیان فقط اُسکی زمین کے مملوک ہونے مین ہو کہ فروخت ہو سکتی ہو یا نہین اور یہی عمارت تو اُسکی بیع [illegible]
کی مٹی سے نہ بنی ہو۔ اور مترجم کہتا ہو کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اراضی مکہ کی بیع نہین جائز ہو اور ایسے ہی اُن مکانون [illegible]
ہو اور امام شافعی رح کے نزدیک جائز ہو۔ اور جواز اُسی صورت مین ہو سکتا ہو کہ مالک کو ملک اس زمین کے رقبہ کی حاصل [illegible]
جو چاہے کرے اور کوئی نہین کہہ سکتا ہو کہ وہان کے مالک کو یہ اختیار ہو کہ اُسکی زمین کھود کر مٹی اُسکی نکالکر جو چاہے [illegible]
لیجاوے اور گرد کعبہ کے گڑھے و کنوئین چھوڑ دے اور شیخ شوکانی رحمہ اللہ نے شرح منتقی مین اس مسئلہ کی پوری [illegible]
کہ صحیح قول امام ابو حنیفہ رح کا ہو اور معنی صحت کے ایسے مقام پر یہی ہوتے ہین کہ مسئلہ اجتہادی مین غالب گمان صحت کا [illegible]
تمام مسائل اجتہادیہ کا حکم ہو اور عنقریب مترجم انشاء اللہ تعالے اُسکی توضیح تلخیص کے ساتھ لکھیگا۔ پہلے علماے شافعیہ [illegible]
پر ذکر کر دینا چاہیے تاکہ ہر ایک کو غور کرنے کا موقع ملے اور یہ دین اللہ تعالے کا ہو اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
اور علماء نے موافق حکم کے اجتہاد کیا اور لوگ اللہ تعالے کے دین کو اختیار کرتے ہین اور جو نہین جانتے پوچھ لیتے ہین [illegible]
عالم کے واسطے تعصب کرے وہ احمق جاہل ہو بلکہ اُن سب کے واسطے اللہ تعالی سے رحمت کی دعا کرے اللھم ارحم [illegible]
اُنکی برکت سے دعا کرنے والے کی مغفرت کرے اور اُسپر بھی رحم فرماوے اور اس زمانہ مین لوگ ہین کہ ایک حنفیت کے واسطے [illegible]
اور دوسرا شافعیت کے واسطے متعصب ہو اور بعضے ہین کہ دونون پر تشنیع کرتے ہین اور امام غزالی رح نے [illegible]
ہوتے تو ان حنفیون کے لیے پہلے سزا کا حکم دیتے اور امام شافعی پہلے ان شافعیون کے لیے سزا کا حکم دیتے [illegible]
رجوع لاتے اور اس سے ڈرتے اور اپنے قلب کو درست کرتے تو انہین یہ نفس کی سرکشی نہ ہوتی اور ثواب حاصل کرنے کے واسطے [illegible]
کو خیال کرتے اور سب علماے مجتہدین کی سعی مشکور کی دعا کرتے واللہ تعالی ہو العلیم الحکیم۔ خطیب نے سراج [illegible]
مین کہا کہ امام ابو حنیفہ رح کے اصحاب نے اسی آیت سے استشہاد کیا کہ اراضی و مکانات مکہ کی بیع و اجارہ نہین جائز [illegible]
مسجد الحرام سے مراد مکہ ہو۔ انتہی موضحا۔ خطیب نے کہا کہ یہی مذہب حضرت عبد اللہ بن عمر و اور عمر بن عبد العزیز [illegible]
کمالین مین کہا کہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ و امام مالک و سفیان ثوری و محمد کا ہو۔ اور بیان [illegible]
العاکف فیہ۔ کیونکہ مقیم اسمین فقط مسجد کے اندر نہین ہو سکتا بلکہ مکانات و منازل مین ہوگا [illegible]
کلہا مسجد یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے حرم کو مسجد جانتے تھے۔ اور امام محمد رح نے کتاب [illegible]
اسناد سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالی نے مکہ کو حرم کر دیا [illegible] اُسکی اراضی [illegible]
انتہی۔ مترجم کہتا ہو کہ امام شافعی و احمد کے نزدیک مسجد سے فقط مسجد مراد ہو تو اراضی مکہ کی بیع و اجارہ [illegible]
تائید مین اور قول اول کی تردید مین کہا کہ عاکف کے قرینہ سے تمام حرم مراد لینا ضعیف ہو اور [illegible]
الذین اخرجوا من دیارہم الآیۃ۔ یعنی اللہ تعالے نے مہاجرین اُنکے [illegible]

بنانے کے خرید اتھا اور اسپر صحابہ نے انکار نہین کیا - پھر بیضاوی رح نے یہ بیان نہ کیا کہ تمام حرم مراد لینا ضعیف کیون ہی
رازی رح نے کبیر مین کہا کہ اِس وجہ سے ضعیف ہی کہ عاکف کے معنی مقیم لیے ہین تو لازم آتا ہی کہ حرم شامل ہو حالانکہ احتمال ہی کہ عاکف فیہ
مراد وہ جو مسجد مین ہمیشہ معتکف رہے یا اکثر اوقات معتکف رہے اور جائز ہی کہ عاکف سے مجاور مراد ہو جو ہر وقت اُسمین عبادت کرسکے
احتمالات کے ہوتے ہوے کلام کو ظاہر سے تاویل کرنا بے وجہ ہی انتہی خطیب نے کہا کہ قول شافعی رح کی یہ دلیل بھی بیان کی گئی ہی کہ
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کل کے روز آپ اپنے دار مین کہ مین اترینگے آپ نے فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے لیے
کوئی رباع و دار چھوڑا ہی اور بات یہ تھی کہ ابو طالب نے جب وفات پائی تو اُس وقت عقیل کفر پر تھا اور حضرت علیؓ وجعفرؓ اسلام پر تھے تو ابو طالب
کی میراث عقیل کو پہونچی - اور میراث اُسی چیز کی ہوتی ہی جسکا میت مالک ہو مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ حدیث صحیحین مین ہی
اور اس مسئلہ مین امام شافعی و اسحق بن راہویہ نے مسجد الخیف مین بیٹھکر کلام کیا تو شافعی نے کہا کہ اراضی مکہ مملوک ہوتی ہین اور میراث
ہوتی ہی اور انکا اجارہ جائز ہی اور استدلال کیا اِس حدیث سے اور اِس اثر سے جو ثابت ہوا کہ عمر بن الخطاب نے صفوان بن
امیہ سے ایک دار مکہ مین چار ہزار درم کو قید خانہ بنانے کے لیے خریدا اور یہی قول طاؤس اور عمرو بن دینار کا ہی اور اسحق بن راہویہ نے
کہا کہ وہ مملوک و میراث نہین ہوتی اور نہ اُسکا اجارہ جائز ہی اور یہ مذہب ایک گروہ کا صحابہ و تابعین سے ہی اور مجاہد و عطاء رح نے
یہی صحیح بیان فرمایا اور اسحق بن راہویہ کی حجت وہ روایت ہی کہ علقمہ بن نضلہ رح تابعی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور
ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے وفات پائی اور حال یہ رہا کہ اراضی مکہ نہین کہلاتی تھین مگر سوائب جس شخص کو محتاجی ہو وہ رہا اور جو شخص مستغنی ہی وہ رہا
روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور معنی سوائب کے وقف عام غیر مملوک ہین خطیب نے لکھا کہ اِس مباحثہ مین امام شافعی نے اسحق کو کہا کہ اگر کوئی دوسرا
تمہارے بجاے تمہارے ہوتا تو مین حکم دیتا کہ اُسکے کان پکڑے جاوین کیونکہ مین تو اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کی حدیث لاتا ہون اور تم بعض
لوگون کا قول نقل کرتے ہو کہ اُسنے منع کیا - رازی رح نے لکھا کہ اسحق بن راہویہ نے کہا کہ جب مین نے جانا کہ حجت مجھپر لازم ہی تو مین نے اپنا
قول چھوڑ دیا - ابن کثیر رح نے لکھا کہ اِس مناظرہ مین امام احمد بن حنبل بھی موجود تھے اور لکھا کہ اُنھون نے درمیانی قول اختیار کیا کہ اراضی
مکہ کی میراث ہوتی ہی ولیکن اجارہ اُسکا نہین جائز ہی - اب مترجم کہتا ہی کہ واللہ تعالیٰ اعلم صحیح وہی قول امام ابو حنیفہ و مالک رح کا ہی اور
جو دلائل امام شافعی رح کی طرف سے بیان ہوے ہین سب ضعیف ہین یعنی جو مقصود ہی وہ ان احادیث سے نہین نکلتا ہی اور اگر خواہ مخواہ
نکالا جاے تو دوسری صحیح احادیث و آیت کے مخالف ہو جاتا ہی پھر اگر یہ اختیار کرو تو وہ چھوٹتی ہین اور اِسکے دلائل بیان کرنے سے پہلے
چند امور بیان کرنا ضرور ہین - امر اول یہ کہ زمانہ جاہلیت مین اسلام سے پہلے ملک و انتفاع کے بعض عقود اِسی طرح مستقر رکھے گئے جیسے
نکاح کے اگرچہ بدون گواہ ہون اور جیسے سلمان فارسی کو یہودی سے خریدا حالانکہ سلمان رضی اللہ عنہ غلام نہ تھے مگر از راہ جبر زمانہ
جاہلیت مین بیچے گئے حالانکہ اسلام مین اِسطرح آزاد مملوک نہین ہو سکتا - امر دوم یہ کہ آیت کریمہ سے جو امر ثابت ہو مگر محتمل ہو تو جب
اُس امر کی حجت ہو جاتی ہے تو ضعیف احتمالات باطل ہونگے اور حکم آیت سے منصوص سمجھا جائیگا جیسے مسح الراس وضوء
مین مقدار مسح کی ناصیہ کی حدیث سے متعین ہو کر یہی کہا جاتا ہی کہ آیت سے ثابت ہی - امر سوم کہ مکہ کا فتح ہونا صلح سے ہوا یا بزور شمشیر ہوا ہی - اور
صحیح یہی ہی جو امام ابو حنیفہ رح و مالک رح کا قول ہی کہ بزور شمشیر فتح ہوا ہی قولہ علیہ السلام انما احلت لی ساعۃ من نہار الحدیث ہی یعنی خطبہ
فتح مکہ مین فرمایا کہ مجھے ایک ساعت کے لیے حلال کر دیا گیا تھا پھر اُسکی حرمت نے قیامت تک عود کیا پس یہ صریح ہی

Marfat.com

کہ قتال کے واسطے حلال کیا گیا تھا اور ثبوت ہوا کہ فی الجملہ قتال ہوا - اب مین کہتا ہون کہ جو دلائل امام شافعی کے [illegible]
ضعیف الدلالۃ ہین اور تقریر دلیل حرمت یہ ہو کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ سواء العاکف فیہ والباد و مسجد الحرام مین عاکف [illegible]
دونون برابر ہین - ابن کثیر رح نے کہا کہ آیت مین دلیل ہو کہ یہ مدنی ہو اور کافرون نے مومنون کو مسجد سے [illegible]
نے اسکو تقسیم کے لیے اور جو دور سے آوے برابر کیا - اقول عاکف فیہ یعنی مقیم لیا - اور کہا کہ اسی سے ثابت ہوا کہ لوگ [illegible]
مین اور اسکی سکونت مین برابر ہین - اور مین کہتا ہون کہ طبرانی رح نے ابن عباس سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
مین فرمایا کہ برابر ہو مقیم اور جو وہان داخل ہو - قال السیوطی اسنادہ صحیح - اور حدیث امام محمد من طریق ابی حنیفہ باسنادہ [illegible]
مرفوعاً الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا یعنی اللہ تعالی نے مکہ کو حرام کیا پس حرام کیا اسکی اراضی کے فروخت کو و اسکا ثمن کھانے [illegible]
اثر ابن عباس رض کہ کانوا یرون الحرم کلہا مسجدا - صحابہ کل حرم کو مسجد جانتے تھے - یہ اثر دلیل اجماع قطعی ہو اور ابن کثیر رح نے کہا [illegible]
سواء العاکف فیہ والباد اسی سے ثبوت ہوا کہ برابر مین لوگ زمین مکہ و منازل مین اور اسکے سکونت مین جیسا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس [illegible]
سے روایت کی کہ اس آیت مین کہا کہ اترین سکونت کے لیے اہل مکہ و غیرہم مسجد الحرام مین - اقول مراد ابن عباس کی نفس مسجد نہین [illegible]
اثر اول اور خود شیخ ابن کثیر رح نے اسی معنی مین یہ قول لیا ہو پھر لکھا کہ مجاہد رح نے کہا کہ اہل مکہ و غیرہم اسمین برابر ہین منازل مین یعنی
گھرون مین اور ایسے ہی ابو صالح و عبد الرحمن بن سابط اور عبد الرحمن بن زید نے کہا ہو - اور لکھا ہو کہ مجاہد و عطار رح نے تنصیص کی ہو اس
امر پر کہ اراضی و رباع مکہ نہ میراث ہو سکتی ہو اور نہ اجارہ پر دی جا سکتی ہو - اور حدیث ابن ماجہ کی علقمہ سے ثبت ہو کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات تک اراضی مکہ کی سوائب کہلاتی تھین - اور یہ بھی ثبت اجماع ہو اس
ثابت ہوا کہ عاکف کی تفسیر مقیم کے ساتھ صحیح ہو اور اقامت نفس بیت اللہ کے اندر نہین ہوگی بلکہ منازل مین ہوگی پس جو بیضاوی و رازی
اسکے ضعیف ہونے کو کہا اور احتمال پیدا کیے ہین سب باطل ہوگئے کیونکہ یہ احتمالات صرف اوہام ہین اور جو تفسیر ثابت ہوئی وہ حدیث
صحیح و اجماع قوی و آثار جیدہ سے ہو تو یہ اوہام کیونکر اسکے معارض ہو سکتے ہین اور یہ جو رازی رح نے کہا کہ ظاہر کلام سے تاویل ہو تو مسجد
کا اطلاق مکہ پر آیا ہو جیسے قولہ سبحان الذی اسری بعبدہ من المسجد الحرام اور صحیح ہوا کہ وہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کی بیت سے تھا [illegible]
خود اس آیت مین ہو کہ من یرد فیہ بالحاد - جو ارادہ کرے اسمین الحاد کا تو ظاہر ہو کہ ارادہ اسی کے اندر مخصوص نہین بلکہ تمام مکہ کو شامل
ہو - شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ عبد الرزاق نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ کہا کہ دارہاے مکہ کی بیع حلال نہین اور [illegible]
حلال ہو - اور ابن جریج سے روایت کی کہ عطار رح نہی کرتے تھے حرم مین کرایہ سے اور مجھے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ منع [illegible]
کرایہ لینا
دارون مین دروازے لگانے سے تاکہ حج کرنے والے انکی صحنون مین اترین - پھر پہلے جس شخص نے دروازہ لگایا وہ سہیل بن عمرو [illegible]
کہ انکو عمر بن الخطاب رض نے کہلا بھیجا تو انھون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین مجھے اپنی گذارش کی مہلت دیجیے کہ مین ایک [illegible]
ہون تو مین نے اس احاطہ مین دروازے لگانے سے یہ چاہا کہ میری سواریان محفوظ رہین یعنی نکلکر بھاگ نہ جاوین تو حضرت [illegible]
حکم دیا کہ اچھا اگر ایسا ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہو - اور عبد الرزاق نے من طریق مجاہد عن عمر [illegible]
کہ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ اے اہل مکہ تم اپنے احاطون مین دروازے مت لگاؤ تاکہ حاجی [illegible]
عطار سے روایت کی کہ اس آیت مین کہا کہ [illegible]

…رف روایت کی کہ جس نے مکہ مین گھر کا کرایہ کھایا اُسنے آگ کھائی - کذا ذکرہ ابن کثیر رح وذکر غیرہ ابن عباس رضہ نے روایت کی کہ
مسجد الحرام پورا حرم ہی اسمین سب خلق اللہ یکسان ہی اور یہی سعید بن جبیر رح سے مروی ہی اور کہا کہ سب لوگ منازل مکہ مین برابر ہین اہل مکہ
کو چاہیے کہ اُنکے لیے وسعت دین کہ اپنے مناسک ادا کرین اور بادی واہل مکہ منزل وحرم مین یکسان ہین - عمر بن الخطاب سے روایت ہی کہ
ایک شخص نے آپ سے مروہ کے پاس کہا کہ آپ ایک مقام میرے لیے اور میرے عقب کے واسطے قطع کر دیجیے تو آپ نے مُنہ پھیر لیا اور فرمایا کہ
یہ حرم الٰہی ہی اسمین عاکف وبادی برابر ہین - اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ مکہ مباح ہی اُسکے مکانون
کا کرایہ دینا جائز نہین ہی اور اُسکی زمین فروخت نہ ہو گی رواہ ابن مردویہ - اور دارقطنی رح نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مکہ کے گھرون کا کرایہ کھایا اُسنے آگ کھائی - مترجم کہتا ہی کہ یہ احادیث وآثار بعض کی بعض تقویت کرتے ہین
اور اُنکے معارض ضعیف ہین چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے جو دار صفوان بن امیہ خریدا تو وہ خرید عمارت ہی اور عمارت کے بیع مین خلاف نہین ہدایہ کی
کتاب الکراہیۃ مین ہی کہ عمارت بیوت مکہ کے بیچنے مین مضائقہ نہین ہی - اور قولہ تعالے الذین اخرجوا من دیارہم - سے روایت ہوا کہ دیار کی نسبت
اُنکی جانب ہی اور اِس سے یہ لازم نہین کہ ملک کے طور پر نسبت ہو بلکہ معنی یہ ہین کہ وے اپنے اوطان سے نکالے گئے اور اسمین کچھ شک نہین کہ
وہین ان مہاجرین کا وطن تھا علاوہ اسکے قبل زمانہ اسلام کے لوگ اُنکو اپنی املاک جانتے تھے اور یہ حکم تو اللہ تعالے نے مشروع فرمایا ہی اور
وے شرع سے جاہل تھے علاوہ اسکے ان دیار مین عمارت مین خلاف نہین ہی بلکہ کلام زمین مین ہی تو ان لوگون سے اُنکی دار مبنی عمارت چھین
لیے گئے جو اُنکی ملک تھے - اور اِسی طرح قولہ علیہ السلام من دخل دار ابی سفیان فہو آمن یعنی جو شخص ابو سفیان کے دار مین گھس جاوے
اُسکو امن ہی تو دار کی نسبت ابو سفیان کی طرف قبل فتح مکہ کے فرمائی اور یہ بات معلوم ہی کہ جو شخص کسی گھر مین رہتا ہو وہ اُسی کی طرف منسوب
ہوتا ہی جیسے کہین کہ جو اُسکے شہر مین چلا جاوے امن پاوے حالانکہ اِس سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ شہر اُسکی ملک ہی بلکہ بوجہ سکونت کے
نسبت ہی اور مباحات مین معلوم ہی کہ جس نے جو جگہ پائی اُس سے کوئی اُسکو نکال نہین سکتا ہی تو جس نے مکہ مین کسی جگہ اپنا گھر بنا لیا ہی
بات دوسرون کو یہ اختیار نہین ہی کہ اُسکو وہان سے نکال دین بلکہ یہ ہو سکتا ہی کہ خود بھی اِس دار مین جہان جگہ پا دین ٹھہرین - اور
اسیطرح حدیث اسامہ رض مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ عقیل نے ابو طالب کی میراث پائی تو ان مکانات کی عمارت
مملوک تھی میراث عقیل مین آئی علاوہ اِسکے یہ واقعہ زمانہ جاہلیت کا تھا اور اُسوقت مین مشرکین اپنی ملک جانتے تھے اور مشروع
حکم آئی کہ جو قولہ سواء العاکف فیہ والباد - سے معلوم ہوا یہ تو زمانہ اسلام مین ہوا ہی پھر اِس حدیث سے کچھ بھی حجت نہین ہو سکتی ہی اور
…اسلام کے حدیث علقمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے عمر رض تک زمین مکہ سوائب کہلاتی تھی کوئی ملک کا
دعوی نہین کرتا تھا پس ظاہر ہوا کہ اصح واللہ اعلم یہی قول ہی کہ زمین مکہ غیر مملوک ہی اسمین حاضر وبادی برابر ہین ہان جس نے اُسکی
…مین سے کوئی جگہ اقامت کے واسطے اختیار کی ہی تو وہ اُسمین اقامت کے واسطے اورون سے زیادہ مستحق ہی بدین معنی کہ وہ اُسی
… اُسکو نکال نہین سکتا ہی لیکن بادی جو آوے وہ اِس جگہ مین وسعت پاوے تو اُترے اور اگر وسعت ہی نہو سوا ایک
… تو وہی پہلا شخص اُسکا زیادہ مستحق ہی جیسا کہ مباحات کا حکم فتاوی وغیرہ مین مفصل ہی چونکہ یہی قول اقوی بلکہ قریب اسکے ہی
… صحیح ہی لہذا بعض شافعیہ نے بھی اُسی طرف میل کیا ہی اور خطیب نے لکھا کہ رویانی رح نے فقہ مین لکھا کہ زمین مکہ کی
… اسواسطے کہ اتفاق ہو جاوے اور خلاف سے نکلجاوین یعنی اصل یہ ٹھہری ہی کہ علماے مجتہدین مین جن امور

مین اجتہادی خلاف ہو تو جہانتک ممکن ہو ایسے طور پر عمل کرے کہ اتفاقی ہو جاوے خلاف نہ رہے مثلاً شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے امام شافعی رح کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہو اور ہمارے نزدیک نہین ٹوٹتا تو بہتر یہ ہو کہ اگر کسی حنفی اعتقاد والے نے ایسا کیا تو وضو کرلے تاکہ بالاتفاق وضو ہو جاوے اور خون نکلنے سے امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہو اور امام شافعی رح کے نزدیک نہین ٹوٹتا تو انکے نزدیک بہتر یہ ہو کہ اگر خون نکل آیا تو وضو کرلے تاکہ بالاتفاق صحیح ہو جاوے اسی طرح زمین مکہ کی بیع و اجارہ مین خلاف ہے تو رح نے کہا کہ کراہت رکھی جاوے تاکہ اختلاف نہ رہے - پھر خطیب نے لکھا کہ نووی رح نے روبانی رح کے اس کلام مین کہا کہ یہ حکم اولی نہین ہو کیونکہ اسکی بیع و اجارہ کی ممانعت مین بالقصد نہی وارد نہین ہو - زرکشی رح نے کہا کہ نہین بلکہ ممانعت تو منصوص ہے پھر نووی پر اعتراض کیا کہ خود مصحف و شطرنج کی بیع کو مکروہ لکھا حالانکہ انکے بارہ مین البتہ کوئی نہی بالقصد وارد نہین ہو - پھر مترجم کہتا ہو کہ کتاب رحمۃ الامۃ مین لکھا کہ امام شافعی و احمد و ابو یوسف کے نزدیک مسجد الحرام سے فقط مسجد مراد ہو تو اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ امام ابو یوسف کے نزدیک بیع و اجارہ رباع مکہ کا جائز ہو اور یہی ہدایہ سے ظاہر ہوتا ہو چنانچہ کتاب الکراہت مین کہا کہ بیوت مکہ کی عمارت بیچنے مین کچھ مضائقہ نہین ہو ولیکن زمین سمیت عمارت کا بیچنا مکروہ ہو یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہو اور امام ابو یوسف و محمد نے کہا کہ اسکی زمین بیچنے مین کچھ مضائقہ نہین ہو - اس روایت ہدایہ سے معلوم ہوتا ہو کہ امام محمد اس مسئلہ مین امام ابو یوسف کے ساتھ ہین ولیکن کمالین مین نقل کیا کہ امام محمد امام ابو حنیفہ کے ساتھ ہین اور لکھا کہ کتاب الآثار مین ابو حنیفہ کی اسناد سے عبد اللہ بن عمر کی مرفوع حدیث نقل کی کہ اللہ نے مکہ حرم کیا پس حرام کردی اسکی زمین بیچنا اور اسکا ثمن کھانا - امام محمد نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہین - یہ صریح ہو کہ امام محمد کے نزدیک بیع زمین مکروہ ہو - پھر کمالین مین لکھا کہ اگر مسجد الحرام سے فقط مسجد مراد ہو تو ارض مکہ کی بیع و اجارہ جائز ہو گی اور لکھا کہ امام ابو حنیفہ سے ایک روایت مین آیا ہو اور فتاوی مین ہو کہ اسی پر فتوی ہو - مترجم کہتا ہو کہ کافی مین لکھا کہ قولہ علیہ السلام ہل ترک لنا عقیل من رباع الخ دلالت کرتا ہو کہ اراضی مکہ مین صلاحیت تملیک و تملک کی ہو انتہی غایۃ البیان مین شرح الآثار طحاوی رح سے یہ حدیث نقل کرکے لکھا کہ دلالت کرتی ہو کہ ارض مکہ مملوک و میراث ہوتی ہو انتہی زین الدین آفندی نے شرح ہدایہ مین بعض متاخرین سے نقل کیا کہ یہ میراث زمین پر قطعی دلیل نہین ہو کیونکہ احتمال ہو کہ میراث فقط عمارت مین جاری ہوئی ہو نہ زمین مین - زین الدین رح نے اسپر اعتراض کیا کہ حدیث مین رباع کا لفظ ہو اور رباع دار و منزل و محلہ پر بولا جاتا ہو اور دار مشتمل عمارت و زمین ہو پس زمین کی میراث کی دلیل ضرور ہوئی - مترجم کہتا ہو کہ دار کا لفظ کبھی احاطہ پر بولا جاتا ہو اور کبھی خالی میدان پر کہ حد محدود قرار دیا گیا ہو اور کبھی عمارت زمین پر بولا جاتا ہو - پس ایک تو یہ خصوصیت کہ عمارت مع زمین مراد ہو محل تامل ہو اور مترجم نے کہا کہ یہ واقعہ میراث ابتدا میں اسلام و شریعت کے تھا تو اسوقت مشرکین ایسی میراث کے قائل ہونگے علاوہ اسکے اگر وہ مملوک نہ ہو تو بھی جس مکان مین وہ جب مریگا اسی گھر مین اسکا وارث رہنے کا مستحق ہوگا پس میراث اقامت سے ملک ضرور نہین ہو وقد قال تعالیٰ ... علاوہ اسکے حدیث مین تو صرف اسقدر ہو کہ عقیل نے ہمارے لیے چھوڑا نہین تو شاید عقیل نے ان مکانات ... کی گنجایش ہو وہان اترنے کے لیے کوئی ممانعت نہ تھی چنانچہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے میدان مین اترے ... تھا کما لا یخفی اور یہ سب جو مین نے بیان کیا اس بارہ مین مجھے معلوم ہوا اور جو فتاوی مین فتوی آیا ہے خلاف ... کس وجہ سے ان لوگون نے خلاف راجح کے اور خلاف متون کے مرجوح پر فتوی ...

...ن بیان کی ہر و اللہ تعالےٰ ہو الموفق للصواب - اب ملخص تفسیر کا یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے مشرکون پر یہ فعل اُنکا منکر قرار دیا
...جد حرام جسمین مومنون کا حق ہر اور حاضر و بادی اسمین یکسان ہین اِس سے ان لوگون نے مومنون کو منع کیا خواہ اِسطرح کہ اِس مین
...تکلیف نکالا حتی کہ اُنھون نے مدینہ کو ہجرت کی اور یا اِسطرح کہ مدینہ سے جب حج کا قصد کیا تو حدیبیہ مین اُنکو روکا پھر تہدید فرمائی کہ حرم مکہ
کی جب یہ شان رکھی ہر تو - وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ اور جس نے ارادہ کیا مسجد الحرام مین یعنی نفس مسجد مین بقول شافعی اور
حرم مکہ مین بقول ابو حنیفہ - بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ الحاد کے ساتھ ظلم کی طرف مائل ہوکر - جلال رح نے کہا کہ بالحاد کی با زائد ہر معنی
یہ کہ جس نے ارادہ کیا اُسمین الحاد کا بسبب ظلم کے باین طور کہ کسی ممنوع کا ارتکاب کیا اگرچہ خادم کو گالی و بدگوئی سے یاد کیا ہو -
نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تو ہم اُسکو چکھا دینگے بعض عذاب دردناک - اِس تقریر پر الحاد مفعول ہوا اور بیضاوی نے مانند کشاف
کے بالحاد کو حال قرار دیا اور مفعول کو محذوف ٹھہرایا اور کہا کہ حذف مفعول کا اسواسطے کہ ہر چیز کو شامل ہو - کشاف نے کہا یعنی جس نے
اسمین ارادہ کیا کوئی ارادہ ہو درحالیکہ بالحاد بظلم ہو تو الخ - الحاد کے معنی عدل سے منحرف ہونا اور بظلم اِسکا بدل ہر - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا
کہ بعض مفسرین نے جو عربی زبان جاننے والون مین سے ہین کہا کہ بالحاد کی با زائدہ ہر کقولہ تعالےٰ تنبت بالدہن الآیۃ - مترجم کہتا ہر
کہ یہ واضح رہے کہ بعض عذاب الیم فقط ارادہ پر فرمایا گیا ہر یعنی حرم مکہ کی تعظیم یہ ہر کہ جو کوئی اسمین ارادہ کرے الحاد کو - یا ارادہ کرے کوئی
ارادہ درحالیکہ وہ بالحاد ہو فافہم - پھر شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اجود یہ کہ فعل یہان متضمن معنی یہم ہر یعنی ہم یہم بتشدید میم اور اسکا صلہ با ہر
آتا ہر گویا کہا کہ من یہم بالحاد - یعنی جو قصد کرے اُسمین بالحاد یعنی کرنے کسی امر فظیع کا کبیرہ گناہون مین سے - قولہ بظلم یعنی عمداً یہ قصد کرکے کہ یہ ظلم
ہر اور کسی تاویل سے نہو چنانچہ ابن جریج نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ بظلم یعنی تعمد - اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت
کی کہ بظلم یعنی بشرک - مجاہد رح نے کہا کہ اسمین سوائے اللہ تعالیٰ کے غیر کی عبادت کرے - اور یہی قول قتادہ اور بہت علماء تابعین وغیرہ کا ہر
اور عوفی نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ بظلم اِسطرح کہ حلال کرلے حرم مین وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی مانند ایذا دینے اور قتل
کرنے وغیرہ کے پس ظلم کرے اُسپر جس نے تجھپر ظلم نہین کیا اور قتل کرے اُسکو جس نے تجھے قتل نہین کیا یعنی تیرا کوئی دعویٰ خون کا اُسپر شرعی
نہین ہر پس جب ایسا کیا تو عذاب الیم واجب ہوگیا اور مجاہد رح نے فرمایا کہ بظلم یہ کہ اُسمین کوئی گناہ کرے - اور سفیان ثوری رح نے مجاہد سے
روایت کی کہ الحاد اسمین لا واللہ و بلی واللہ ہر - اور ایسا ہی مجاہد رح کے واسطے سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہر - مترجم
کہتا ہر ظاہر معنی اِسکے یہ ہین کہ اسمین جھوٹی قسم کھاوے یا یہ مراد ہو کہ لغو طور پر بیساختہ قسمین کھاوے جیسے ہر بات پر قسم کھاتے ہین - اور
سعید بن جبیر رح نے کہا کہ خادم کو گالی دینا ظلم ہر تو جو اِس سے زیادہ ہو اُسکو قیاس کرلے - مترجم کہتا ہر کہ شتم کا ترجمہ گالی دینا لکھا گیا اور
شتم کا اطلاق ایسی بری بات کسی کی نسبت کہنے پر ہوتا ہر جس سے اُسکے حق مین کوئی عیب لگے فافہم - اور اِسی روایت کو شیخ جلال
رح نے اختیار فرمایا ہر - سفیان ثوری نے باسناد خود ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قولہ بالحاد بظلم - کہا کہ اسمین امیر کا تجارت
کرنا - مترجم کہتا ہر کہ شاید یہ مطلب ہر کہ جو وہان حاکم ہو وہ اپنے واسطے تجارت نہ کرے - اور ابن عمر رض سے روایت ہر کہ مکہ مین اناج بیچنا
الحاد ہر - مترجم کہتا ہر کہ شاید احتکار کے طور پر اناج بیچنا اور اُسکی تجارت کرنا - حبیب بن ابی ثابت نے کہا کہ قولہ من یرد فیہ بالحاد بظلم -
یعنی مکہ مین احتکار کرے - مترجم کہتا ہر کہ احتکار یہ ہر کہ اناج خرید کر اِس طور پر بھرنا کہ لوگون کو تکلیف پہونچے یا اِس نیت سے کہ گران
ہو تو گران بیچے - ابن کثیر نے لکھا کہ یہی قول بہت علماء نے کہا ہر - یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ رسول اللہ صلعم

نے فرمایا کہ مکہ مین اناج کا احتکار کرنا الحاد ہے - رواہ ابن ابی حاتم - اقول وقد رواہ ابوداؤد و لفظہ احتکار [illegible]
ابوداؤد کی روایت مین یون ہے کہ حرم مین طعام کا احتکار وہان الحاد ہے - دونون روایتون کو ملاکر معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
واحد ہین - اور مانند روایت یعلی بن امیہ کے جو ابن ابی حاتم نے لکھی ہے ویسے ہی بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے [illegible]
ابن کثیر رح نے ابن ابی حاتم کی اسناد کے ساتھ روایت لکھی کہ ابن عباس رض نے قولہ تعالیٰ ومن یرد فیہ بالحاد بظلم [illegible]
عبد اللہ بن انیس کے حق مین ہوا اور بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن انیس کو دو شخصون کے ساتھ
مہاجری تھا اور ایک انصاری تھا پھر ان لوگون نے اپنی اپنی نسب مین فخر کیا اسمین عبد اللہ بن انیس کو غصہ آیا تو اُسنے انصاری [illegible]
کردیا پھر اسلام سے مرتد ہوگیا پھر مکہ کو بھاگ گیا پس نازل ہوا قولہ ومن یرد فیہ بالحاد بظلم - یعنی جس شخص نے پناہ لی حرم مین
اسلام سے مرتد ہوکر - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ آثار جو مذکور ہوئے اگرچہ اس امر کے واسطے دلیل ہین کہ جو گناہ ان آثار مین مذکور
مین الحاد ہین ولیکن انسے یہ لازم نہین آتا کہ الحاد صرف اُنھین مین منحصر ہے بلکہ الحاد اس سے زیادہ عام ہے - مترجم کہتا ہے کہ سیاق
تو یہ کافرون مشرکون کو تہدید ہے جنھون نے اللہ تعالیٰ و رسول سے کفر کیا اور مومنون کو مسجد الحرام سے روکا وہ مسجد الحرام جسمین
نے وہان کے مقیم و بادی کو برابر کیا ہے پھر فرمایا کہ جس نے اسمین ارادہ کیا بالحاد بظلم تو ہم اُسکو عذاب الیم سے چکھاوینگے - پس شیعہ
لوگ مشرکین وہان الحاد کرتے ہین ہم اُنکو دنیا یا آخرت مین کچھ عذاب الیم چکھاوینگے - چنانچہ آخر قتل و خوار ہوئے سوائے اُنکے جنھون نے
توبہ کرلی اور اسلام لائے اسی واسطے سدی رح نے کہا ہے کہ عذاب الیم اُسوقت ہے کہ توبہ نہ کرے - پھر ان کافرون مشرکون کا فعل بہت شدید
کبیرہ تھا تو شاید گمان یہی ہوتا کہ جب ایسا الحاد کرے تو الحاد بظلم ہو لہذا ان علماء تابعین و صحابہ رضی اللہ عنہم نے تنبیہ کردی کہ ایسے
گناہ بھی الحاد ہین جو ان آثار مین مذکور ہین - رہے دو مقام ایک یہ کہ عذاب اُنکا دنیا مین ہے یا آخرت مین اور دوم یہ عذاب فقط قصد پر ہے یا فعل
مقام اول کا بیان یہ ہے کہ بعض اہل تفسیر نے لکھا کہ عذاب آخرت مین ہے ولیکن وارد ہوتا ہے کہ اِسکے واسطے تو عذاب الیم ہے اور آیت مین
الیم سے بعض عذاب الیم معلوم ہوتا ہے اور جواب یہ ہوسکتا ہے کہ عذاب الیم مین سے اس الحاد کا عذاب الیم اُسکو ملیگا اور وہ بعض عذاب
اور اظہر یہ ہے کہ کوئی تخصیص دنیا یا آخرت کی نہین ہے بلکہ یہ تو مشیت الٰہی پر ہے چاہے اُسکو دنیا مین عذاب کرے یا آخرت مین الا توبہ کی
کہ اگر کریگا تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے - اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ آثار مین جو چیزین الحاد کی مذکور ہین اُنمین تنبیہ ہے کہ ایسے الحاد
الحاد مین تو زیادہ اس سے سخت شدید ہین لہذا جب اصحاب الفیل نے بیت اللہ کے ڈھانے کا قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر پھر ابابیل
جنھون نے حجارہ سجیل اُنپر برساکر عصف ماکول کے مانند کردیا - پس اُنکو بالکل ہلاک و برباد کردیا جس سے [illegible] اُن کو کمالی عبرت
یہ عذاب دنیاوی ہے اور جس سال یہ واقعہ ہوا کہ اصحاب الفیل مع ہاتھیون کے اِن پتھرون سے ہلاک ہوئے ہین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہین اور عرب مین یہ واقعہ عبرت انگیز عام ہوگیا حتی کہ سال کا شمار اِسی واقعہ سے شروع ہوگیا
یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت مین سال ہجرت سے شمار تاریخ کا مقرر فرمایا - اور [illegible]
سے کہ وہ اس واقعہ اصحاب الفیل سے منکر ہے اور شاید انگریزی اخبار مین اُسکو [illegible] اور عرب کی [illegible]
متواتر تھا اور سب سے واضح و قوی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید مین اصحاب الفیل کی سورت [illegible]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد اور مشرکون کی عداوت و عناد [illegible]

Marfat.com

...ن میں سے کسی نے کبھی یہ طعنہ نہین دیا کہ یہ واقعہ دروغ و غلط ہے اور تمام عرب اہل زبان کے نزدیک جو اُسکے معنی ہین یہی معنی ہین ...ف بیان جو اُس ملحد کا ہے وہ کسی عرب کی زبان جاننے والے کے مُنہ سے نہین سنا جائیگا بس ایسے متواتر واقعہ کا انکار سوا ...ہت کے کچھ بھی وقعت نہین رکھتا ہے اللہ تعالےٰ مسلمانون کو اُسکے وساوس سے محفوظ فرماوے - بالجملہ اصحاب الفیل نے اِس حرم محترم ...ساتھ بے ادبی کا عزم کیا اور بُری طرح عذاب مین پڑے اور مرے پھر لکھا کہ حدیث صحیح مین ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ...ی ہے کہ خانہ کعبہ پر ایک لشکر حملہ آور ہوگا یہانتک کہ جب وے آتے آتے بیدا ارض مین پہونچینگے تو اگلے پچھلے سب زمین مین دھنس ...جاوینگے - امام احمد نے روایت کی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے عبد اللہ بن الزبیر کے پاس اور کہا کہ ای ابن الزبیر خبردار ہو الحاد سے ...م الٰہی مین کیونکہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ قریب زمانہ مین یہان ایک مرد قریش مین سے الحاد کریگا اگر اُسکے گناہ جن وانس کے گناہون کے ساتھ تولے جاوین تو اُسی کے گناہون کا پلہ بھاری ہو پس تو دیکھتا رہیو کہ وہ شخص تو نہ ہو - ...س حدیث کو امام احمد نے دوسری اسناد سے بھی مانند اِسکے روایت کیا ہے - رہا مقام دوم تو کہا گیا کہ مراد اِس آیت سے یہی ہے کہ وہ شخص ...اسمین الحاد بظلم کا ارادہ کرے وہ فقط ارادہ ہی سے عذاب الیم مین گرفتار ہوگا اور یہی قول حضرت عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عمر ...ور ضحاک وابن زید وغیرہم کا ہے شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ امر اِس حرم محترم کی خصوصیات مین سے ہے کہ جو اِس مقام پاک مین بدی کا عزم ...رے اگرچہ اُسکو نہ کیا ہو اُسپر عذاب ہوگا چنانچہ ابن ابی حاتم نے باسنادہ عبد اللہ بن مسعود رض سے اِس آیت مین روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعود رض نے کہا کہ اگر کسی نے ارادہ کیا اسمین الحاد کا بظلم اور وہ عدن ابین مین ہے تو اللہ تعالےٰ اُسکو عذاب الیم سے چکھا دیگا - اِس حدیث کے ایک راوی امام شعبہ نے کہا کہ ہمارے شیخ یعنی سدی نے تو ہم سے اِسکو مرفوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے بیان کیا تھا مگر مین ...م سے مرفوع نہین ذکر کرتا ہون - اِس حدیث کو امام احمد نے بھی عبد اللہ پر موقوف روایت کیا اور مرفوع نہین ہے اور مین کہتا ہون کہ یہ اسناد ...شرط امام بخاری صحیح ہے - مترجم کہتا ہے کہ یہ اسناد بہت صحیح ہوئی اور پھر شیخ نے سفیان ثوری کی اسناد سے اِس روایت کو عبد اللہ سے ...ن روایت کیا کہ جو کوئی کسی گناہ کا قصد کرتا ہے تو یہ نہین کہ وہ اُسپر لکھدیا جاوے یعنی جبتک نہ کرے تب تک نہین لکھا جاتا ہے اور اگر کوئی عدن ...ن مین ہو اور وہ قصد کرے کہ مین وہان حرم مین کسی کو قتل کرونگا تو اللہ تعالےٰ اُسکو عذاب الیم سے چکھا دیگا - اور یہی قول ضحاک بن ...زاحم کا ہے - مترجم کہتا ہے کہ ظاہر اِس کلام سے یہ ثابت ہوا کہ حرم مین الحاد کے ارادہ کے یہی معنی نہین ہین کہ حرم مین ہو اور یہ قصد کرے ...اِس کلام ابن مسعود رض کے تو یہ معنی ہین کہ کوئی شخص کہین ہو اگر وہ یہ قصد کرے کہ مین حرم مین جا کر یہ الحاد کرونگا یعنی مثلاً فلان کو قتل ...کرونگا تو اللہ تعالےٰ اُسکو عذاب الیم سے چکھا دیگا - اور بعضے اہل زمانہ نے اِسکے معنی یہ سمجھے کہ حرم مین ہو کر یہ قصد کرے کہ عدن مین کسی کو قتل ...کا یہ منشا ہے - یہ وہم ہے اور معنی وہی ہین جو ذکر ہوے ہان جو شخص حرم مین موجود ہو کر یہ قصد کرے وہ تو ظاہر ہے کہ ملحد ظالم ہے اور اِس ...ث ابن مسعود سے معلوم ہوا کہ حرم محترم کا یہ احترام ہے کہ کہین ہو اگر یہ قصد کرے کہ وہان جا کر یہ الحاد کریگا تو اُسنے احترام توڑنے کا قصد ...کیا تو ماخوذ ہوگا نعوذ باللہ من مثل ہذا القصد وہذہ الارادۃ ان ربی غفور رحیم - حاصل آنکہ حرم محترم کی یہ شان ہے کہ جو کوئی اسکا احترام ...توڑنے کا قصد کرے یعنی ایسے فعل کا قصد کرے جو الحاد ہو بظلم ان معنی مین جو ذکر ہوے ہین خواہ وہ حرم مین موجود ہو کر ایسا قصد کرے ...یا کہین ہو اور قصد کرے کہ وہان جا کر ایسا کرونگا تو دونون صورتون مین اُسپر گناہ عظیم لکھا جائیگا جسکے عوض عذاب الیم سے چکھایا ...جائیگا اگرچہ اُسنے فعل نہ کیا ہو - اگر کہا جاوے کہ حدیث مین تو وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اِس امت کے واسطے نفس کی باتین بخشدی ہین

Marfat.com

یعنی جو باتین و منصوبے آدمی دل ہی دل مین کرے اور وہ بُرے ہین تو اللہ تعالیٰ نے اُسکو بخشدیا ہے جب تک اُنکو عمل [illegible]
منصوبے کو کیا تو ایک گناہ لکھا جائیگا اور اگر نیکی کا منصوبہ باندھا تو کرنے سے پہلے ایک نیکی لکھی جائیگی اور اگر کر لیا [illegible]
پھر یہان بیان تفسیر سے ظاہر ہوا کہ الحاد حرم کے ارادہ پر پکڑا جائیگا - جواب یہ ہے کہ جو شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بیان کیا [illegible]
محترم زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً سے ہے - اور مترجم کہتا ہے کہ شاید حدیث مین یہ مراد ہو کہ دل ہی دل مین خیالی منصوبے [illegible]
تب معاف ہے اور یہان مواخذہ ارادہ بالحاد بظلم مذکور ہے اور مراد اس سے عزم ہے جیسا کہ شیخ ابن کثیر رحمہ نے لکھا ہے اور بعض [illegible]
کی طرف میلان کیا بوجہ اِسکے کہ سوائے حرم محترم کے دوسرے موقع پر بھی عزم سے پکڑا جانا مذکور ہے اور وہ یہ حدیث ہے کہ جس [illegible]
دو مسلمان باہم تلوارون سے مقاتلہ کرین تو قاتل و مقتول دونون دوزخ مین ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یہ تو قاتل ہے اب مقتول [illegible]
ہونے کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ وہ اپنے ساتھی کے قتل کرنے پر حریص تھا - اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ دیکھو یہ مقتول بھی خالی [illegible]
پکڑا گیا تو بوجہ عزم کے ہے - مترجم کہتا ہے کہ تحقیق میرے نزدیک یہ ہے کہ افعال دو قسم کے ہین ایک تو وہ کہ دل مین اُنکا ارادہ کیا اور [illegible]
خارج نہین کیا جیسے شرابخواری کا قصد کیا تو وہ فعل اُسوقت ہوگا کہ جب خارج مین شراب پی لی اور دوم افعال قلب جنکو [illegible]
فعل کی ضرورت نہین ہے جیسے مثلاً کسی نیک مرد کی نسبت اُسکے بُرے ہونے کا خیال کرنا - پھر ایک تو وسوسہ آنا کہ اُس نیک مرد کے [illegible]
بُرائی کا تصور آیا تو یہ وسوسہ ہے اُسکو دور کر دیا کچھ گناہ انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہوگا اور اگر دل مین جگہ دی تو یہ ظن ہے پھر اگر وہ شخص نیک ہے تو
گمان کرنے والا گنہگار ہے اور اِسمین کوئی خارجی فعل کی ضرورت نہین ہے اِسکا یہی جزم و گمان یہی عمل مین لانا ہے اِسی واسطے فرمایا اللہ
اِن بعض الظن اثم - بعض گمان گناہ ہے یعنی بدگمانی - اور دوسری قسم کے افعال جنکا ارادہ ذہن مین اور عمل اُنکا خارج مین ہے تو جبتک
اُنکا ارادہ ہے اگرچہ وہ جزم ہو تب تک نہین لکھا جائیگا یہانتک کہ اُسکو خارج مین عمل مین لادے جیسے شرابخواری کا ارادہ کہ اگرچہ
ہو لیکن فضل الٰہی سے یہ عزم عفو ہے یہانتک کہ اُسکو پیے پھر جب پیا تو گناہ کیا اور اب لکھا جائیگا بخلاف شراب کی حرمت و حلت [illegible]
نفس نے وسوسہ دلایا کہ اُسمین حرمت کی کون وجہ ہے اور اُسنے کچھ اندر ہی اندر باتین کین ولیکن کوئی جمی نہین اور اُسنے لاحول [illegible]
رد کیا تو وہ عفو ہوا اور اُسنے یقین کیا کہ حلال ہے تو کافر ہو گیا بخلاف اِسکے شراب خواری کا عزم باوجود اِسکے حرام یقین کرنے کے [illegible]
مگر جب پیے تو گناہ ہوگا پھر ایسے سب افعال مین جو خارج سے ہوتے ہین جب ہی گناہ لکھا جائیگا کہ جب اُنکو کرلے لہٰذا اِسمین [illegible]
حرم محترم مکہ زادہا اللہ شرفاً مستثنیٰ ہے کہ اگر اِسمین کسی الحاد کا ارادہ کیا اور قصد و عزم کیا تو گناہ لکھا جائیگا اور یہ خصوصیت اُسی مقام
کی تعظیم و احترام کے باعث سے ہے اور یہ جو قاتل و مقتول مین بعض نے وہم کیا کہ مقتول پر بھی گناہ صرف حرص سے لکھا گیا [illegible] بلکہ مقتول نے جو [illegible]
اُسکو پورا کیا اور اُسکی مراد کے موافق اُسکے فعل کا نتیجہ نہین نکلا اور یہ واجب نہین ہے کہ جو عزم کیا ہے اُس فعل کو کرنے مین نتیجہ بھی وہی نکلے جو [illegible]
مثلاً ایک چور نے چوری کا عزم کیا اور یہ کہ ایک لاکھ اشرفیان چراؤنگا پھر اُسنے موافق عزم کے چوری کی مگر [illegible] اشرفیان پائین تو [illegible]
گناہ ہے جو اُسنے عزم کیا تھا بلکہ اگر وہ کچھ نہ پاوے تو بھی اُسنے چوری کا ارتکاب کیا اور گنہگار ہے اگرچہ ہاتھ کاٹا جانا [illegible]
کے حدود دین وہ لازم نہ آوین اور ایسے ہی مقتول کا حال ہے کہ اُسنے جو عزم کیا تھا سو ادا کیا ولیکن نتیجہ اُسکے [illegible]
اور اِس سے اُسکا ارتکاب فعل باطل نہین ہوتا ہے - یہ وہ ہے جو مترجم کی سمجھ مین اللہ تعالیٰ نے [illegible]
ف - فی العرائس قولہ تعالیٰ سواء العاکف فیہ والباد - والبادی [illegible] راحت [illegible]

Marfat.com

...انکشاف کیا تو اُسکی برکت مقیم و مسافر کو پہونچتی ہے اور اُسکی بارگاہ قدیم مین عارفین و مشاہدین و واصلین کا قیام ہے وہان قائم ہین تو اہل مکاشفہ مین سے جسکو ایک لحظہ وہان حضور ہوا اُسکو وہی ملجاتا ہے جو اول عمر سے آخر تک وہان مقیم ...ہا ہے کیونکہ اللہ تعالے بڑا وہاب ہے بڑا کریم ہے وہ عصیان سے توبہ کرنے والے کو اپنے فضل سے ایک دم مین وہی دیدیتا ہے ...وہان مقیم کو دیتا ہے محمد بن علی الترمذی نے کہا کہ خوب سمجھ کہ تیرے نزدیک طاری و مقیم برابر ہون جو انمردون کا گھر ایسا ہی ...وہان پہونچ گیا وہ بڑی حرمت و تعظیم سے رہتا ہے۔ شیخ استاد رحمہ اللہ نے کہا کہ مشعد کرام مین اقدام برابر ہین جو وہان ...کے حق مین ترتیب نہین ہے اور نہ وہ پھیرا جاتا ہے اور بعد وصول کے زجر نہین اور نہ وہ روکا جاتا ہے۔ پھر چونکہ عرب قریش ...ابراہیم سے تھے اور آنکی شرف و بزرگی کو مانتے تھے تو اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ ابتداے بناء ابراہیم طہارت ...ہی اور اس مین حج فقط اللہ تعالے وحدہ لاشریک کا عام اذن سے بہناسک خاص تھا اور جس نے شرک کیا وہ دین ابراہیم سے خارج ہوا فقال تعالے عزوجل

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ

...ٹھکانا کردیا ہمنے ابراہیم کو ٹھکانا اس گھر کا کہ شریک نہ کر میرے ساتھ کسیکو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والونکے واسطے

وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ

...ہنے والونکے اور رکوع و سجدہ والونکے اور پکار دے لوگونمین حج کے واسطے کہ آوین تیری طرف پانون چلتے اور سوار ہوکر دبلے دبلے

يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْۤ اَيَّامٍ

...راہون دور سے کہ پہونچین اپنے بھلے کی جگہونپر اور پڑھین اللہ کا نام کئی دن

مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ

...ذبح پر چوپایون مواشی کے جو اُسنے دیے ہین انکو سو کھاؤ اُسمین سے اور کھلاؤ بُرے حال کے

الْفَقِيْرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ

...محتاج کو پھر چاہیے نبٹا دین اپنا میل کچیل اور پوری کرین اپنی منتین اور طواف کرین اس قدیم

الْعَتِيْقِ ۝ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ

...گھر کا یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے اللہ کے ادب کی سو وہ بہتر ہے اُسکو اپنے رب کے پاس اور حلال ہین

لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا

...تمکو چوپائے مگر جو تمکو سناتے ہین سو بچتے رہو بتون کی گندگی سے اور بچتے رہو

قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ

...جھوٹی بات سے ایک اللہ کی طرف کے ہوکر نہ اُسکے ساتھ ساجھی بناکر اور جسنے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے

فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝

...پھر اُسکو اُچکتے ہین اُڑتے جانور یا لے جا ڈالا اُسکو باؤ نے کسی دور مکان مین

Marfat.com

اِس کلام مین اُس شخص کے لیے ملامت ہے جو اِس مقام محترم مبارک مین شرک کرے حالانکہ اُسکی [illegible]
خالص عبادت پر ہوئی ہے چنانچہ فرمایا۔ وَ اور بیان کردے۔ اِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ [illegible]
ابراہیم کے لیے مقام بیت کا۔ زجاج رح۔ یعنی راہ بتلادی مقام بیت کی ابراہیم کو اور اُسکے سپرد کر دیا [illegible]
خطیب وغیرہ نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کے واسطے مرجع عبادت وعمارت کر دیا کیونکہ بیت موصوف [illegible]
لیا گیا تھا پس اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا بھیجی اُسنے مقام بیت کو صاف کر دیا اور ابراہیم علیہ السلام نے [illegible]
ہاتھوں سے سات ہاتھ بلند کیا اور تیس ہاتھ زمین مین رکھا اور حجر کو بیت مین داخل کیا اور اسپر چھت نہین رکھی [illegible]
ابن کثیر رح نے کہا کہ بہتیرے لوگ جو اِس امر کے قائل ہین کہ بیت العتیق کو اول ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہے [illegible]
کرتے ہین کہ اول ابراہیم علیہ السلام کو بیت محترم کے واسطے جگہ دی گئی اور اُنسے پہلے نہ تھا جیسا کہ صحیح مین حضرت [illegible]
روایت ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کون مسجد اول رکھی گئی ہے فرمایا کہ مسجد الحرام مین نے عرض کیا کہ [illegible]
آپ نے کہا کہ بیت المقدس۔ مین نے کہا کہ ان دونون مین کسقدر فرق ہوا آپ نے فرمایا کہ چالیس برس۔ مترجم کہتا ہے کہ [illegible]
استدلال مشکل ہے وقد قال تعالےٰ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا الآیہ۔ اور قسطلانی رح نے شرح صحیح بخاری مین [illegible]
کعبہ دس مرتبہ ہوئی ہے اول بناے ملائکہ دوم بناے آدم سوم بناے فرزند آدم شیث چہارم بناے ابراہیم پنجم بناے عمالقہ ششم بناے
جرہم اور جس شخص نے جرہم مین سے بنایا اُسکا نام حارث بن مضاض اصغر ہے ہفتم بناے قصی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین سے
پانچوان دادا ہے ہشتم بناے قریش نہم بناے عبد اللہ بن الزبیر جو شروع ۶۴ھ ہجری مین ہوئی اور دہم بناے حجاج ثقفی۔ اور جلال [illegible]
جلالین مین کہا کہ اُسکے بعد ۱۰۳۹ھ ہجری مین بعضے سلاطین نے آل عثمان سے بنایا ہے۔ مترجم کہتا ہے اُسکی بعض توضیح آیندہ فائدہ مین انشاء اللہ [illegible]
آویگی۔ واضح ہو کہ بوانا فعل از تبویہ ث ب و ی ہے بمعنی جگہ دینا اور قابو دینا اور تمکن کر دینا۔ پس جو لوگ مانند بیان قسطلانی کے قائل ہین
کہ اصل کعبہ بنا ہوا اُسکی پہلے سے تھی اور ابراہیم علیہ السلام کو اِسی پر عمارت جدید کرنے کا حکم ہوا تھا بوجہ اسکے کہ شیث علیہ السلام نے
اُسکو پتھر سے بنایا تھا وہ طوفان نوح مین غرق ہو گیا پس ابراہیم علیہ السلام کو مقام بیت پر تمکین دی کہ اُسکے حدود [illegible] خطیب
رح نے کہا کہ اِس تبویۃ کی تفسیر یہ ہے اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا میرے ساتھ کسی کو شریک مت کر۔ امام ابن کثیر
نے لکھا یعنے بنا اُسکو فقط میرے نام پر۔ مبرد رح نے کہا کہ گویا یون کہا گیا کہ اِس بیت مین میری توحید کر [illegible]
نے کہا اور پاک کر میری بیت کو شرک سے۔ بعض نے کہا کہ اگلی بعض قومون کے بت گرد خانہ کعبہ کے تھے [illegible] اگرچہ [illegible]
عاد وغیرہ کے ہلاک ہو چکی تھین لیکن یہ بت موجود تھے تو اُنسے پاک کرنے کا حکم دیا۔ اور اسمین مشرکین [illegible]
علیہ السلام پر بتون سے پاک رکھنے کی شرط تھی ولیکن تم نے دین آبائی کو مٹا دیا اور اسمین بتون سے شرک کا [illegible]
خصوصیت بتون کی نہین ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ کفر و شرک و دیگر نجاسات سے اِس بیت کو [illegible] لِلطَّائِفِيْنَ [illegible]
واسطے طائفین کے یعنی طواف کرنے والون کے اور قائمین کے یعنے نماز پڑھنے والون کے اور واسطے [illegible]
پڑھنے والون کے بعد ذکر رکوع وسجدہ کرنے والون کا بیان ارکان نماز کا ہے [illegible] عبادت کی عظمت [illegible]
مقدم کر دیا کیونکہ یہ دونون مشروع نہین مگر بیت کے نزدیک۔ اور شیخ [illegible] نے کہا کہ [illegible]

ـرمن بقعہ مبارک کے کہین نہین کیا جاتا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ امام نووی نے مناسک مین کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
… مبارک کا طواف بھی حرام ہی اور ملا علی قاری نے مناسک مین کہا کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کا طواف
کیا کفر کا خوف ہی کیونکہ طواف خاص کعبہ کے لیے مخصوص ہی اور جاہل لوگ جو مزار شریف کا طواف کرتے ہین اُنکے فعل کا کچھ اعتبار نہین ہی اگرچہ
وہ مشائخ وعلما کی صورت مین ہون یعنی بعضے ایسے لوگ جو عالم یا شیخ کہلاتے ہین اگر وے طواف مزار شریف کرین تو اُنکے فعل کا اعتبار
نہوگا کیونکہ وے جاہل ہین اگرچہ لباس وصورت مین عالم ہین۔ پھر واضح ہو کہ یہ تفسیر جو مذکور ہوئی کہ طائفین طواف کرنے والے اور قائمین نماز
پڑھنے والے اور رکع سجود انہی کی تاکید ہو تو یہ شیخ ابن کثیر رح وغیرہ نے ذکر کی ہی۔ اور خطیب نے ابن عباس رض سے نقل کیا کہ طائفین سے مراد
جو وہان کے رہنے والون کے سواے لوگ پردیس سے حج کو طواف کرتے جاتے ہین اور قائمین جو وہین مقیم ہین اور الرکع السجود سے مراد نماز
پڑھنے والے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ تفسیر احسن ہی اور اللہ تعالے نے سورہ بقرہ مین فرمایا ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود
یہان بجاے قائمین کے عاکفین ہی اور اس سورت مین قبل اسکے گذرا کہ سواء العاکف فیہ والباد۔ عاکف سے مراد مقیم ہی پس عاکفین مقیمین ہے جو
قائمین سے مراد موافق ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے بقرہ کی آیت کی تفسیر مین لکھا کہ قولہ للطائفین پس طواف بیت تو معروف ہی اور سعید
بن جبیر رح نے کہا کہ طائفین وہ لوگ جو پردیس سے وہان آئے اور عاکفین وہ جو وہین مقیم ہین ایسا ہی قتادہ وربیع بن انس سے مروی ہی۔ و
علی ہذا تفسیر آیت کی یہ ہوئی کہ پاک رکھ شرک وغیرہ ہر ایک نجاسات سے میری بیت کو پردیس سے آکر طواف کرنے والون کے واسطے اور وہین
کے مقیمون کے لیے یعنی جو مجاور ہو جاوین اور واسطے نمازیون کے خواہ وہان کے ہون یا پردیسی ہون۔ ف — رازی وکیا الہراسی
نے کہا کہ اس آیت مین دلالت ہی کہ طواف پردیسے کے لیے افضل ہی اور نماز مقیم کے لیے افضل ہی۔ اور اصل اسکی وہ ہی جو شیخ ابن کثیر رح نے
نقل کیا کہ فقہا رح نے اختلاف کیا کہ بیت محترم کے نزدیک طواف افضل ہی یا نماز افضل ہی پس امام مالک نے کہا کہ پردیسیون کے واسطے
طواف افضل ہی اور مقیمین کے لیے نماز افضل ہی اور جمہور نے کہا کہ نماز سب کے واسطے افضل ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ رازی وکیا الہراسی کے
قول کی توجیہ یہ ہی کہ اللہ تعالے نے پردیسیون کو طائفین کے نام سے یاد فرمایا تو اشارہ ہوا کہ وے طواف کرنے والے ہونے سے افضل
ہین بہ نسبت مصلی ہونے کے کیونکہ جو صفت اُنکے حق مین بہتر تھی اُس سے یاد کیے گئے ہین پھر اس مقام کی ارجح تفسیر جو شیخ جلال محلی رحمہ اللہ
نے لکھی ہی یہ ہی۔ واذ بوانا۔ اور بیان کر جب کہ ہم نے بیان کر دیا یعنی ظاہر کر دیا وقال البیضاوی مرجع بنا دیا۔ لابراہیم مکان البیت
ابراہیم کے لیے جگہ بیت کی۔ تاکہ اُسکو بناوے اور وہ زمانہ طوفان نوح مین اُٹھا لیا گیا تھا۔ اور ہم نے اُسکو حکم کیا کہ ان لاتشرک بی شیئا۔
میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کر۔ قال البیضاوی مرجع بنا دیا واسطے عبادت کے باین طور کہ میرے ساتھ کچھ شرک مت کر۔ وطہر بیتی۔ اور
پاک رکھ میرے بیت کو یعنی بتون سے۔ وقال غیرہ بتون و ہر طرح کی نجاسات سے۔ قال ابن کثیر رح مسجدون کے پاک رکھنے کا حکم اسی آیت
سے ماخوذ ہی یعنی قولہ فی البقرہ وطہرا بیتی۔ اور احادیث کثیرہ سے جنمین مساجد کی پاکیزگی وصفائی اور نجاسات وغیرہ سے بچانے کا حکم
ہی غرضکہ یہ تطہیر عبادت کی جگہ پاک رکھنے کے لیے ہی پھر کن لوگون کے لیے تو فرمایا۔ للطائفین والقائمین۔ جو اسمین مقیم ہین کذا اختار الشیخ
الجلال محلی مین کہا کہ یہی ابن جریر وابن ابی حاتم نے ابن عباس ومجاہد وعکرمہ سے روایت کیا اور حاکم نے اُسکو حدیث حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے روایت کیا ہی۔ والرکع السجود جمع راکع وساجد کی ہی مراد مصلین یعنی نماز پڑھنے والے۔ مترجم کہتا ہی کہ الحمد للہ کہ اسی کو مین نے
ذکر کیا ہی۔ ف — اقول قیم اسمین وہی ہین جو مکہ مین مقیم ہین کیونکہ نفس بیت اللہ کے اندر مقیم ہونا کچھ معنی نہین رکھتا ہی۔

حج کیا تو سب عبادات پر حج کو فضیلت دی کیونکہ ان خصائص کو وہان مشاہدہ کیا انتہی - ف اللہ تعالیٰ
مین بیان فرمایا فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم - یعنی لوگون مین سے ایک گروہ کے دل ایسے کر دے کہ
اللہ [illegible] اہل اسلام کو اسواسطے مختار فرمایا کہ وے شوق و ذوق سے حج کا قصد کرتے ہین اور اسمین اشارہ
یہ ہے کہ بعد دہر [illegible] جس نے خوشی سے تلبیہ کا جواب عالم ازل مین دیا ہے وہ حج کی طرف مائل ہے اور اپنے منافع کے لیے و ان
دنیا و آخرت کے منافع حاصل کرین - وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ
بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ اور یاد کرین نام اللہ تعالے کا ایام معلومات مین اسپر جو انکو روزی کیا بہیمۃ الانعام سے - یعنی اللہ تعالیٰ
خواہ وقت قربانی کے ہو یا اور وقت ہو اور بعض نے کہا کہ یہ کنایہ ذبح کے وقت ذکر سے ہے کیونکہ مسلمان کا ذبیحہ اس سے خالی نہین ہوتا
کہ اللہ تعالے کے تقرب کے لیے جو قربانی ہو وہ ذکر الٰہی کے ساتھ ہو - پھر یہ ذکر الٰہی زبان و دل دونون سے افضل و اتم ہے اور خالی
ہو تو بھی کافی ہے اور اگر قربانی کے وقت بھولے سے بھی زبان سے نہ کہا اور عمداً بھی ترک کیا تو پھر وہ ذبیحہ حرام ہے - پھر ذکر نام الٰہی کا
مین فرمایا اور اکثر مفسرین نے کہا کہ یہ ایام معلومات دس روز ذی الحجہ کے ہین اور یہی امام ابوحنیفہ و شافعی کا قول ہے - اور ابن کثیر نے
ذکر کیا کہ سعید بن جبیر رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ ایام معلومات ایام عشر ہین - بخاری رح نے اسکو تعلیقاً بصیغہ جزم لکھا ہے
ایسا ہی قول ابو موسی اشعری و مجاہد و قتادہ و عطاء و سعید بن جبیر و حسن بصری و عطاء خراسانی و ابراہیم نخعی سے مروی ہے اور یہی مذہب
و شافعی کا اور مشہور احمد بن حنبل کا ہے اور بخاری رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عمل کسی
دنون مین افضل ان دنون کے عمل سے نہین ہے لوگون نے کہا اور نہ جہاد اللہ تعالی کی راہ مین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اور نہ جہاد اللہ
کی راہ مین مگر وہ شخص کہ جو اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ تعالی کی راہ مین نکلے اور پھر کچھ واپس نہ لاوے - رواہ احمد و ابوداؤد و ابن
و الترمذی و قال الترمذی حسن غریب صحیح اور اس باب مین عبد اللہ بن عمر و ابوہریرہ و عبد اللہ بن عمرو بن العاص و جابر رضی اللہ عنہم سے مر
ابن کثیر رح نے کہا کہ مین نے ان احادیث کا ایک رسالہ علیحدہ لکھا ہے - ازانجملہ امام احمد نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہین کوئی ایام کہ اللہ تعالے کے نزدیک انمین عمل زیادہ بزرگ و زیادہ محبوب
ان دس ایام کے پس بہت پڑھو انمین تکبیر و تہلیل و تحمید - وقد روی من وجہ آخر نحوہ - تکبیر اللہ اکبر تہلیل لا الہ الا اللہ و تحمید الحمد للہ
سبحان اللہ - امام احمد رح نے جابر رض سے مرفوع روایت کی کہ قولہ تعالے والفجر ولیال عشر - مین اللہ تعالے نے جن لیال عشر کی قسم
ہے وہ یہی دس روز ذی الحجہ کے ہین - اور سنن ابوداؤد مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دس ایام مین روزہ رکھا کرتے
اور بخاری رح نے کہا کہ ابن عمر و ابوہریرہ ان دس ایام مین بازار کو نکلتے تھے اور تکبیر کہتے تھے تو لوگ انکی تکبیر پر تکبیر کہتے تھے
ان دس ایام مین ایک روز یوم عرفہ بھی آگیا یعنی نوین تاریخ جسکی نسبت صحیح مسلم مین ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ
علیہ وسلم سے روز عرفہ کے صوم کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ اللہ تعالے پر امید کرلے کہ اس روزہ سے اللہ تعالے ایک سال
اور ایک سال آنے والے کے گناہ معاف کر دے - اور ان ایام مین ایک روز یوم النحر ہے یعنی دسوین تاریخ الاضحی
قال المترجم جاہلون مین مشہور ہے کہ دن جمعہ کا ہو تو یوم الحج الاکبر ہوا اور یہ غلط ہے کچھ دن کی خصوصیت نہین
یوم النحر وہی یوم الحج الاکبر ہے - ابن کثیر رح نے کہا کہ ایک حدیث مین وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالے

Marfat.com

[illegible]دو کے واسطے کہا گیا ہے کہ سال کے ایام مین یہ سب سے افضل ہین جیسا کہ حدیث ناطق ہے اور اِس عشرہ کی فضیلت رمضان
[illegible]یر پر بہت زیادہ ہے کیونکہ ان ایام عشرۂ ذی الحجہ مین بھی وہی مشروع ہے جو رمضان کے عشرہ اخیر مین صیام وصلوۃ وصدقہ وغیرہ سے
مشروع ہے اور باوجود اِسکے ان عشرہ ذی الحجہ مین اداے فرض الحج سے خصوصیت خاصہ ہے اور بعض علماے نے کہا کہ رمضان کا عشرہ اخیر
افضل ہے کیونکہ اِسمین ایک رات لیلۃ القدر رہی جو ہزار ماہ سے افضل ہے اور بعضے علمار نے درمیان مین ایک قول اختیار کیا کہ ایام تو
عشرۂ ذی الحجہ کے افضل ہین اور راتین عشرہ اخیرہ رمضان کی افضل ہین۔ پھر ایام معلومات کے بارہ مین جو قول مذکور ہوا کہ عشرہ ذی الحجہ
ہے یہ تو مختار ہے اور اِسمین تین قول اور ہین۔ قال ابن کثیر رح قول دوم مقسم نے ابن عباس سے روایت کی کہ ایام معلومات ایک روز
یوم النحر کا اور تین دن اُسکے بعد کے ہین۔ اور یہی ابن عمر وابراہیم نخعی سے مروی ہے اور امام احمد کا مذہب بنا بر ایک روایت کے یہی ہے
ولیکن مشہور روایت اِنسے وہی اول ہے۔ قول سوم ابن ابی حاتم نے اپنی اسناد سے ابن عمر رض سے روایت کی کہ ایام معلومات تو یوم النحر
اور اُسکے بعد کے دو دن ہین اور ایام معدودات بعد یوم النحر یعنی دسوین ذی الحجہ کے تین روز ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ اسناد
تو ابن عمر رض تک صحیح ہے جو ابن ابی حاتم نے ذکر کی اور یہی قول سدی کا ہے اور یہی مذہب مالک بن انس رحمہ اللہ کا ہے اور اِس قول
و قول دوم کی تائید قولہ تعالے علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام سے ہوتی ہے جب کہ ذکر اسم اللہ سے مراد تکبیر وقت ذبح ہو۔ قول چہارم یہ کہ
مراد ایام معلومات سے عرفہ و یوم النحر اور ایک روز اُسکے بعد ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ
صواب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ایام معلومات دس روز ہین۔ اور لکھا کہ قولہ بہیمۃ الانعام۔ یعنی انعام سے مراد اونٹ و گاے و بکری
و بھیڑی ہے۔ قال المترجم بالجملہ اِس تمام بیان سے میری غرض یہ ہے کہ اگر ذکر اسم آلہی وقت ذبح کے مراد ہے تو معنی یہ ہوے کہ جو انعام قربانی
کے اُنکو نصیب ہوئے ہین اللہ تعالے کے فضل سے اُنپر تکبیر و اللہ تعالے کا نام لیکر ذبح کرین پس علی ما رزقہم متعلق یذکروا اسم اللہ ہے یعنی اللہ تعالے
کا نام ذکر کرین ان بہائم پر۔ یعنی وقت ذبح کے ولیکن ایام معلومات اِس صورت مین ایام قربانی ہونا چاہیے اور یہ کسی قول مین مذکور نہین ہے
ولیکن بیضاوی نے یوم النحر و ایام تشریق کا قول نقل کیا اور کمالین مین کہا کہ یہ قول حسن و مجاہد کا ہے اور یہی صاحبین امام ابو یوسف
و محمد کا قول نقل کیا گیا ہے۔ اور خطیب نے کہا کہ ہدایا وضحایا اِنھین ایام مین ذبح ہوتے ہین وفیہ نظر۔ اور اگر علی ما رزقہم بمعنی بناءً علی ما رزقہم
ہے جیسا کہ بیضاوی نے اشارہ کیا کہ یذکروا اسم اللہ عند اعداد الہدایا و ذبحہا۔ یعنی اللہ تعالی کا نام ذکر کرین وقت مہیا کرنے قربانیون و وقت
اُنکے ذبح کرنے کے تو مراد یہ کہ نام آلہی اور اُسی کی حمد کرین اِس بنا پر کہ اُسنے اُنکو انعام روزی کیے جنکو قربانی کرکے تقرب حاصل کرین پس دس
روز مین نو روز تک تکبیر و تہلیل و تحمید کرین اور دسوین روز قربانی کے وقت تکبیر کہین۔ پھر ایام معدودات یعنی ایام منی مین بھی تکبیر ہے۔ غرضکہ
بالاتفاق قربانی دسوین روز سے ہے۔ اور شاید کہ یہ معنی ہون علی ما رزقہم من لحوم بہیمۃ الانعام۔ یعنی اِس بنا پر کہ اُنکو روزی کیا یعنی مباح کر دیا
یا بقول غریب واجب کر دیا اُنپر گوشت بہیمۃ الانعام کا۔ **فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ** بائس بوس دال
[illegible]ہے جس شدت فقر کو کہتے ہین پھر بائس کے بعد فقیر کا نام مزید ایضاح کے لیے آیا ہے اور ابن عباس رض نے کہا کہ بائس وہ شخص لنجا اپاہج جسکے
[illegible]س کچھ نہ ہو اور معنی یہ کہ پس تم کھاؤ ان انعام سے یعنی اُنکے گوشت سے اور کھلاؤ بائس فقیر کو۔ جلالین مین کہا کہ بائس فقیر یعنی شدید الفقر
پھر اِس کلام مین دو امر ہین ایک کلوا اور دوسرا اطعموا۔ پس قولہ فکلوا منہا۔ اِسمین دو طرح سے کلام ہے اول یہ کہ کلوا صیغہ امر سے وجوب ہے
یا اباحت ہے۔ دوم منہا۔ یعنی انعام مین سے کس قسم کے مراد ہین یا سب مراد ہین مقام اول۔ شیخ ابن کثیر رح وغیرہ نے لکھا کہ

Marfat.com

اکثرون کے نزدیک اجازت ہی یا استحباب ہی اور سفیان ثوری نے منصور سے اُسنے ابراہیم سے روایت کی کہ مشرکین
کھاتے تھے پس مسلمانون کو رخصت دی گئی کہ جو چاہے کھاوے اور جو چاہے نہ کھاوے اور مجاہد وعطاء سے اُسکے اتباع
مین مجاہد رحہ نے کہا کہ یہ آیت مانند قولہ واذا حللتم فاصطادوا - ہی یعنی جب حلال ہو تو شکار کرو - اِس سے مراد یہ کہ اُسوقت تم کو
اور اِس سے پہلے احرام مین شکار مت کرو یا مانند قولہ فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض - یعنی نماز جمعہ مین فرمایا کہ جب
تو پھر منتشر ہوزمین مین - یہان منتشر ہونا کچھ واجب نہین ہی ولیکن یہ مطلب کہ اُسوقت تم کو مسجد جماعت سے متفرق ہونے کی
یہی ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین اختیار فرمایا ہی - اور استحباب کا قول امام مالک کا ہی - عبد اللہ بن وہب نے کہا کہ امام مالک
فرمایا کہ تو مستحب سمجھ اسکو کہ جو جانور تو نے قربانی کیا ہی اسمین سے کچھ کھا کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ فکلوا منہا - اور ابن وہب نے کہا
لیث رحہ سے پوچھا تو انھون نے بھی مجھ سے یہی کہا - اور حدیث مین بھی ثابت ہوا کہ آپ نے ہر ایک بدنہ مین سے ایک ٹکڑا لیکر پکانے
اُنکے گوشت مین سے کھایا اور اُسکا شوربا پیا - جیسا کہ آتا ہی - مقام دوم کہ منہا کی ضمیر سے کیسے بدنہ مراد ہین - خطیب نے کہا کہ علماء نے
کہ ہدی جب نفل ہو تو ہدی بھیجنے والے کو اُسمین سے کھانا جائز یا مستحب ہی اور ایسے ہی اگر قربانی نفل ہو تب بھی یہی حکم ہی کیونکہ صحیح
بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے قصۂ حجۃ الوداع مین روایت ہی کہ علی کرم اللہ وجہہ یمن سے بدنے لائے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بدنہ کا سوق کیا تھا یعنی ہانکا تھا اقول معنی سوق الہدی کے ہانکنا ہین ولیکن یہ لفظ اِس دلالت کے لیے ہی کہ احرام باندھے ہوے لائے
کیونکہ جو بدنہ ساتھ لادے وہ احرام مین ہوگا اگرچہ خود اُسکا ہانکنا ضرور نہین ہی فافہم - پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بدنون مین سے
بدنے خود نحر فرمائے اور باقی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نحر فرمائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اپنے بدنون مین شریک فرمایا پھر حکم
ہر ایک بدنہ مین سے ایک ٹکڑے کا پس یہ سب ایک ہانڈی مین کیا گیا اور پکایا گیا تو اُسکے گوشت سے کھایا اور شوربے سے پیا - رواہ
فی صحیحہ - مترجم کہتا ہی کہ دلیل استحباب اصلح ہی کہ اگر گوشت ہی مقصود ہوتا تو کسی ایک دو مین سے یا عمدہ چھانٹ کے لیا جاتا ولیکن
ہر ایک بدنہ مین سے تو معلوم ہوا کہ جسکو قربانی کرے اُسمین سے کچھ کھانا مستحب ہی - یہ تو ہدی نفل واضحیہ نفل کا حکم ہی جسمین سب علماء نے
کیا ہی اب رہا ہدی واجب اور وہ قربانی جو بطور جرم وگناہ کے کرنی پڑتی ہی یا احرام مین شکار کرنے یا حرم کے کسی جانور کو ستانے سے لازم آئی
یا حج وعمرہ ایک احرام سے ادا کرنے کے شکریہ مین واجب ہوتی ہی جسکو قران حج کہتے ہین یا حج وعمرہ دو احرام سے ادا کرنے کے شکریہ مین جسکو
تمتع یا متعہ کہتے ہین واجب ہوتی ہی یا اپنے اوپر نذر کرنے سے واجب ہوتی ہی - تو واجب قربانی مین ایک قوم نے کہا کہ اسمین سے خود کھانا
جائز نہین ہی خواہ کسی طور سے واجب ہوئی ہو اور یہی امام شافعی رحہ کا قول ہی اور امام ابو حنیفہ رحہ واُنکے اصحاب نے کہا سواے قربانی
و قربانی تمتع کے جو بطور شکریہ واجب ہوتی ہین باقی واجبات مین سے نہین کھا سکتا ہی - اور ابن عباس وابن عمر رضہ سے منقول ہی کہ
جزاے صید ونذر کے کہ اُنکو نہ کھاوے اور باقی واجبات سب کھا سکتا ہی اور یہی قول امام احمد واسحق کا ہی اور امام مالک رحہ نے کہا کہ
جزاے صید ونذر وفدیہ اذی کے باقی سب واجبات مین سے کھاوے اقول فدیہ اذی سے یہ مطلب ہی کہ مثلاً کسی کے سر مین جوئین
زیادہ اذیت ہوئی اور احرام مین سر منڈانا ممنوع ہی مگر ایسی اذیت کے وقت جائز ہی لیکن اُسکے عوض مختار ہی چاہے قربانی کرے یا
تین صاع چھ مسکینون کو دے چاہے روزہ رکھے پس اگر فدیہ اذی کے واسطے آپنے قربانی اختیار کی تو اُسمین سے نہ کھاوے
ایک قول غریب یہ ہی کہ قولہ فکلوا منہا امر واسطے وجوب کے ہی پس قربانی سے گوشت کھانا واجب ہی

Marfat.com

مباح ہو۔ یہان جمہور کے نزدیک امر وجوب ہی اور کھلانے سے مراد یہ ہی کہ صدقہ کردو اور عام مباح کردو اور واضح ہو کہ بعض نے کہا کہ نصف سے کم صدقہ نہ کرے اور اسی آیت سے استدلال کیا کہ یہان کلوا و اطعموا سے دو حصہ کیے پس نصف اُسکا ہی اور نصف فقیر کا ہی اور بعض کا قول ہی کہ تین حصہ کرے ایک تہائی اُسکا ہی اور ایک تہائی ہدیہ ہی اور ایک تہائی صدقہ ہی بدلیل قولہ تعالے فکلوا منہا واطعموا القانع والمعتر الآیہ۔ اور البائس الفقیر کی تفسیر مین اقوال ہین عکرمہ رح نے فرمایا کہ وہ مضطر جسپر شدت محتاجی ہو اور وہ متعفف ہو مجاہد نے کہا کہ جسکا ہاتھ کشادہ نہ ہو قتادہ رح نے کہا کہ وہ لنجا ہی اور مقاتل نے کہا کہ اندھا ہی۔ اور بعض نے کہا کہ یہ امر بھی استحباب کا ہی پھر واضح ہو کہ مراد اِس سے کیا ہی کہ اطعموا البائس الفقیر۔ اگر مراد یہ ہی کہ ایسا مضطر محتاج ہو تو اُسکو کھلانا واجب ہی تو ایسے شخص کی خبرگیری کرنا ہر شخص پر جسکو خبر ہو واجب ہی تاکہ وہ شدت احتیاج سے مر نجاوے اور اِسمین کوئی خصوصیت اِس قربانی کے مقام کی نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ تم پر واجب ہی کہ قربانی کے گوشت مین سے ایسے کو کھلاؤ تو ضرور ہوا کہ ایسا شخص تلاش کیا جاوے حتی کہ دستیاب ہو اور اِسمین حرج عظیم ہی اور حرج شرعاً مدفوع ہی۔ پھر آیا اِس مقام پر فقط فقیر کافی ہی یا وہ بائس فقیر ہو جن تفاسیر پر ندکور ہوا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ جلالین بیضاوی و معالم و سراج و ابن کثیر وغیرہ موجودہ تفاسیر مین کسی نے اِس سے بحث نہین کی اور فقہاء کے ظاہر اقوال سے اِسی قدر معلوم ہوتا ہی کہ فقرا پر صدقہ کر دے اور یہ شرط نہین ہی کہ وہ بائس ہو تو اِس سے استنباط ہوا کہ اللہ تعالے نے اِس کلام مین ترحم دلایا اور مشروعیت کا فائدہ بتلایا اور ثواب عظیم کی طرف ارشاد فرمایا کہ قربانی مین سے ایک تہائی یا اِس سے زائد صدقہ کرو سب نہ کھاؤ تاکہ بائس فقیر کو پہونچے اور ثواب عظیم حاصل ہو واللہ تعالے اعلم بالصواب۔ **ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ** اول تفث کے معنی مین کلام کیا جاوے تو زجاج نے کہا کہ اہل لغت کو تفث معلوم نہین ہی اور ابو عبیدہ نے کہا کہ شعر مین یہ لفظ نہین آیا کہ جس سے کچھ استدلال ہو سکے اور مبرد رح نے کہا کہ اصل تفث لغت مین ہر میل کچیل و مکروہ چیز جو انسان کو لاحق ہو جاوے۔ ابن عمر رض سے مروی ہی کہ تفث جملہ مناسک ہین اور اسی کے مانند ابن عباس سے مروی ہی۔ اور حاشیہ بیضاوی مین ہی کہ تفث مین علماے لغت کے دو قول ہین تفث خود میل کچیل ہی اور تفث میل کچیل دور کرنا ہی پس اول قول پر ازالہ مقدر رہوگا اور معنی یہ کہ پھر پورا کرین دور کرنا اپنے تفث کا۔ اور قول دوم پر یہ معنی بدون تقدیر ازالہ کے ہین نیشاپوری رح نے نقل کیا کہ مفسرین علماے سلف نے اجماع کیا ہی کہ معنی یہ ہین کہ پھر پورا کرین اپنا میل کچیل اُتارنا اور بالون کی گرد آلودگی و پریشانی کو دور کرنا اور بڑھے ہوے بالون کو اور ناخنون کو کتروانا اور موے زیرناف صاف کرنا اور بغل صاف کرنا اور مونچھین تراشنا وغیرہ۔ شیخ ابن کثیر رح نے نقل فرمایا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ تفث احرام اُتارنا جیسے سر صاف کرین اور کپڑے پہنین اور ناخن کترواوین و مانند اِسکے۔ ایسا ہی عطار و مجاہد نے ابن عباس سے روایت کیا ہی اور یہی عکرمہ و محمد بن کعب کا قول ہی۔ عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ تفث تمام مناسک ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ اگر تفث بمعنی مناسک ہی تو آیت مین معنی یہ ہوے کہ پھر بقیہ مناسک پورے کرین اور یہ مناسک وہین کہ بعد قربانی یوم النحر کے منی جانا اور آخر طواف کرنا وغیرہ۔ اور اشارہ البتہ ہوگا کہ اُسکے بعد احرام سے حلال ہون پس دونون تفسیرین صحیح ہین یعنی اصل تو یہ کہ تمام مناسک پورے کرین اور اُسکو لازم ہی کہ احرام سے خارج ہو کر سر صاف کرین اور صفائی کرین پس یہ تفسیر بلازم ہی اور شاید کہ اہل لغت اِسی وجہ سے تفث کے معنی نہین جانتے ہین کہ لغات زمانہ جاہلیت کے معانی ہین اور وہ اِس سے جاہل تھے۔ **وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ** اور واجب ہی کہ اپنی نذرین پوری کرین یعنی جو نذر کی ہو چنانچہ اسلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعتکاف بیت اللہ کی نیت کی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے ادا کرنے کا حکم دیا اور بعض نے کہا کہ

ہدی یا قربانی کی جو نذر رہو پوری کرین - قال ابن کثیر رح علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ بدو [illegible]
مجاہد رح سے مروی ہی کہ حج کی نذر یا ہدی کی نذر یا جو نذر انسان نے متعلق حج کے کی ہو وہ پوری کرے - [illegible]
مانند قول ابن عباس رض کے ہی - اور ابن ابی حاتم نے سفیان ثوری سے روایت کی کو نذورہم یعنی حج کے نذر [illegible]
ہوا یعنی باحرام تو اسپر طواف بیت وسعی صفا و مروہ وقیام عرفہ و مزدلفہ و رمی الجمار وغیرہ جملہ اعمال حج اسکے ذمہ مین [illegible]
حاتم نے مالک بن انس رح یعنی فقیہہ معروف امام مالک سے روایت کی - مترجم کہتا ہی کہ انکے نزدیک معنی یہ ہوے کہ [illegible]
اعمال حج اداکرنے کی نذر کرلی پس جملہ مناسک حج پورے کرین - اور مترجم کہتا ہی کہ اول اظہر ہی کیونکہ مناسک حج اداکرنے کا حکم [illegible]
ہوچکا پس یہ حکم اس امر کو مفید ہی کہ نذر یعنی معروف جو کچھ ہو ادا کرین۔ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اور واجب ہی کہ طواف [illegible]
بیت عتیق کا - سراج مین کہا یعنی طواف افاضہ جسکے اداکرنے سے احرام سے حلال ہوجاتا ہی - امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ حضرت مجاہد [illegible]
فرمایا کہ مراد طواف واجب جو یوم النحر کو ہوتا ہی - ابن ابی حاتم نے ابوحمزہ سے روایت کی کہ مجھ سے ابن عباس نے کہا کہ تو سورہ حج [illegible]
اللہ تعالی فرماتا ہی ولیطوفوا بالبیت العتیق - پس مناسک مین سے آخر طواف بیت عتیق ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یون ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بھی کیا ہی کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر کو منی کی طرف لوٹے تو آپ نے شروع کیا رمی الجمرہ سات کنکریون [illegible]
پھر اپنے ہدی کو ذبح کیا اور اپنا سر منڈایا پھر وہان سے تشریف لائے اور بیت کا طواف کیا - اور صحیحین مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے [illegible]
ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو حکم دیا کہ آخر عہد انکا بیت عتیق کے پاس ہو واسطے طواف کے سوائے اتنی بات کے کہ [illegible]
حائضہ عورت سے تخفیف کردی - اقول ہمارے نزدیک یہ طواف فرض ہی اور وقت اسکا یوم النحر کو بعد رمی الجمار و سر منڈانے کے ہی شیخ ابن [illegible]
نے کہا کہ اہل تاویل کے درمیان اسمین خلاف نہین ہی - پھر البیت العتیق یعنی مت قدیم ہی تو قدیم سے جس شان پر بیت تھا یا جسطرح اسکی حد [illegible]
تھی اسی کا طواف واجب ہی - ابن کثیر نے کہا کہ علمارین سے جسکا یہ مذہب ہی کہ حجر کے ورے سے طواف کرے یعنی اسطرح کہ حجر بھی داخل [illegible]
ہوجاوے اقول اور یہی ہمارا مذہب ہی تو اسکے واسطے اس کلام مین استدلال ہی کیونکہ حجر بھی اصل بیت مین سے ہی جسکو ابراہیم علیہ السلام نے
بنایا تھا اور اسکو باہر کرنا تو قریش کی حرکت سے ہوا کیونکہ جب قریش کا نفقہ کم پڑا اور انکے پاس خرچ مین گنجایش نہ ہوئی تو انھون نے حجر
چھوڑ کر بنایا اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر کو داخل کر کے طواف کیا ہی اور آگاہ فرمایا کہ حجر بھی بیت مین سے ہی اور دونون [illegible]
رکنین شامیین کو بوسہ نہین دیا کیونکہ یہ دونون بقواعد ابراہیمی نہین بنے ہین - پھر اس بیت کو بیت عتیق فرمایا - تو شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا
قتادہ رح نے حسن بصری سے روایت کی کہ قدیم ہی کیونکہ اول بیت ہی جو آدمیون کے واسطے موضوع ہوا ہی قال اللہ تعالی ان اول بیت
وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا الآیہ - خصیف رح نے کہا کہ عتیق آزاد کیا ہوا کیونکہ بیت عتیق کو اللہ تعالی نے آزاد رکھا ہی کہ [illegible]
جبار غالب نہین ہوا ایسا ہی مجاہد وقتادہ سے مروی ہی اور ایک روایت مین مجاہد نے کہا کہ جس نے بیت محرم کے ساتھ برائی کا قصد کیا [illegible]
اللہ تعالے نے ہلاک کیا اور یہی معنی عبد الرزاق نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیے [illegible]
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت کا نام عتیق اسوجہ سے ہوا کہ اسپر کوئی جبار غالب نہین ہوا - قال الترمذی [illegible]
اور یہ اپنے شیخ بخاری رح وغیرہ سے روایت کی ہی پھر دوسری وجہ سے اسکو مرسل زہری رح سے روایت کیا [illegible]
جید مین اور شیخ ابن جریر نے مثل مرفوع روایت ترمذی کے روایت کر کے کہا کہ اسنہ ہی کہ صحیح [illegible]

Marfat.com

ابن کثیر رح کہ بیت المقدس پر جبابرہ غالب کر دیے گئے ہین جیسا سورہ بنو اسرائیل وغیرہ مین بیان ہوا ہی - اگر کہا جاوے
کہ حجاج بن یوسف ثقفی سپہ سالار ولید بن عبد الملک کا بہر غالب ہوا اور لشکر اسکا حملہ آور ہوا پھر وہان کہان ممنوع رکھا گیا تو جواب یہ
ہی کہ بیت اللہ کی نسبت اُسنے کوئی بے ادبی کا قصد نہین کیا تھا بلکہ بات یہ تھی کہ عبد اللہ بن الزبیر اسمین پناہ گیر تھے تو حجاج مذکور نے
عبد اللہ بن الزبیر کو اسمین سے نکالنے کا حیلہ کیا تھا اور اِس لڑائی مین تنک ہوا ولیکن کعبہ کے سامنے روزہ دہ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا تھا
طواف خانہ کعبہ تین قسم کا ہی اول داخل مکہ ہو کر اور وہ طواف قدوم ہی اور دوم جس طواف کا حکم آیت مین ہی اور یہ طواف ہمارے نزدیک
فرض و شافعی رح کے نزدیک رکن ہی اور وقت اُسکا یوم النحر ہی اور کہا گیا کہ بعد قیام عرفہ کے اُسکا وقت شروع ہوتا ہی اگر یہ فوت ہو جاوے
تو قربانی سے اُسکا نقصان پورا نہ ہوگا اور سوم طواف وداع ہی جبکہ مکہ سے رخصت ہونے لگے - اور ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
روایت کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین داخل ہوئے تو اول جس چیز سے شروع کیا وہ طواف تھا اور کچھ عمرہ وغیرہ نہین تھا
پھر آپ نے حج کیا - اور یون ہی بعد آپ کے جب ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے حج کیا تو داخل مکہ ہو کر یون ہی کیا - **ذٰلِكَ** بات یہ ہی یعنی جو پہنچے
ادائے مناسک و احترام بیت اللہ اور اُسکے ثواب جزیل کا حکم و وعدہ دیا - یہ کلمہ اسواسطے بول دیا جاتا ہی کہ دو کلام مین فصل ہو جاوے یا کلام
واحد کے طرفین مین فصل ہو نظیر اُسکی یہ ہی کہ جیسے کوئی کاتب ایک بات بیان کرتا ہی تو ایک جملہ اُسنے کہا پھر کسی دوسرے معنی مین خوض کا ارادہ
کیا تو کہدیا ہذا یا ذلک - اِسکو ابو حیان نے بحر مین لکھا اور خطیب وغیرہ نے نقل کیا ہی - مترجم کہتا ہی کہ اِس سے معلوم ہوا کہ ہذا اسم اشارہ ہی
بقرینہ اُسکی نظیر ذلک کے - اور بعض نے زعم کیا کہ ہذا مرکب ہا ذا سے ہی اور ہا اسم فعل بمعنی امر ہی ای خذ ذا - اسکو لے - ولیکن یہ توجیہ ذلک
مین نہین ہو سکتی ہی لہذا اقوی یہی ہی کہ ہذا بھی اسم اشارہ ہی اور اِسپر ہا بمعنی خذ نہین ہی اور معنی اِسکے الامر ہذا - یا الامر ذلک ہی - بالجملہ
اللہ تعالے نے یہانتک بندون کو ارشاد فرما کر اُسکی حفاظت و نگہداشت کا اشارہ کر دیا کہ طاعت و عبودیت مین تمہارے واسطے یہ امر
ہی جو مذکور ہوا اور ذلک باشارہ بعید یہان تعظیم کے لیے ہی جیسے ذلک الکتاب لاریب فیہ - پس معلوم ہوا کہ اِس طاعت مین اور خانہ کعبہ
کے احترام مین ثواب عظیم و طاعت جمیل ہی - **وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ** اور جو شخص کہ تعظیم کرے حرمات الٰہی کی جنکی اللہ
نے حرمت فرمائی ہی **فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ** تو یہ تعظیم کرنا اُسکے لیے بہتر ہی اپنے رب کے نزدیک - حرمات جمع حرمت وہ چیز جس کا
ہتک کرنا حلال نہین ہی - ابن جریج رح نے مجاہد رح سے روایت کی کہ حرمت مکہ و حج و عمرہ اور ہر وہ چیز معاصی الٰہی سے جس سے اللہ تعالی نے
منع فرمایا ہو یہی قول ابن زید کا ہی - زمخشری رح نے لکھا جیسے ننگے طواف کرنا اور اللہ تعالے کے سوا کسی غیر کے نام پر ذبح کرنا - زجاج
نے کہا جیسے حج مین رفث و فسوق و جدال و [illegible] و صید بحالت احرام اور بعض نے کہا کہ حرمات اللہ بیت الحرام و مشعر الحرام و مسجد الحرام
و بلد الحرام و شہر الحرام ہین و اُنکی تعظیم [illegible] ساتھ ادب کا لحاظ رکھے و ہتک حرمت نہ کرے مترجم کہتا ہی کہ اِس سے احرام کے معاصی
نکل گئے اور ظاہر یہ ہی کہ جو اللہ تعالے نے حرام کیا اور جسکی حرمت کا حکم دیا ہی خواہ حج و عمرہ و ان مقامات متبرکہ مین ہو یا کہین ہو سب سے
اجتناب کرے اور حکم الٰہی کی تعظیم کرے اور یہی ظاہر قول شیخ ابن کثیر رح کا ہی چنانچہ لکھا کہ قولہ تعالے ومن یعظم حرمات اللہ یعنی جو شخص
اجتناب رکھے اللہ تعالی کی نافرمانی و گناہ سے اور اُسکے محارم سے اور اُسکے دل مین یہ ہو کہ اِن امور کا ارتکاب برخلاف حکم الٰہی کے امر
عظیم [illegible] ہی - تو اُسکے واسطے بہت بھلائی اور ثواب جمیل و عطاے جزیل ہی پس جیسے طاعات کے بجا لانے پر ثواب جمیل ہوتا ہی
ویسے ہی [illegible] معاصی کو چھوڑنے اور ان سے اجتناب کرنے پر عطاے جزیل ہی - مترجم کہتا ہی کہ علماء مین اِس بارہ مین اختلاف ہی

Marfat.com

کہ معاصی ترک کرنے پر ثواب کب ہوتا ہی مثلاً ایک شخص نے زنا ترک کیا تو کیا اُسکو ہر وقت ثواب ہوتا رہیگا یا اُس وقت [illegible]
[illegible] نے والے سامان موجود ہون اور یہ اُسوقت ترک کرے تو ثواب ہی پس بعض نے کہا کہ جب اسباب داعی موجود ہون [illegible]
اور منجملہ دلائل کے یہ کہا کہ نہی عدم الفعل ہی تو عدم پر [illegible] نہین ہی اور جواب یہ ہی کہ نہی بمعنی روکنا نفس کو ممنوع سے ہی اور [illegible]
عدم نہین ہی اور اِسی طرف شیخ ابن کثیر رح نے اشارہ کیا کہ اجتناب مین ثواب ہی۔ اور صحیح یہی ہی کہ ممنوعات و منہیات [illegible]
مت کرو اُسکے موافق رہنے مین ثواب جمیل ہی اور تحقیق واللہ اعلم یہ ہی کہ ایمان لانے کے وقت جس نے عزم کیا کہ طاعات کرونگا
اور ممنوعات سے اجتناب کرونگا تو یہ اُسکو منہیات کے حق مین ایک ثواب ہی اور پھر ہر وقت قدرت و نفس کے میلان کے اجتناب
مین ثواب ہی اور واضح رہے کہ میلان نفس و قدرت کے مراتب مختلف ہین مثلاً ایک تونگر کو سب اسباب زناکاری کے مع خواہش [illegible]
موجود ہین اور نفس شدت سے راغب ہی اُسنے اجتناب کیا تو اسکا اجتناب زیادہ عظیم ہی بہ نسبت ایک مفلس کے جسکا نفس شدت سے
راغب ہی یا تونگر کے کہ اُسکے نفس کو رغبت شدید نہین ہی اور اِس سے زیادہ عظیم اجتناب اُس شخص کا ہی جس نے غلبہ خواہش مین کسی کو
محبوب بنایا ہی اور وہ تونگری وغیرہ اسباب سے اُسکو میسر آیا اور حالت انتظار باقی نہ رہی اور اتصال مع سب اسباب کے موجود ہو گیا مگر
اُسنے اپنے رب عزوجل کے حکم پر لحاظ کیا اور اِس سے اجتناب کیا جیسا کہ ذوالکفل علیہ السلام کے ذکر مین بنو اسرائیل مین سے ایک شخص
کفل کا حال مذکور ہوا ہی فافہم۔ پھر واضح ہو کہ قولہ ومن یعظم حرمات اللہ۔ کی تفسیر مین اکثر اہل تفسیر نے تعظیم کے معنی یہ لکھے کہ محرمات کا ارتکاب
نہ کرے۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے اشارہ کیا کہ اِن حرمات کی تعظیم اُسکے دل مین ہو باین معنی کہ اُنکا مرتکب ہونا امر عظیم ہی۔ اور شعائر کے [illegible]
تقوی القلوب ہی اور فعل قلب یہ اُسی طرح ہوگا کہ اُنکی تعظیم دل مین ہو اور اِس سے ظاہر ہوا کہ مرتکب اُنمین سے کسی فعل کا جو اِس سے بغفلت
سرزد ہو باوجودیکہ اُسکے دل مین ان افعال کی حرمت ہو اور وہ اُنکو بُرا گناہ سمجھے تو وہ معتزلہ وغیرہ جاہلون کے قول کے برخلاف دائرہ اسلام
سے خارج نہ ہوگا بلکہ دلی تقوی بھی موجود رہیگا ولیکن ظاہری غفلت و نفس کی سرکشی سے مغلوبیت کا اُسپر گناہ ہی جس سے توبہ اُسپر لازم ہی
فافہم واللہ تعالے اعلم۔ پھر اللہ تعالے نے قربانی کے اندر جو لوگ شرک و ذمائم [illegible] موقع پر کیا کرتے تھے اِس سے ایسے طور پر منع فرمایا کہ
اِس موقع کو اور دیگر مواقع کو محیط رہے۔ اور مشرکین اِس موقع حج مین بتون کے نام پر قربانی کرتے اور اُنکے نام کے بہائم چھوڑتے اور تلبیہ
مین شرک کرتے اور ایسے ہی دیگر بیہودہ حرکات کرتے اور اپنے باپ دادون کی مدح و ثنا پڑھتے اور بہت مبالغہ کرتے بالجملہ اِن سب سے
اجتناب کو بلیغ معجز دو کلمات سے ارشاد فرمایا بقولہ تعالے۔ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ [illegible] حلال کر دیے گئے تمہارے لیے انعام
یعنی بعد ذبح کے جسطرح کھانا چاہیے اور جو چیزین گوشت و کلیجی وغیرہ سے کھانا چاہیے ہی کھاؤ [illegible] اپنے ذبائح کو نہ کھاتے اور اُس کو
بہت بُرا جانتے تھے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور یہ خلاف حکم الٰہی اپنی راے کی شرع بنائی تھی [illegible] انعام تھے [illegible]
[illegible] نہین ہی جو اللہ تعالے نے سورہ انعام مین بیان فرمائے ہین تو لامحالہ حلال ہی اور حرام وہان [illegible] ہین لہذا فرمایا إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ
سوائے اُس چیز کے جو تم پر تلاوت کر دی گئی ہی پس وہ قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ
والمتردیۃ الآیہ ہی۔ تو یہ سب چیزین حرام ہین۔ اور باقی اللہ تعالے نے جلہ چارپایہ حلال کیے ہین اور بحیرہ وسائبہ وغیرہ جو مشرکون نے [illegible]
چھوڑتے و مانند اِسکے تو یہ کوئی شرع الٰہی نہین ہی کما قال تعالے ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام [illegible]
اختیار کیے ہین کما ذکرہ الامام ابن کثیر۔ پھر واضح ہو کہ قولہ الا ما یتلی علیکم۔ مین لحم خنزیر مذکور ہی اور [illegible]

یعنی گاے بکری بھیڑ اور اونٹ ہیں جیساکہ مذکور ہوچکا ہی تو اسمین سے خنزیر کا استثنار بہر حال منقطع ہوگا متصل نہ ہوگا کیونکہ جب مستثنی داخل مستثنی منہ نہو تو وہ استثنار منقطع ہوتا ہی اور اگر کہا جاوے کہ انعام سے یہان چوپایہ مراد ہی تو بھی استثنار متصل نہ ہوگا کیونکہ اسمین الدم خون مکو ہوادردہ چوپایہ نہین ہی اور شہاب رح نے حاشیہ بیضاوی مین کہا کہ وجہ استثنار کے منقطع ہونے کی یہ ہی کہ انعام مین سے کوئی حرام ہی نہین ہی یعنی انعام گاے اونٹ بکری بھیڑ انمین سے کوئی حرام نہین ہی تو معنی یہ ہین کہ انعام تو سب تم پر حلال ہین اور حرام تو سواے اُنکے وہ اشیاء ہین جو تم پر تلاوت کر دیے گئے ہین تو انعام سے حقیقت مین کوئی فرد نکالنا مقصود نہین ہی اور بعض نے کہا کہ استثنار متصل بھی ہوسکتا ہی اور معنی یہ ہین کہ انعام سب حلال ہین سواے ایسے انعام کے جو خود مرجانے وغیرہ کسی سبب کے حرام ہوگیا ہو جوکہ ماتیلی علیکم مین مذکور ہوچکا ہی تو اِس سے ماتیلی علیکم سب کا استثنار مقصود نہین ہی بلکہ انعام مین سے جو ماتیلی علیکم مین آیا ہو۔ پھر ظاہر کلام شیخ ابن جریر رح سے معلوم ہوتا ہی کہ ماتیلی علیکم فقط سورہ انعام کا یہی قول الٰہی عزوجل مقصود نہین کہ حرمت علیکم المیتۃ والدم الآیہ بلکہ قولہ غیر محلی الصید وانتم حرم کو بھی شامل ہی اور حلت انعام سے مشرکون کا بحیرہ وسائبہ ووصیلہ وغیرہ کو حرام سمجھنا بھی مردود کیا گیا ہی اور ایسے ہی قربانی کا گوشت بھی حلال ہی پس حاصل یہ ہوا کہ قربانی کا گوشت کھانا وغیرہ انعام مین حلال ہی اور حرمت انمین وہی ہی جو کسی سبب عارضی سے تم پر تلاوت کردی گئی ہی۔ مسئلہ اِس کلام مین دلیل ہی کہ بحیرہ وسائبہ وغیرہ چھوڑنے سے حرام نہین ہوجاتے ہین اور ایسے ہی شیخ صدو کا بکرا وغیرہ ولیکن تکبیر ذبیحہ اور نیت تقرب دونون کے اجتماع کو دخل ہی پس اگر اپنی نیت بدل دی کہ اللہ تعالے ہی کے تقرب کے واسطے تسمیہ کہکر اُسکو ذبح کیا پھر وہ چاہے گوشت کھلانے کا ثواب ہدیہ کرے تو حلال ہوجائیگا فافہم۔ پھر واضح ہو کہ حرمت کی آیت تو سورہ انعام مین ہی اور وہ مکی ہی اور یہ سورہ حج اگر مکیہ ہو تو لازم آتا ہی کہ مکہ ہی مین استثنار کو بیان فرمایا حالانکہ سورہ انعام مدینہ مین بعد ہجرت کے نازل ہوئی۔ بعض نے جواب دیا کہ اسمین کچھ حرج نہین اسواسطے کہ ترتیب قرآن مین سورہ انعام مقدم ہی اور یہی ترتیب لوح محفوظ کی ہی تو حوالہ باعتبار اصل ترتیب کے ہی اگرچہ نزول متفرق آگے پیچھے ہوا ہی اور مترجم کے نزدیک یہ جواب ناپسند ہی اسواسطے کہ اعلی واشرف امت مومنین کاملین ومطیعین وافضلین واکملین کملین حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین اور انپر نزول ہوا اور وہی قرآن پاک کے اچھے عامل عالم تھے تو لازم آتا ہی کہ اُنھین کو مکہ مین نزول سورہ حج کے وقت الاماتیلی علیکم معلوم نہوا اور نہ ہنوز اُنپر تلاوت کی گئی ہو بلکہ یہ معنی ہون کہ جو عنقریب تم پر تلاوت کیا جائیگا اور یہ معقول وصحیح نہین ہی علاوہ اِسکے حج کا حکم ہجرت کے دسوین سال بعد فتح مکہ ہوا ہی تو مکہ مین اِس سورہ کے نزول کے کچھ معنی نہ تھے پس صواب واللہ اعلم یہی ہی کہ سورہ حج مدنیہ ہی باستثناے آیات کے جو مکہ مین نازل ہوئی ہون اور یہ آیت تو ضرور مدینہ ہی کا ہم پھر یہ جان رکھنا چاہیے کہ یہ جو کچھ مذکور ہوا بعض علماے کے اِس قول پر ہی کہ سورہ حج مکیہ ہی اور یہ قول اُنکا اجتہاد ہی ورنہ اصل قرآن پاک مین کسی سورہ کی نسبت یا کسی آیت کی نسبت مکیہ یا مدنیہ کا نزول نہین ہوا ہی پس قرآن پاک کے معانی تو بے تردد وتکلف کے واضح ہین جیسا کہ ہم تفسیر گذر چکی۔ اور حاصل کلام تفسیر کا یہ ہی کہ اللہ تعالے نے مشرکون کی تشریع نکالنا دربارہ قربانی وغیرہ کے یا بتون کے نام پر ذبح کرنا یا اُنکے نام کا کلمہ پکارنا یا باپ دادون کی داستانین بیان کرنا وغیرہ جہالت وضلالت وجانورانہ حرکات افعال واقوال سے منع فرمایا کہ انعام مین سب اللہ تعالے نے تم پر حلال کردیے سواے اُنکے جو کسی وجہ سے حرام کیے ہین باقی سب حلال ہین تو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرنے مین ڈرو اللہ تعالے کے احکام وحرمات کی تعظیم کرو اور بت پرستی چھوڑ دو۔ **فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ** یعنی بچو پلیدی سے جو کہ بت ہین۔ خطیب رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے بتون وشراب وقمار کو بطور تشبیہ کے

Marfat.com

پلیدی سے تشبیہ دی۔ کما قال تعالی انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان الآیہ۔ اور تشبیہ [illegible]
سے بالطبع نفرت کرتے ہو ان بتوں سے نفرت کرو اور زیادہ تنبیہ کر دی کہ یہ عمل شیطان سے ہیں۔ [illegible]
جو امور ایسے ہوں کہ آدمی انکی جہت سے آخرت سے غافل ہو دنیا کی طرف مائل ہو جیسے اس زمانہ میں منکروں کی [illegible]
تو جو شخص انکو دل سے مرغوب رکھیگا اُسکا دل نجاسات سے آگندہ ہو جائیگا کیونکہ یہ سب اعمال شیطان ہیں [illegible]
قصہ میں قولہ تعالے ویعملون عملا دون ذلک الآیہ۔ کے تحت میں تنبیہ کی ہے کہ اسوقت میں ایمان کے لیے امتحان [illegible]
سے عجائب صناعات جو آرائش دنیا کے واسطے بہت ترغیب دینے والی چیزیں ہیں پوری ہوتی ہیں اور جو شخص [illegible]
ہے وہ تو ان چیزوں کی اصلیت وحقیقت سمجھا ہے لیکن عوام بالکل کرامت ہی سمجھتے ہیں اور چونکہ وقوع انکا [illegible]
خضوع وغلامی سے تسلیم کرتے ہیں اور یہ امر کسی طرح دفع ہونے والا نہیں ہے کیونکہ صحاح احادیث بکثرت موجود ہیں [illegible]
نصاری کے غلبہ کا بیان مصرح موجود ہے پس اللہ تعالے اپنے فضل سے ہمکو اور اہل ایمان کو فتنہ کفر وشرک سے بچاوے آمین [illegible]
کو پلیدی فرمایا اور بعض نے ذکر کیا کہ نجاست کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی جو حواس سے ادراک ہوتی ہے جیسے پیشاب پاخانہ [illegible]
نجاست حکمی جیسے جماع سے غسل کرنا یا احتلام سے غسل کرنا حالانکہ کوئی نجاست نظر میں نہیں ہے تو یہ نجاست حکمی ہے جسکے ادراک سے [illegible]
عاجز ہیں ولیکن عقل سمجھتی وجانتی ہے بشرطیکہ انسان کی عقل اس درجہ تک علم ومعرفت میں پہونچی ہو تو یہاں اوثان میں جو پلیدی ہے وہ اسی
قسم کی حکمی ہے۔ اور محصل مقام یہ ہے کہ حرام کو حلال کرنا وحلال کو حرام کرنا اور جتنے امور ناکارہ وشہوات دنیا دیہ وحرکات ناشائستہ اور اپنے
انجام سے غفلت کے ہیں باعث انکی ہوائے نفس وشہوات ہیں اور جڑ انکی بت پرستی ہے تو ارشاد فرمایا کہ ان بتوں سے ایسے بھاگو ونفرت
کرو جیسے پلیدی سے نفرت کرتے ہو۔ **وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ** اور اجتناب کرو ایسی بات کہنے سے جو زور ہے یعنی باطل [illegible]
ہے۔ اور ایسے باطل قول کا نام زور اسوجہ سے ہوا کہ وہ حق سے مڑا ہوا ہوتا ہے ومنہ قولہ تعالے تزاور عن کہفہم ذات الیمین۔ یعنی مڑ جاتا تھا
آفتاب اصحاب کہف کے غار سے دائیں طرف اور یہاں قول زور سے مراد عام ہے کہ کوئی بات دروغ ہو حتی کہ بتوں کی الوہیت وقدرت کا
بھی زور ہے تو اوثان سے اجتناب کے بعد عام طور پر قول زور سے منع کر دیا حالانکہ بت پرست بھی زعم کرتا ہے کہ بت مستحق عبادت ہیں [illegible]
یہ سب سے بڑا شرک ہے پس شرک اللہ تعالے کے ساتھ کسی زبان میں اور کسی وجہ پر ہو بڑا شرک ہے اور بتوں سے اجتناب کرنا [illegible]
طرح منع فرمایا یعنی نہ انکی عبادت کا فعل کرے اور نہ انکی الوہیت کو زبان سے کہے پھر عموماً قول زور سے منع فرمایا [illegible]
قول زور مشرکوں کا یہ قول کہ ہذا حلال وہذا حرام یعنی بعض انعام کو حلال کہتے اور بعض کو حرام بتلاتے [illegible]
کہا کہ قول زور جھوٹی گواہی ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ قول زور اللہ تعالے پر افترا اور اسکی تکذیب ہے [illegible]
کا تلبیہ میں یہ کہنا کہ الہی تیرا کوئی شریک نہیں سوائے ایسے شریک کے جو تیرا ہے اور تو اسکا بھی مالک ہے [illegible]
یہ قول زور تھا اس سے منع کیا۔ شیخ ابن کثیرؒ وغیرہ نے لکھا کہ ایمن بن خریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ [illegible]
کھڑے ہوئے پس فرمایا کہ اے لوگو جھوٹی گواہی اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنے کے برابر رکھی گئی ہے [illegible]
رواہ احمد والترمذی وابن المنذر وغیرہم وقال الترمذی حدیث غریب اور ہم نہیں جانتے کہ ایمن بن خریم [illegible]
سے سنا ہو اور امام احمد نے خریم بن فاتک اسدی رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ [illegible]

[illegible] اللہ [illegible] فرمایا کہ جھوٹی گواہی برابر کی گئی ہے اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنے کے پھر یہی آیت پڑھی - سفیان ثوری رح نے ابن مسعود رض
[سے ر]وایت کی کہ ابن مسعود رض نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی برابر ہے اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنے کے پھر یہی آیت پڑھی - اور صحیحین میں ابوبکرہ
[illegible] حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو آگاہ نہ کروں سب سے بڑے کبیرہ گناہوں سے تین مرتبہ فرمایا
لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں آگاہ فرمائیے یا رسول اللہ - آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ
[illegible] ہوئے تھے اٹھ بیٹھے اور فرمایا اور قول زور - خبردار ہو بچو جھوٹی گواہی سے پس اسکو برابر آپ مکرر سہ کرر فرماتے تھے یہانتک کہ ہمنے
[آرز]و کی کہ آپ خاموش ہو جاویں تو اچھا ہے - بالجملہ اللہ تعالے نے یہاں حکم دیا کہ اجتناب کرو پلیدی سے جو بت ہیں اور اجتناب کرو قول زور
حُنَفَاءَ لِلَّهِ درحالیکہ تم میلان کرنے والے ہو باطل سے طرف حق کے اللہ تعالے ہی کے لیے دین میں اخلاص کرنے والے ہو -
غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ درحالیکہ تم اللہ کے ساتھ کچھ شرک کرنے والے نہ ہو - پھر اللہ تعالے نے مشرک کی گمراہی و بربادی کی ایک مثل
بیان کی قولہ تعالے - وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ اور جو کوئی اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرتا ہے - فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ تو گویا
وہ آسمان سے نیچے گرا - فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ پس درمیان میں اسکو پرندوں نے اچک لیا یعنی بوٹی بوٹی نوچ ڈالیں - أَوْ تَهْوِي
بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ یا پھینکدیا اسکو ہوا نے دور مکان میں - یوں ہی جس شخص نے اللہ تعالے کے ساتھ شرک کیا تو وہ ایمان
[کے] بلند آسمان سے گرا اور شرک و کفر کی اسقدر نیچائی میں جیسے آسمان سے زمین پھر وہ سلامت نہیں رہا بلکہ اسنے اپنے آپ کو چڑیوں کا شکار
کیا مردار خوار چڑیاں گدھ وغیرہ نے اسکی بوٹیاں نوچ لیں اسیطرح شیاطین نے اسکو ہوسات نفس میں متفرق کرکے مردار کردیا اور یا کھوکر ہوا
اسکو دور مقام پر اڑا کرلے گئے کہ کوئی اس تک نہیں پہونچ سکتا ہے اور واضح ہو کہ اسمیں اشارہ ہے کہ جس نے اللہ تعالے سے شرک کیا وہ کبھی
اللہ تعالی کی رحمت کو نہیں پہونچیگا بلکہ وہ خوار و برباد ہوا اور مقصود سے بہت دور چلا گیا اور جسقدر وہ شرک میں زیادہ مشغول ہے اسی قدر
اسکی دوری زیادہ ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اسی واسطے حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ میں آیا ہے کہ کافر کو جب ملائکہ وفات دیتے ہیں
[اور] قالب سے اسکی روح نکالتے ہیں تو آسمان کی طرف ویسے ہی سخت بدبودار لیجاتے ہیں مگر اسکے واسطے آسمان کے دروازے نہیں کھولے
جاتے ہیں بلکہ وہاں سے اسکی روح بری طرح پھینکدی جاتی ہے کہ وہ بابِ زمین سے سجین میں گرتی ہے - ف - اول میں مترجم نے
[لکھا] ہے کہ مختصر کیفیت خانہ کعبہ کی بناء میں مذکور ہوگی پس واضح ہو کہ یہ بات نقل کی دلیل پر منحصر ہے اور اسی جہت سے میں نے
امام حافظ الحدیث عماد الدین معروف بابن کثیر رح پر اعتماد کیا - شیخ نے لکھا کہ لوگوں نے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ اول بناء خانہ کعبہ
[illegible] ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ نے قبل آدم علیہ السلام کے بنایا یہ امام ابو جعفر محمد باقر بن علی بن الحسین سے مروی ہے اسکو قرطبی رح نے
[illegible] قول دوم یہ کہ آدم علیہ السلام نے بنایا اسکو عبد الرزاق نے مصنف میں بسند جید عطاء و سعید بن المسیب
[illegible] سے روایت کیا کہ آدم نے اسکو پانچ پہاڑ دن حراء و طور سینا و طور زیتا و جبل لبنان و جودی سے بنایا ہے اور
[illegible] قول سوم ابن عباس و کعب احبار و قتادہ و وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ اول اسکو شیث علیہ السلام نے (آدم کے بیٹے) بنایا ہے شیخ
[illegible] میں جس نے بیان کیا غالب یہ ہے کہ اسنے یہود کی کتابوں و اخبار سے بیان کیا ہے اور یہود کے اخبار کا یہ حکم ہے کہ ہم نہ انکی
[illegible] کی خبر پر اعتماد نہ کریں تو اس سے یقینی اعتماد نہیں ہو سکتا ہے ولیکن اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ
[illegible] صحیح اسناد سے [illegible] تو وہ سر آنکھوں پر ہے - پھر شیخ رح نے مکہ معظمہ کے حرم ہونے پر صحاح کی احادیث نقل کیں

Marfat.com

اور لکھا کہ چونکہ ان احادیث مین مذکور ہی کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا تو بعضے علماء اسطرف گئے ہین کہ مکہ معظمہ [illegible]
کی زبان و دعاء سے ہوا ہی اور لکھا کہ دیگر علماء کا قول یہ ہی کہ مکہ معظمہ جب سے زمین کے ساتھ پیدا کیا گیا اسی وقت سے حرم [illegible]
یہی قول اظہر و اقوی ہی اور احادیث دیگر وارد ہوئی ہین جو صریح اس امر کی دلیل ہین کہ اللہ تعالی نے مکہ معظمہ کو قبل پیدائش [illegible]
حرم کر دیا ہی چنانچہ صحیحین مین عبد اللہ بن عباس رضہ کی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روز فتح مکہ کے فرمایا کہ [illegible]
کہ اللہ تعالی نے اسکو حرام کر دیا جس دن آسمانون و زمین کو پیدا کیا پس وہ اللہ تعالے کے حرام کرنے سے قیامت تک حرام ہی [illegible]
کسی کے واسطے اسمین قتال کرنا حلال نہین ہوا اور میرے واسطے بھی اسمین قتال ایک ساعت دن کے لیے حلال ہو گیا تھا اب [illegible]
کے حرام کرنے سے قیامت تک حرام ہی نہ اسکے کانٹے کاٹے جاوین اور نہ اسکے چرند پرند وحشی شکار اپنی جگہ سے بھڑکائے جاوین [illegible]
کی گری ہوئی چیز کو اٹھاوے مگر وہی اٹھاوے جو اسکو پہچنوائے - یعنی جو اٹھاوے وہ اسواسطے اللہ تعالے کے واسطے اٹھاوے [illegible]
کرادے تاکہ جسکی چیز ہو اسے واپس کردے فافہم - اور اسکی گھاس نہ اکھاڑی جاوے (یہ کاٹی جاوے) پس عباس بن عبد المطلب نے کہا کہ یا رسول اللہ [illegible]
اذخر کے کیونکہ یہ یہان کے لوہارون کے لیے وانکے گھرون کے لیے ہی تو فرمایا کہ ہان سوائے اذخر کے رواہ البخاری ومسلم اور دونون نے اسکو
ابو ہریرہ رضہ سے بھی روایت کیا ہی - اور دوسری حدیث مین اذخر کے بارہ مین ہی کہ یہ گھاس ان لوگون کے گھرون و قبرون کے واسطے ہی
قال المترجم یعنی قبرون مین مردہ دفن کرنیکے وقت رکھتے تھے اور وہان اور کوئی گھاس ایسے کام کی نہ تھی - اور دوسری حدیث مین ہی کہ
اللہ تعالے نے مکہ کو حرام کیا ہی لوگون نے اسکو حرام نہین بنایا ہی پس جو شخص اللہ تعالے و روز قیامت پر ایمان لایا ہو اسکو حلال نہین ہی
کہ اسمین خون بہاوے یا اسکا درخت کاٹے اور اگر اس دلیل سے کوئی یہان قتال کرنا جائز سمجھے کہ رسول اللہ نے اسمین قتال کیا ہی تو اس سے
کہو کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی اور تم کو کوئی اجازت نہین دی ہی اور مجھے بھی اسمین دن کی ایک ساعت کے لیے اجازت
دی تھی پھر اسکی حرمت نے آج ہی عود کیا اور ویسے ہی حرمت ہو گئی جیسے کل تھی الی آخر الحدیث - رواہ البخاری ومسلم وغیرہم - مترجم
کہتا ہی کہ یہ احادیث صریح ہین کہ مسجد الحرام کی خصوصیت نہین بلکہ کل مکہ حرم ہی اور قولہ سواء العاکف فیہ والباد کی تفسیر مین جو مترجم نے بیان
کیا ہی اسکو اس سے قوی تائید ملتی ہی واللہ تعالے ہو العلیم الحکیم - پھر شیخ نے لکھا کہ جو احادیث ابراہیم علیہ السلام کے حرام کرنے کی آئی
ہین انکے معنی معلوم ہو گئے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالے کے حکم کو پہونچا دیا کہ اللہ تعالے نے اسکو حرم امن کیا ہی - قال المترجم
اگر کہا جاوے کہ پھر ابراہیم علیہ السلام نے دعاء کی تھی کہ رب اجعل ہذا بلدا آمنا - اسکو بلد امن کر دے تو یہ دعاء کیونکر ہوگی جب کہ امن
پہلے سے حاصل ہی تو مترجم کے نزدیک جواب اسکا یہ ہی کہ اللہ تعالے نے مکہ معظمہ کو حرم محترم پہلے سے کر دیا تھا مگر معنی اسکے شرعی حرمت ہی
جیسے آدمیون پر انکی مائین حرام کر دی ہین ولیکن قریب قیامت کے ایسے لوگ ہونگے جو اپنی ماؤن سے زنا کرین اور جیسے [illegible]
بیٹی سے وطی کرتے تھے تو اس سے وے جہنم کے ایندھن ہوے اسیطرح مکہ معظمہ کے حرم کرنے سے یہ لازم تھا کہ جو کوئی اسمین [illegible]
احترام کام کرے خونریزی وغیرہ تو جہنم کا ایندھن ہوگا اور اس سے یہ لازم نہ تھا کہ وہ اسکے خراب کرنے کی تہمت [illegible]
حرم محترم تھا مگر جب یہودیون نے یحیی علیہ السلام کو قتل کیا تو اسپر بخت نصر یا یونانی بادشاہ کافر غالب کر دیا گیا جس نے [illegible]
کیا اور بیت المقدس کو ڈھا دیا اور بالکل اجاڑ دیا تو ابراہیم علیہ السلام نے دعاء کی کہ جیسے اسکو حرم محترم کیا ہے [illegible]
حکم دیا جاوے کہ اسپر کوئی غالب نہ آوے اور یہ امن رہے چنانچہ کوئی اسپر غالب نہ ہوا [illegible]

[illegible] اذخر [illegible] ۱۲

[illegible] پھر غالب نہ ہوگا۔ یہ جواب مترجم کے ذہن میں پیدا کیا گیا اور اس جواب کی زیادہ غرض اسوجہ سے ظاہر ہوئی کہ بہت سی [illegible] لوگوں کے اختلافات و دلائل میں تعیین حل ہوگئیں واللہ تعالےٰ ہو العلیم الخبیر والحمد للہ رب العالمین۔ شیخ ابن کثیر رح نے [illegible] کہ پس ابراہیم علیہ السلام کے بنانے سے پہلے ہی مکہ معظمہ حرم محترم تھا اور مثال اسکی وجود پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھے تھے اور اسوقت سے خاتم المرسلین تھے حالانکہ آدم علیہ السلام اسوقت میں پانی و مٹی میں تھے یعنی خمیر آدم علیہ السلام بھی نہ تھا اور باوجود اسکے ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم الآیہ۔ اے رب ہمارے ان لوگوں میں ایک رسول انھیں میں سے مبعوث فرمائیو۔ اور اللہ تعالےٰ نے دعا قبول کی تو معنی یہ کہ سابق علم و تقدیر الٰہی میں یہ بات خود مقدر تھی اسی واسطے حدیث میں ہے کہ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہم کو اپنے ابتداء امر سے آگاہ فرماویں آپ نے فرمایا کہ میں ہوں دعا اپنے باپ ابراہیم کا اور بشریٰ اپنے برادر عیسیٰ بن مریم کا اور میری ماں نے دیکھا کہ اس سے ایک نور نکلا کہ جس سے شام کے مکانات روشن ہوگئے۔ مترجم کہتا ہے اور دیگر آثار وارد ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بناے کعبہ قبل بناے ابراہیم علیہ السلام کے تھی اگرچہ دیواریں وغیرہ گرگئی تھیں خواہ طوفان نوح علیہ السلام میں یا معمولی اسباب سے چنانچہ شیخ ابن کثیر رح نے مع ذکر اسانید کے نقل کیا ہے اور میں حسب معمول اسانید کو حذف کرکے لکھتا ہوں کہ ابن ابی حاتم نے سعید بن المسیب رح سے روایت کی کہ کعب احبار رح نے بیان کیا کہ بیت محترم زمین کی پیدائش سے پہلے پانی پر مثل غبار کے تھا یہ زمین سے چالیس برس پہلے تھا پھر اسی کے مقام سے زمین بچھائی گئی ہے۔ اور سعید رح نے کہا کہ ہم سے علی بن ابی طالب رض نے بیان فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام آرمینہ سے مکہ کو متوجہ ہوے اور انکے ساتھ میں سکینت تھی۔ قال المترجم یعنی ایک ہوا جسکا نام ریح الخجوج تھا جیسا کہ دوسری روایات میں حضرت علی رض سے مروی ہے۔ وہ سکینت انکو تبوء البیت پر راہ بتلانے کے لیے تھی جیسے مکڑی بیت کا تبوء کرتی ہے۔ قال المترجم قال تعالیٰ اذ بوانا لابراھیم مکان البیت۔ کے تبوء کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ پس اس ہوا نے انکے لیے پتھروں کو کھول دیا جن سے ہر پتھر کو تیس آدمی سے کم نہیں اٹھا سکتے تھے۔ ہم لوگوں نے حضرت علی رض سے عرض کیا کہ اے ابو محمد اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت الآیہ یعنی یہ دونوں باپ بیٹے دیوار اٹھاتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ بنیاد اور بنانا اسکے بعد واقع ہوا ہے۔ پھر سدی رح کی روایت ذکر کی اسمیں مذکور ہے کہ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام مقام بیت کو نہ جانتے تھے پس اللہ تعالےٰ نے ایک ہوا بھیجی جسکا نام ریح الخجوج تھا اسنے خانہ کعبہ کی بنیاد اول کا حلقہ کھول دیا پس ان دونوں نے اسی بنیاد کو کدالوں سے کھودا اور گہرا کیا یہانتک کہ اسپر بنیاد حال قائم کی آخر تک نقل کرکے شیخ رح نے کہا کہ ان آثار میں دلالت موجود ہے کہ بیت محترم کے قواعد قبل بناے ابراہیم علیہ السلام کے مبنی موجود تھے اور ابراہیم علیہ السلام کو اسی کی ہدایت کردی گئی کما قال تعالےٰ واذ بوانا لابراھیم مکان البیت الآیہ۔ چنانچہ ابن عباس نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ان قواعد پر بنیاد رکھی جو قواعد اس سے پہلے سے تھے رواہ الامام عبد الرزاق بسند صحیح اور عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا تو انکے پانوں زمین پر اور سر آسمان کو تھا اور آسمان والوں کی باتیں و دعا سنتے تھے اور انسے مانوس ہوتے تھے پس ملائکہ نے اللہ تعالےٰ سے اپنی دعا و نماز میں آدم علیہ السلام کی شکایت کی پس اللہ تعالےٰ نے آدم کو زمین کی طرف پست کردیا پھر جب آدم علیہ السلام سے وہ بات جاتی رہی جو ملائکہ سے انکی دعا و نماز میں سنتے تھے تو انکو وحشت ہوئی پس اللہ تعالےٰ سے اپنی دعا و نماز میں شکایت کی تو مکہ کی جانب متوجہ کیے گئے یعنی ہندوستان سے مکہ [illegible] انکا ایک قدم ایک شہر و ایک بیابان کو طے کرتا تھا پس مکہ پہونچ گئے پس اللہ تعالےٰ نے جنت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت

Marfat.com

اُتار دیا جو اُسی جگہ تھا جہان اب بیت ہی اور آدم علیہ السلام برابر اسکا طواف کیا کرتے تھے یہانتک اللہ تعالیٰ نے [illegible]
ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوے تو بیت بنایا اور یہی اللہ تعالے نے فرمایا و اذ بوأنا لابراہیم مکان البیت [illegible]
ابن جریج نے عطار سے روایت کی کہ آدم نے عرض کیا کہ الٰہی مین فرشتون کی آواز نہین سنتا ہون فرمایا کہ تیری [illegible]
ولیکن زمین مین اُتر اور میرے نام سے ایک بیت بنا اور اُسکا طواف کر جیسے تو نے ملائکہ کو دیکھا کہ آسمانی بیت کا طواف کرتے [illegible]
کہا کہ لوگون کا یہ زعم ہی کہ آدم نے پانچ پہاڑون سے اُسکو بنایا آخر تک - رواہ عبدالرزاق ایضاً - اور عبدالرزاق نے [illegible]
انند روایت کی اُسمین ہی کہ پھر آدم کا قد گھٹا کر ساٹھ گز کا کر دیا گیا اور آخر مین ہی کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے آدم مین نے تیرے [illegible]
ایک بیت نازل کر دیا ہی تو اسکے گرد طواف کر جیسے میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہی - شیخ ابن کثیر رح نے عطار کی [illegible]
کہا کہ اسناد تو عطار تک ٹھیک ہی ولیکن اُسکے بعض مین نکارت ہی - مترجم کہتا ہی کہ یاقوت جنت اُتارنے کے معنی [illegible] معلوم ہوتا [illegible]
یاقوت کا تھا اور عطار کی روایت اول اور قتادہ رح کی روایت متوافق ہین ولیکن عطار کی دوسری روایت مخالف ہی کیونکہ اُسمین [illegible]
پہاڑون سے بنانا مذکور ہی پھر مترجم کہتا ہی کہ عطار رح کا یہ قول کہ لوگون کا یہ زعم ہی - اس امر کی دلیل ہی کہ یہ بیان یہود کی کتابون [illegible]
سے ماخوذ ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا بیان یا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے نہین ہی ورنہ عطار رح اسطرح تعبیر نہ کرتے [illegible]
اور شیخ ابن کثیر رح نے اول ہی تصریح کر دی ہی کہ غالب یہ بیانات جس نے بیان کیے ہین اہل کتاب کی کتابون سے لیے ہین اور انکی [illegible]
و تکذیب ہم نہین کرتے سوا اسکے کہ جو محال عقلی ہو یا نصوص صریح سے خلاف ہو اُسکو باطل جانتے ہین - مترجم کہتا ہی کہ اگر وہم ہو کہ [illegible]
احبار وغیرہ یہود کے تھے [illegible] سے تھے اور وہ برغبت خالصہ اسلام لائے ہین اور دنیاوی کوئی لالچ بھی نہ تھا کیونکہ دنیاوی حالت [illegible]
اُنھون نے فقیری زہد کے ساتھ رکھی تھی پھر اُنھون نے جب یہ باتین بیان کین تو آپ کیون اعتماد نہ ہو گا تو جواب یہ ہی کہ اُنھون نے جو [illegible]
تھا ہین یہود کی باتین اُنھین مین سے بغیر کمی بیشی کے بیان کیا ولیکن یہ کتابین تو مدت دراز سے محرف ہو چلی تھین اور یہود [illegible]
یہود نے جو امور ایسے دیکھے کہ جنسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صدق نبوت ظاہر ہو یا اُنمین باہمی مختلف فرقون مین سے ایک [illegible]
دوسرے کی مفید مطلب جو بات دیکھی اُسی کو محرف کر دیا اُسنے اُسکی مخالفت سے اور دوسرے نے اُسکی مخالفت سے اور انھین کتابون [illegible]
گیا اور ہونے ہوئے حضرت عیسیٰ کے ظہور کے وقت تو خوب ہی تحریف ہوئی اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تو اللہ تعالیٰ کی [illegible]
محمد صلعم کے ساتھ نبوت و رسالت کا کمال و رحمت کا کمال ہوا اور یہودیون وغیرہ کی طرف تحریف کا کمال ہو گیا - پس کعب احبار وغیرہ [illegible]
پاسکے ہی نہین تو انکا کوئی قصور نہین ہی ان جیسے پائے تھے ویسے عبرانی سے عربی مین ترجمہ کر دیے تھے - پھر یہ جو ان آثار مین ذکر ہی کہ آدم [illegible]
اسقدر دراز تھا کہ سر آسمان کو لگا تھا تو یہ ایک حدیث کے مخالف ہی جو صحیح ہی اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالے نے [illegible]
طول ساٹھ گز کا آخر حدیث تک - پس یہ حدیث صریح ہی کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اسی قدر ساٹھ گز کا پیدا کیا تھا [illegible]
تھی تو طول آسمان تک جو ان آثار مین مذکور ہی محل ہی اگر وہم ہو کہ اس حدیث مین تو یہ بھی مذکور ہی کہ [illegible]
کہ یہ قد پہونچے جواب موجود ہین اور قوم عاد کے قصہ مین بیان ہوا ہی کہ سو گز سے زیادہ طویل تھے تو جواب یہ [illegible]
بیان کرنیوالے نے اپنے ہاتھون کے اندازہ پر سمجھا یا ہی اور آدم علیہ السلام کے [illegible] آنکی خلقت [illegible]
مقصود حدیث سے آدم کی صورت کا بیان ہی کہ آدم کو پیدا کیا اُسکی صورت پر یعنی [illegible]

[illegible] کو کہا تھا۔ علاوہ اسکے جو بیان قوم عاد کے قصہ کا ہی وہ حدیث کا بیان نہین ہی بلکہ وہ بھی قصص واخبار ہین کہ انکی صحت
[illegible] نہین ہو سکتا اور یہ ممکن ہی کہ ایک قسم کے جنس مین چند افراد ایسی نکل آوین کہ وہ اصل مان باپ سے بھی زیادہ توانا ہون ولیکن
[illegible] ایسے ہون کہ کبھی بہ ہون تو یہ چند افراد شمار مین نہ رکھے جاوینگے۔ پھر واضح ہو کہ اگر ان آثار کی کچھ اصل صحیح ہی تو شاید یون ہو کہ جب آدم
[illegible] زمین کو اتار دیے گئے تو قوت ملکیہ روحانیہ سے انکو ملائکہ کی تسبیح وتہلیل وباتین سنائی دیتی تھین پھر اللہ تعالے نے اسکو مقصور کر دیا اور شاید
[illegible] حکمت ہو کہ جنت سے یکایک اس دار محنت مین نزول گویا ہلاکت تھی تو اپنی قدرت سے انس وار جنت کا جذب باقی چھوڑ دیا پھر
[illegible] کر دیا اور عبادت وتسبیح ونماز وطواف انکے لیے خانہ کعبہ کا مقرر کر دیا۔ اس مضمون کو شاید یہودیون نے محرف کر کے انکے قد کو
اسقدر دراز بیان کر دیا ہو کہ بوجہ درازی قد کے آسمان سے باتین سنتے تھے اور وجہ اسکی یہ ہی کہ یہود وغیرہ ایک قوم ہین کہ محسوسات انپر
غالب ہین اور یہ بات قران پاک کے اشارات سے اکثر مقام پر ظاہر ہی جیسے باوجود تمام قدرت کاملہ ومعجزات باہرہ جو حضرت موسی ہ کے
[illegible] انھون پر دیکھ لیے تھے بعد غرق فرعون کے موسی علیہ السلام سے درخواست کی کہ اجعل لنا الٰھا کما لھم الھۃ۔ ہمارا بھی ایک الٰہ ایسا ہی بنا دے
جیسے ان لوگون کے بہت سے الٰہ ہین پس وحدانیت کے معنی ہی سمجھے کہ کئی نہ ہون اور اسکو محسوس مانگا اور جیسے ارنا اللہ جھرۃ۔ یعنی محسوس
طریقہ سے دیدار مانگا کہ جیسے حواس سے چیزون کو مشاہدہ کرتے ہین اور مواجہہ ودوری ونزدیکی اور جگہ وغیرہ لوازمات کے ساتھ چیزون
کو دیکھتے ہین ایسے دیکھین۔ بالجملہ یہ لوگ روحانیات وعقلیات سے اکثر بے نصیب تھے تو انھون نے معنی عقلی وملکوتی کو نہ سمجھا اور
اسکو محسوس کے لباس مین اسطرح لائے کہ آدم علیہ السلام کا قد اسقدر دراز تھا کہ آسمان کو لگا ہوا تھا اور یہ جہالت وحماقت ہی۔ پھر جو
مترجم نے ذکر کیا وہ مفہوم تو معقول ہی واللہ تعالے اعلم جیسا کہ بعض احادیث سے استنباط ہوتا ہی ولیکن یہ نہین یقین ہو سکتا کہ یہ
روایات اسی مضمون پر تھین اور مین نے یہان تطویل اسواسطے بیان مین کی کہ ہمارے بعضے مفسرین نے ان روایات کو لکھدیا ہی۔ اور
واضح ہو کہ شیخ جلال رح وغیرہ نے اس امر کو ارجح قرار دیا ہی کہ بیت العتیق ایام طوفان نوح مین اٹھا لیا گیا تھا تو ظاہر مختار انکے نزدیک
[illegible] مذکور الوت کا بیت نازل ہوا تھا اور اظہر واللہ اعلم یہ ہی کہ جیسے حجر اسود ایک سپید صاف پتھر جنت کا ہی جسکا نور اللہ تعالے نے مطموس
کیا اور آدمیون کے گناہون کی تاریکی سے سیاہ ہوا ہی اسی طرح وہ بیت بھی بظاہر اس شان سے جو اسمین نور جنت سے ہوگی مطموس
کیا ہوگا حتی کہ عام نظر مین وہ مانند زمینی مکانات کے ہوگا ولیکن آدم علیہ السلام کی نظر جب آسمان کے دیدار سے مقصور کی گئی تو اس
[illegible] سالم رہے تاکہ انکی نظر نبوت مین وہ اسی شان سے نظر آتا ہوگا اور جب عوام کی نظر مین مطموس کیا گیا تو شاید کہ اللہ تعالے کے حکم
[illegible] آدم علیہ السلام نے اسکے رکھنے کے مقام کو جو سابق سے بلکہ زمین سے پہلے سے موجود تھا پانچ پہاڑون کے جنکے واسطے اللہ تعالی کی قدرت
[illegible] شان ہی بنیاد اٹھا کر قائم کیا ہو وعلی ہذا ان آثار مین کوئی مخالفت نہین ہی بلکہ اصل بات سمجھ مین نہ آنے سے یہ تردد تھا اور ممکن ہی کہ
[illegible] بعد [illegible] امر واقع ہوا ہو اور بہت ایسا ہوتا ہی کہ مرد بے عقل جسکی نظر محسوسات پر مقصور ہوتی ہی باتون کو خود نہین سمجھتا
[illegible] علما [illegible] اسلام کے نزدیک اہل الحق تک صحیح اسناد سے جو بات پہونچی وہ جب محال عقلی نہین تو ممکن ہی پھر
[illegible] ذکر [illegible] درجہ کی [illegible] اصلی جس مین مقصود سے محروم ہوتا ہی۔ بالجملہ ان آثار سے ظاہر ہوا کہ آدم علیہ السلام نے پہاڑون
[illegible] کبھی بر آسمان سے یاقوت جنت کا بیت نازل ہوا جو حضرت آدم علیہ السلام کی نظر مین جلوہ افگن تھا اور عوام کی نظرون
[illegible] بیت تھا پھر جس جگہ آدم علیہ السلام کو بنیاد ڈالنے کا حکم ہوا تھا یہ ضرور نہین کہ اس سے پہلے یہان بنیاد نہو بلکہ وہ بنیاد

اللہ تعالےٰ کی قدرت داما وات سے خواہ بے سبب پیدا کرنے سے یا ظاہری سبب سے پیدا کرنے سے موجود
ابن جریر رح کی روایت جو بطریق عکرمہ از ابن عباس رض ہی ذکر کی کہ حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
دو ہزار برس پہلے ارکان آب پر چار رکنون پر بیت محترم کو رکھا پھر زمین اسی بیت کے نیچے سے بچھائی گئی۔ مترجم
سے یہ ثبوت نہین ہوتا ہی کہ آدم سے پہلے ملائکہ نے اسکو بنایا ہی ولیکن اللہ تعالیٰ نے بیت کو زمین سے قدیم پیدا کیا ہی اور اسکے
خاص شان ہی جسکی عظمت علم الٰہی مین ہی پھر مترجم کہتا ہی کہ بناے ابراہیم سے پہلے وجود بیت عتیق زادہا اللہ شرفاً کے موجود ہونے پر
نے اسکو اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ ملکر بنایا ہی ولیکن جب اسمٰعیل علیہ السلام کو وہان لاکر مع آنکی والدہ کے بسایا ہی تو اسوقت اسمٰعیل
دودھ پیتے تھے جیسا کہ صحیحین وغیرہ کی حدیث صریح ناطق ہی پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا حکایت فرمائی بقولہ ربنا انی
من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم الآیہ۔ اور یہ صریح ہی کہ بیت محرم کے نزدیک اپنے بعض ذریات کو بسایا تو بیت محرم کا وجود
سے پہلے سے تھا اور یہ اپنے مقام پر اس آیت کی تفسیر مین تحقیق ہو چکا کہ یہ دعا بعد بناے بیت کے نہین ہی بلکہ اس سے پہلے ہی صرف بیت
معلوم تھا اور اسکے بالکل حدود صحیح معلوم نہ تھے فافہم۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جانتے تھے جیسا کہ احادیث مین مذکور ہی اور
ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ ذوالقرنین نے ابراہیم علیہ السلام کے بناتے وقت آنسے حجت چاہی تو پانچ مین حجت
شہادت دی کہ یہ دونون اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسکے بنانے پر مامور ہین تو ذوالقرنین راضی ہوکر آگے روانہ ہوا۔ اور ازرقی نے تاریخ مکہ
مین ذکر کیا کہ ذوالقرنین نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کعبہ کا طواف کیا ہی اور بخاری رح نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے نہین معلوم کہ تیری قوم نے جب بیت کی عمارت بنائی تو قواعد ابراہیم علیہ السلام سے کم
کر دیا مین نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ اسکو قواعد ابراہیم علیہ السلام پر نہین کر دیتے ہین آپ نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کا زمانہ کفر سے
قریب نہ ہوتا۔ عبد اللہ بن عمر رض نے کہا کہ اگر عائشہ صدیقہ نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی تو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو نہین دیکھتا کہ آپ نے حجر کے متصل دونون رکنون کا استلام ترک کیا ہو سواے اس بات کے کہ بیت کی بناء قواعد ابراہیم پر نہین
ہی۔ وقد رواہ مسلم والنسائی وغیر واحد من طرق متعددہ اور ان بعض روایات مین ہی کہ اے عائشہ اگر تیری قوم قریب زمانہ شرک مین نہ ہوتی
تو مین کعبہ کو ہدم کرکے زمین سے برابر کرتا اور اسکا ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی کر دیتا اور اسمین حجر گز بڑھا دیتا حجر سے کیونکہ قریش نے جب اسکو بنایا
تو اسکو کم کر دیا تھا۔ رواہ مسلم۔ قریش نے آنحضرت صلعم کی بعثت سے پانچ برس پہلے خانہ کعبہ کی بنا کی تجدید کی تھی شیخ نے نقل کیا کہ محمد بن اسحٰق نے
سیرت مین لکھا کہ جب آنحضرت صلعم کی عمر پینتیس برس کی پہونچی تو اسوقت قریش مجتمع ہوے کہ کعبہ کی عمارت تجدید کرین اور یہ قصد انکا اسواسطے تھا کہ
کی چھت بنا دین ولیکن اسکے گرانے سے ڈرتے تھے اور پہلے سے وہ ایک قد قامت سے کچھ اونچا تھا تو قریش نے چاہا کہ اسکو اونچا کرین اور اسکی چھت
بنا دین اور یہ اس جہت سے تھا کہ چند لوگون نے کنز کعبہ سے چرا لیا تھا اور وہ جوف کعبہ مین ایک کنوے کے اندر رکھی تھی اور جسکے پاس وہ کنز ملا
وہ دویک مولی بنو ملیح بن عمرو کا خزاعہ مین سے تھا پس قریش نے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا اور لوگ گمان کرتے ہین کہ جن لوگون نے
چرایا تھا اسکو دویک کے پاس رکھ دیا تھا اور تاجران روم مین سے ایک شخص کی کشتی ڈوب گئی تھی
کہ کنارہ گرے اور اسکی لکڑیان علحدہ ہو گئین لوگون نے اسکی لکڑیان لین اور اسکو چھت مین ڈالنے کے لیے
قبطی بڑھئی رہتا تھا اسنے انکے نزدیک چھت کے لائق ان لکڑیون کو درست کر دیا پھر یہ لوگ

یعنی اگر ایسا ہوتا تو مین اسکو گرا کر قواعد ابراہیم پر بنا دیتا ۱۲ منہ

Marfat.com

خزانے میں تھا اسمیں سے ایک سانپ نکلنا شروع ہوا تھا وہ ہر روز نکلتا اور دیوار کعبہ پر چڑھ آتا اور اُس سانپ سے یہ لوگ ڈرتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ جو اُسکے نزدیک جاتا وہ اپنے دانت نکالتا اور مُنہ کھول دیتا اور بل کھاتا تھا پس ڈر کر بھاگ آتے تھے اور حیران تھے ایک روز وہ حسب معمول نکلکر دیوار پر آیا اور اللہ تعالے نے ایک پرند بھیجا کہ وہ اُسپر ٹوٹ پڑا اور اُسکو اُٹھا کر لے گیا تب قریش نے کہا کہ ہم کو امید ہے کہ جو ہمنے ارادہ کیا اُس سے اللہ تعالے راضی ہوا اور ہمارے یہاں ایک کاریگر رفیق اور لکڑی دونوں موجود ہیں اور اللہ تعالے نے سانپ دور کیا پس جب سب اُسکے گرانے و بنانے پر متفق ہوئے تو ابن وہب بن عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ سے کعبہ سے ایک پتھر اکھاڑا وہ پتھر اُسکے ہاتھ سے کود کر پھر اپنے ٹھکانے جم گیا تو اُسنے کہا کہ اے گروہ قریش کے تم اُسکی عمارت میں اپنی کمائی سے وہی لگاؤ جو پاکیزہ ہو اُسمیں لونڈیوں کی حرامکاری کی کمائی نہ ہو اور نہ سود کی بیع ہو اور نہ آدمیوں میں سے کسی کا مظلمہ اُسمیں ہو۔ ابن اسحق نے کہا کہ لوگ اس کلام کو ولید بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم کی طرف نسبت کرتے ہیں پھر قریش نے بنانے کے واسطے کعبہ میں اجزا کر لیے تو شق الباب بنو عبد مناف و زہرہ کا تھا اور رکن اسود اور رکن یمانی کے درمیان بنو مخزوم کا اور اُنکے ساتھ قبائل قریش کے شریک کر دیے گئے تھے اور ظہر الکعبہ بنو جمح و سہم کا تھا اور شق الحجر بنو عبد الدار بن قصی اور بنو اسد بن العزی بن قصی و بنو عدی بن کعب بن لوے کا تھا اور وہ حطیم ہے اقول یعنی چار ٹکڑے کیے دروازہ کی طرف کا حصہ بنو عبد مناف و زہرہ کا تھا اسیطرح رکن اسود و یمانی کا اور جانب حجر کا اور ظہر الکعبہ۔ چار ٹکڑے تھے۔ پھر لوگوں نے اُسکے ہدم میں خوف کیا اور ڈرے پس ولید بن المغیرہ نے کہا کہ میں تم میں سے پہلے شروع کرتا ہوں اور کدال لیکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللهم لم ترع اللهم انا لا نريد الا الخير۔ یعنی ہمارے آلہ تم گھبراؤ نہیں ہم تو بہتری چاہتے ہیں اقول یہ جہالت و کفر کے خیالات پر اُسنے کہا۔ پھر اُسنے رکنین کی جانب سے کچھ ہدم کیا پھر لوگوں نے کہا کہ ہم آج رات بھر انتظار کرتے ہیں اگر اُسکو کچھ مصیبت پہونچی تو پھر ہم ہدم نہ کرینگے اور جیسے تھا اُسی حالت پر اُسکو دوہرا دینگے اور اگر اُسکو کچھ مصیبت نہ پہونچی تو معلوم ہوا کہ جو ہم نے کیا وہ اللہ تعالے کو پسند ہے پھر ولید نے صبح کی تندرست اور اپنے کام پر متوجہ ہوا پھر اُسنے ہدم کیا اور لوگوں نے ہدم کیا یہانتک کہ نیو تک پہونچا دیا جب اساس ابراہیم علیہ السلام تک پہونچے تو وہاں ایک سبز پتھر ملا جو مانند دانتوں کے بعض ٹکڑا بعض میں ملا ہوا تھا۔ ابن اسحق نے کہا کہ جس نے یہ حال روایت کیا ہے اُسنے مجھ سے بیان کیا کہ جو لوگ ہدم کرتے تھے اُنمیں سے ایک شخص قریش میں سے آیا اور اُسنے اپنا عتلہ اُس پتھر کے دو پتھروں کے بیچ میں داخل کیا کہ اُسکو توڑ کر اکھاڑ دے جب اس پتھر کو جنبش ہوئی تو تمام مکہ لرز گیا پس لوگ اِس اساس کے کھودنے سے الگ ہو گئے۔ ابن اسحق نے کہا کہ پھر قریش کے قبائل میں سے ہر قبیلہ نے اپنی جانب کے بنانے کے لیے پتھر علیحدہ علیحدہ جمع کیے اور اُسکو بنایا یہانتک کہ عمارت موضع رکن یعنی حجر اسود تک پہونچے وہاں قریش نے باہم جھگڑا کیا ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ ہم ہی اُسکو اُٹھا کر اُسکی جگہ رکھیں اور دوسرا اُسکے خلاف کرتا تھا یہانتک کہ باہم اُنمیں سخت کلامی ہوئی اور مخالفت یہانتک پہونچی کہ لوگوں نے قتال کا سامان کیا اور بنو عبد الدار نے خون سے بھرا ہوا ایک پیالہ پیش کیا اور اُنھوں نے معہ بنو عدی بن کعب بن لوی نے موت پر عہد کیا اور اپنے ہاتھ اس خون بھرے پیالہ میں ڈبوئے اِسی جہت سے خون چاٹنے والے کہلائے پھر قریش اِسی حال پر چار یا پانچ روز تک رہے پھر سب مسجد میں جمع ہوئے اور باہم مشورہ کیا اور انصاف چاہا بعض راویوں نے بیان کیا کہ ابو امیہ بن المغیرہ جو ولید بن المغیرہ کا بھائی تھا اور اسوقت میں قریش میں سب سے زیادہ بوڑھا تھا کہنے لگا کہ اے معشر قریش تم اپنے درمیان اُس شخص کو حکم قرار دو جو اُس مسجد کے دروازے سے پہلے آوے جو وہ تم میں فیصلہ کر دے اُسکو مانو اُنھوں نے اُسکو

سط کیا پس سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوے جب قریش نے آپ کو دیکھا تو کہنے [illegible]
مین تو یہ محمد آیا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہانتک پہونچے تو ان لوگون نے حال بیان کیا [illegible]
پاس ایک کپڑا لاؤ جب وہ کپڑا آیا تو حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اُس کپڑے مین خود اُسکو رکھا [illegible]
پھر سب نے اُسکو اُٹھایا اور اُسکی جگہ اُسکو لائے پھر اُس کپڑے مین سے خود نکال کر اُسکو اُسکی جگہ رکھدیا [illegible]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہین اُتری ہی تب تک قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے اور زبیر بن عبد المطلب نے [illegible]
فراغت کے ایک قصیدہ کہا ہی جو ابن اسحق نے نقل کیا ہی اور اِسمین سانپ کا تذکرہ ہی - مترجم کہتا ہی کہ اِس سے ظاہر [illegible]
تھا اور لرزتا اور بل کھاتا اور دانت کڑکڑاتا تھا اور کبھی لپکتا تھا اور قریش جب بنا کا قصد کرتے تو حملہ آور ہوتا پھر ایک عقاب [illegible]
اُٹھا لیگیا - اور ابن اسحق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کعبہ اٹھارہ ہاتھ کا تھا اور اُسکی پوشش [illegible]
لباس بردو سے ہوا اور سب سے پہلے جس نے دیباج کا لباس چڑھایا وہ حجاج بن یوسف ثقفی ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ [illegible]
پر وہ مدت تک رہا یہانتک کہ سنہ ہجری کے بعد اول سرداری عبد اللہ بن الزبیر مین جل گیا اور یہ آخر زمانہ یزید بن معاویہ کا تھا [illegible]
نے اِسمین عبد اللہ بن الزبیر کا محاصرہ کیا ہی پھر ابن الزبیر رح نے اُسکو قواعد ابراہیمی پر اسطرح بنایا جیسے ام المومنین صدیقہ [illegible]
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی تھی اور یون ہی رہا یہانتک کہ حجاج مذکور نے عبد اللہ بن الزبیر کو شہید کیا تو پھر اُسنے عبد الملک
بن مروان کو لکھا کہ اِس بارہ مین کیا اجازت ہی اور یہ بھی لکھا کہ ابن الزبیر رح نے مکہ کے اہل عدل کی نظر پر اساس رکھی تھی یعنی اُسی بنیاد
پر بنایا ہی جسکو مکہ کے اہل عدل وعلما نے دیکھ لیا ہی اُسکے جواب مین عبد الملک نے لکھا کہ ہم کو ابن الزبیر کی کیچھ مین گرنا منظور نہین ہی تو ابن الزبیر
نے جو اُسکے طول مین بڑھایا ہی اُسکو رہنے دے اور جو حجر کو داخل کیا ہی تو اُسکو اپنی پہلی حالت پر کردے - یہ روایت صحیح مسلم مین موجود ہی اور
صحیح مسلم کی دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ عبد الملک کو حدیث عائشہ رض کی خبر نہ تھی اور جب خبر ہوئی تو اُسکو ابن الزبیر کے واسطے سے
خبر ہوئی تو اُسنے جھوٹ جانا پھر جب حارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور دوسرے لوگون نے اس سے کہا کہ ابن الزبیر نے صحیح کہا ہی
اور ہر ایک نے شہادت دی کہ ہم نے بھی ام المومنین رض سے ایسا سنا ہی تو وہ کچھ دیر سکوت مین رہا اور آخر کہا کہ کاش مین اُسکی بنا
رہنے دیتا جو ابن الزبیر نے بنائی تھی اور ایک روایت مین ہی کہ اُسنے طواف کرنے مین کہا کہ ابن الزبیر نے ام المومنین پر جھوٹ [illegible]
تو حرث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ نے اُسکو منع کیا کہ مین نے خود ام المومنین سے سنا ہی تو اُسنے کہا کہ اگر مین [illegible] سنتا تو [illegible]
دیتا جیسے ابن الزبیر نے بنایا تھا - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ام المومنین صدیقہ رض سے یہ حدیث مثل قطعی کے [illegible]
سے اسود بن یزید وحرث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ وعبد اللہ بن الزبیر وعبد اللہ بن محمد بن ابی بکر الصدیق وعروۃ بن الزبیر [illegible]
کیا ہی پس جو ابن الزبیر نے کیا تھا وہ صواب تھا اگر عبد الملک اُسکو اُسی حال پر رہنے دیتا تو اچھا تھا ولیکن [illegible]
حالت پر کر دیا تو اب بعض علما نے مکروہ جانا ہی کہ ہدم کرکے اُس ہیات پر بنایا جاوے کیونکہ ام المومنین [illegible]
ہارون رشید و اُسکے باپ مہدی نے پوچھا تھا کہ کعبہ کو ہدم کرکے اُس ہیات پر بنایا جاوے جیسے ابن الزبیر [illegible]
کہا کہ ای امیر تو کعبہ کو بادشاہون کا کھلونا مت بنا کہ پھر جو چاہیگا اُسکو ہدم کرکے [illegible]
نووی و قاضی عیاض نے نقل کیا ہی - مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر رح کے [illegible]

Marfat.com

...جے ہی شیخ نے لکھا کہ یہ ابراہیمی ہبات پر واللہ تعالیٰ اعلم رہیگا آخر زمانہ تک یہانتک کہ حبشہ مین سے ذوالسویقتین ایک شخص مردود آویگا اسکو خراب کریگا جیسا صحیحین کی حدیث مین ابوہریرہ رضہ سے مروی ہی اور بخاری نے اسکو ابن عباس رضہ سے بھی روایت کیا ہی۔ اور امام احمد نے اسکو عمرو بن العاص سے روایت کیا ہی۔ شیخ نے کہا کہ واللہ اعلم یہ حال بعد خروج یاجوج وماجوج کے ایک زمانہ کے ہوگا۔ کیونکہ صحیحین مین مروی ہی کہ بعد خروج یاجوج وماجوج کے بھی اِس بیت کا حج وعمرہ کیا جائیگا۔ **مترجم** کہتا ہی کہ قولہ تعالےٰ حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج الآیہ کی تفسیر مین اسکا اشارہ گذرا ہی کہ بعد ہلاک یاجوج وماجوج کے اہل اسلام اپنے اوطان مین آوینگے اور ہر طرح کی برکت عود کریگی اور ایک مدت تک اسلام پر رہینگے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ کے ارادات ومشیت سے مسلمان سب کی روح قبض کر لیجائیگی اور یمن کی طرف سے ایک ہوا سے سرخ آویگی نہایت لطیف وہ ہر مومن کی بغل کے نیچے سے اُسکی روح قبض کریگی اور جسکے دل مین رائی برابر بھی ایمان ہی وہ اُٹھا لیا جاویگا اور بے ایمان شریر لوگ رہجاوینگے اُسوقت ذوالسویقتین حملہ آور ہوکر خانہ کعبہ کے پتھرون کو ایک ایک کرکے علٰحدہ کریگا اور یہی لوگ ہونگے جنپر قیامت قائم ہوگی۔ اِس سے معلوم ہوا کہ جبتک ایمان ہی تب تک اللہ تعالےٰ کے فضل سے خانہ کعبہ معظم ومحترم باقی رکھا جائیگا۔ **ف** — فی اشارات العرائس قولہ تعالےٰ واذ بوانا لابراہیم مکان البیت الآیہ یہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خلیل وجمیع بندگان مخلصین کے لیے رکھا ہی کہ اُنکو آیات وشعائر البیت کی دلالت فرماتا ہی وہ اُسکے انوار حضرت کو مشاہدہ کرتے ہین تاکہ اُنکی عبادت کا وسیلہ ہو اور انوار آیات کا آئینہ ہو اور عبادت مین شرکت کرنا معلوم ہی اور اشارہ ہی کہ طاعت کا ثواب جنت وغیرہ طلب نہ کرے ہرچند کہ جس نے خلوص سے بندگی ادا کی اُسکے واسطے کرامت ورحمت ہی ولیکن یہ شخص طاعت کو اِس معاوضہ کے واسطے نہ کرے بلکہ فرمانبرداری الٰہی مقصود ہو۔ اور قلب بیت باطن ہی جیسے کعبہ بیت ظاہر ہی تو یون ہی بیت باطن کو خطرات نفسانیہ سے پاک رکھے جیسے بیت ظاہر کو پاک رکھنے کا حکم ہی۔ قولہ للطائفین والقائمین الآیہ۔ قلب کے واسطے طائفین تو انوار تجلی وواردات غیبی ہین اور قائمین انوار معرفت ہین اور رکع سجود انوار اسلام وایمان ہین۔ اور یون ہی طائفین ملائکہ الہام ہین اور قائمین ارواح ہین اور رکع سجود عقل ہین اور حاصل اشارات یہ ہی کہ قلب کو ماسوائے حق سے پاک رکھے تاکہ یہ چیزین نجاست وخطرات شیطانیہ سے مشوش نہون۔ **ابن عطا** رح نے قولہ تعالےٰ واذ بوانا لابراہیم الآیہ مین کہا کہ ابراہیم کو توفیق بنائے بیت عطا کی اور اعانت فرمائی اور ابراہیم و اُنکے مابعد کے انبیاء وصدیقین کے لیے اُسکو نسک بنا دیا اور شرک نہ کرنا اُسکی بنا مین بھی تھا کہ اسمین اپنا فعل نہ دیکھے۔ سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ جیسے بیت العتیق کی طہا[illegible]ون سے ہی ویسے ہی قلب کو شرک وشک وکینہ وحسد وقساوت وذمائم سے پاک کرے۔ قولہ واذن فی الناس الآیہ۔ یہ ندا ودعا بزبان حق تھی لہٰذا اللہ تعالےٰ کے بندون نے جو بیت حضرت کے لائق تھی لبیک اللہم لبیک کے ساتھ جواب دیا اور یہ ان ارواح قدسیہ کا جواب تھا جو معدن غیب مین سعادت سے سرفراز تھین۔ شیخ نے لکھا کہ ان معانی سے دلیل صریح ہی کہ ارواح کا وجود اجسام سے پہلے ہی یعنی جس نے یہ زعم کیا کہ روح کا وجود وقت وجود جسم کے رحم مادر مین ہوتا ہی اُسنے غلط کیا۔ قولہ یاتوک رجالا۔ اشارت ہی کہ ہر چیز سے مجرد اور اپنے نفوس سے پاک زیارت کے واسطے حاضر ہونگے [illegible] اور اگر نفوس سے تجرید حاصل نہ ہوئی ہو تو ان نفوس پر آوینگے جو ضامرہ ہون یعنی ریاضت ومجاہدات سے مہزول ہون **مترجم** کہتا ہی کہ اگر خیال پیدا ہو کہ جو لوگ حج کو جاتے ہین وہ ایسی ندائے حق پر جاتے ہین تو جواب یہ کہ ہان یہی امید کرنا چاہیے ولیکن [illegible] نفس ہی تو آثار انہین نفس کی راہ سے ہونگے مثلاً حاجی کہلاوین یا مانند اسکے دیگر امور ہون اور جنھون نے نفس [illegible] نفس اُنکا مضمحل ہی اور قوت روح غالب ہی تو اُنکے آثار حج کے بہتر ہین کہ اُنکی نظر ظاہری حواس پر متعلق نہین ہی

اور وہ مشاعر الحرام مین آیات وانوار دیکھتے ہین فافہم واللہ تعالیٰ اعلم۔ قولہ یاتین من کل فج عمیق۔ سے مراد [illegible]
باطنہ ہے کیونکہ وہ جانب اسرار وانوار مین ہین اور شیخ ابن عطا رح نے کہا کہ ایسے مرد آوینگے جنکو صلاحیت [illegible]
کتنے ہین جو بارگاہ سلطانی مین اکرام سے بلائے ہوے آتے ہین اور ہر شخص اس لائق نہین ہوتا ہے کہ مالک کے یہان [illegible]
بلکہ وہی ہوتا ہے جو عقل نورانی سے آراستہ اعتقاد مین درست اور افعال مین چست ہو اخلاق شائستہ ہون اور آداب [illegible]
حق سبحانہ تعالےٰ نے بناے کعبہ وندائے صادقہ کی حکمت بیان فرمائی۔ بقولہ لیشہدوا منافع لہم۔ ارواح سے مشاہد قریب [illegible]
مقامات ودرجات جو اُنکے واسطے مہیا ہین مشاہدہ کرین۔ قولہ فکلوا منہا واطعموا الآیہ۔ اسمین ارشاد ہے کہ فقرا ومساکین کے ساتھ [illegible]
تواضع کرین اور پاکیزہ کھانا اپنے واسطے مخصوص نہ کرین۔ اور اسمین ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو امور مکاشفہ ومشاہدہ سے ظاہر ہوے [illegible]
وہ غذاے روح ہین اسمین اہل ارادت کو شریک کرین اور تنہا نہ کھاوین۔ شیخ ابو عثمان نے فرمایا کہ اسمین اللہ تعالےٰ نے بندون کو ادب
سکھلایا ہے کہ فقرا ومساکین کو اسی غذاے لطیف مین شریک کرین جو خود کھاوین اور اللہ تعالےٰ کے واسطے وہ نہ ٹھہراوین جس سے
خود کراہت کرتے ہین جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم مشرکین کی مذمت فرمائی بقولہ ویجعلون للہ ما یکرہون۔ اور یہ ادب اسطرح ہے کہ فقرا کو اپنے طعام ولباس
مین شریک کرین۔ شیخ ابن عطا رح نے کہا کہ البائس وہ شخص ہے کہ جسکے ساتھ بیٹھنے اور ساتھ کھانے سے نفرت ہو اور ذلیل سمجھی جاوے
اور فقیر وہ ہے کہ تو جانتا ہو کہ اسکو میرے طعام کی حاجت ہے اگرچہ اسنے سوال نہ کیا ہو۔ قولہ ذلک ومن یعظم حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ حرمات
الٰہی کعبہ معظمہ کی معلوم ومفسر ہین اور حرمات الٰہی قلب کے اندر وہ مقام اتحاد واتصاف وقرب ہے کہ اس طور توحید واتصاف تفرید مین
وحدانیت وفردانیت حق عز وجل کی تعظیم قائم رہے اور بندگی وعجز ونقص کو جو بندہ کی ذات کے واسطے لازم ہے نہ بھولے اور دعوی سکر کہ
انانیت ہے نہ آنے پاوے پس جو وہان بصفت عبودیت محفوظ رہا وہ مقام صحو وہوشیاری مین زیادت مراتب سے سرفراز ہوتا ہے اور
امام صحو وتمکین ہو جاتا ہے اور طریقت کے سالکین وحقیقت کے واصلین اسکی اقتدا کرتے ہین اور جس نے وہان سکر مین انانیت کا دعوی
کیا وہ نکالا اور غیرت کبریائی مین سولی دیا جاتا ہے اور ہیبت وکبریا وسلطنت مین آگ سے سوختہ ہوتا ہے۔ اور اشارت ہے کہ جس نے حق عز وجل
کو حادث سے منفرد دیکھا اور مشاہدہ مین اپنی طمع وحظوظ سے بیزار رہا تو اسنے مقام قرب مین احترام کی رعایت رکھی اور جس نے اپنے حظوظ
کی طرف توجہ کی وہ مقام احترام مین نہین رہا اور واضح ہو کہ جس نے عبودیت مین احترام رکھا وہ قرب ربوبیت کو پہنچا اور جس نے قرب
ربوبیت مین احترام رکھا وہ علت حدوثیت سے پاک کیا جاتا ہے۔ واسطی رح نے کہا کہ منجملہ تعظیم حرمت الٰہی یہ ہے کہ مخلوق مین سے کسی
طرف التفات نہ ہو اور جنت مین سے کسی بات کا لحاظ نہ ہو اور کسی حبیب وخلیل کو تلاش نہ کرے جبتک کہ حق عز وجل کی طرف [illegible]
شیخ فارس رح نے کہا کہ حرمات الٰہی اسکی صفات ہین اور جس نے اللہ تعالےٰ کے حکم ونہی مین سستی کی تو اس نے [illegible]
اور یہ خود نفاق ہے اور بعضون نے کہا کہ فعل اسواسطے کرنا کہ اسکا یہ عوض ہے حرمت الٰہی کے منافی ہے [illegible]
حکم ہوا اور اس موافقت پر بھی نظر نہ رہے تو خلوص طاعت با احترام ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے شعائر الٰہی کی تعظیم [illegible]
تاکید وتشریع فرمائی بقولہ تعالےٰ

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ لَكُمْ [illegible]

یہ سن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزون کا سو وہ دلون کی پرہیزگاری سے ہے [illegible]

ع ۸

اِلیٰٓ اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ؏

ایک ٹھہرے وعدے تک پھر اُنکو پہونچنا اُس قدیم گھر تک

ذٰلِكَ یہ بڑی تعظیم کی بات ہے جو مذکور ہوئی - پھر دوسری بات بیان فرمائی بقولہ - **وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ** اور جو کوئی تعظیم کرے شعائر اللہ کے **فَاِنَّهَا** تو یہ شعائر یعنی تعظیم اِن شعائر کی - **مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ** پیدا ہوتی ہے قلوب کے تقوی سے جب دل مین تقوی ہوتا ہے تو اِس سے ایسے افعال تعظیم سرزد ہوتے ہین اور مرکز تقوی یہی دل ہے - اور اگر من تقوی یعنی بعض تقوی لیا جاے تو تقدیر یون ہوگی من فعال ذوی تقوی القلوب یعنی صاحبان تقوی القلب کے افعال مین سے یہ تعظیم ہے - کذا ذکرہ الخطیب - پھر شعائر جمع شعیرہ یا جمع شعار ہے اور وہ ہر چیز جسمین اللہ تعالے کے واسطے ہونے کی علامت ہو اور حرب مین قوم کا شعار یعنی علامت ہے جس سے لوگ باہم پہچانین اور شعائر اللہ اُسکے دین کے اعلام ہین - پھر بیان شعائر سے کیا مراد ہے تو بعض نے کہا کہ جمیع اعمال حج مانند وقوف عرفہ و رمی جمار وغیرہ جو احرام مین ہوتے ہین پھر احرام سے حلت بیت عتیق کے طواف سے ہے اُسکو خطیب وغیرہ نے ذکر کیا اور اِس قول پر منافع سے مراد دینی منافع ہونگے - اور بعض نے کہا کہ شعائر سے مراد بدنہ ہین جو قربانی کیے جاتے ہین چنانچہ ابن عباس سے اِس آیت مین مروی ہے کہ شعائر بدنہ ہین - اور شیخ ابن کثیر رح وغیرہ نے شعائر کو عام لیا کہ جسمین بدنہ بھی داخل ہین چنانچہ لکھا کہ من یعظم شعائر اللہ یعنی اوامر الٰہی پس جو کوئی احکام الٰہی کی تعظیم کرے تو تقوی القلوب سے یہ تعظیم پیدا ہوتی ہے اور بدنہ و ہدی کی تعظیم بھی اُنھین مین سے ہے چنانچہ مقسم نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ تعظیم شعائر یہ ہے کہ اُنکو موٹا تازہ کرے خوبصورت خریدے اور مجاہد رح نے ابن عباس رض سے اِسکے مانند روایت کی اور اسمین یہ زائد ہے کہ بڑے ڈیل ڈول کا لیوے رواہ ابن ابی حاتم اور خطیب رح نے لکھا کہ شعائر وہ بدنہ ہین جو حرم کو ہدیہ بھیجے جاتے ہین کیونکہ یہ علامات حج سے ہین اور تعظیم اُنکی یہ ہے کہ زبردست موٹے تازے خوبصورت چھانٹ کر لیوے اور گران قیمت ہوں اور اُسکے دامون مین جھگڑا کرنا ترک کرے کیونکہ سلف صالحین رضی اللہ عنہم تین چیزون مین گران قیمت لیتے اور دامون مین جھگڑا چھوڑتے تھے ایک ہدی دوم قربانی کا جانور سوم رقبہ - اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھون نے ایک نہایت نفیس اونٹنی ہدی بھیجی جو اُنسے تین سو اشرفیون کو مانگی جاتی تھی پس حضرت عمر رض نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مین اُسکو بیچڈالون اور اُسکے دامون سے بہت سے بدنے خرید کرون آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ اسی کو ہدی بھیجدے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو بدنہ ہدی بھیجے جنمین ایک ابو جہل کا اونٹ تھا جسکی ناک مین سونے کا برہ پڑا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بدنون کو قباطی کی جھول ڈالکر بھیجتے تھے اور اُنکے ذبح کے بعد جھول کو صدقہ کر دیتے تھے - شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا کہ ابو امامہ نے سہل رض سے روایت کی کہ ہم مدینہ مین اپنی قربانی کے جانور کو موٹا کیا کرتے تھے اور دوسرے مسلمان بھی موٹا کیا کرتے ہین (رواہ البخاری) - اور ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دم عفرا اللہ تعالے کے نزدیک زیادہ محبوب ہے دو دم سوداوین سے - رواہ احمد و ابن ماجہ - علمار نے کہا کہ عفرا وہ جانور جو سپید ہو ولیکن سپیدی اُسکی بہت چمکیلی نہ ہو پس اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ سپید رنگ کا جانور اورون سے افضل ہے اور جو سپید رنگ نہ ہو وہ بھی جائز ہے کیونکہ صحیح بخاری مین انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کیے دو مینڈھے سینگ دار ... بسم اللہ واللہ اکبر ایک آئین سے کھاتا سیاہی مین اور دیکھتا سیاہی مین اور چلتا سیاہی مین رواہ اہل السنن وصححہ الترمذی ... دونون مینڈھے ابلق تھے مگر آنکھین سیاہ تھین اور منھ سیاہ رنگ تھا اور پانون سیاہ رنگ تھے - اور باقی مین

[illegible] ید تھے۔ اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسمین آن [illegible]
تھے اور ابو داؤد و ابن ماجہ نے اس حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اسمین بھی مثل حدیث ابو رافع کے موجوئین [illegible]
موجوئین کی تفسیر مین دو قول ہین بعضے علماء نے کہا کہ موجو، وہ ہی جو خصی ہو۔ اور بعض نے کہا کہ موجور وہ ہی کہ جسکے خصیے کوٹے [illegible]
اور بالکل قطع نہ کیے گئے ہون واللہ اعلم۔ مترجم کہتا ہی کہ ہمارے دیار مین اکثر خصی کرنے کا یہی طریقہ ہی کہ جانور کے خصیے کوٹ [illegible]
جب وہ بچہ ہوتا ہی اور یہ حدیث اور بعض دیگر روایات اس امر کی شاہد ہین کہ خصی کرنا جائز ہی اور یہی فقہا نے اختیار کیا ہی جیسا کہ
عالمگیریہ وغیرہ مین ہی اور اگر خصیہ کا ضعیف و شکست کر دینا کسی دوا کے ذریعہ سے ممکن ہو تو جسقدر کوٹنے کی بہ نسبت آسان ہو بہتر
ہوگا واللہ اعلم اور واضح رہے کہ حیوان کو بیفائدہ تکلیف دینا عذاب و گناہ ہی جیسے جانور کے ساتھ اسکے چارہ پانی مین غفلت
کرنا اگرچہ کتا ہو تو ثواب ہی اور حدیث مین ہی کہ بنو اسرائیل مین سے ایک فاحشہ نے ایک کتے کو جو عاجز ہو کر ایک کنوین کے پاس
پیاس سے زبان نکالے پڑا تھا اور اس فاحشہ نے اسکو ترکیب سے پانی نکالکر پلا دیا تھا اسوقت کے پیغمبر کے ذریعہ سے اللہ
نے اس فاحشہ کو مغفرت کی خوشخبری دی۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ حضرت علی رض سے روایت ہی کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم فرمایا کہ ہم قربانی کے جانور کی آنکھ و کان غور سے دیکھ لین اور نہ قربانی کرین کسی مقابلہ کو اور نہ مدابرہ کو اور نہ شرقاء کو اور نہ
خرقاء کو۔ رواہ احمد واہل السنن وصححہ الترمذی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع
فرمایا کہ ہم قربانی کرین اعضب القرن والاذن کو۔ (رواہ ہؤلاء)۔ اب ان الفاظ کی تفسیر مین کلام ہی تو سعید بن المسیب رح نے
کہا کہ اعضب وہ کہ آدھا کان یا سینگ کٹا یا ٹوٹا ہو۔ بعضے اہل لغت نے کہا کہ اعضب القرن وہ ہی جسکا نیچے کا سینگ شکستہ ہو
اور اگر اوپر کا ٹوٹا ہو تو قصما ہی اور اعضب الاذن وہ ہی جسکا کچھ کان کٹا ہو۔ شافعی رح نے کہا کہ اگر یہ عضب ہو تو قربانی جائز ہو جائیگی
ولیکن مکروہ ہی اور امام احمد نے کہا کہ جائز ہی نہین ہی بوجہ اسی حدیث کے جو مذکور ہوئی۔ اقول اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جو قول
مختار ہی اور تفصیل فقہ مین دیکھو۔ اور امام مالک نے کہا کہ اگر سینگ سے خون بہتا ہو تو نہین جائز ہی اور اگر نہ بہتا ہو تو جائز ہی واللہ
اعلم۔ اور رہا مقابلہ تو وہ جانور ہی جسکا اگلا کان کٹا ہو اور مدابرہ وہ ہی جسکا پچھلا کان کٹا ہو اور شرقاء وہ ہی جسکا کان طول مین
پھٹا ہو۔ یہی تفسیر شافعی و اصمعی نے بیان کی۔ اور خرقاء وہ ہی جس کا کان گولائی مین پھٹا ہو۔ تفصیل اسکی عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ
سے معلوم ہوگی۔ اصل مسائل اضحیہ فتاوی ہندیہ ترجمہ عالمگیریہ سے معلوم کرو۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار ہین کہ جو قربانی مین نہین جائز ہین نابینا جسکی نابینائی کھلی ہوئی ہو اور بیمار جس کی بیماری کھلی
اور لنگڑا جس کا لنگ کھلا ظاہر ہو اور کسیرہ جس کے نقی نہو۔ رواہ احمد واہل السنن۔ وصححہ الترمذی۔ یہ عیوب ایسے ہین
(جسکی ہڈی مین گود نہو ۱۲)
کہ گوشت مین نقص پیدا کرتے ہین کیونکہ اچھی طرح چرنے سے جانور کو عاجز کر دیتے ہین اسلیے کہ تندرست [illegible]
کر جاتی ہین اور یہ بازر رہتے ہین لہذا انکی قربانی نہین جائز ہی جیسا کہ شافعی و دیگر ائمہ کا قول ہی موافق [illegible]
مین یہی مذکور ہی کہ قربانی مین نہین جائز ہین۔ اور رہی وہ بیمار جسکی بیماری تھوڑی سی ہو تو اسمین [illegible] شافعی [illegible]
ابو داؤد نے عتبہ بن عبد السلمی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا [illegible]
و کسیرہ سے علماء نے کہا کہ مصفرہ کو بعض نے کہا کہ بہت دبلے کو کہتے ہین اور بعض نے [illegible]

Marfat.com

کے لیے ۔۔۔ ہون دونون یا ایک ۔ بخفاء وہ ہو جسکے بینائی نہ ہو ۔ اور مشیعہ وہ ہو کہ ہمیشہ بکریون کے گلہ کے پیچھے چلے اور پیچھے رہتا جاوے ساتھ ساتھ گویا کہ نہ پہونچنے پاوے یعنی اسقدر ضعیف ہو اور کسیرہ سے مراد لنگڑی ہو ۔ مترجم کہتا ہو کہ یہان تو کسیرہ سے لنگڑی مراد لی اور اوپر کی حدیث مین لنگڑی وکسیرہ دونون سے منع فرمایا تو وہ دلالت کرتی ہو کہ لنگڑی اور ہو اور کسیرہ اور ہو اور واضح ہو کہ جسکی ہڈیوں مین گودا نہ ہو وہ بھی ممنوع ہو کما فی الحدیث ۔ شیخ نے کہا کہ اگر یہ عیوب ہون تو انکے ہوتے ہوے قربانی کے لیے وہ جانور نہین جائز ہو ولیکن اگر صحیح سالم جانور کو لیکر قربانی کے لیے متعین کیا پھر وہ ان عیوب مین سے کسی عیب مین مبتلا ہو گیا تو اسمین اختلاف ہو ۔ امام شافعی رح کے نزدیک جائز ہو اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک نہین جائز ہو ۔ امام احمد نے ابو سعید رض سے روایت کی کہ مین نے ایک مینڈھا خریدا کہ اُسکو قربانی کرونگا پس بھیڑیا اُسکے چکتی چوتڑ کی کاٹ لیگیا پس مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اُسکی قربانی کر دے ۔ مترجم کہتا ہو کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کا واقعہ خاص ہو اِس سے حدیث عام کی تخصیص نہین ہو سکتی ہو اور نہ اُن عیوب مذکورہ مین سے کوئی عیب ہو والکلام فی ہذا الیق بالفقہ ۔ بالجملہ ہدیہ و قربانی کے جانور کا موٹا خوبصورت گران قیمت ہونا لائق ہو چنانچہ امام احمد و ابو داؤد نے روایت کی کہ عبد اللہ بن عمر رض نے ایک نجیبہ کو ہدی کیا تو انکو اُسکی تین سو اشرفیان ملنے لگین پس اُنھون نے حاضر ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مین نے ایک نجیبہ ہدی کی سو مجھے اُسکی تین سو اشرفیان دیجاتی ہین کیا اُسکو بیچکر مین اُسکے دامون سے بہت ہدی خرید کر دون آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ اسی کو قربانی کر دے ۔ ضحاک نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ بدنہ شعائر اللہ سے ہین ۔ ابو موسیٰ اشعری کے بیٹے محمد نے کہا کہ وقوف عرفہ و مزدلفہ و رمی الجمار و سر منڈانا و بدنہ قربانی شعائر اللہ سے ہین اور ابن عمر رض نے کہا کہ شعائر مین سب سے بڑھکر بیت ہو ۔ اقول ظاہر بیان یہ ہو کہ شعائر سے مراد بدنہ ہین بدلیل قولہ تعالے ۔ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى تمھارے لیے ان شعائر مین منافع ہین ایک وقت بیان شدہ تک ۔ شعائر سے مراد بدنہ ہین ۔ ابن کثیر رح نے لکھا یعنی بدنہ کہ اُنکے دودھ اور صوف و بالون دکھالون سے منافع ہین اور بعض نے کہا کہ اُنکی سواری سے بھی منافع ہین ۔ اقول امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہ اسوقت تک ہو کہ اُسکا نام بدنہ نہ ہو چنانچہ مقسم نے ابن عباس سے روایت کی کہ اُنھون نے ان منافع مین کہا کہ اُسوقت تک ہین کہ اُنکا نام بدنہ نہ ہو اور مجاہد رح نے کہا کہ منافع سواری و دودھ و بچہ پھر جب اُسکا نام بدنہ یا ہدیہ رکھدیا تو یہ سب جاتے رہے اور یہی قول عطاء و ضحاک و عطاء خراسانی و قتادہ وغیرہم کا ہو ۔ شیخ نے لکھا کہ دیگر علماء کے نزدیک اُسکو ضرورت کے وقت ان جانورون سے یہ انتفاع جائز ہو اگرچہ انکا نام ہدی رکھدیا گیا ہو ۔ چنانچہ صحیحین مین انس رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بدنہ ہانکے لیے جاتا ہو تو اُس سے فرمایا کہ اُسپر سوار ہولے اُسنے کہا کہ یہ بدنہ ہو تو دوسری بار یا تیسری بار مین فرمایا کہ او تیری خرابی ہو اُسپر سوار ہولے ۔ رواہ البخاری ومسلم ۔ اور مسلم کی ایک روایت مین ہو کہ فرمایا کہ جب تجھے سواری سے ناچاری ہو تو بطور معروف اُسپر سوار ہولے ۔ مترجم کہتا ہو کہ حدیث مین شاید ناچاری سے مراد اُس شخص کی جان تلف ہونے کا خوف ہو اور اِس صورت مین بالاتفاق جائز ہونا چاہیے واللہ اعلم اور شیخ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لکھی کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بدنہ ہانکے لیے جاتا ہو اُسکے ساتھ اُسکا بچہ ہو تو فرمایا کہ تو اُسکے دودھ سے نہ پینا مگر اسی قدر کہ اُسکے بچہ سے بچ جاوے پھر جب قربانی کا روز ہو تو اُسکو مع بچہ کے ذبح کر دیجیو ۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ معلوم نہین ہوتا کہ واقعہ مذکورہ مین آیا اِس شخص کو دودھ کی ضرورت تھی یا نہین

Marfat.com

کیونکہ یہ تو ظاہر ہو کہ بچہ کا انتفاع اُسکے واسطے نہین رکھا - اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُسکے مثل [illegible]
إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ پھر اُسکا محل یعنی ہدی و بدنہ کا محل بیت عتیق ہو اور وہ کعبہ ہو کما قال [illegible]
کہتا ہو کہ اگر شعائر سے مراد تمام ارکان حج و مناسک ہین تو معنی یہ ہین کہ محل شعائر کا بیت عتیق ہو - شیخ ابن کثیر [illegible]
عطاء سے روایت کی کہ ابن عباس کہا کرتے کہ جس نے بیت عتیق کا طواف کیا وہ احرام سے حلال ہو گیا کیونکہ [illegible]
الی البیت العتیق - اور اگر شعائر سے بدنہ مراد ہین تو محل اُنکا یعنی مقام اُنکے حلال و ذبح کرنے کا بیت عتیق ہو لیکن [illegible]
ظاہر ہو کہ نفس بیت عتیق یعنی خانہ کعبہ مراد نہین ہوسکتا بوجہ اسکے کہ نفس کعبہ کے اندر ذبح جائز بھی نہین اور نہ حلال [illegible]
مخصوص ہو لہذا اِس صورت مین بیت عتیق کا حکم جہان سے شروع ہوتا ہو اور وہ حرم ہو کہ جہان بغیر احرام کے داخل ہونا [illegible]
سے روایت ہو کہ جب تو بدنہ کو حرم مین لیگیا تو وہ محل کو پہونچ گیا - پس خلاصہ معنی یہ ہوے کہ پھر بدن و ہدی کا مقام [illegible]
تک تو منافع رہے اور اُنکے گوشت سے کھا سکتا ہو اور یہ منافع دنیاوی تھے اور منافع آخرت باقی و دائم ہین [illegible] معالم وغیرہ [illegible]
بیت عتیق سے مراد تمام حرم ہو - ف - فی العرائس قولہ تعالے ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب - بیان فرمایا کہ تعظیم
الٰہی ان شعائر کی تعظیم سے ہو اور شعائر کی تعظیم انہین لوگون کے قلوب سے صادر ہوگی جو متقی ہین یعنی ہر حال مین عظمت و جلال و کبریا
الٰہی عز شانہ کے مشاہدہ مین ہین اور اُسکی ہیبت سے اُنکے دل بھرے ہوے ہین اور قلوب کا تقوی یہ ہو کہ عبودیت کے مقام مین بے ادبی
سے مجتنب رہین اور مشاہدہ ربوبیت مین حیاء سے شرمندہ و خجل ہون - شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تقوی القلوب یہ ہو کہ ترک کرد
گناہون کو اور ہر ایسی چیز کو جس سے اللہ تعالے کی طرف سے ندامت ہو - شیخ جنید رح نے اشارہ کیا کہ شعائر الٰہی کی تعظیم [illegible] یہ بھی ہو
کہ اللہ تعالے پر توکل کرے اور اُسی کے سپرد کر دے اور جو بات پیش آوے اُسکے واسطے سر تسلیم ادب سے جھکائے رہے [illegible]
کے اسرار مین حق عز و جل کے شعائر مین سے ہو پس جس نے تعظیم ان شعائر کی رکھی تو اللہ تعالے اُسکی ظاہر کو آداب سے آراستہ کر دیتا ہو
قال المترجم گویا شیخ نے اول قربانی سے نفس کی قربانی کا اشارہ لیا اور اُسکے ساتھ حج یعنی مواقف و مشاعر بارگاہ عزت [illegible]
اُسکے شعائر مین سے توکل و تفویض و تسلیم کو ٹھہرایا اور قربانی نفس کے معنی ذبح نہین ہین اور نہ جو عوام جاہل خیال کرتے ہین [illegible]
آب و غذا سے نحیف و نزار کر دیا جاوے بلکہ اصل اسمین یہ ہو کہ اپنے نفس کو ہی پھر نفس کو کھانے پینے و خواہش [illegible]
و خطرہ مین اپنے موافق نہ رکھے بلکہ اللہ تعالی کے حکم کے موافق رکھے چنانچہ حواس ظاہرہ مین سے ہر ایک حاس کو اور اعضاء ظاہرہ [illegible]
ہاتھ پانون وغیرہ کو اللہ تعالے کے حکم شریعت کے موافق رکھے اور اُس سے متجاوز ہونے دے پہلے تو اسمین کیسی ہی تعدد و اضطراب [illegible]
ہو تو یہی نفس ذبح و قربان امر حق ہوگیا اور ساتھ ہی باطن مین صدق و اخلاص شرط ہو اور وہ حالات ہر [illegible]
خاص رکھے ہین واللہ تعالے اعلم - پھر اللہ تعالے نے ہر امت کے واسطے منسک خاص ادا [illegible]

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن [illegible]

اور ہر فرقے کو ہمنے ٹھہرادی ہو قربانی کہ یاد کرین نام اللہ کا ذبح پر چوپایون کے [illegible]

فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا [illegible]

سو اللہ تمہارا ایک اللہ ہو سو اُسی کے حکم مین رہو اور خوشخبری سنا عاجزی کرنے والون کو [illegible]

...قُلُوبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○

...جاوے اُنکے دل اور سہنے والے جو اُنپر پڑے اور کھڑی رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہین

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ ...امت وہ جماعت جو ایک دین پر مجتمع ہو۔ جَعَلْنَا مَنْسَكًا نسک از مصدر نسک یا مصدر میمی ہر جب قربان ذبح کیا جاوے اور ذبیحہ کو نسیکہ کہتے ہین۔ ازہری رح نے کہا کہ نسک سے مراد آیت مین ظرف ہر یعنی قربانی کا موضع و مقام اور اُسکو نسک بکسر سین بھی بولتے ہین بس لغت مین بفتح سین و بکسر سین دونون ہین۔ خطیب رح نے سراج مین لکھا کہ حمزہ و کسائی نے یہان اور آخر سورہ مین نسک بکسر سین پڑھا تو بمعنی مقام ذبح ہوگا اور باقیون نے نسک بفتح سین پڑھا تو مصدر بمعنی نسک ہوگا۔ مترجم کہتا ہر کہ شاید بالفتح کو ظرف نہین قرار دیا ولیکن ازہری کے بیان سے معلوم ہوا کہ بالفتح و بالکسر دونون لغت ہین۔ فرار رح نے کہا کہ نسک کلام عرب مین کوئی مقام جو بھلائی یا بُرائی کے واسطے معتاد ہو اور کہا کہ مراد نسک سے عید ہر اور ابن عرفہ نے کہا کہ نسک مذہب طاعت الٰہی ہر۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ نسک یعنی عید۔ عکرمہ نے کہا کہ ذبح۔ اور زید بن اسلم نے کہا کہ نسک یعنی مکہ۔ خطیب نے لکھا کہ منسکا یعنی موضع عبادت و قربانی۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہر کہ ہمیشہ سے اللہ تعالے کے نام پر قربانی کرنا تمام ملتون مین مشروع رکھا گیا ہر۔ اقول اس تقریر پر امت سے مراد وہ جماعت ہوگی جو ملت شرعی پر گذری ہو کیونکہ وہی مشروع کے پابند ہونگے اور اسی کو خطیب نے اختیار کیا ہر اور بعض نے امت سے عام مراد لیا خواہ مسلمان ہون یا مشرک ہون ولیکن اول ارجح ہر۔ اور معنی یہ ہین اور ہم نے ہر امت کے واسطے جو اسلام پر گذری ہر ایک نسک ٹھہرا دیا یعنی مقام قربانی کرنے کا یا قربان و ذبح کرنا مقرر کر دیا۔ لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ تاکہ یاد کرین و ذکر کرین نام اللہ تعالے کا۔ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ اُسپر یا اُسکے ذبح کرنے پر جو اُنکو روزی کیا بہیمۃ الانعام سے۔ یعنی بہیمۃ الانعام کے قربان کرنے پر اللہ تعالے کا نام لین جس نے اُنکو یہ قربانی نصیب کی۔ پس یہان سے ظاہر ہوا کہ قربانی پر اللہ تعالے کا نام ذکر کرنا چاہیے اور وہی رازق ہر۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی صرف انعام سے ہوتی ہر اور باقی حلال جانورون سے نہین ہوتی ہر اگرچہ یون اُنکا ذبح کر کے کھانا حلال ہر اور قاموس مین ہر کہ بہیمہ وہ جانور جسکے چار پانون ہون اگرچہ دریائی ہو۔ خطیب نے لکھا کہ علی ما رزقہم الخ نعمت بیان کی جسکے شکریہ مین اللہ تعالے کا نام لین۔ مترجم کہتا ہر کہ اس صورت مین معنی یہ ہوے یعنی ہر امت کے واسطے ایک نسک مقرر کر دیا ہر تاکہ وے اللہ تعالے کا ذکر کرین اس نعمت پر کہ جو اللہ تعالے نے اُنکو بہیمۃ الانعام سے دی ہر۔ و علی ہذا نسک سے حج کے افعال مراد ہو سکتے ہین جیسا کہ بعض سلف سے مروی ہر۔ اور شیخ ابن کثیر رح وغیرہ کی تفسیر پر قولہ علی ما رزقہم یعنی ہم نے ہر امت کے واسطے ایک وقت و مقام قربانی کا مقرر کیا ہر تاکہ وے اللہ تعالے کا نام لین اُس جانور پر جو اُنکو الانعام سے روزی کیا۔ یعنی ذبح کرتے وقت اللہ تعالے کا ذکر کرین اور اُسی کی توحید کرین اور صحیحین مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو مینڈھے سیاہ لائے گئے جنکے سینگ تھے پس آپ نے اللہ تعالے کا نام لیا اور تکبیر کہی اور اپنا قدم اُنکے شانہ پر رکھا۔ امام احمد نے زید بن ارقم رض سے روایت کی کہ مین نے کہا یا صحابہ رض نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ قربانیان کیا ہین فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہر تو صحابہ رض نے عرض کیا کہ ہمارے لیے اُنمین کیا ہر فرمایا کہ ہر بال کے عوض ایک نیکی ہر عرض کیا گیا کہ اُون ورو ئین تو فرمایا کہ ہر بال درو ئین و اُون کے عوض ایک نیکی ہر رواہ ابن ماجہ یعنی امام ابو عبد اللہ نے بھی۔ پس حاصل یہ کہ ہم نے ہر امت کے واسطے جو تم سے پہلے اسلام پر گذری ہر ایک نسک قربانی کا مقرر کیا ہر تاکہ جو جانور

Marfat.com

انعام مین سے اُنکو ہمنے روزی کیا اُسپر ہمارا ہی نام لین۔ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ تو تم سب کا آنا ایک اکیلا [illegible]
عبادت اللہ تعالے کی مشیت و مرضی پر بعض امور مین کئی طرح پر ہین اور اگرچہ اللہ تعالے نے ایک امت کے بعد [illegible]
اگلی شریعت کا زمانہ ختم کردیا ولیکن اصول توحید مین تم سب ایک ہو پس تمہارا الٰہ واحد ہی وہی مختص بعبادت ہی فَلَهٗٓ [illegible]
واسطے اسلام لاؤ یعنی خالص اُسی کے واسطے فقط عبادت کرو۔ پس ظاہر و باطن اُسکی ہر امر و نہی مین فرمانبردار [illegible]
اور بشارت دیدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخبتین کو یعنی جو لوگ اِسطرح اسلام پر آنکلے ہین اُنکو اللہ تعالے کے [illegible]
رضوان الٰہی کی بشارت دیدے۔ اخبات دراصل پست ہوجانا اور زمین سے لگ جانا۔ اور حج کرنے والے اچھی حالت [illegible]
ہوتے ہین کہ اللہ تعالے کی فرمانبرداری و اُسکے حضور مین حاضری کے لیے اپنے تن بدن کی پروا نہین کرتے ہین چنانچہ یہ حالت [illegible]
وارکان سے ظاہر ہی اور جو امور حاجیون کو سکون وغیرہ سے برتاؤ کرنے چاہیے ہین اور رفث و فسوق و جدال وغیرہ ترک [illegible]
اُنسے ظاہر ہی۔ مجاہد رح نے کہا کہ مخبتین یعنی مطمئنین یعنی جو سکون و اطمینان قلب کے ساتھ اپنے رب عزوجل پر بھروسا کیے ہوئے [illegible]
و قتادہ رح نے کہا یعنی جو لوگ تواضع کیے ہوے رہتے ہین سدی رح نے کہا یعنی اللہ تعالی کی محبت سنے بھرے خوف سے ڈرے ہوے [illegible]
عمرو بن اوس نے کہا کہ مخبتین وہ ہین کہ جو کسی پر ظلم نہین کرتے ہین اور جب کوئی اُنپر ظلم کرے تو اپنے مددگار نہین ڈھونڈھتے ہین اور نہ [illegible]
بدلا چاہتے ہین اور سفیان ثوری رح نے کہا کہ مخبتین وہ بندے جو اللہ تعالے پر مطمئن ہین اور اُسکے قضاء و حکم پر جو موافق تقدیر کے [illegible]
آتا جاتا ہی راضی ہین اور اللہ تعالے کی فرمانبرداری و اُسکے حکم کی برداشت کرنے مین سر جھکائے ہوے ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اُسکی عمدہ
تفسیر خود آگے مذکور ہی یعنی قولہ تعالے۔ اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ یعنی مخبتین جنکو بشارت دی [illegible]
بندے ہین کہ جب اللہ تعالے کا ذکر کیا جاوے خواہ وے خود ذکر کرین یا کوئی اور شخص اُنکے سامنے نام پاک لے تو وجل مین آجاتے ہین [illegible]
دل۔ مترجم کہتا ہی کہ تحقیق یہ ہی کہ وجل سے مراد یہان وہ خوف ہی جو محبت سے ملا ہوا اور محبوب کی نعمت و اُسکی تکلیف [illegible]
اور اُسکی ناخوشی کسے خوف زدہ ہو کیونکہ اہل ایمان اشد حبًا للہ ہوتے ہین تو جب اُنکی محبت بہت سخت و مرتبۂ عشق پر ہو [illegible]
ساتھ اُسکی ناخوشی و ناراضی کا ہی جیسے عوام اُسکے عذاب جہنم سے ڈرتے ہین۔ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ [illegible]
صفت اُنکی یہ ہوتی ہی کہ جو اُنکو اللہ تعالے کی تقدیر سے پہونچے اُسپر صبر کرنے والے ہوتے ہین یعنی وقت مصیبت کے [illegible]
کہا جاوے کہ جب یہ وصف ہی تو مصیبت سے پناہ مانگنا کیونکر ہوا۔ جواب یہ ہی کہ اللہ تعالے کی طرف سے [illegible]
ہی وہ بیشک اُسکے لیے بہتر ہی اور حق تعالے اُسپر نہایت مہربان اور وہ ارحم الراحمین ہی پس [illegible]
نہین دی ہی ولیکن بندہ بسا اوقات اس مصیبت پر صبر نہین کرتا تو البتہ یہ حق عزوجل کی ناراضی [illegible]
تمنوا لقاء العدو واذا لقیتم فاثبتوا۔ یعنی شیر مردان راہ خدا کہ جو جہاد مین اپنی جانین قربان [illegible]
تم دشمن سے بھڑ جانے کی تمنا نہ کیا کرو ولیکن جب بھڑ جاو تو ثابت قدم رہو۔ اور [illegible]
نہین مانگی یعنی دنیا و آخرت مین عافیت عطا ہو۔ پس معلوم ہوا کہ یہ بندے مصیبت نہین چاہتے [illegible]
کی طرف سے دیکھتے اور اُسپر دل سے راضی ہوتے ہین پس اگر خوشی و نعمت ہی تو وہ آرام [illegible]
جھگڑا نہین کرتا اور خوش ہی اور دل سے تو یہ لوگ خود راضی ہین اور اگر ناخوش [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہین ولیکن [illegible] کو تکلیف ہوئی اور نفس نے جھگڑا کیا تو وے نفس کی طرف التفات نہین کرتے اور ثابت قدم رہتے ہین تنگ
[illegible] بعد اس مصیبت کے نہال و خوش و خرم کر دیتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ لوگ تو اہل عقل ہین اور جس نے غور کیا وہ جانتا
[illegible] مصیبت مین اللہ تعالے کی قضاے مقدر پر صبر نہ کرے وہ کچھ نہین کر سکتا بلکہ چار ناچار صبر کرتا ہے اور خوار ہوتا ہے تو اسکا دل اللہ تعالے
[illegible] شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ حسن بصری رح نے کہا کہ واللہ تم لوگ صبر کروگے یا ہلاک ہوگے۔ پھر چونکہ اکثر اوقات مصائب مین
آدمی سے نماز کی سستی ہو جاتی ہے لہذا انکا تیسرا وصف یہ بیان فرمایا کہ۔ **وَالْمُقِيمِي الصَّلٰوةِ** اور قائم کرنے والے نماز کے۔ یعنی وہ
[illegible] الٰہی و صبر و سکون مین ایسے راسخ ہین کہ انمین اقامت نماز کا وصف بھی لازم ہے۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جمہور قراء سبع بلکہ عشر
سب کی قرارت یہان بالاضافہ ہے یعنی الصلاۃ کے آخر زیر ہے اور بعض نے المقیمین الصلاۃ۔ پڑھا تو مقیمین کا نون جو اضافت سے گرجاتا ہے نہین
گرا کیونکہ مضاف نہین کیا اور صلاۃ کو نصب بمفعولیت پڑھا اور حسن بصری رح سے مروی ہے کہ بدون نون کے صلاۃ کو نصب پڑھا ہے پس اس
صورت مین نون کا حذف صرف بطریق تخفیف ہے۔ اور معنی یہ ہین کہ ادا کرنے والے ہین حق الٰہی کو ادائے فرائض و واجبات مین۔ **وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ** اور جو ہمنے انکو روزی کیا اسمین سے خرچ کرتے ہین یعنی پاکیزہ رزق کو اپنی جان پر اور اپنے اہل و
عیال پر اور اقارب و فقراء و مساکین پر اللہ تعالے کے واسطے خرچ کرتے ہین بالجملہ اللہ تعالے کے حدود کی محافظت کے باوجود خلق خدا کے
ساتھ نیکی و احسان کرتے ہین۔ شیخ نے کہا کہ یہ صفات سب وے ہین جنکے برعکس منافقون مین پائے جاتے ہین۔ بعض نے لکھا کہ مراد
[illegible] سے صدقہ نفل ہے اور معلوم ہے کہ جو نفل صدقہ مین اسطرح خوشدل ہے وہ واجبات تو بڑی خوشی سے ادا کریگا۔ خطیب نے لکھا کہ
[illegible] قبیل سے ہدی و قربانی کا گران ثمن مین خریدنا داخل خیر ہے۔ ف ـــــ فی العرائس قولہ تعالے وبشر المخبتین۔ مخبتین کے اوصاف
[illegible] سے ہے کہ عظمت الٰہی مین غمناک ہوتے ہین اور بارگاہ کبریائی پر نظر کرکے خجل و شرمندہ ہوتے ہین اور بندگی مین عاجزی و تواضع کرتے
[illegible] اسرار کو پوشیدہ رکھتے ہین اور خفیہ روتے ہین اور مراقبہ مین سکون و اطمینان رکھتے ہین اور ہیبت کے ساتھ اللہ تعالے کا مراقبہ کرتے ہین
[illegible] عطار رح نے کہا کہ مخبت وہ ہے جسکا دل اللہ تعالے کی محبت سے بھر گیا اور اسنے اپنا التفات سواے حق تعالے کے سب سے پھیر لیا۔ جیسے
[illegible] اسکا نفس سواے اپنے باقی سب سے پھیر لیتا ہے اسی طرح محبت کو رب عزوجل سب چیز سے پھیر کر اپنی طرف کر لیتا ہے۔ شیخ
[illegible] سے ظاہر ہوا کہ مخبت وہ ہے کہ اسنے اللہ تعالے کی اطاعت کی پھر طاعت مین اسکو خوف ہوا کہ مجھ سے کیسے بے ادبی سرزد
[illegible] واسطے اسنے تواضع کیا اور لقاے حق مین اسکا قلب مضطرب رہا اور آنکھین خوف سے روئین کہ مہجور نہ کیا جاوے اور
[illegible] رحمت مین اتارا جائیگا۔ قولہ الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم۔ اللہ تعالے کا خطاب سنکر اللہ تعالی کی عظمت و شوق
[illegible] انکے دل [illegible] جاتے ہین۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ نیک بندون کے کان سے سماع انکے دلون پر اثر کرتا ہے اور ارواح
[illegible] ہوتے ہین اور شوق محبت جسے انکو جانب دیدار پرواز ہوتا ہے اور بازوے معرفت سے بجناب قدس
[illegible] سکون ہوتا ہے لہذا فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ پس حاصل یہ کہ جب غیر سے اللہ تعالے
[illegible] ہوتا ہے اور جب جوش محبت مین واصل ہوکر حضرت حق عزوجل سے خطاب سنتے ہین تو انکو
[illegible] العلامات علی ابدانہم [illegible] بندے مخبتین و اجلین۔ مین وے اللہ تعالے کے مشاہدہ عظمت مین جو طوارق بلا
[illegible] نہین صبر کرتے ہین اور کچھ جزع و فزع اور کوئی حرکت نہین کرتے تاکہ اسکی عظمت و کبریائی مین

فنا ہوجاوین اور آسی کی بقار سے باقی ہون - ابن عطار رح نے کہا کہ ای بندۂ خدا ذرا غور کر کہ کیا ذکر الٰہی [illegible]
تیرے قلب مین یہ وجل یا اُسکا کچھ اثر ہوتا ہی اور کیا ذکر الٰہی نے تجھے ماسواے حق سے گونگا کر دیا اور دکھایا تجھے [illegible]
افسوس - شیخ واسطی رح نے کہا کہ وجل بقدر مطالعہ ہی بسا اوقات مواضع سطوت دکھلائے جاتے ہین اور بسا اوقات [illegible]
دکھائے جاتے ہین - شیخ ابو علی جوزجانی رحمہ اللہ نے کہا کہ صابرین وہ ہین کہ مصیبت و سختی کے وقت جزع و فزع [illegible]

[illegible] نے بدنہ کے شعائر ہونے کو اور آسکے بعضے احکام کو بیان فرمایا بقولہ تعالے

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

اور کعبے کے چڑھانیکے اونٹ ٹھہرائے ہین ہمنے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اُسمین بھلا ہی سو پڑھو اُنپر نام اللہ کا

صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا

قطار باندھکر پھر جب گر پڑے اُنکی کروٹ تو کھاؤ اُسمین سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے کو اسیطرح تمہارے بس مین دیدیا ہم نے اونٹ

لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

شاید تم احسان مانو

وَالْبُدْنَ جمع بدنہ - اور اسواسطے اُسکا نام بدنہ ہی کہ اُسمین تبدن ہوتا ہی یعنی موٹا تندار ہونا - کہا گیا کہ بدنہ کا اطلاق بکری بھیڑی
و دنبہ پر نہین ہوتا کیونکہ یہ چھوٹے ہوتے ہین تندار نہین ہین پھر اسمین اختلاف ہی کہ یہ نام کس چوپایہ پر بولا جاتا ہی اور اللہ تعالے نے تو آیت مین
یہ احسان ظاہر فرمایا کہ بندون کے واسطے بدنہ پیدا کر دیے ہین اور اُنکو اپنے شعائر مین سے قرار دیا یعنی وہ بیت الحرام کی طرف ہدی کیے
جاتے ہین اور ہدی اگرچہ بکری ہوتی ہی لیکن بدنہ کی ہدی افضل ہی - امام شافعی رح کے نزدیک بدنہ کا نام خاص اونٹ کے واسطے ہی لغت
ازہری رح نے لغت مین بھی ایسا ہی لکھا ہی - اور امام ابو حنیفہ و مالک رح کے نزدیک اونٹ و گائے دونون کو شامل ہی اور صحاح مین جوہری
نے بھی ایسا ہی لکھا ہی - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ عطار رح نے کہا کہ البدن گائے و اونٹ - ایسا ہی ابن عمر رض و سعید بن المسیب و حسن
رحمہم اللہ سے مروی ہی اور مجاہد رح نے کہا کہ بدنہ فقط اونٹ سے ہی - شیخ نے کہا کہ اونٹ پر بدنہ کا اطلاق ہونے مین اتفاق ہی اور اختلافی
دو قول اس امر مین ہین کہ گائے پر آسکا اطلاق صحیح ہی یا نہین - اور ان دونون قول مین سے اصح قول یہ ہی کہ بدنہ کا اطلاق گائے پر بھی
صحیح ہی جیسا کہ حدیث مین یہ بات صحیح ثابت ہوئی ہی - مترجم کہتا ہی کہ اس قول کے موافق معنی یہ ہونگے اونٹ اور گائے [illegible]

جَعَلْنٰهَا ہم نے آن بدنون کو کر دیا لَكُمْ تمہارے لیے مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ شعائر الٰہی [illegible]
الٰہی کے اعلام مین سے - اور بعض نے کہا کہ اس جہت سے کہ وہ شعر کیجاتی ہی یعنی دھار دار سے آسکی [illegible]
ہو کہ یہ ہدی ہی اور آسکی تعظیم سے یہ ہی کہ بدنہ ہدی کو کوئی ستاتا نہین تھا اور اللہ تعالے نے [illegible]
تعالے یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام ولا الہدی ولا القلائد الآیۃ - اور [illegible]
جائز ہی اور اس سے بھی تعرض نہین جائز ہی - یہان بیان بدنہ کا ہی اور معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے نے [illegible]
ہی تمہارے واسطے - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جمہور علمار کے نزدیک [illegible]
شریک [illegible]

Marfat.com

ین قربانی مین بدنہ سات کی طرف سے اور گاے سات کی طرف سے - رواہ مسلم فی صحیحہ - اسحق بن راہویہ و دیگر
انے و اونٹ کا جواز دس کی طرف سے ہر اور اس قول کے واسطے اصل ایک حدیث ہر جو مسند امام احمد و سنن نسائی وغیرہ
ول ہر واللہ اعلم - لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ تمھارے لیے اسمین بہتری ہر - یعنی دار آخرت مین ثواب ہر کذا قال ابن کثیر رح - اور
یب وغیرہ نے کہا کہ دنیا و آخرت مین بھلائی ہر جیسا کہ قول ابن عباس رض کا ہر - شیخ نے لکھا کہ عائشہ رض سے روایت ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم النحر کے روز آدمی نے کوئی عمل قربانی کے خون بہانے سے بہتر نہین کیا اور وہ قربانی آویگی قیامت کے روز مع
اپنے سینگون و کھرون و بالون کے اور خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالے کے نزدیک اپنی منزلت پر پہونچ جاتا ہر بس تم اپنے جی کو
قربانی کے لیے خوش رکھو - رواہ ابن ماجہ والترمذی وقال الترمذی حدیث حسن - سفیان ثوری رح نے کہا کہ ابو حازم رح ادھار لیکر بدنہ
ہانک لیجاتے تو انسے پوچھا گیا فرمایا کہ مین نے سن لیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہر کہ لکم فیہا خیر - اور ابن عباس رض سے روایت ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین خرچ کیا گیا روپیہ کسی چیز مین افضل قربانی کرنے سے عید کے روز مین - رواہ الدارقطنی فی سننہ - مجاہد رح نے
کہا کہ قولہ لکم فیہا خیر - یعنی ثواب و منافع ہین - ابراہیم نخعی رح نے کہا کہ آدمی جانور پر چاہے سوار ہو لے اور دودھ لے لے بشرطیکہ
اسکو ضرورت پیش آوے - فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ صواف کے معنی دو طرح بیان ہوے ہین - طاؤس
وحسن بصری وغیرہما رحمہم اللہ نے کہا کہ صواف یعنی خالص واسطے اللہ تعالے عزوجل کے - اور یہی مالک بن انس رض نے زہری رح سے روایت
کیا اور عبد الرحمن بن زید نے کہا کہ یعنی اسمین شرک نہو مانند شرک جاہلیت کے جو بتون کے واسطے کرتے تھے - اور اس قول پر معنی
یہ ہوے کہ پس ذکر کرو نام اللہ تعالے کا ان بدنون پر درحالیکہ خالص اللہ تعالے کے واسطے بدون شرک کے ہو - ابو ظبیان نے ابن
عباس رض سے روایت کی کہ صواف یعنی کھڑے ہوے تین ٹانگون پر کہ اگلا بایان پانون اسکا عقال کیا گیا ہو یعنی دوہرا کر باندھ دیا گیا
ہو درحالیکہ کہے بسم اللہ واللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہم منک ولک - یون ہی مجاہد سے مروی ہر اور یہی علی بن ابی طلحہ وعوفی نے ابن عباس
سے روایت کیا ہر - اور ایک روایت مین مجاہد نے کہا کہ جب تو نے بدنہ کا بایان اگلا پانون باندھا تو وہ تین ٹانگون پر کھڑا ہوگا اور ضحاک
نے بھی اسی کے مانند بیان کیا - اور صحیحین مین ابن عمر رض سے روایت ہر کہ ابن عمر رض ایک شخص کی طرف گذرے جس نے اپنا بدنہ بٹھا کر
اسکو قربانی کرنا چاہا تھا تو فرمایا کہ اسکو اٹھا کر کھڑا کر کے مقید کر دے یہ سنت ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر - جابر رض سے
روایت ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب اپنے بدنون کو نحر کرتے اسطرح کہ عقال کر دیتے اسکا اگلا بایان پانون درحالیکہ
کھڑا ہوتا اپنی باقی ٹانگون پر - رواہ ابو داؤد - اور اسی طرح نحر کرنے کی کیفیت صحیح مسلم مین قصہ حجۃ الوداع مین ہر - مترجم کہتا ہر
کہ ابن عباس رض کی روایت جو اس آیت کی تفسیر مین ابو ظبیان سے مذکور ہوئی اس سے اسقدر ثابت ہوا کہ ابن عباس رض نے بدنہ کے نحر
کرنے کی کیفیت اور اسپر اللہ تعالے کے نام کی توحید کے ساتھ ذکر کرنے کی صورت بیان کی اور شاید کہ صواف سے مراد خالص ذکر اسم اللہ
جل ہو اور یہ ذکر نام کا اسطرح نحر کرنے مین لیا جاوے تو اس صورت مین حضرت حسن بصری و زہری وغیرہ کی تفسیر سے کچھ اختلاف نہوا
سے ہان ابن عباس کی تفسیر مین نحر کی سنت بھی ظاہر کر دی ہر اور اسمین اختلاف نہین ہر کہ اونٹ مین نحر کرنا یعنی کھڑے ہوے
ذبح کرنا مسنون ہر اور گاے مین لٹا کر ذبح کرنا بیان کیا گیا ہر ولیکن کسی حدیث مین بیان نہین ہوا کہ آپ نے اسطرح گاے ذبح
بوجہ کثرت اژدہون کے ہوگا واللہ اعلم - بہرحال کلام یہان اسمین ہر کہ صواف کے کیا معنی ہین پس اگر ابن عباس کی تفسیر

Marfat.com

ین صواف کی تفسیر فقط توحید کے ساتھ نام الٰہی و تکبیر ہے اور باقی طریقہ مسنون نحر کا بیان ہی تو بالاتفاق [illegible]
پر خالص توحید کے ساتھ بدون شرک جاہلیت کے ذکر کرو - اور اگر ابن عباس رض کی مراد یہ ہی کہ صواف کے [illegible]
ر کے کھڑا کرے تو معنی آیت کے یہ ہوے کہ ذکر کرو بدنہ پر نام اللہ تعالےٰ کا درحالیکہ وہ بدنہ صواف [illegible]
ین سے بائین معقول کی ہوئی ہو ولیکن اولیٰ قول اول ہی بوجہ اسکے کہ نحر کا یہ طریقہ تو بالاتفاق مسنون [illegible]
کوئی امر لازم نہین ہی اور بوجہ اسکے کہ بدنہ شامل ہی گاے کو جیسا کہ اُسکا ارجح و اصح ہونا اوپر بیان ہوا [illegible]
صواف اُسکے ساتھ نہ ہوگا پس ارجح یہ ہی کہ صواف سے خلوص ذکر الٰہی مراد ہی - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ تعالےٰ [illegible]
صواف - جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید اضحیٰ کی نماز پڑھی جب [illegible]
ہو کر اُٹھے تو آپ کے سامنے ایک مینڈھا لایا گیا پس اُسکو ذبح فرمایا اور ذبح کی تکبیر یون کہی کہ بسم اللہ واللہ اکبر اللھم [illegible]
من امتی - یعنی الٰہی یہ میری طرف سے اور میری امت مین سے ہر اُس شخص کی طرف سے جس نے قربانی نہین کی - [illegible]
دابو داؤد و ترمذی نے روایت کیا ہی اور محمد بن اسحٰق نے بواسطہ ابن عباس کے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول [illegible]
علیہ وسلم نے عید کے روز دو کبش کی قربانی کی جب اُنکا منہ قبلہ کی طرف کیا تو کہا کہ اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ [illegible]
وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اللّٰھُمَّ [illegible]
عن محمد وامتہ - پھر اللہ تعالےٰ کا نام لیا اور تکبیر کہی اور ذبح کر دیا - اور علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ [illegible]
یعنی بسم اللہ واللہ اکبر
صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کرتے تو دو مینڈھے موٹے تازے سینگون والے املح خرید فرماتے پھر جب نماز پڑھ لیتے اور لوگون کو خطبہ سنا [illegible]
تو وہین مصلی کے اوپر آپ کے پاس اُنمین سے ایک لایا جاتا اُسکو بنفس نفیس خود چھری سے ذبح کرتے پھر فرماتے کہ الٰہی یہ میری تمام امت
کی طرف سے ہی جس نے میرے لیے توحید کی گواہی دی اور میرے لیے رسالت پہونچانے کی گواہی دی - پھر آپ کے پاس دوسرا لایا [illegible]
تو اُسکو بھی بذات خود ذبح فرماتے پھر کہتے کہ یہ محمد و آل محمد کی طرف سے ہی پھر ان دونون کو مساکین کو دیتے اور خود اور آپ کے اہل [illegible]
اُسمین سے کھاتے - اس حدیث کو امام احمد و ابن ماجہ نے روایت کیا ہی - مترجم کہتا ہی کہ علی بن الحسین - امام حسین علیہ السلام کے
بیٹے ہین جو واقعہ کربلا سے زندہ رہے تھے اور لقب زین العابدین انھین کا ہی اور امام محمد باقر رحمہ اللہ انھین کے بیٹے ہین - پس اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ صواف ہر قربانی کے جانور مین اس معنی کر نہین ہو سکتا کہ تین ٹانگ پر کھڑا کر کے ذبح کیا جاوے - بلکہ خالص اللہ تعالےٰ
کا نام لیکر تکبیر کہ کے ذبح کیا جاوے - فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُھَا پھر جب ساقط ہون اُنکے پہلو یعنی [illegible]
گرین اور روح نکل جاوے - فَکُلُوْا مِنْھَا تو تم اُسمین سے کھاؤ - وَاَطْعِمُوا اور کھلاؤ الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ [illegible]
شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ وجبت جنوبہا کی تفسیر مین مجاہد رح نے کہا کہ یعنی زمین پر گرین - اور یہ ایک روایت ابن عباس [illegible]
مقاتل کا قول ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہی لغت ہی چنانچہ وجبت الشمس - آفتاب ساقط ہوا - اور عوفی نے ابن عباس [illegible]
یعنی نحر کر دیے جاوین - ظاہر مراد اس سے یہ ہی جو عبد الرحمٰن بن زید سے مروی ہی کہ وجبت جنوبہا یعنی مر جاوین [illegible]
و مجاہد کی بھی یہی مراد ہی کہ مر کر گرین - اسلیے کہ بدنہ جب نحر کر دیا جاوے تو ابھی اُسمین سے کھانا جائز نہین [illegible]
اور حدیث مرفوع مین آیا ہی کہ جلدی نہ کرو نفوس پر یہانتک کہ نکل جاوین - اور یہ قول [illegible]

Marfat.com

یعنی حدیث شداد بن اوس رض کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے ہر شی پر احسان کرنا فرض کیا ہی پس جب قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور آدمی کو چاہیے کہ چھوری کو تیز کرے اور ذبیحہ کو راحت دے۔ رواہ مسلم اصحاب حدیث۔ ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ٹکڑا بہیمہ میں سے اس حالت میں کاٹ لیا جاوے کہ وہ زندہ ہی تو وہ ٹکڑا مردار ہی۔ رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی وقال الترمذی حدیث صحیح۔ مترجم کہتا ہی کہ یہی فقہار حنفیہ نے ذبیح کی ٹھنڈا ہونے تک جانور کو تکلیف دینا بیفائدہ وحرام ہی پھر واضح ہو کہ قولہ فکلوا منہا صیغہ امر ہی اور علمار میں تین قول ہیں کہ جمہور کے نزدیک یہ امر واسطے اباحت کے ہی یعنی جب قربانی کا جانور ٹھنڈا ہو جاوے تو تم کو خود اسمین سے کھانا مباح ہی اور امام مالک و بعض علماے نے کہا کہ مستحب ہی اور مترجم کہتا ہی کہ ظاہر یہ قول احب ہی اور یہی علماے حنفیہ کا قول ہی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بدنہ میں سے جسکو نحر کیا اسمین سے ایک بوٹی لیکر پکوائی تھی پس اگر استحباب مذکور نہ ہوتا تو سب میں سے لینے کی کوئی حاجت نہ تھی۔ اور بعض نے کہا کہ یہ امر وجوب کا ہی اور یہی بعض شافعیہ کا قول ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ قول اول بعضے ائمہ حنفیہ کا ہی اور مختار ہمارے نزدیک یہ ہی کہ ہم قول دوم کے قائل ہیں کما فی البدائع وغیرہ ولیکن قول وجوب کے واسطے ہمارے نزدیک استدلال لائق نہیں ہی واللہ اعلم۔ اب رہا حکم قولہ اطعموا القانع والمعتر تو اسمین دو طرح سے کلام کرنا چاہیے اول یہ کہ یہ حکم کھلانے کا واجب ہی یا نہیں اور دوم یہ کہ قانع و معتر سے کون مراد ہیں۔ پس مقام اول میں کلام اس طرح ہو کہ بعض کے نزدیک وہ امر ندب و استحباب کا ہی یہی قول مجاہد و ابراہیم نخعی و ابن جریر رح کا ہی اور یہی ائمہ حنفیہ کا قول ہی اور شافعیہ میں سے ابن شریح کے قول سے بھی یہی ظاہر ہی۔ اور بعض نے کہا کہ یہ امر واسطے وجوب کے ہی پس واجب ہی کہ اسمین سے قانع و معتر کو کھلاوے۔ اور مراد کھلانے سے دیدینا گوشت کا ہی اور حقیقت کلام مراد نہیں ہی بلکہ مجاز ہی۔ جیسے عرب بولتے ہیں کہ اطعمنی ہٰذہ الارض یعنی مجھے فلان نے اس زمین سے کھلایا۔ یا اطعمنی ہٰذا الطعام۔ یہ طعام مجھے فلان نے کھلایا ہی یعنی دیا ہی تاکہ میں کھاؤن۔ شیخ ابن کثیر رح نے مقام دوم کی تفسیر میں لکھا کہ علمار نے قانع و معتر کی مراد میں اختلاف کیا ہی۔ عوفی نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قانع وہ ہی کہ جو تو نے دیا وہ اس سے مستغنی تھا اور وہ اپنے گھر میں تھا۔ اور معتر وہ ہی کہ تیرے سامنے ہوا اور کچھ چاپلوسی کے ساتھ پیش آیا تاکہ تو اسکو گوشت میں کچھ دے ولیکن اسنے سوال نہیں کیا۔ یہی قول مجاہد و محمد بن کعب القرظی کا ہی۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قانع وہ ہی جو متعفف ہو یعنی سوال نہ کرے اور معتر وہ ہی جو سوال کرے۔ یہی قول قتادہ و ابراہیم نخعی کا ہی اور مجاہد سے بھی ایک روایت یہی ہی۔ پھر شیخ ابن کثیر رح نے جزم کے ساتھ لکھا کہ کہا ابن عباس و مجاہد و قتادہ و ابن اسلم و کلبی و حسن بصری و مقاتل بن حیان و مالک بن انس نے کہ قانع وہ ہی جو تیری طرف جھکے و سوال کرے اور معتر وہ ہی جو چاپلوسی کے ساتھ تیرے ساتھ پیش آوے مگر تجھ سے سوال نہ کرے۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ قانع سائل ہی اور قول عرب کہ اعف من القنوع۔ سے استدلال کیا یعنی سوال سے بچنے والا منہ بند رکھنے سے افضل تر ہی۔ زید بن اسلم نے کہا کہ قانع وہ مسکین ہی جو در بدر پھرے یعنی سوال کرے اور معتر وہ دوست یا محتاج ہی جو تیری قربانی کا گوشت دیکھنے کو آوے اور یہی ایک روایت اُنکے بیٹے یعنی عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے بھی ہی۔ اور مجاہد رح سے یہ بھی روایت ہی کہ قانع تیرا پڑوسی ہی تونگر ہو یا محتاج جو دیکھے اسکو جو تیرے گھر میں چیز لائی جاوے اور معتر وہ ہی جو گوشت کے لیے تیرے سامنے ہو۔ اور مجاہد سے یہ بھی روایت ہی کہ قانع وہ طامع ہی جو طمع کرے اور معتر وہ ہی جو بدنون و قربانیون کے وہان موجود ہو جاوے خواہ تونگر ہو یا محتاج مانند عکرمہ رح سے بھی روایت ہی اور ایک روایت عکرمہ رح سے یہ ہی کہ قانع اہل مکہ ہیں اور شیخ ابن جریر رح نے قانع و معتر

ی نفسیر مین سے یہ اختیار کیا کہ قانع وہ ہی جو سوال کرے اور معتر وہ ہی جو گوشت کھانے کے لیے تیرے سامنے
اِس جانب گئے ہین کہ قربانی کے تین حصہ کرنے چاہیے ہین اور اُنھون نے اسی آیت سے استدلال کیا
کھاوے اور تہائی کو اپنے دوستون واحباب کو ہدیہ دیوے اور باقی ایک تہائی کو فقرا پر صدقہ کردے کیونکہ اللہ
واطعموا القانع والمعتر۔ اور حدیث صحیح مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے تم کو قربانیون کا گوشت
کرنے سے منع کر دیا تھا سو تم اب کھاؤ اور جو تمھارا جی چاہے ذخیرہ رکھو۔ اور ایک روایت مین ہی کہ اب کھاؤ اور ذخیرہ کرو
ایک روایت مین ہی کہ آب کھاؤ اور کھلاؤ اور صدقہ کرو۔ مترجم کہتا ہی کہ تین روز سے زیادہ ذخیرہ رکھنے کو اُس سال مین منع کیا
جس سال قحط تھا اور لوگ اپنی قربانی کا گوشت بھی سُکھلا کر قدید بنا کر رکھ چھوڑتے تھے تو منع فرمایا کہ ایسی حالت مین جو
کے واسطے کیا گیا ہی اُس سے بندگان خدا کو راحت وآرام پہونچے اور یہ اللہ تعالے کا حکم خاص اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا تھا
قربانی والون کو ایک تو گوشت کھلانے کا ثواب پہونچا اور دوسرے اِس حکم کے ماننے کا ثواب عظیم ہوا اور مترجم کہتا ہی کہ اِن حدیث
ہوتا ہی کہ جو تمھارا جی چاہے ذخیرہ کرو۔ پھر جو علما ایک تہائی کی خصوصیت کرتے ہین اُنکا قول ضعیف ہوتا ہی اور جواب یہ ہی کہ شاید یہ مراد
کہ تہائی حصہ مین سے جو تمھارا جی چاہے ذخیرہ رکھو۔ کیونکہ اول تو تین روز سے اوپر بالکل ذخیرہ رکھنے سے ممانعت فرمائی تھی پس حدیث
یہ بات صریح نہین نکلتی ہی کہ تہائی سے زائد جسقدر چاہو ذخیرہ کرو خصوص جب کہ تیسری روایت مین کھانے اور کھلانے وصدقہ کرنے کی
توضیح موجود ہی۔ پھر شیخ نے لکھا کہ یہان دوسرا قول یہ ہی قربانی کے دو حصہ کرنے چاہیے ہین نصف تو قربانی کرنے والا خود کھاوے اور نصف
کو صدقہ کرے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا فکلوا منہا واطعموا البائس الفقیر۔ اِس سے دو حصہ نکلتے ہین اور حدیث مذکورہ بالا مین ہی کہ اب کھاؤ
جمع کرو اور صدقہ کرو۔ تو اسمین بھی دو حصہ نکلتے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ اِنمین سے کسی استدلال سے مدعاے مذکور ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ حکم
اسی قدر ہی کہ کھانا کھلانا پایا جاوے اور رہا یہ امر کہ نصف نصف ہو یا تین تہائی ہو اسپر کوئی دلیل نہین ہی دیکن تین تہائی کا قول بسند
واللہ تعالے اعلم اور نصف نصف کے قول مین بھی مضائقہ نہین ہی۔ پھر واضح ہو کہ اطعموا کا حکم اگر وجوب کا نہین ہی بلکہ استحباب کا ہی تو
سے کچھ لازم نہوگا اور اگر وجوب کا ہی تو نہ کھلانے سے گناہ ہوگا پھر آیا ضامن بھی ہوگا یا نہین تو شیخ ابن کثیر رح نے اِس مسئلہ کو ذکر کیا اور
لکھا کہ اگر قربانی کرنے والا سب گوشت خود ہی کھا گیا تو بعض نے کہا کہ وہ کچھ ضامن نہین ہوگا اور یہی قول شافعیہ مین سے ابن سریج کا ہی
مترجم کہتا ہی کہ یہی قول ہمارا ہی کما فی البدائع وغیرہ۔ اور یہ اِس بنا پر ہی کہ اطعموا کا حکم وجوب کا نہین ہی بلکہ اباحت یا استحباب کا ہی۔ اور
بعض نے کہا کہ کل گوشت کا ضامن ہوگا خواہ اسکے مثل دیدے یا اُسکی قیمت دیدے۔ مترجم کہتا ہی کہ جاننا چاہیے کہ اصول مین
ہی کہ گوشت مثلی چیزون مین سے نہین ہی بوجہ اختلاف جانورون کے اور یہان نفس گوشت نہ تھا بلکہ جانور کا
پس اول تو وہ سب گوشت کا ضامن نہین ہو سکتا اور دوم ضمان اگر ہو تو مثل سے نہین بلکہ قیمت سے ہی۔ پھر
نصف کا ضامن ہوگا اور بعض کے نزدیک آٹھوین حصہ کا ضامن ہوگا اور بعض نے کہا کہ جانور مین سے گوشت کے
المشہور مذہب شافعی کا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ ضمان کا حکم بر بناے وجوب اطعموا۔ ہی اور اس صورت مین
معروف آپر اطعام صادق آوے یعنی فقیر کو کھلا دینا اور ایک بوٹی یا دو بوٹی کو یہ نہین کہتے ہین کہ گوشت
کہ اطعام صادق آوے واللہ تعالے اعلم۔ اب رہی اِس جانور کی کھال تو قتادہ بن النعمان کی حدیث

...ان سے نفع اٹھاؤ مگر ان کھالون کو فروخت مت کرو۔ یہ حدیث مسند امام احمد مین ہے اور بعضے علماء نے کھالون کے بیچنے کو جائز
...مترجم کہتا ہے کہ یہی ہمارے مشائخ کا قول ہے۔ اور بعض نے کہا کہ کھال مین بھی فقیرون کے ساتھ بٹوارہ کرے یعنی جیسے گوشت مین تہائی
یا نصف فقراء کا ہے تو کھال مین بھی اسیقدر انکا حق ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ قیاس ہے ولیکن ظاہرا واللہ اعلم صحیح نہین ہے اسلیے کہ حکم وجوب کا نفس
جانور مین نہین ہے بلکہ قربانی مین سے جو کھایا جاوے بدلیل قولہ اطعموا۔ اور کھال ایسی چیز نہین ہے جو کھلائی جاوے اور چونکہ گوشت بذات خود
کھانے کی چیز ہے اور کھال اپنے دامون سے البتہ کھانے کی چیز ہے تو اطعموا کے معنی دونون قسم کے جمع نہین کیے جا سکتے ہین اور مجاز عموم بیان
بوجہ ترجیح ارادہ حقیقت کے نہین ہے اور حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ جو مسند امام احمد سے مذکور ہوئی کھال کی شرکت سے نفی کرتی ہے اس سے
کھال مین شرکت ثابت نہین ہوتی ہے۔ جب معلوم ہوا کہ قربانی کرنے والے کو کھال کے ساتھ خود نفع اٹھانا اور اپنے کام مین لانا جائز ہوا تو اب
کلام یہ ہے کہ اسکو بیچ سکتا ہے یا نہین۔ تو ظاہر حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیچنے کی ممانعت ہے کیونکہ ایک جزو اس جانور کا تقرب سے خارج
نہ ہو جاوے یا کوئی اور وجہ ہو بہر حال ممانعت منصوص ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ قصاب وبنانے والے کی اجرت بھی اس جانور کے گوشت یا
کھال سے نہ دیوے ولیکن ہمارے علماے حنفیہ مین سے بعض اسطرف گئے ہین کہ اگر فروخت کرکے اسکے دام صدقہ کردے تو جائز ہے اور
اور اسوقت مین فتوی دیا جاوے کہ فروخت کرکے دام اسکے فقیرون پر صدقہ کیے جاوین واللہ تعالی اعلم۔ پھر واضح ہو کہ طفل یتیم کی
قربانی کے جانور کا گوشت اسکا وصی تقسیم نہین کرسکتا ورنہ ضامن ہوگا اور اگر اسکے بگڑ جانے کا خوف ہو تو اسکے عوض ایسی چیزین خریدے
جو وصی کے کھانے پینے کے کام آوین اور مانند اسکے اور مسائل ہین جو دلالت کرتے ہین کہ گوشت قربانی کا فروخت کرنا جائز ہے۔ فی البدائع
مستحب ہے کہ اپنی قربانی مین سے خود بھی کھاوے اور غیر کو کھلاوے اور افضل یہ ہے کہ تہائی صدقہ کرے اور تہائی دوستون واقارب کی
ضیافت مین لاوے اور تہائی کو ذخیرہ رکھ چھوڑے اور ضیافت مین غنی وفقیر سب کو کھلاوے۔ اور اگر سب صدقہ کردے تو بھی جائز ہے اور
اگر سب کو اپنے ہی واسطے رکھ لے تو بھی جائز ہے۔ کما فی العالمگیریہ۔ اور ہدایہ وتبیین وکافی وغیرہ مین ہے کہ استحسان کی دلیل سے مضائقہ نہین ہے
کہ کھال کے عوض مین بدل لے ایسی چیز جسکی ذات سے نفع اٹھاوے اور وہ چیز باقی رہے یعنی جیسے چھلنی وچمڑے کا تھیلا وغیرہ اور ایسی
چیز کے عوض نہین بدل سکتا ہے جسکے بدون تلف ہوے اس سے نفع نہین اٹھا سکتا ہے جیسے گوشت واناج وغیرہ۔ اور یہ بھی انھین کتابون
مین ہے کہ صحیح قول کے موافق گوشت کا حکم بھی مانند کھال کے ہے۔ اور اگر گوشت یا کھال کو درم کے عوض فروخت کرکے ان درمون کو صدقہ
کردے تو بھی جائز ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ظہیریہ وفتاوی قاضی خان مین اسکے خلاف ہے چنانچہ لکھا کہ اگر قربانی کے گوشت کے عوض چمڑے
کا تھیلا خریدا تو نہین جائز ہے اور اگر اسکے گوشت کے عوض مین اناج خریدا تو جائز ہے اور اگر قربانی کے گوشت کے عوض گوشت خریدا تو بھی
جائز ہے اور لکھا کہ مشائخ نے کہا کہ اصح اس بارہ مین یہ ہے کہ قربانی مین جو چیز کھانے کی ہے اسکے عوض مین کھانے کی چیز خریدنا اور جو کھانے
کی نہین ہے اسکے عوض ایسی چیز جو کھانے کی نہین ہے خریدنا جائز ہے اور یہ نہین جائز ہے کہ جو کھانے کی نہین اسکے عوض کھانے کی چیز خریدے
یا کھانے کی چیز ہے اسکے عوض وہ جو کھانے کی نہین ہے خرید کرے۔ کذا فی العالمگیریہ نقلا عن الظہیریہ وعن الفتاوی لقاضیخان۔ مترجم
کہتا ہے کہ ہدایہ وغیرہ مین صحیح کیا اور ان دونون مین اسکے خلاف کو اصح کہا ہے تو موافق قاعدہ افتاء کے چاہیے کہ فتوی صحیح پر ہو پس جو ہدایہ
وغیرہ مین ہے اسی پر فتوی ہوگا واللہ تعالی اعلم۔ پھر واضح ہو کہ حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ مین جو ممانعت ہے کہ کھال کو فروخت مت کرو تو شاید
انھون نے اس ممانعت کو تنزیہ پر محمول کیا ہے ولیکن اس سے کم نہین کہ یہ فروخت کرنا کراہت تنزیہی ہوگا اگرچہ جواز ہوا ورمفتی کے

حق مین بہتر یہ ہوگا کہ امام محمد رح کے کتب اصول کی روایات کو تلاش کرے اور جو امر اُنسے ظاہر ہو اسی پر اعتماد [illegible]
قول پر جب گوشت کا فروخت کرنا روا ہی تو قیاس یہ تھا کہ درم کے عوض جائز ہو جیسا کہ جواز ذکر کیا گیا ہی ولیکن [illegible]
اسکی وجہ نہین ظاہر ہوتی ہی کیونکہ اسکو گوشت سے خود انتفاع حاصل کرنا جائز تھا تو درم سے بھی جواز ہونا چاہیے [illegible]
اسکی عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ سے معلوم کرنا چاہیے پھر شیخ ابن کثیر رح نے یہان ایک مسئلہ ذکر کیا کہ قربانی کا وقت [illegible]
قربانی جائز ہی اور اسمین علماء کے اقوال ہین۔ شیخ نے لکھا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
کہ اول وہ چیز جس سے آج ہم اپنے اس دن مین شروع کرین یہ ہی کہ ہم نماز پڑھینگے پھر واپس ہوکر قربانی کرینگے پس جس نے [illegible]
ہماری سنت کو پایا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا تو وہ گوشت ہی جو اُسنے اپنے اہل و عیال کے لیے پہلے سے مہیا کیے [illegible]
کچھ نہین ہی رواہ البخاری و مسلم۔ اسی دلیل سے امام شافعی و ایک جماعت علماء نے کہا کہ قربانی کے روز یعنی دسوین ذی الحجہ کو جب [illegible]
بلکہ اسقدر روز گذر جاوے کہ نماز و دونون خطبہ ہو جاوین تو یہ پہلا وقت قربانی کا ہی اور امام احمد نے اسقدر اور بڑھایا کہ [illegible]
امام قربانی کر چکے تب سے شروع ہوتا ہی کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث مین آیا ہی کہ اور تم قربانی نہ کرو یہانتک کہ امام قربانی کرلے۔ اور امام ابو حنیفہ [illegible]
نے کہا کہ شہر والے تو قربانی نہ کرین یہانتک کہ امام نماز سے فارغ ہو جاوے اور رہے سواد دیہات گانون والے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک [illegible]
انکے لیے نماز عید مشروع نہین ہی پس انکو اختیار ہی کہ بعد طلوع فجر کے قربانی کرین۔ مترجم کہتا ہی کہ ائمہ حنفیہ کے نزدیک اگر امام نے [illegible]
رکعت نماز پڑھکر تشہد کیا اور وہ تشہد پڑھ چکا ولیکن ہنوز سلام نہین پھیرا ہی اور اُسوقت کسی نے قربانی کر دی تو قربانی نہین جائز ہی [illegible]
کذا فی خزانۃ المفتین وکذا فی البدائع اور اس سے ظاہر ہی کہ اگر نماز مین ہو تو ذبح بدرجۂ اولیٰ نہین جائز ہی کما فی البدائع اور اگر امام نے [illegible]
سلام پھیرا ہو اور اُسوقت قربانی کر دی تو بالاتفاق جائز ہی کذا فی فتاوی قاضیخان۔ اور اس سے ظاہر ہی کہ دونون خطبے تمام ہونے [illegible]
ہمارے نزدیک نہین ہی صرف امام کا نماز سے سلام پھیرنا کافی ہی ولیکن مستحب ہی کہ اُسوقت قربانی کرے جب امام خطبے سے فارغ ہو جاوے [illegible]
چنانچہ ظہیریہ مین ہی کہ مستحب وقت قربانی کا اہل سواد و گانون والون کے واسطے طلوع آفتاب کے بعد ہی اور اہل شہر کے واسطے بعد خطبہ [illegible]
انتہی۔ اور اگر کسی عذر سے دسوین کو نماز نہ ہوئی تو بعد زوال آفتاب کے قربانی جائز ہی اور اس سے پہلے نہین جائز ہی۔ کذا فی [illegible]
اور اگر ایک شخص مسافر ہی اور اُسنے اپنے لوگون کو جو شہر مین ہین حکم دیا کہ میری طرف سے قربانی کر دین تو قربانی جائز اُسوقت ہوگی کہ امام [illegible]
سے فارغ ہو جاوے کذا فی التاتارخانیہ نقلاً عن التجنیس۔ اور اگر کوئی گانون والا شہر مین نماز کے لیے آیا اور اپنے لوگون سے کہا کہ [illegible]
سے قربانی کر دین تو انکو جائز ہی کہ طلوع فجر کے بعد قربانی کر دین اور امام محمد رح نے کہا کہ ہم اس بارہ مین اُس مقام کو دیکھتے ہین جہان [illegible]
ہوگی اور اُس شخص کو نہین دیکھتے ہین جسکی طرف سے قربانی ہوگی۔ کذا فی الظہیریہ اور یہی قول اصح ہی اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہین [illegible]
للفتاوی۔ اور اگر ایک شخص سواد شہر مین ہو اور اُسکے لوگ شہر مین ہون اور اُسنے اپنے لوگون کو حکم کیا کہ اُسکی طرف سے قربانی [illegible]
جبتک امام نماز سے فارغ نہو اُسوقت تک اُسکی طرف سے ان لوگون کی قربانی جائز نہوگی وکذا یروے عن ابی یوسف [illegible]
ایک شخص ایک شہر مین ہو اور اُسکے لوگ دوسرے شہر مین ہون اور اُسنے اپنے لوگون کو حکم لکھا کہ میری طرف سے قربانی [illegible]
امام محمد سے مروی ہی کہ جس شہر مین اُسکی طرف سے قربانی کیجاویگی وہان کے امام کے فارغ ہونے کے بعد قربانی جائز [illegible]
روایت ہی کہ اُسوقت تک جائز نہوگی کہ دونون شہرون کے امام نماز دونون سے فارغ ہو جاوین [illegible]

وہ شخص خود شہر مین ہو تو اُسکے امام کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اُسکی قربانی درست ہوتی پہلے صحیح نہ ہوتی اسی طرح جب اُسکی
طرف سے کوئی قربانی کرے تو یہی ہونا چاہیے فافہم واللہ اعلم۔ اور واضح ہو کہ محیط سرخسی مین وقت قربانی کا دسوین کے طلوع فجر سے بارھوین
کے غروب آفتاب تک لکھا ہے اور اسی کلام مین مسامحہ ہے کیونکہ طلوع فجر سے قربانی کا جواز صرف اہل سواد کے لیے ہے اور شہر والون کے واسطے
یہی ہے کہ وقت طلوع فجر سے شروع ہے لیکن اہل شہر کے لیے نماز سے امام کا فارغ ہونا شرط ہے اور حق یہ ہے کہ اسمین تفصیل
ہے واللہ تعالے اعلم۔ پھر شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قربانی کے دنون مین اقوال ہین ایک قول یہ ہے کہ قربانی فقط ایک روز یوم النحر کو
مشروع ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ شہر والون کے لیے یوم النحر ہے کیونکہ قربانیان اُنکو آسانی سے میسر آجاتی ہین اور اہل سواد دگانون والون
کے لیے یوم النحر اور ایام تشریق سب ایام قربانی ہین۔ یہی قول سعید بن جبیر رح کا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس اختلاف کی جہت سے ہمارے علماء
نے لکھا کہ اچھا وقت دسوین تاریخ ہے اور لکھا کہ اول وقت فضیلت کا ومسارعت طاعت کا ہے تو مستحب ہے۔ تیسرا قول یہ کہ یوم النحر اور آسکے
بعد ایک روز سب کے لیے یعنی دسوین وگیارھوین تاریخ شہریون ودیہاتیون سب کے واسطے ہے۔ چوتھا قول یوم النحر وگیارھوین و
بارھوین تاریخ تک عموماً شہریون ودیہاتیون کے واسطے ہین اور یہی قول امام احمد کا ہے اور مترجم کہتا ہے کہ امام احمد سے مقدم امام ابوحنیفہ رح کا
بھی یہی قول ہے۔ پانچوان قول یوم النحر و آسکے بعد تین روز ایام تشریق تک وقت ہے اور یہی قول امام شافعی رح کا ہے بدلیل حدیث جبیر بن مطعم
رضی اللہ عنہ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایام تشریق سب ذبح ہین رواہ احمد وابن حبان۔ مترجم کہتا ہے کہ امام احمد نے اس
حدیث کی تخریج کیا لیکن خود اُنکا قول یہ نہین ہے۔ فافہم۔ چھٹا قول یہ ہے کہ قربانی کا وقت آخر ماہ ذی الحجہ تک ہے اور یہی قول ابراہیم نخعی و ابوسلمہ
بن عبدالرحمن کا ہے اور شیخ نے کہا کہ یہ قول غریب ہے یعنی دو ایک آدمی اس قول مین منفرد ہین۔ **كَذٰلِكَ** مانند اس تسخیر کے کہ تم کھڑے
ہوئے اُنکو ذبح کرتے ہو اور شیخ امام ابن کثیر رح نے اسکو توجیہ کے واسطے لیا اور یہی ارجح واقوی ہے اور معنی یہ لکھے کہ من اجل ہذا۔ اسی
طرح سے **سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ** ہم نے بدنون کو تمہارے لیے مسخر کردیا یعنی مطیع ومنقاد کردیا جاہو اُنپر سوار ہو اور چاہو اُنکا دودھ
پیو چاہو ذبح وقربانی کرو۔ **لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ** تاکہ تم شکر گذاری کرو۔ یعنی اللہ تعالے کی نعمتون کا شکر کرو۔
اسکی طاعت مین تعظیم کرو اور عبرت پکڑو کہ یہ انعام کس طرح اللہ تعالے نے تمہارے مطیع ومنقاد کردیے ہین اور تم بھی اللہ تعالے
کے مطیع ومنقاد ہونے مین اُنسے کم نہ ہو۔ ف ـــــ فی العرائس قولہ تعالے والبدن جعلناہا لکم من شعائر اللہ الآیہ۔ اشارہ سے ثابت ہے
کہ مومن کو چاہیے کہ اسی طرح اپنے نفس کو قربان کرے اور نفس کی قربانی خلوص اطاعت سے ہے کہ مجاہدات سے اُسکو باندھے اور ریاضت
کے ساتھ تکمیل دے اور مخالفات سے بچاوے اور جب وہ مطمئنہ ساکن ہوجاوے تو اُسکو عقل وروح وقلب کے واسطے تقسیم کرے اور
ثواب مین نفس کے حقوق ہین چنانچہ اُسکا قتل کرنا نہین جائز ہے اور حدیث مین ہے ولنفسک علیک حقا۔ تیری نفس کا تجھپر حق ہے پس
اُسکی بھلائی وبہتری بھی بہت ہے اور کمال اسی پر موقوف ہے۔ اور نفس کے وجود کو مشاہدات کے واسطے وقف کرے اور فنا کردے
حق کے واسطے ایسا کہ اسمین کوئی حصہ اُسکے لیے نہ رہے اور خالص وہ اللہ تعالے ہی کا بندہ ہوجاوے اور اللہ تعالے کے واسطے
منفرد ہوجاوے۔ شیخ مراغی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بدنہ و اُنکے شعائر ہونے اور اُنمین بہتری ہونے مین حکمت یہ ہے کہ تیرا بدن
عالم ... مخالفتون سے پاک ہوجاوے اور تو اسکو خوف وہیبت الٰہی کی چھری سے ذبح کرے اور تو تقوی کو اُسکا
... بچھونا کردے پس جب تونے آسکے ساتھ ایسا کیا تو تیرے لیے اسمین بہتری پر بہتری حاصل ہوئی یعنی

Marfat.com

تیرے واسطے اپنے رب رحیم عزوجل کی طرف راہ کھل گئی اور تیرا قلب نور یقین سے منور ہوگیا اور تیرا سر باطن سوائے حق
پاک ہوگیا۔ بالجملہ اللہ تعالے نے بدنون کو ذکر فرمایا کہ یہ سب شعائر الٰہی میں سے ہین تمہارے لیے انمین بہتری ہو انکو اللہ
نام پر قربانی کرو اور جہالت سے مثل مشرکون کے شرک مت کرو اور نہ انکے گوشت و پوست کچھ اللہ کے لیے

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا

اللہ کو نہین پہونچتے اُنکے گوشت نہ لوہو لیکن اُسکو پہونچتا ہی تمہارے دل کا ادب اسیطرح انکو بس مین دیا

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اسپر کہ تمکو راہ سوجھائی اور خوشی سنانے والون کو

لَنْ يَّنَالَ نیل کے معنی پہونچنا و مل جانا۔ اللّٰهَ نہین پہونچتے اللہ تعالے کو۔ یعنی اللہ تعالے کی قبولیت و رضامندی کو نہین پہونچتے
اور نہ اُسکے طرف چڑھائے جاتے ہین لُحُوْمُهَا گوشت بدنون کے۔ وَلَا دِمَآؤُهَا اور نہ خون اُنکے۔ یعنی بدنون کو
اللہ تعالے نے شعائر مقرر کردیا ہی انکی قربانی کرنا اور یہ کام خلوص توحید سے بجا لانا تمہارے لیے بہتر ہی ولیکن کوئی جہالت سے یہ خیال
نہ کرے کہ یہ اللہ تعالے کو پہونچتے ہین بلکہ تنصیص و تعلیم و تفہیم فرماوے کہ اللہ تعالے کو نہین پہونچتے اِن بدنون کے گوشت جو تم صدقہ
کرتے اور قربانی کرتے ہو اور نہ اُنکے خون جو قربانی کے وقت بہ جاتے ہین یہ کوئی بھی اللہ تعالے کے حضور و موقع قبولیت کو نہین پہونچتے
ہین۔ وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ولیکن پہونچتا ہی اُسکو تقوی جو تم سے صادر ہو۔ یعنی اُسکی رضامندی حاصل کرنا ہی تمہارے
دلون کا تقوی ہی جس تقوی سے جو فعل طاعت صادر ہوتا ہی اُسکو اللہ تعالے قبول فرماتا ہی اور وہ قبولیت باری تعالے کو پہونچتا ہی
حاصل آنکہ جس عمل صالح کو تم توحید و اخلاص سے ایمان کے ساتھ کرتے ہو وہ اللہ تعالے قبول فرماتا ہی اسپر تم کو ثواب عظیم عطا فرما دیگا
خلاصہ یہ ہی کہ قربانی کرنے والے اور اس سے تقرب چاہنے والے کچھ اِن قربانیون کے گوشت و خون سے رضائے الٰہی نہین پاتے
ہین بلکہ اپنے دلون کے تقوی سے پاتے ہین۔ زجاج رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ جو اللہ تعالی کی قبولیت کو پہونچتی
ہی وہ بندون کا تقوی و طاعت موافق حکم کے ہی اور تحقیق اِس کلام کے معنی مین یہ ہی کہ عرب لوگ جب کوئی شخص کسی چیز کو قبول
کرتا ہی تو کہتے ہین قد ناله اور جب کسی طرح قبول کرنے کی چیز نہین ہوتی تو کہتے ہین کہ لن ینالہ۔ تو معنی اِسکے قبول ہین پس اللہ تعالے
نے اپنے بندون سے موافق اُنکی عادت کے جسطرح وے آپس مین بولا کرتے ہین خطاب فرمایا اور سمجھا دیا کہ اللہ تعالی کی قبولیت
کو اِن جانورون کا گوشت یا خون نہین پہونچتا کہ یہ گوشت و خون خود جاکر اُسکی قبولیت حاصل کرے بلکہ بندون کا تقوی البتہ
قبولیت الٰہی پاتا ہی۔ شیخ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالے عزوجل آگاہ فرماتا ہی کہ اُسنے جو ان ہدی و قربانی کا ذبح کرنا مشروع فرمایا ہی
اِسی واسطے کہ تم اِن جانورون کی جان اللہ تعالے کے خالص نام پر قربان کرو وہی خالق رازق ہی اور کچھ اِسواسطے مشروع نہین کیا کہ
اِن جانورون کے گوشت یا خون سے اسکو کوئی چیز پہونچتی ہی وہ پاک ہی تمام سب اُسی کی مخلوقات ہین سب چیز محتاج اُسی کی وہ محتاج نہین
وہ احد صمد بے مثل و بے مثال ہی۔ اور واضح ہو کہ زمانۂ جاہلیت مین عرب کے لوگ جو شرک کی جہالت مین پڑے تھے اللہ تعالے کی
معرفت نہین رکھتے تھے تو جب وے اپنے بتون کے واسطے قربانی کرتے تو قربانیون کا گوشت ان بتون پر رکھتے اور خون
پس اللہ تعالے نے اپنی معرفت سے انکو آگاہ کرنے کے بعد تنبیہ کی کہ اللہ تعالے پاک و برتر ہی اُسکی ذات

Marfat.com

پاک ہر اور اسکی صفات اعلی و اجل ہین اسکو ان جانورون کے گوشت و خون سے کچھ نہین پہونچتا ہر ولیکن
تمہارے پرہیزگرنا اور اسی کی توحید و تکبیر کرنا تمہارے ہی لیے قبول فرماتا ہی - واضح ہو کہ مشرکون نے اپنے بتون کو
اسکے گرد تمام بھردیا تھا - اور ابن ابی حاتم نے باسناد خود ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کی کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنے ذبائح
کے گوشت بیت اللہ کی طرف چھڑکتے تو جب اسلام آیا تو بعضے اصحاب نے کہا کہ ہم بھی چھڑکین پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا کہ
لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولیکن ینالہ التقوی منکم یعنی اللہ تعالے تمہارا تقوی قبول فرماتا ہی اور اُسپر تم کو ثواب جمیل عطا فرما دیگا
چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہر کہ اللہ تعالے نہین دیکھتا تمہاری صورتون کو اور نہ تمہارے اموال کو ولیکن وہ دیکھتا ہی تمہارے قلوب کو اور
تمہارے اعمال کو - والحدیث فی صحیح مسلم - اور حدیث مین آیا ہی کہ صدقہ مسکین کے ہاتھ مین پہونچنے سے پہلے اللہ تعالے جل شانہ کے دست عظمت
مین پہونچتا ہر اور خون یعنی قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالے کے نزدیک منزلت قبول مین پڑتا ہی چنانچہ یہ حدیث سابق مین
حضرت ام المومنین عائشہ رض کی روایت سے گذری اِسکو ابن ماجہ اور ترمذی رح نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہر پس
علماے محققین کے نزدیک اُسکے معنی سواے اِسکے کچھ نہین کہ اخلاص کے ساتھ جو عمل ہوتا ہی اللہ تعالی اُسکو اپنے فضل وکرم سے بندہ کے لیے
قبول فرماتا ہی اور وکیع نے یحیی بن مسلم سے روایت کی کہ مین نے عامر شعبی رح سے پوچھا کہ قربانیون کی کھال کا کیا حکم ہر تو اُنھون نے یہ
ابی عامر
آیت پڑھی لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا اور فرمایا کہ تیرا جی چاہے اُسکو فروخت کردے اور تیرا جی چاہے رہنے دے اور تیرا جی چاہے
صدقہ کردے - مترجم کہتا ہی کہ اِس روایت سے غرض یہ ہر کہ عامر شعبی رحمہ اللہ نے آیت سے پوچھنے والے کو آگاہ کیا کہ اللہ تعالی گوشت
و خون وغیرہ کے پہونچنے سے پاک ہر ولیکن عامر رح کا قول قربانیون کی کھال کے بارہ مین شاید یہ تھا کہ قربانی کرنے والے کو اختیار
ہر جو چاہے جو کرے اور ہمارے علما نے اس بارہ مین فروخت کو جائز جانا ولیکن صدقہ کردے اور تفصیل اوپر گذری ہر بالجملہ
قربانیون سے خلوص توحید الہی مشروع ہر کہ سب جانین اُسی کے نام پر قربان ہین - كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ اسی لیے ان جانورون
کو تمہارے لیے مسخر کردیا ہی - لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ تاکہ تم تکبیر کہو اللہ تعالے کی اِس بات پر کہ تم کو ہدایت
کی یعنی اُسی کی عظمت و بزرگی بیان کرو جیسے اُسنے تم کو اپنے دین و شرع کی و حصول رضاے الہی کی ہدایت دی اور جہالت و گمراہی کے فعل سے
جو اُسکے نزدیک مبغوض و مکروہ ہر منع کیا اور اُسکی جہالت سے تم کو آگاہ کردیا - وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ اور بشارت دیدے یعنی اے ہادی
سبل الحق محبوب رب العالمین تو بشارت دیدے محسنین کو جو اپنے اعمال مین احسان و خوبصورتی (تقوی) رکھتے ہین اور اللہ تعالے
کے حدود و شعائر کو لیے ہوئے انھین کے اندر رہتے ہین اور جہالت و نادانی سے مشرکون کی طرح نکلکر گمراہی و تاریکی مین نہین پڑتے ہین اللہ تعالے
کی تعظیم دل و جان سے کرتے ہین - مترجم کہتا ہر کہ جو شخص نور ایمان سے فیض رکھتا ہر اُسکو یہان اِس کلام سے اشارہ
ملتا ہر کہ انسان [illegible] جو روح و نفس و عقل سے ایک خاص ترکیب و شان الہی کا ظہور ہر اور تمہاری چیزین ایسی ہی اپنے
[illegible] اور کوئی نہین سمجھ سکتا کہ سب فنا ہون تو انکی ابتدا ار کیونکر ہر اور یہ وجود جو انکو حاصل ہوا ہی ہر ایک
[illegible] کیا کرتے ہین اور [illegible] اگرچہ آتے و جاتے کا تو ایک طریقہ معمولی نظر آتا ہر پس جو لوگ
[illegible] اِس دنیاے ناپائدار مین اپنے آپ کو پھنسا ہوا پاتے ہین اور جانتے ہین پس جانیکے
[illegible] جہنم کی گمراہی مین جا پڑین اور حدود الہی کی پیروی مین تو تاریکیون سے نکلکر

Marfat.com

نور کی طرف آتے جاتے ہین جب اس راہ پر مستقیم ہوے اُسی وقت منور بنور حق ہین اور اس نور کو د[illegible]
پس اُنکو مبارکباد پھر ہزار بار مبارکباد الٰہی ہمکو بھی ایسے ہی بندون مین کردے آمین وانت ارحم الراحمین
بیان کیے ہین - اول یہ کہ قربانی کا مشروع ہونا کیونکر ہی - اور دوم یہ کہ قربانی کے جانورون مین کس عمر کا [illegible]
اول کی نسبت لکھا کہ امام ابوحنیفہ و مالک و ثوری رحمہم اللہ کا یہ قول ہی کہ جو شخص نصاب کا مالک ہو اُسپر قربانی [illegible]
نے یہ بھی شرط کی کہ وہ مقیم ہو - اور ان علمار کے لیے حجت وہ حدیث ہی جو امام احمد و ابن ماجہ نے ایسی اسناد سے [illegible]
ثقہ ہین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے وسعت پائی پھر اُسنے [illegible]
ہرگز ہمارے مصلی کے قریب نہ ہو - شیخ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہی اور امام احمد بن حنبل نے اُسکو مستنکر خیال کیا ہی - [illegible]
دلیل یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس برس ٹھہرے یعنی مدینہ مین پس اس حال مین ہمارے [illegible]
تھے - رواہ الترمذی - مترجم کہتا ہی کہ دلائل وجوب عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ سے معلوم کرنا چاہیے اور واضح ہو کہ امام ا[illegible]
نزدیک شرائط مین سے آزادی واسلام و مقیم ہونا و وسعت ہی اور رہا بلوغ تو وہ شرط نہین ہی حتی کہ صغیر کا اگر مال ہو تو اس مال سے [illegible]
باپ یا مر گیا ہو تو اُسکا وصی اُسکی طرف سے قربانی کردے کذا فی محیط السرخسی اور یون ہی فتاوی قاضیخان مین لکھا کہ اگر صغیر کا [illegible]
ہو تو ہمارے بعضے مشائخ نے کہا کہ اُسکے باپ پر واجب ہوگی یعنی اُسکی طرف سے قربانی کردے اور ہدایہ مین لکھا کہ یہی اصح ہی اور فتا[وی]
قاضیخان مین وصی کی نسبت بھی ایسا ہی لکھا کہ یتیم صغیر مالدار کا وصی بقیاس صدقہ فطر کے اُسکی طرف سے قربانی کرے ولیکن قربانی کا [illegible]
صدقہ نہ کرے بلکہ اُسکو صغیر مذکور کھاوے اور اگر بچ جاوے کہ جسکا ذخیرہ کرنا ممکن نہ ہو سکے تو اُسکے عوض ایسی چیز خریدے جسکے عین سے
وہ منفعت اُٹھاوے یعنی جیسے روٹی واناج وغیرہ اور ایسی چیز نہ ہو جسکے منافع سے آسایش ہوتی ہی جیسے صندوق وغیرہ - ولیکن محیط [illegible]
لکھا کہ اصح یہ ہی کہ وصی کو صغیر کے مال مین ایسا اختیار نہین ہی - پھر واضح ہو کہ شیخ ابن کثیر رح نے جو لکھا کہ نصاب کا مالک ہو اُسپر امام
کے نزدیک واجب ہی تو بات یہ ہی کہ زکوٰۃ کا نصاب یہان شرط نہین ہی بلکہ ایسی وسعت حاصل ہو جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہی اور وہ تونگ[ری]
مراد نہین ہی جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہی کما صرح بذلک فی محیط السرخسی - اور یہ بھی واضح ہو کہ مقیم ہونا تمام اوقات مین شرط نہین ہی حتی [illegible]
اول وقت یعنی دسوین تاریخ کو مسافر تھا پھر وہ بارھوین تاریخ کو جو آخر روز ہی مقیم ہو گیا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی اور ایسے ہی کہ اگر
وقت مقیم تھا پھر سفر کر گیا پھر بارھوین گذرنے سے پہلے یعنی غروب آفتاب سے پہلے مقیم ہو گیا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی کذا فی البدا[ئع]
اور واضح رہے کہ اول وقت مقیم ہو کر سفر کر گیا اور ایام گذر گئے تو اُسپر ہمارے نزدیک وجوب نہین ہی اگر کہا جاوے کہ اول وقت مقیم
ہونے سے کیون وجوب نہ ہوا تو جواب یہ ہی کہ اصول مین ہمارے نزدیک وجوب ادا کا وقت آخر جزء ہوتا ہی تو اول وقت [illegible]
وجوب ادا متعین نہ ہوا اور آخر وقت مین مفروض یہ ہی کہ وہ مسافر تھا تو وجوب ادا متحقق نہ ہوا فافہم [illegible] تو معلوم ہوا کہ امام [illegible]
و ثوری کے نزدیک قربانی ہر ایک صاحب وسعت پر واجب ہی اور شیخ رح نے فی الجملہ دلیل بھی ذکر کی پھر لکھا کہ اور امام شافعی [illegible]
نزدیک قربانی واجب نہین ہی بلکہ مستحب ہی کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ مال مین کوئی حق سوائے زکوٰۃ کے نہین ہی - [illegible]
بہت ضعیف ہی اسوجہ سے کہ مقصود تو اُسی صورت مین حاصل ہو سکتا ہی کہ سوائے زکوٰۃ کے ہر حق [illegible]
جو مال سے متعلق ہوتے ہین اقارب کا نفقہ ہی اور خود قربانی کے گوشت کی [illegible] مال مین سے [illegible]

Marfat.com

صدقہ فطر کا وجوب نہ ہوگا اور بوڑھے شیخ فانی پر صوم کے عوض فدیہ نہ ہوگا حالانکہ یہ سب حقوق واجبہ ہیں اور
ہیں پس جب یہ حدیث عموم پر نہیں ہے بلکہ تخصیص ہے تو اس سے یہاں استدلال کیونکر صحیح ہوگا اور کیا وجہ ہے کہ حدیث
میں نہ کیجاوے فافہم - پھر شیخ رح نے لکھا کہ اور پہلے گذرا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی طرف سے قربانی
کی اس سے آپ کی امت والوں سے وجوب ساقط ہوگیا - مترجم کہتا ہے کہ شیخ امام کا یہ استدلال بھی بعید ہے اسواسطے کہ حدیث
مذکور میں جو ہے کہ آپ نے ان لوگوں کی طرف سے قربانی کر دیا جنھوں نے قربانی نہیں کی تو اسکے یہ معنی کیوں نہیں ہیں کہ ان بیچارون
کو وسعت نہ تھی تو انکو اس قربانی سے ثواب پہونچا دیا - کیونکہ حدیث میں عنی وعن من لم یضح من امتی - وارد ہے یعنی میری طرف سے
اور ہر ایسے شخص امتی کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی تو یہ ظاہر ہے کہ جس نے قربانی نہ کی وہ بہت سے افراد ہونگے اور ایک بکری
یا بھیڑی ایک کے سوائے متعدد افراد کی طرف سے بالاتفاق نہیں جائز ہے تو مقصود ایصال ثواب ہے اور یہ خصوصیت خاصہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ آں حضرت خیر الخلق افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر کمال ترحم کی نگاہ لطف سے جناب
باری تعالی سے ہر ایک کے واسطے قربانی کا ثواب چاہا تھا - اور اس سے یہ لازم نہیں کہ آپ نے ہر شخص پر سے وجوب ساقط کر دیا کیونکہ
ایسے میں اور اسقاط وجوب میں کوئی استلزام نہیں ہے اگر مترجم کی سمجھ کا قصور نہ ہو واللہ اعلم - پھر شیخ رح نے تیسری دلیل کی طرف
اشارہ کیا کہ ابو سریحہ نے کہا کہ میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا پڑوسی تھا اور یہ دونوں بزرگوار قربانی نہ کرتے اس خوف سے
کہ لوگ انکی اقتدا کرینگے - مترجم کہتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت گذری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں
دس برس رہے ہر سال قربانی کی تو اقتدا کرنے کے واسطے یہ کافی ہے - پھر شیخ امام نے لکھا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ قربانی سنت کفایہ
ہے اگر ایک گھرانے یا محلہ یا گھر کے بعض لوگوں نے قربانی کر لی تو باقیوں کے ذمہ سے ساقط ہو گئی کیونکہ مقصود قربانی سے اظہار شعار
اسلام ہے اور وہ ایک کے کرنے سے حاصل ہو گیا اور امام احمد رح نے مخنف بن سلیم سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا کہ آپ عرفات میں فرماتے تھے کہ ہر اہل بیت پر ہر سال اضحاۃ (جمع اضحیۃ) و عتیرہ واجب ہے کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے عتیرہ وہی ہے
جسکو تم رجبیہ کہتے ہو - رواہ اہل السنن وقال الترمذی حسن - ولیکن شیخ نے فرمایا کہ اسکی اسناد میں کلام کیا گیا ہے اور ابو ایوب رض
نے کہا کہ آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک بکری کی قربانی اپنی طرف سے اور اپنے اہل بیت کی طرف سے کیا کرتا پس
وے سب کھاتے و کھلاتے یہانتک کہ لوگوں نے مال پایا پس ایسا ہو گیا جیسا تم دیکھتے ہو - رواہ ابن ماجہ والترمذی اور ترمذی رح
نے کہا کہ حدیث صحیح ہے - مترجم کہتا ہے کہ شاید واللہ اعلم حضرت ابو ایوب رض کا مقصود یہ ہے کہ اسوقت میں لوگوں کو تنگدستی تھی اور بکریاں
نہیں پاتے تھے تو ایک ہی بکری کی قربانی ایک گھر والا کرتا اور سب کھاتے و کھلاتے تھے پھر اب اللہ تعالی نے وسعت دی کہ لوگوں
نے بکریاں کثرت سے پائیں اور فراخی کے ساتھ ہر شخص بوجہ وسعت کے قربانی کرتا ہے اور علی ہذا یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ وجوب
قربانی کا وسعت پر ہے - اور تنگدستی میں شاید کہ بعضے علماء کے نزدیک ثواب میں اوروں کا شریک کر لینا ہر ایک کے واسطے پورے
ایسا استحقاق بفضل الہی دیتا ہو جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھیڑی کو اپنی طرف و اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمایا
اور امام بخاری رح نے روایت کی کہ عبد اللہ بن ہشام ایک بکری کی قربانی اپنے تمام اہل کی طرف سے کرتے تھے مسئلہ دوم
قربانی میں کون جانور کس عمر کا جائز ہے تو شیخ امام رح نے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا کہ مت ذبح کرو مگر مُسِنّہ لیکن اگر تم پر دشوار ہو جاوے (یعنی نہ ملے) تو دنبہ کا جذعہ ذبح کر دو [illegible]
حضرت زہری یعنی محمد بن مسلم بن شہاب الزہری جو ایک علماء اعلام تابعین سے ہیں اشارت کرتے ہیں [illegible]
ہیں امام اوزاعی کا یہ قول ہے کہ جذعہ ہر جنس سے کافی ہے یعنی چاہیے دنبہ کا ہو یا بکری وغیرہ کا ہو اور شیخ [illegible]
اور جمہور علماء کے نزدیک اونٹ وگائے وبھیڑ بکری سے تو مُسِنّہ جائز ہوتا ہے اور دنبہ میں سے جذعہ جائز [illegible]
بچہ ہے جو پانچ برس کا ہو کر چھٹے میں لگا ہو اور گائے کا ثنی وہ ہے جو دو برس کا ہو کر تیسرے میں لگا ہو اور [illegible]
جو تیسرے میں لگا ہو اور بھیڑ بکری میں سے ثنی وہ ہے جو دو برس کا ہو اور دنبہ میں سے جذعہ وہ ہے کہ حائل [illegible]
کا ہو اور بعض نے کہا کہ آٹھ مہینہ کا اور بعض نے کہا کہ چھ مہینہ کا ہو اور اس سے کم حلوان بچہ ہے۔ مترجم کہتا ہے [illegible]
بکری کیا ہے اور ضان کا ترجمہ دنبہ کیا ہے پس اسکو محفوظ رکھنا چاہیے۔ پھر واضح ہو کہ موجودہ نسخہ میں یہ عبارت ہے کہ [illegible]
یعنی معز میں سے ثنی وہ ہے جو دو برس کا ہو اور شاید کہ یہ سہو کاتب ہو اور بجائے ایک برس کے دو برس ہو گیا ہو اور [illegible]
اپنے فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کے اقوال سے واضح کرتا ہے۔ عالمگیریہ میں ہے کہ اضحیہ کا سن کا بیان یہ ہے کہ اونٹ وگائے [illegible]
جائز ہے جو ثنی ہو یعنی کم سے کم ثنی ہو پس ہر جنس میں سے اُسکا ثنی ہونا ضرور ہے اور ضان میں سے خاصکر جذع جائز ہے بشرطیکہ [illegible]
رہا بیان ان ناموں کے معنی کا تو قدوری رح نے کہا کہ فقہاء کا قول ہے کہ غنم کا جذع وہ ہے جو چھ مہینہ کا بچہ ہو اور غنم میں [illegible]
جو ایک سال بھر کا ہو اور گائے میں سے جذع وہ ہے جو سال بھر کا ہو اور ثنی وہ ہے جو دو سال کا ہو اور اونٹ کا جذع وہ ہے [illegible]
اور ثنی وہ ہے جو پانچ سال کا ہو۔ اور یہ جو عمر ہر ایک جنس کی ثنی کی قرار دی گئی ہے تو اس تقدیر کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر [illegible]
ہونے سے مانع ہو گی ولیکن اس سے زیادہ عمر ہونا مانع نہیں ہے پس اگر اس عمر سے کچھ بھی کم قربان کیا تو قربانی جائز نہ ہو گی [illegible]
کچھ زیادہ کا قربانی کیا تو جائز ہے بلکہ وہ افضل ہے۔ کذا فی البدائع۔ پھر واضح ہو کہ شیخ امام ابن کثیر رح نے سابق میں بعض [illegible]
تھے جیسے قربانی نہیں جائز ہے اور اقوال میں سے اکثر شافعی رح کا مختار موجہ فرمایا اور احادیث کے الفاظ بھی ذکر کیے ہیں [illegible]
صرف بعض تفاسیر شیخ میں تردد بیان کرکے چھوڑ دیا۔ اب یہاں فقہائے حنفیہ کا مختار اور انکے موافق تفسیر اصطلاح ہے کہ [illegible]
کی طرف سے جائز ہے اور اونٹ وگائے سات یا کم کی طرف سے جائز ہے اور یہ عامہ علمائے کا قول ہے۔ اور جانور قربانی جائز [illegible]
سلامت ہو کذا فی البدائع اور جسکے پیدائشی سینگ نہ ہوں وہ جائز ہے اور ٹوٹے سینگ والی بھی روا ہے کذا فی [illegible]
جوڑوں کی ہڈی میں شکستگی پہنچی ہو جیسے گھٹنے وغیرہ پر تو وہ نہیں جائز ہے کذا فی البدائع اور نہیں جائز ہے [illegible]
کھلی ہوئی ہو اور لنگڑی جسکا لنگ کھلا ظاہر ہو اور یہ وہ ہے جو قربانی کے مقام تک پیروں سے نہ جا سکے [illegible]
اور جسکے دونوں کان یا چکتی یا دم بالکل کٹی ہو اور جسکے پیدائشی کان ہی نہ ہوں یا ایک کان [illegible]
اور اگر ان اعضاء میں سے تھوڑا کٹا ہو اور جاتا رہا ہو تو جائز ہے اور بہت ہو تو نہیں جائز ہے امام محمد رح نے اصل و جامع میں
روایت کی کہ اگر تہائی یا کم جاتا رہا تو جائز ہے اور زیادہ اس سے نہیں جائز ہے یہی صحیح [illegible]
بے دانت والی اگر چرتی کھاتی ہو تو جائز ورنہ نہیں یہی صحیح ہے کذا فی محیط السرخسی [illegible] قربانی [illegible]
پھٹا ہو اور قربانی مقابلہ کی یعنی جسکا کان آگے کی طرف سے کچھ کٹا ہو مگر الگ [illegible]

[illegible] ہین جو ایسے جانوروں سے ممانعت وارد ہے وہ نہی تنزیہی پر محمول ہے البتہ خرقارین
[illegible] کمافی البدائع کٹی نہین جائز ہے کذافی الظہیریہ اور تحن کٹی نہین جائز ہے۔ کمافی محیط السرخسی۔ تہائی سے
[illegible] ابی حنیفہ رح نہین جائز ہے کذافی التاتارخانیہ۔ اور جو فقط پلیدی کھاتی ہو وہ بھی نہین جائز ہے۔ کمافی فتاوے
[illegible] جسکے گود نہو کذافی المسوط۔ اور اگر دبلی ہو مگر اسمین کچھ چربی ہو تو جائز ہے یہ امام محمد سے مروی ہے کمافی قاضیخان
[illegible] کے سرے کے ہون خلاصہ یا ایک ٹانگ نہو خزانۃ المفتین بعض مشائخ نے ایک قاعدہ بطور کلیہ کے یون بیان
[illegible] جس سے منفعت [illegible] جاتی رہے یا جمال پورا جاتا رہے وہ قربانی سے مانع ہے اور جس سے یہ بات نہو وہ جواز سے
[illegible] محیط۔ پھر قربانی کے لیے متعین کرنے کے بعد اگر اسمین ایسا عیب ہوگیا جو قربانی سے مانع ہے تو تونگر کے حق مین کسی حال
[illegible] نہین خواہ یون ہی عیب از خریدسے یا بعد خریدنے کے پیدا ہو جاوے اور تنگدست کے حق مین یعنی جس نے اپنے اوپر لازم کرلی ہے
[illegible] حال مین جائز ہے محیط۔ اور اگر قربانی کے مقام پر جانور تڑپا اور ٹانگ ٹوٹ گئی اور وہین ذبح کر دیا تو جائز ہے اور اگر بھاگا اور آنکھ
[illegible] پھر اسی روز یا دوسرے روز تک ذبح کر دیا تو جائز ہے اور یہ بدلیل استحسان ہے ورنہ قیاس کی دلیل سے نہین جائز ہے۔ کمافی البدائع
[illegible] جانور سے افضل ہے۔ پوری بکری ساتوین حصہ گاے یا اونٹ سے افضل ہے۔ فتاوی کبری مین ہے کہ دس روپیہ کی قربانی
[illegible] خرید کرکے قربانی کرنا ہزار روپیہ خیرات کرنے سے اچھا ہے۔ **امام صفار** رح نے کہا کہ جو قربانی نہین کرسکتا اسکو ایام قربانی مین
[illegible] مشابہت قربانی والون کے ساتھ پیدا کرنے کے لیے مرغی یا بط ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ مجوس سے مشابہت ہے۔ مستحب ہے کہ قربانی کا جانور خوب
[illegible] تازہ فربہ بصورت گران قیمت ہو۔ اور افضل ہے کہ کبش سینگون والا سیاہ خصی ہو اور مستحب ہے کہ چھری تیز ہو اور مستحب ہے کہ انتظار کرے
[illegible] ذبح کے یہانتک کہ ٹھنڈا ہو جاوے اور روح نکل جاوے اور اس سے پہلے سلخ مکروہ ہے اور افضل ہے کہ خود ذبح کرے اور اگر ذبح نہ کرسکے
[illegible] حاضر رہے اور مستحب ہے کہ اپنی قربانی کے جانور سے خود کھاوے و کھلاوے۔ اور مکروہ ہے کہ قبل قربانی کے اسکا دودھ لے یا بال و
[illegible] اتارے یہی صحیح ہے کذافی الغیاثیہ۔ اور اگر دودھ دوہا یا اون و بال لیے تو انکو صدقہ کردے خود نفع نہ اٹھاوے کذافی الظہیریہ اور اگر
[illegible] کے اسکے بال و اون لیے تو جائز ہے اور اس سے خود مثل گوشت کے نفع اٹھا سکتا ہے۔ کذافی المحیط۔ اور اگر گاے دودھار خریدی
[illegible] قربانی کے لیے واجب کردیا پھر اسکے دودھ سے مال کمایا تو اسکے مثل صدقہ کرے اور اسکا گوبر صدقہ کرے اور اگر اسکو چارہ دانہ دیا
[illegible] گوبر خود لینا جائز ہے صدقہ نہ کرے کما محیط السرخسی۔ اور مستحب ہے کہ پہلے سے باندھکر اسکو چارہ دانہ سے توانا کرے اور اسیر
[illegible] قربانی تک آہستگی و وقار و شان کے ساتھ لے جاوے اور بعد قربانی کے اسکی جھول صدقہ کردے۔ کمافی البدائع
[illegible] اور کے بچہ ہوا تو روز قربانی کے بچہ کو مان کے ساتھ قربانی کردے خواہ پہلے مان سے یا پیچھے۔ اور اگر اسکو ذبح
[illegible] صدقہ کردیا تو بھی جائز ہے۔ اس قدر کافی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ف ـــــ فی العرائس قولہ
[illegible] ولکن الآیہ۔ سہل رح نے کہا کہ تقوی یہ ہے کہ بیزار ہو سواے اللہ تعالیٰ کے ہر شرک و ہر چیز سے۔ اور
[illegible] شیخ نے کہا کہ اسمین بیان ہے کہ تمام جہان کے اعمال جو موافق مراد الٰہی عزوجل کے نہین
[illegible] نہین پہنچے [illegible] جو خلوص دل سے کمال محبت سے شوق کے ساتھ عمل کیا جاوے وہ عالم الغیب حق عزوجل
[illegible] فرمایا کہ مومنون سے ہر قسم کی برائی اللہ تعالیٰ دور رکھتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا
اللہ دشمنون کو ہٹا دیگا ایمان والون سے اللہ کو

كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ؏
کوئی دغاباز ناشکرا

ع ۵

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ مدافعت کبھی اس معنی مین آتا ہو کہ باہم ایک دوسرے سے دفع کرے اور کبھی [illegible]
یعاقب اللص - وہ چور کا پیچھا کرتا ہو اور یہ معنی نہین کہ چور بھی اُسکا پیچھا کرتا ہو اور بعض نے کہا کہ یہان مبالغہ مقصود [illegible]
دور رکھتا ہو عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ایمان والون سے یعنی ہر قسم کی بدی و بُرائی کو جو اُنکے ایمان میں ضرر [illegible]
ایسی برائیون سے بھی مومنون کو دور رکھتا ہو - پس گویا برائی و مومنون کے درمیان اللہ تعالےٰ مدافعہ رکھتا ہو [illegible]
مومن کو بدی سے دور کرتا ہو - اور بعض نے کہا کہ یدافع یہان کثرت تکرار و تنوع کے لیے ہو یعنی مکرر بار بار اللہ تعالےٰ مومنون [illegible]
بدی کو دور رکھتا ہو - واضح ہو کہ ابن کثیر و ابوعمرو رحمہما اللہ تعالےٰ دونون کی قرارت مین یدفع بدون الف کے [illegible]
سے یعنی دفع کرتا ہو مومنون سے بدی کو - شیخ ابوحیان رحمہ اللہ نے کہا کہ جو چیز مومنون سے دفع کرتا ہو وہ بیان نہین فرمائی تاکہ [illegible]
وانجم ہو - مترجم کہتا ہو کہ جن بندون کو اللہ تعالےٰ نے اہل سعادت سے کیا ہو تو اُن سے ظاہری مکائد مشرکون و کافرون وغیرہ کے [illegible]
باطنی وساوس و خطرات شیطانیہ وغیرہ دور فرماتا ہو اور اُنکو ایمان و صراط مستقیم کی راہ پر ظاہر و باطن مین سالم رکھتا ہو اور یہ جو مکروہات [illegible]
و برائیان ہین اُنمین بعض تو محسوس و معلوم ہوسکتے ہین اور بہت ایسے ہین کہ وہ ہر شخص کو بلکہ بعضے تو خاص لوگون کو بھی معلوم نہین [illegible]
ہین لہٰذا حق سبحانہ تعالےٰ نے اُسکو اپنے علم پر رکھا جو مومنون سے دفع فرماتا ہو اور یہ اُسکی رحمت اپنے بندگان سعادت پر ہو اور [illegible]
اپنے نیک بندون کا متولی ہو کما قال تعالےٰ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور - اللہ تعالےٰ مومنون کا ولی ہو [illegible]
تاریکیون سے نور کی طرف نکال لاتا ہو اور اُس نور کی طرف آنے مین جو امور بتقدیر و مشیت الٰہی عزوجل مانع و مخمصہ و مشکلات [illegible]
ہین اُنکو سب کو مومنون سے دور فرماتا ہو گویا دنیا دریٔ جہنم و اِس دائرہ مین یہ لوگ اندھیرے مین کافرون و شیاطین و مکروہات [illegible]
اندھیری رات مین ایک باریک راستہ پر ہین جسکے دونون طرف غار و خار و آفات و مکروہات ہین پس یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی [illegible]
و عظمت و توحید و فضل پر بھروسا کیے ہوئے اُسی پر توکل کیے ہوئے اِس جنجال سے میدان نور فراخ کی طرف جاتے ہین [illegible]
عظمت و ہیبت کے نور سے ہر گروہ جو اُس راہ پر حائل ہو جل جاتا و دور ہو جاتا ہو اور مشرکون و شیاطین [illegible]
شیطان کو اپنے بندون سے مایوس فرما دیا تھا بقولہ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان - میرے بندون [illegible]
اُنکے ایمان زائل کرنے مین کچھ قدرت نہ پاویگا اور رہا سختی و مصیبت پہونچنا تو یہ اُنپر خواری نہین [illegible]
عموماً ملائکہ و شیاطین و کافرین پر ظاہر فرماتا ہو اور تھوڑی سی سختی کے عوض اُنکو جو عطا فرماتا ہو [illegible]
و کافرون کے کہ جو حقیر چیز اُنکو دیتا ہو وہ بھی اُنکے حق مین خواری و عذاب ہو - اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ [illegible]
اللہ تعالےٰ نہین پسند کرتا ہر خیانت کرنے والے کافر کو - خوّان بہت خیانت کرنے والا [illegible]
کرنے والا - اِس مبالغہ کے صیغہ سے یہ مراد ہو کہ مشرکین و کفار اِسی صفت کے [illegible]

بعد عہد کرتا ہے اور دائم ہو کہ خوان جو عہد مین بڑی خیانت کرے - تو مشرکون کے واسطے یہ نام اسواسطے بالکل صحیح ہے
کہ جو عہد ازل مین اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کا ہے اور باقی جسقدر عہد پیدا ہوے ہین سب اسی عہد سے ہین توجب کافر و مشرک
نے وہ عہد توحید جو اصل ہی برباد کیا تو اُسنے کوئی عہد باقی نہ رکھا اور اگر یہ وہم ہو کہ کافر بہت سے معاملات مین عہد پورا کرتا ہے پھر یہ سمجھ مین
نہین آتا ہے تو اسکا جواب مترجم کی طرف سے ذرا ہوش گوش سے سُنکر سمجھ لینا چاہیے کہ کافر نے جس معاملہ کا عہد پورا کیا یہ عہد راجع طرف
توحید نہین ہے کیونکہ اُسکے اعتقاد مین دنیا ہی زندگی ہے اور آخرت کچھ نہین ہے اور وہ جزا و سزا کا قائل نہین ہے پس اُسکا عہد کسی صدق و عدل پر مبنی
نہین ہے بلکہ وہ اسواسطے خیال کرتا ہے کہ دنیاوی معاملہ مین اُسکی وجہ سے بگاڑ نہ ہو جاوے اسیطرح اُسکا سچ بات بول دینا اسی پر مبنی ہے تو
ثابت معلوم ہوا کہ یہ اُسکا عہد کسی معنی داصل عہد کی طرف راجع نہین ہے - یہین سے تجھے معلوم ہو گیا کہ ہمارے بعضے فقہا رنے لکھا کہ مشرک
کے اعمال و افعال و حکومت و فیصلہ کو جو شخص کہے کہ یہ عدل ہے وہ کافر ہے اور یہ کلام بہت متین اور صحیح ہے اور افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے
جہال اکثر اسین مبتلا ہوتے ہین اور نہ انکو عقل و علم ہے اور نہ سمجھ ہے اور نہ قلب کو ہوا و ہوس و نظر کو ظاہری رونق سے ہٹا کر دیکھتے ہین کیونکہ اگر
عدل کی میزان سے دیکھتے اور اتنی بات خیال کرتے کہ جس نے اپنے خالق مالک رازق حی القیوم حق عزوجل کی پاک صفات اور اُسکے رسول
و کتاب و اُسکے احکام کی عبودیت سے انکار کیا اور اُسکو مثل مخلوق کے باپ وغیرہ بنایا اور جسم ثابت کیا اور اُسکے بےمثل و بےمثال
و ہر ناقص بات سے پاک ہونے کو نہ یقین کیا تو پھر وہ اور کسی بات کو کیا پورا کریگا - جو چیز و جو معاملہ ہے سب تو اللہ تعالےٰ ہی کی مخلوق
و ملک ہے پھر جب اللہ تعالےٰ ہی سے انکار ہے تو پورا کرنا کہان سے ہوگا - اسی وجہ سے کفور کا مبالغہ ان کافرون پر بالکل صحیح ہے کیونکہ کوئی
بندہ اگر تو اللہ تعالےٰ کی نعمت سے ناشکری کرتا ہے ولیکن وہ اللہ تعالےٰ کو اور اُسکی نعمت کو دل سے اقرار کرتا ہے تو اس بندہ مین نعمت کے
موافق بندگی کرنے سے ناشکری ہوئی ولیکن سب طرح انکار و ناشکری نہین ہے اور اُسنے اصل اصول سے انکار نہین کیا بخلاف کافر کے کہ
اُسنے جب اصل اصول سے انکار کیا تو اس جڑ سے جو شاخین و پتے نکلے ہین اُنمین سے کسی کا اقرار کیونکر ہوگا کیونکہ جب اُسنے جڑ ہی کو نہ پایا
اور وہ اس سے جہنم کی طرف پھیر دیا گیا تو وہ شاخ و پتہ کو کہان سے پاویگا - پھر واضح ہو کہ منجملہ امور کے جو اللہ تعالےٰ نے مومنون سے دفع
فرمائے یہ کہ مشرکون کی طرح اُنھون نے قربانیون مین شرک نہ کیا - اور یہ کہ مشرکون و جاہلون کی طرح قربانیون کا خون و گوشت کچھ اللہ تعالےٰ
تک جانا یا اُسکی طرف پہونچتا نہین سمجھا - اور یہ کہ مشرکون نے کہ مین اُنکو ایذائین دین لیکن اُنکے ایمان مین کچھ خلل نہ ہوا بلکہ حق عزوجل نے
اُنکو ایسا دکھلا دیا کہ دنیا کی کوئی سختی اُنپر دشوار نہ گذری ولیکن اپنے رب عزوجل سے اُسکے مددگار تھے کہ اطمینان کے ساتھ اُسکی
راہ مین عہد پورا کرے اُسکی راہ مین اپنی جانین قربان کرین - ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کافرون نے اللہ تعالےٰ کی خیانت کی کہ اُسکے
ساتھ غیر کو شریک ٹھہرایا اور اُسکی نعمت سے کفر کیا یعنی اپنی قوت و تدبیر سے سمجھے یا بتون سے یا ستارون سے یا مانند اسکے سمجھے اور
اصل نعمت ایمان سے انکار کیا اور یہ سب سے بڑی نعمت سے انکار کیا اگر حقیقت مین پہچان جاتے تو غم سے مرجاتے اور
یہ خیانت و کفران نعمت سب سے بدتر ہے اور اُسپر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ مومنون کو اللہ تعالےٰ کی توحید پر عبادت کرنے سے روکا
اور انکی ایذا دہی کے درپے ہوکر یہ عذر ٹھہرایا کہ یہ لوگ اکیلے اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہین اور رسول کو مکہ حرم سے نکالا -
اور ابتدا مین کافرون کی ایذا سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین تنگ ہو کر اجازت مانگتے کہ ہم بھی اُنسے لڑین ولیکن
حق تعالیٰ نے منع فرمایا کہ صبر کرو تاکہ اطاعت ظاہر ہو اور صبر کرین پھر اُنھون نے اجازت مانگی کہ ہم کافرون کو خفیہ

قتل کرین مگر اجازت نہ دی تو فرمایا کہ ہم اپنے مومن بندون سے کافرون کا مکر اور اُنکی ایذا [illegible]

تو اللہ تعالے نے حکم عطا فرمایا بقولہ تعالے

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ [illegible]

حکم ہوا اُنکو جنسے لوگ لڑتے ہین اسواسطے کہ اُنپر ظلم ہوا اور اللہ [illegible]

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا [illegible]

وہ جنکو نکالا اُنکے گھرون سے اور کچھ دعوی نہین سوائے اسکے کہ وہ [illegible]

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ

اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگون کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے جاتے سب تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے [illegible]

يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ

جنمین نام پڑھایا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرر مدد کریگا اُسکو جو مدد کریگا اُسکی بیشک اللہ زبردست ہے

مفسرین نے بیان فرمایا کہ مکہ کے مشرکین بے رحمی و عداوت وجہالت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو ہر طرح ایذا دیتے [illegible]
کو زبان سے طعنہ دیتے اور سخت و سست کہتے اور بعضون کو ہاتھ سے مارتے اور بعضون کو قید کرکے سخت تکلیف دیتے اور بے گناہ [illegible]
وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہین اور یہ حق اپنے نزدیک ایذا دینے کا ٹھہراتے اور مانند اسکے مال غارت کر دیتا اور نہ دیتا اور ایسی ایسی ایذا [illegible]
بہت پہونچاتے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر و ثبات قدمی کے امتحان کے لیے اور کافرون کو اپنے بندون کی محبت [illegible]
کے لیے اللہ تعالے نے اجازت قتال نہ دی جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے شکوہ کرتے تو آپ فرماتے کہ صبر کرو کہ مجھے قتال کی
اجازت نہین دی گئی ہے اور کچھ اوپر ستر آیات مین اللہ تعالے نے اُسوقت یہی نازل فرمایا کہ چشم پوشی کرو اور درگذر کرو یہانتک کہ مشرکون نے [illegible]
سے نکالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت مدینہ منورہ طیبہ کا حکم آیا تو اللہ تعالی نے مدینہ مین یہ آیت نازل فرمائی اور یہ جہاد کی اجازت مین پہلی
آیت ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ منجملہ حکمتون کے جو مکہ مین اجازت جہاد نہ ہونے مین تھین بعض کا اشارہ ہوا اور انمین سے یہ کہ اگر حرم محترم مین قتال و [illegible]
آویزش و خونریزی سے احترام حرم محترم جاہلون کے دل سے جاتا اور وہ کافر مارے جاتے جنکے صلب مین اہل ایمان [illegible]
لڑائی مین صاف صاف معجزات باہرہ ظاہر ہوئے اور اللہ تعالے نے جو اعلام فرمایا کہ وہ اپنے بندون کی نصرت [illegible]
نمونہ بدر مین ظاہر ہوا یہ ظہور نہ ہوتا اور یہ معلوم ہے کہ جو کفار بدر وغیرہ مین کافر مارے گئے وہ اس حالت مین [illegible]
وجوہ بیان ہوئے ہین عبرت نظر کے لیے ہین اور اللہ تعالے جل شانہ وہی علیم حکیم ہے بعض نے کہا کہ [illegible]
بھاگے تھے مشرکون نے پیچھا کرکے اُنکا آگا روکا تو اس آیت مین اللہ تعالے نے قتال کی اجازت [illegible]
اُسکو اجازت قتال ہے اور وعدہ دیا کہ اللہ تعالے اُسکو فتح عطا فرما دیگا۔ ولیکن [illegible]
نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ نزول اس آیت کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے [illegible] رضی اللہ [illegible]
مکہ سے نکالے گئے ہین تو مدینہ مین اُسکا نزول ہوا۔ اور مانند ابن عباس [illegible]
وغیرہم کے بہت سے سلف نے فرمایا کہ یہ پہلی آیت ہے جہاد کی اجازت [illegible]

[illegible] یہی قول مجاہد و ضحاک و قتادہ وغیرہ اور بعضون کا ہے کہ یہ سورہ مدنیہ ہے - ابن جریر رحمہ نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رضی
[illegible] ہے کہ جب مشرکون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب کو مکہ سے نکالا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان لوگون نے اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا انا للہ وانا الیہ راجعون اب ضرور ہلاک کیے جاوینگے - ابن عباس نے کہا کہ پھر یہی آیت نازل ہوئی اذن للذین
[illegible] تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے پہچان لیا تھا کہ عنقریب قتال کا حکم ہوگا - اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا اور ابن
[illegible] ابن عباس نے کہا کہ یہ پہلی آیت ہے جو جہاد کے حکم مین نازل ہوئی - ورواہ الترمذی والنسائی وابن ابی حاتم اور ترمذی
نے کہا کہ حدیث حسن ہے اور حاصل یہ کہ اللہ تعالے نے اس آیت مین مدینہ مین اول جہاد کی اجازت دی بقولہ - اُذِنَ اجازت
دی گئی یعنی قتال کرنے مین اجازت دی گئی - لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ اُن لوگون کو جو قتال کیے جاتے ہین - بِاَنَّهُمْ بسبب
ظُلِمُوْا وس جہت سے کہ اُنپر ظلم کیا گیا ہے - یعنی مومنون کو جنسے مشرکین قتال کرتے ہین یہ اجازت دی گئی کہ وے مشرکون سے قتال
کرین اور یہ اجازت اسوجہ سے دی گئی کہ مشرکون سے اُنپر ظلم ہوا ہے - بیضاوی رحمہ نے لکھا کہ ابن کثیر و ابن عامر و حمزہ و کسائی نے - اذن
بفتح ہمزہ پڑھا بصیغہ معروف تو معنی یہ کہ اللہ تعالے نے اجازت دی - اور یقاتلون بصیغہ مجہول یعنی بفتح تا قرارت نافع و ابن عامر و حفص
کی ہے یعنی باقیون کی قرارت بکسر تا ربصیغہ معروف ہے اور معنی یہ کہ جو قتال کرتے ہین - یعنی مشرکون کے ساتھ قتال کرتے ہین - کما یین
مین کہا کہ اسی آیت سے جہاد کی اجازت دی گئی تو بالفعل مومنون کو قتال کرنے والا اسوجہ سے فرمایا کہ وے خواہش کرتے تھے کہ جہاد کی اجازت
ہو یا اسوجہ سے کہ انجام کو یہ قتال کرنے والے ہونگے - اور واضح ہو کہ آیت مین اشارت ہے کہ مشرکین کہ پر جہاد کی اجازت بوجہ اسکے ہوئی کہ انھون
نے مسلمانون پر ظلم کیا کما قال تعالے بانہم ظلموا یعنی اس سبب سے کہ وے ظلم کیے گئے یعنی مشرکون نے اُنپر ظلم کیا اور بیضاوی رحمہ نے لکھا کہ
وے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ مشرکین اُنکو ایذا دیتے تھے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس آتے اس حالت
سے کہ کسی کے چوٹ آئی اور کسی کا سر زخمی ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرتے تو آپ اُنسے فرماتے کہ صبر کرو کیونکہ مجھے ابھی قتال
کا حکم نہین دیا گیا ہے جب ہجرت فرمائی تو یہ اجازت قتال نازل ہوئی - وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ اور اللہ تعالے
اُنکی نصرت دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے - یہ وعدہ نصرت کا ہے مومنون کے لیے - شیخ امام ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ قولہ ان اللہ علے نصرہم
لقدیر یعنی اللہ تعالے قادر ہے کہ اپنے مومنین بندون کو بدون قتال کے نصرت دیدے ولیکن وہ چاہتا ہے کہ اُنکی کوشش بھر اُنکو اپنی بندگی
مین امتحان کرے کما قال تعالے فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب - یعنی جب تم کافرون سے بھڑو تو وار کرو تلوار کا اُنکی گردنون پر
حتی اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق - یہانتک کہ جب اُنکو گھائل کر لو تو مضبوط باندھکر قیدی کر لو - فاما منا بعد واما فداء - پھر چاہو اُنپر احسان کرکے
چھوڑ دو اور چاہو اُنسے فدیہ لیکر چھوڑ دو - حتی تضع الحرب اوزارہا - یہانتک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھدے یعنی امن و عدل قائم ہو - ذلک ولو یشاء
اللہ لانتصر منہم ولکن لیبلوا بعضکم ببعض - یہ بات تو تم نے جانی اور اگر اللہ تعالے چاہتا تو کافرون سے بدلا لے لیتا یعنی بغیر قتال کے اُنکو مغلوب
کر دیتا ولیکن یہ حکم جہاد کا تم کو اسواسطے دیا کہ تمھارے بعض کو بعض کے ساتھ آزمائش مین ڈالے - اقول یعنی کفار تو شیطان و نفس
کے [illegible] مین اور تم اللہ تعالے کے بندے اور اُسکے رسول کے وعدہ و وعید پر یقین لاتے ہو تو تمھارا یقین آزمایا گیا کہ آخرت کو سچ
[illegible] سے جہاد کی راہ مین نہایت خوش و محظوظ ہوگے اور اگر یقین نہین ہے تو ڈرو گے اور زندگانی دنیا کو غنیمت سمجھو گے حالانکہ اللہ تعالے
[illegible] اس امتحان مین تم خود جان لو گے کہ اصل یقین کیا ہے - وقال تعالے قاتلوہم یعذبہم اللہ بایدیکم ویخزہم وینصرکم علیہم ویشف

صدور قوم مومنین ویذہب غیظ قلوبہم ویتوب اللہ علی من یشاء واللہ علیم حکیم۔ تم قتال کرو کافرون سے اللہ تعالیٰ
انھون سے اور انکو خوار کریگا اور تم کو انپر فتح دیگا اور قوم مومنین کے سینون کو شفا و ٹھنڈک دیگا اور کافرون سے
توبہ قبول کریگا اللہ تعالیٰ جسکی چاہے اور اللہ تعالیٰ کامل غالب حکمت والا ہے۔ اور فرمایا۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ
منکم ویعلم الصابرین۔ یعنی تم نے خیال کرلیا کہ جنت مین داخل ہوجاؤ اور ابھی مجاہدین وصابرین موافق علم الٰہی کے ظاہر
وقال تعالیٰ ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم ولم یتخذوا الآیہ۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولنبلونکم حتی
والصابرین الآیہ۔ بالجملہ آیات اس مضمون کے لیے بہت ہین کہ یہ مومنین کے صدق وجہاد و کوشش کے واسطے ہے۔ ابن عباس
آیت بین کہ ان اللہ علی نصرہم لقدیر۔ بیان کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے پورا کردیا۔ بیضاوی رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ
مہاجرین وانصار کو مسلط ومنصور کردیا انھون نے سرداران عرب وبادشاہان عجم وقیصران روم کو مغلوب کردیا اور انکے
انھی مین صرف کیا اور ان ملکون کو دار الاسلام بنادیا۔ یہ کون لوگ تھے جنکو قتال کی اجازت دی اور انکو نصرت کا وعدہ فرمایا
وہ لوگ وہ مومنین صادقین تھے۔ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ جو نکالے گئے اپنے دیار گھر بار سے ناحق بدون
کے جو انکے نکالے جانے کا موجب ہو۔ دیار سے مراد مکہ ہے۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ عوفی رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ مراد یہ کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم و آپ کے اصحاب مکہ سے مدینہ کو ناحق نکالے گئے۔ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ مگر یہ کہ کہین وہ لوگ کہ ہمارا
رب اللہ ہے۔ شیخ جلال رح نے لکھا ما اخرجوا الا بقولہم ربنا اللہ۔ یعنی نہین نکالے گئے مگر بوجہ انکے اس قول کے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ فراء وزجاج
کہا کہ یہ استثناء متصل ہے اور تقدیر کلام یہ ہے کہ الذین اخرجوا من دیارہم بغیر حق الا بان یقولوا الخ۔ مترجم کہتا ہے کہ غیر حق مین یہ قول داخل نہین
ہے کیونکہ یہ قول تو حق ہے نہ بغیر حق تو استثناء کیونکر متصل ہوسکتا ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے اشارہ کیا کہ یہ زعم مشرکین گویا غیر حق ہے یعنی مشرکون
کے زعم مین کوئی ناحق بات نہ تھی صرف ناحق بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کرتے تھے اور صحیح یہ ہے کہ یہ استثناء منقطع ہے اور یہی
ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ استثناء بنظر نفس الامر کے تو منقطع ہے ہان مشرکین کے نزدیک البتہ یہ بڑا گناہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کرتے
قال تعالیٰ یخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا باللہ ربکم۔ یعنی مشرکین تم کو اور رسول کو اس بات پر نکالتے ہین کہ تم اپنے رب اللہ تعالیٰ
ایمان لائے۔ اور ظاہر کلام شیخ جلال کا مشعر ہے کہ استثناء متصل ہے اور کمالین مین کہا کہ یہ بلاغت کی اس قسم سے ہے کہ مدح کی تاکید ایسے
پر ہو کہ گویا مذمت ہے پس معنی بیان یہ ہوے کہ کوئی سبب انکے اخراج کا موجب نہ تھا سوا اسکے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کرتے تھے
ہے کہ یہ بات بالکل موجب اخراج نہین بلکہ موجب اس امر کی ہے کہ بہت اعزاز کے ساتھ برقرار رکھے جاوین۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ
جہاد کو ایسے وقت مشروع فرمایا جو لائق تر تھا یعنی موافق سنت جاری کے جو اس عالم مین اسکی حکمت وقدرت کا برتاؤ ہے کیونکہ جب
معظمہ مین تھے تو مشرکون کی تعداد بہت تھی پس اگر اسوقت مسلمانون کو قتال کا حکم دیا جاتا تو وے دس سے بھی کم تھے باقی سب
مشرک تھے تو وہ انپر سخت وشدید ہوجاتا لہذا جب اہل مدینہ مین سے قریب اسی آدمیون نے لیلۃ العقبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بیعت کی تو انھون نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ یکبارگی نہ ٹوٹ پڑین ان وادی والون پر یعنی حج کے ایام
جمع تھے انپر حملہ آور ہون اور سب کو قتل کرڈالین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اسکا حکم نہین دیا گیا
حد سے تجاوز کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے درمیان سے نکالا اور آپ کے قتل کا قصد کیا اور آپ

Marfat.com

...ین سے حبشہ کو چلا گیا اور ایک گروہ نے مدینہ کو ہجرت کی اور بعد حکم الٰہی عزوجل کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہجرت کی اور اپنے اصحاب کو اپنے سایہ رحمت سے سرفراز کیا اور وہاں تمام مومنین کا استقرار ہوا اور سب آپ کے گرد جمع ہو گئے اور اصحاب مدینہ نے آپ کی نصرت پر توحید الٰہی کے واسطے اجتماع کیا اور وہ دار اسلام اور مقام قیام ہو گیا تو اللہ تعالے نے امر جہاد مشروع فرمایا پس یہ اول آیت ہے جو نازل ہوئی اور اللہ تعالے نے نصرت کا وعدہ پورا فرمایا۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ یعنی اگر اللہ تعالے ایک قوم عادل سے دوسری قوم شریر بدکار کو دور نہ کرتا تو زمین میں فساد آجاتا کما قال لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العالمین۔ ولیکن یہ اللہ تعالے کا فضل ہے کہ وہ عدل قائم فرماتا ہے اور مراد یہ کہ ظاہری اسباب و معمولی طریقہ کے ساتھ اگر شریر و بدکاروں کو بذریعہ نیک و ایمانداروں کے دفع نہ فرماتا تو۔ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ ضرور ہدم کر دیے جاتے صوامع۔ جمع صومعہ کی اور وہ راہب لوگوں کے جھونپڑے جو خلوت میں عبادت و یاد الٰہی کے واسطے بنا لیتے تھے۔ یہ قول ابن عباس و مجاہد و ابو العالیہ و عکرمہ و ضحاک وغیرہم کا ہے۔ قتادہ نے کہا کہ صوامع قوم صابیہ کے معابد ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ مجوس کے عبادتخانے ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ قتادہ رح کے نزدیک صابئہ ایک قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام یا نوح علیہ السلام کے دین پر تھی اور اسی کو انھوں نے مجوس تصور کیا ہے اور یہ مراد نہیں ہے کہ صابئہ کوئی قوم مشرکین یا آتش پرستوں سے ہے اور نہ مجوس سے انکی مراد آتش پرست لوگ ہیں فافہم اور مقاتل بن حیان رح نے کہا کہ صوامع وہ کوٹھریاں عبادت کی جو مسافروں کو راہوں پر بنی ہوئی ملتی ہیں۔ وَبِيَعٌ اور ہدم کیے جاتے بیع۔ جمع بیعہ کی اور کہا کہ وہ صومعہ سے بڑی اور اسمیں عبادت کرنے والوں کی زیادہ گنجایش ہے۔ یہ بھی نصاری کے ہوتے ہیں۔ یہ قول ابو العالیہ و قتادہ و ضحاک و ابو صخر و مقاتل بن حیان و خصیف رح وغیرہم کا ہے۔ اور ابن جبیر نے مجاہد وغیرہ سے نقل کیا کہ یہ یہودیوں کے کنیسہ ہیں اور یوں ہی سدی نے ابن عباس کا قول نقل کیا اور مجاہد رح نے تو اسی قدر کہا ہے کہ وہ کنائس ہیں یعنے محتمل ہے کہ کنیسہ یہود مراد لیا ہو یا کنیسہ نصاری مراد ہو۔ وَصَلَوٰتٌ اور ہدم کیے جاتے صلوات۔ عوفی نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ صلوات کنائس ہیں۔ یہی قول عکرمہ و ضحاک و قتادہ کا ہے کہ صلوات سے مراد یہودیوں کے کنائس ہیں اور یہودی اپنے عبادتخانہ کو صلوتا کہتے ہیں اور سدی رح نے بواسطہ کسی راوی کے ابن عباس رض سے نقل کیا کہ صلوات کنائس نصاری ہیں۔ اور ابو العالیہ وغیرہ نے کہا کہ صلوات صابیوں کے عبادتخانہ ہیں۔ اور ابن ابی نجیح نے مجاہد رح سے روایت کی کہ صلوات اہل کتاب کی مسجدیں ہیں۔ اقول اہل کتاب میں یہود و نصاری و صابئہ بھی بر تقدیریکہ وہ اہل کتاب سے ہوں شامل ہیں اور کہا کہ راہوں پر اہل اسلام کے واسطے بھی جو جگہ ہو صلوات ہیں۔ وَمَسَاجِدُ اور ہدم کی جاتیں مسجدیں۔ یہ خاص مسلمانوں کا عبادتخانہ ہے يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا فیہا کی ضمیر فقط مساجد کی طرف ہے تو یہ معنی ہیں کہ ایسی مساجد جنمیں ذکر کیا جاتا ہے نام اللہ تعالے کا بہت۔ اور اگر فیہا کی ضمیر ان سب مذکورات کی طرف ہے تو معنی یہ ہیں کہ ہدم کیے جاتے یہ سب عبادتخانہ کہ جنمیں اللہ تعالے کا نام بہت یاد کیا جاتا ہے۔ ضحاک رح نے کہا کہ ان سب معابد میں اللہ تعالے کا نام بہت ذکر کیا جاتا ہے۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ قوی قول یہ کہا گیا ہے کہ ضمیر فقط مساجد کی طرف ہے کیونکہ مرجع ضمیر کا اقرب ہوتا ہے اور مذکورات میں سے مساجد ہی اقرب مرجع ہے۔ شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ صحیح معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ تعالے بعض اقوام بدکاروں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو ضرور منہدم کیے جاتے صوامع رہبانوں کے اور بیعہ نصاری کے اور صلوات یہود کے یعنی کنیسہ یہود کے اور مسجدیں مسلمانوں کی یعنی وہ مسجدیں جنمیں اللہ تعالے کا نام بہت یاد کیا جاتا ہے۔ کہا کہ یہی اسواسطے صحیح ہے کہ معروف استعمال کلام عرب کا یہی ہے۔ یعنے

Marfat.com

علماء نے کہا کہ بیان کم سے زیادہ کی طرف ترقی ہی یہانتک کہ مساجد پر انتہا فرمائی کیونکہ اہل صحیح نیت [illegible]
[illegible] ت سے ہیں - اقول شیخ جلال محلی رح نے مانند کلام ابن جریر رح کے تفسیر اختیار کی ولیکن مرجع بذکر فیہا [illegible]
کہا کہ جب یہ منہدم ہوتے تو اُنکی بربادی سے عبادات منقطع ہو جاتیں - خطیب نے سراج میں لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ [illegible]
سے مقدم کیون آیا تو جواب یہ دیا گیا ہی کہ مساجد سے اُنکا وجود پہلے ہوا ہی - اور بعض نے کہا کہ ذکر میں تاخیر [illegible]
قولہ تعالے منہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ الآیہ - اور اس وجہ سے کہ آخری عمل یاد [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم سب رسول سے بہتر ہوے اور یہ امت سب امتون سے بہتر ہوئی تو ضرور آخرین ہوئے [illegible] حدیث [illegible]
السابقون الحدیث - یعنی ہم وجود دنیاوی میں سب سے پیچھے ولیکن سب سے آگے آخرت میں ہیں - پھر واضح ہو کہ ہدم [illegible]
مراد ہی یا مجاز پس زجاج وغیرہ نے ذکر کیا کہ حقیقت مراد ہی یعنی منہدم و برباد کیے جاتے اور بعض نے کہا کہ مجاز مراد ہی اور [illegible]
یعنی معطل کر دینا خواہ اس طرح کہ اُنکا وجود میٹ دیا جاوے یا اُنہیں عبادت سے روک دیا جاوے اور اس صورت میں ممکن ہی [illegible]
مساجد کی نمازیں اہل اسلام وغیرہ کی مراد ہون یعنی نمازون سے روکا جاتا ولیکن مترجم کو کسی کا یہ قول نہیں ملا واللہ اعلم اور [illegible]
یہ ہیں کہ یہ جہاد جو اللہ تعالے نے انبیاء علیہم السلام ومومنین پر مشروع کیا ہی جس سے بدکار لوگ ان نیکوکارون کے ذریعہ سے دفع [illegible]
کیے جاتے ہیں اگر یہ جہاد و اقامت حدود مشروع نہ ہوتا تو مشرکین و بدکار لوگ غالب آجاتے اور زمین سے اللہ تعالے کے مواضع عبادت [illegible]
جاتے رہتے - پھر یہان یہ سوال ہوتا ہی کیا یہ معابد ایسے ہیں کہ اُنمیں اللہ تعالے کا نام بہت یاد کیا جاتا ہی اور جب اُنمیں اللہ تعالے کا نام
یاد کیا جاتا ہی تو یاد کرنے والے اچھے حال پر ہوے حالانکہ یہ تو قطعی معلوم ہی کہ شریعت کے بعد دیگرے منسوخ ہو جاتی ہی جیسے یہود [illegible]
جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانا تو وے کافر ہوے اور انکا ایک پیغمبر سے انکار کرنا تمام پیغمبرون سے انکار ہوا تو اُنکی عبادت [illegible]
کچھ بھی قبول نہیں ہی - جواب اسکا دو طرح سے ہی ایک یہ کہ ضمیر فیہا کی راجع بمساجد ہی اور ذکر اللہ تعالے کا فقط مساجد میں ہی اور [illegible]
دیگر معابد تو اُنکے ہدم کا بیان ہی کہ مشرکون کے غلبہ سے صوامع و بیع منہدم کر دیے جاتے اور اُنمیں ذکر الٰہی کا بیان نہیں ہی اور [illegible]
میں ان معابد کے گرانے و منہدم کرنے سے اور جو راہب انہیں گوشہ نشین ہیں اُنکے قتل کرنے سے ممانعت وارد ہی ولیکن یہ [illegible]
اسی صورت میں ہوگا کہ ضمیر فیہا کا مرجع سب معابد نہ ہون بلکہ صرف مساجد ہون اور باقی معابد کسی وقت میں اُنمیں اللہ تعالے [illegible]
صحیح طور پر تھی اگرچہ یہود جب [illegible] یا نصاری جب سے مشرک ہو گئے تب سے اللہ تعالے کی توحید و معرفت اُنمیں [illegible]
اللہ تعالے کی یاد نہیں کرتے ہیں کیونکہ اُسکو صفات قدس و کمال کے ساتھ پہچانتے نہیں ہیں ولیکن وے معابد [illegible]
تھے جو اللہ تعالے کی یاد معرفت توحید کے ساتھ کرتے تھے تو اُنکا انہدام نہ کیا جائیگا ولیکن اگر مشرکین غالب [illegible]
ان مساجد کو بھی منہدم کرین جنمیں اللہ تعالے کی بہت یاد ہوتی ہی - جواب دوم یہ کہ معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ تعالے انبیاء [illegible]
فرما کر اُنکے ذریعہ سے مشرکون و بدکارون کو دفع نہ کرتا تو منہدم کیے جاتے کنیسہ زمانہ موسیٰ علیہ السلام میں اور منہدم [illegible]
زمانہ عیسیٰ علیہ السلام میں اور مساجد زمانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں - ابن عطیہ نے کہا کہ اس آیت کے معنی میں [illegible]
وعلی ہذا اللہ تعالے نے یہود سے غلبہ فرعون وغیرہ کافرون و مشرکون کو اُس وقت دفع کیا جب تک یہود [illegible]
تحریف کرین یا اُنکی شریعت منسوخ ہو اور ایسے ہی نصاریٰ سے اُس وقت دفع کیا جب تک [illegible]

Marfat.com

[illegible] مین نکلا تھا اور اب تو ان سب کے شرائع منسوخ ہوگئے ہین - شیخ ابوحیان نے بحر مین لکھا کہ اللہ تعالے نے امتون
[illegible] عبادت جاری کردی ہی کہ ان سے آلکا انتظام ٹھیک رہتا ہی اور شریعت قائم رہتی ہی اور عبادتخانہ برباد و خراب کیے جانے
[illegible] اور اہل عبادت مقتول ہونے و پریشان کیے جانے سے بچے رہتے ہین - مؤید اسکے واسطے ہی قولہ تعالے وقتل داؤد جالوت
و آتاہ الله الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء ولولا دفع الله الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض یعنی داؤد نے جالوت کافر کو جو بیت المقدس وغیرہ پر حاوی
ہوگیا تھا قتل کیا اور اللہ تعالے نے داؤد کو بادشاہت و نبوت بعلم شرائع دیدی اور اسکو سکھلا دیا جس چیز سے چاہا یعنی زرہ بنانا وغیرہ اور اگر
اللہ تعالے بعض سے بعض کو دفع نہ کرتا تو زمین خراب ہو جاتی - اس سے ظاہر ہوا کہ جہاد مشروع سابق ہی اور ہر امت مین اسکے وقت کے عبادتخانے
[illegible] سے مصئون کیے گئے ہین - مترجم کہتا ہی کہ آیت مین دلیل ہی کہ مساجد اللہ تعالے کی کثرت ذکر کے واسطے ہین - اور واضح ہو کہ شیخ ابن کثیر رح
نے جو بعض علماء سے نقل کیا کہ اسمین قلیل سے کثیر کی طرف ترقی ہی اور انتہار مساجد پر ہی کہ اہل مساجد زیادہ آباد کرنے و ذکر کرنے والے ہین
اور وے لوگ صحیح قصد و نیت والے ہین - اسمین اخیر فقرہ سے جواب کی طرف اشارہ کیا ہی یعنی اہل صومعہ وکنیسہ وغیرہ اگرچہ اللہ تعالے کا
ذکر کرتے ہین ولیکن انکے قصد صحیح نہین ہین - مترجم اس جواب کو پسند نہین کرتا اسوجہ سے کہ اللہ تعالے نے صریح تنصیص کردی کہ اہل کتاب اللہ
پر ایمان نہین لاتے ہین بقولہ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ الآیہ - یعنی قتال کرو ان لوگون سے جو اللہ تعالے پر ایمان نہین لاتے ہین اور
آگے بیان کردیا من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ الآیہ - یعنی اہل کتاب - تو جب وے اللہ تعالے پر ایمان نہین لاتے تو انکا اللہ تعالے
کو یاد کرنا کیونکر ہوگا اور مترجم نے بارہا اسکو توضیح سے بیان کردیا ہی کہ درحقیقت ان لوگون کا ایمان اللہ تعالے پر نہین ہی اور خلاصہ یہ ہی کہ نام اللہ
کا صرف اس کلمہ کا بار بار زبان پر لانا ہوا اور یاد کرنا اللہ تعالے کا اسکی یاد ہی جسکا نام پاک اللہ ہی یا مثلاً سریانی مین ایل ہی تو خصوصیت کسی لفظ
یا اسم کی نہین ہی بلکہ مقصود مسمی اور جسکا یہ نام ہی وہ پاک عزوجل ہی جو ہر زبان والے کے نزدیک اور تمام مخلوق کے نزدیک جو اسپر ایمان لاوے
ایک ہی ولیکن جب نصرانی نے مثلاً کہا کہ اسکا بیٹا عیسی ہی تو اللہ تعالے عزوجل پر یہ ہرگز صادق ہونا ممکن نہین ہی کیونکہ وہ ایسے عیب سے پاک ہی
پس نصرانی درحقیقت اسکو یاد کرتا ہی جسکا بیٹا عیسی ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام پیغمبر پر ایمان نہین لایا بلکہ ایسے عیسی پر ایمان لایا
جو اسکے مزعوم خدا کا بیٹا ہو اور چونکہ یہ دونون باتین بے وجود و باطل ہین لہذا وہ شیطان کی خیالی تصویر پر ایمان لایا ہی جو شیطان نے اسکے
خیال مین بنائی ہی اسی واسطے اللہ تعالے نے فرمایا لقد کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلاثۃ الآیہ - یعنی تثلیث کے قائل جو نصرانی ہین انھون نے
اللہ تعالے سے انکار کیا ہی اب صاف معلوم ہوا کہ نصرانی صومعہ یا بیعہ مین کچھ بھی اللہ تعالے کا ذکر نہین کرتا ہی نہ صحیح قصد سے اور نہ غیر صحیح قصد سے
اور جو کوئی کہ اللہ تعالے کو مانے اور لا الہ الا اللہ کا قائل ہو اگر اسنے دنیاوی لالچ سے یا دکھلانے سنانے یا دنیا کمانے کے قصد سے ذکر الٰہی
شروع کیا تو یہ البتہ اللہ تعالے کا ذکر ہی مگر قصد صحیح نہین ہی فافہم - خلاصہ مقام یہ ہی کہ اللہ تعالے نے جہاد کو سابق انبیاء و مومنین سے مشروع
[illegible] علیہ السلام [illegible] یوشع و داؤد و سلیمان وغیرہم علیہم السلام نے خوب خوب جہاد کیے ہین تو یہ تشریع قدیم کافرون کے دفع کے لیے
[illegible] نے جبابرہ کو قتل کیا اور بیت المقدس وغیرہ سے دفع کیا تو اللہ تعالے فرماتا ہی کہ اگر یہ دفع نہ ہوتا تو منہدم کردیے جاتے
[illegible] کے ہاتھون سے انکے ظلم کے ساتھ صوامع و بیعہ و کنائس اپنی اپنی اوقات مین جنمین اللہ تعالے کا نام ذکر کیا جاتا تھا اور
[illegible] مساجد منہدم کردیے جاتے جنمین خیرالمرسلین حضرت محمد مصطفے کے خیرالامۃ والے بہت اللہ تعالے کا نام ذکر کرتے ہین - ایسین
[illegible] اللہ تعالے [illegible] بنیت خالص سے خوب جہاد کرین وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ

اور ضرور اللہ تعالےٰ نصرت دیگا اُسکو جو اللہ تعالےٰ کو نصرت دے - یعنی اللہ تعالےٰ کے نام و کلمہ توحید کے بلند [illegible]
ضرور مشہور فرما دیگا - یہ قطعی وعدہ ہے - اور ایسے ہی فرمایا - یا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم - اے ایمان والو اگر تم [illegible]
وہ تم کو نصرت و فتح دیگا - اور فرمایا کہ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم - اگر اللہ تعالےٰ نے تم کو نصرت دیگا تو کوئی تم پر غالب [illegible]
عَزِیْزٌ اللہ تعالےٰ توبیشک قوی عزیز ہے - اپنی ذات پاک کے دو وصف بیان فرمائے قوت و عزت یعنی وہی قوی [illegible]
اپنی ہی مخلوقات میں پیدا کیا اور جسطرح چاہا اُسکو مقدر کر دیا - اور وہی عزیز غالب ہے کہ ہر چیز خواہ کافر ہو یا مومن [illegible]
اُسی کے قبضہ قدرت میں مقہور ہیں وہی قاہر غالب ہے وہی نصرت دے تو نصرت ہے اور وہی خواری دے تو کوئی نصرت نہیں [illegible]
و ان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ - یعنی اگر وہ تم کو خذلان و خواری دے تو پھر اُسکے بعد کون ہے جو تم کو نصرت دیگا [illegible]
کے لیے حتمی وعدہ دیدیا اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے - ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون [illegible]
جل شانہ نے اپنی قسم سے یاد فرمایا کہ ہمارا کلمہ اپنے مرسلین رسولوں کے لیے سابق ہو چکا ہے کہ وہی مرسلین ہی منصور ہیں اور ہمارے ہی [illegible]
غالب ہیں - اور وعدہ الٰہی پورا ہوا - یہ معجزات عظیم ہیں جو قیامت تک اہل زمانہ کی آنکھوں کے سامنے ہیں اور عجب شان الٰہی ہے کہ [illegible]
مٹھی بھر آدمیوں کو یعنی مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کو جو بے سروسامان ننگے بدن ٹوٹے پھوٹے ہتھیار ان کو لیے ہوئے [illegible]
بڑی شان و شوکت والی سلطنتیں روم و شام وغیرہ پر حملہ آور ہوئے اور لاکھ جرار سواروں کے مقابلہ میں ہزار پیدل بھی مشکل سے [illegible]
مگر اسی قوت و عزت الٰہی عز و جل کی مدد سے انہوں نے فتح پائی اور آٹھ برس کے عرصہ میں یہ قوی سلطنتیں جو اپنا آپ ہی نظیر تھیں تہ و بالا
کر دیں اور ان سرکشوں جباروں کے تخت الٹ دیئے اور اللہ تعالےٰ کے کلمہ توحید کا بول بالا کیا اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سوائے
ایسی شرک و کفر کا نشان نہ چھوڑا والحمد للہ رب العالمین پھر تم یہ جانتے ہو کہ یہ کون لوگ تھے یہ مومنین صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کے لشکر جرار تھے یہ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ

وہ کہ اگر ہم اُنکو مقدور دیں ملک میں کھڑی کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ

اور منع کریں بُرے سے اور اللہ کے اختیار ہے آخر ہر کام کا

الَّذِيْنَ یعنی یہ اجازت جہاد اور نصرت الٰہیہ جن بندوں کو دی گئی ہے ایسے ہیں کہ - اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اگر ہم [illegible]
میں تمکین دینگے یعنی قوت و نصرت و غلبہ دینگے - زید بن اسلم نے کہا یعنی مدینہ طیبہ میں تو - اَقَامُوا الصَّلٰوةَ [illegible]
یعنی نماز فریضہ جو پانچ وقت مفروض ہے - وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور ادا کرینگے زکوٰۃ یعنی مفروضہ [illegible] وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ
اور حکم کرینگے معروف کا - زید بن اسلم نے کہا یعنی لا الٰہ الا اللہ کا حکم کرینگے - اور ظاہر یہ ہے کہ سب [illegible] کو شامل [illegible]
اور منع کرینگے بُری بات سے - زید رح نے کہا یعنی شرک سے اور ظاہر یہ ہے کہ سب برائیوں کو شامل ہے ولیکن [illegible]
برائیوں سے منع کیا - وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ اور اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے ہے انجام [illegible]
اللہ تعالےٰ کے نزدیک اُنکی نیکیوں کا ثواب جزیل ہے [illegible]

حرف شرط بیان کرنے مین کیا حکمت ہے۔ سوم عاقبۃ الامور کا مرجع اپنی طرف رکھنے مین کیا معنی ہین۔ مقام اول کا بیان یہ ہے
کہ اس مین یہ آیا کہ مراد مہاجرین وانصار اور انکے نیک تابعین ہین۔ ایک قول یہ کہ والیان عادل مراد ہین۔ ایک قول یہ کہ پانچون نمازون
والے مراد ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ کوئی شبہہ نہین ہے کہ مہاجرین وانصار مراد ہین اور البتہ انکے ذیل وشمول مین نیک بندے تابعین واتباع د
وستان تمام داخل ہین۔ کیونکہ قطعاً ظاہر ہے کہ جن لوگون کے واسطے جہاد کی اجازت دی انھین کے اوصاف مین سے یہ بیان فرمایا ہے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہذا واللہ ثناء قبل بلاء یعنی اللہ تعالے نے انکی تعریف پہلے سے بیان کر دی قبل اسکے کہ یہ سیرت
عمل مین آوے۔ خطیب وغیرہ اہل تفسیر نے لکھا کہ اللہ تعالے نے یہ غیب کی خبر بیان کر دی کہ اسکے علم قدیم ازلی کے موافق جو سیرت مہاجرین
وانصار رضی اللہ عنہم کی ہوگی وہ ابھی سے بیان کر دی۔ اف ولعنت ہے ان خوارج وروافض وغیرہ پر جو اللہ تعالے کے محبوب وتعریف کیے ہوے
بندون کی مذمت وبدگوئی کرین۔ اللہ تعالے نے ان روافض وخوارج کی چشم بصیرت اندھی کر دی ہے کہ انکو کچھ نہین سوجھتا کہ کس شان سے
اللہ تعالے نے انکی یہ تعریف فرمائی ہے پھر وہ بدبخت ہے کہ جو اللہ تعالے کی تعریف کرنے کے بعد اسکی تعریف کیے ہوے بندون پر مذمت کرے
اس بدبخت کو یقین نہین ہے کہ اللہ تعالے عالم الغیب ہے کیا اسکو ایمان نہین کہ جس بندے کو اللہ تعالے نے مقبول وممدوح کیا تو جو کوئی
پھر اسکی مذمت کرے اسنے اللہ تعالے جل شانہ سے مقابلہ کیا۔ نعوذ باللہ من ہذا الضلال البعید۔ اور ابن ابی حاتم نے بسند صحیح حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ہی لوگون کی شان مین نازل ہوا ہے کلام الٰہی عز وجل الذین ان مکناہم فی الارض اقاموا
الصلوٰۃ الآیہ۔ پس ہم ہی لوگ نکالے گئے تھے اپنے دیار سے بغیر حق الا آنکہ ہم نے کہا تھا کہ ربنا اللہ۔ پھر ہم کو تمکین دی گئی زمین مین پس ہم نے
قائم رکھی نماز اور ادا کی زکوٰۃ اور حکم کیا معروف کا اور منع کیا منکر سے اور انجام امور کا اللہ تعالے ہی کے واسطے ہے پس یہ آیت میرے لیے
اور میرے اصحاب کے لیے ہے۔ ابو العالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین عطیہ عوفی نے کہا کہ یہ آیت ہے مانند
قول اللہ تعالے وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض الآیہ۔ یعنی تم مین جو ایمان لائے اور نیکیان کین انکو اللہ تعالی نے
وعدہ دیا کہ اللہ تعالے بیشک انکو خلیفہ کریگا زمین مین آخر تک۔ مترجم کہتا ہے کہ واللہ ثم باللہ وہ شخص چشم بصیرت سے عمی ہے جسکو اسمین شک
ہو۔ خطیب وغیرہ نے لکھا کہ یہ آیت صریح قطعی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم خلفاے راشدین وائمہ
مہدیین ہین اور اللہ تعالے نے انمین یہ سب اوصاف جمع کر دیے اور جو وعدہ دیا تھا اپنے فضل سے پورا کر دیا اور تمام اصحاب مہاجرین وانصار
نے انکا خلیفہ بنایا اور اللہ تعالے کی خلافت مین یہ سب اصحاب باہم شوری تھے گویا سب کو اللہ تعالے نے خلیفہ کیا اور سب نے اجماع
کر کے ایک کو اپنا سردار بنایا اور کار خلافت مین سب شریک ومشورہ سے کام کرتے تھے۔ اور وہ جو رافضی اسکو فقط حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے لیے خاص کرتا ہے باطل غلط معنی نکالتا ہے کیونکہ آیت تو جمع ہے اور اگر اہل بیت حضرت حسن وحسین وعلی بن الحسین ومحمد بن علی بن الحسین وغیرہم
مراد لیتا ہے تو یہ صریح غلط ہے اسواسطے کہ حضرت حسن وحسین وغیرہم خلیفہ نہ تھے اور امام حسن علیہ السلام نے بعد چھ مہینہ کے خلافت ترک
کی پھر آیت کا مصداق کہان رہا۔ پس جس نے اسمین عناد اور اپنے نفس مردود کی پیروی کی اور اللہ تعالے کے کلام سے انکار واسکی مدح
سے انحراف کیا وہ گمراہ ہے اللہ تعالے سے اپنی مخالفت وگمراہی کی معافی چاہے اور توبہ کرے اللہ تعالے غفور رحیم ہے۔ مقام دوم قولہ
تعالے ان مکناہم حرف شرط سے آئندہ واقع ہونے کی خبر دی اور انکی شان بہت بلیغ کر دی کیونکہ اگر حرف شرط نہ ہوتا تو یہ معنی ہوتے کہ وہ لوگ
ایسی خوبیان کرینگے اور حرف شرط سے یہ معنی ظاہر ہوے کہ انمین ذاتی وایمانی خوبیان ایسی ہین کہ اگر ہم انکو خلیفہ

کرین تو ایسی مملکت و سلطنت کے باوجود وے ہمہ تن اللہ تعالے ہی کے واسطے ہونگے - اور یہ آیت [illegible]
کما زعم بھی مردود ہو گیا پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ و امام حسن علیہ السلام مین یہ ذاتی و ایمانی خوبی جمع تھی [illegible]
خلیفہ رہتے تو یہی کرتے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو خلیفہ رہے اور اسی خوبی پر رہے اگرچہ بعض لوگون نے [illegible]
خلافت مین کسی نے جھگڑا نہین کیا اور کوئی اسکا مدعی نہ تھا کہ انہین شان خلافت نہین ہے بلکہ جھگڑا [illegible]
بات ہے اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت ترک کی ولیکن اگر اللہ تعالے انکو خلیفہ رکھتا تو انہین بھی یہ خوبیان [illegible]
نہ رکھنا کچھ ان خوبیون کی کمی سے نہ تھا بلکہ اللہ تعالے کی حکمت و اسکی مشیت کوئی نہین جانتا ہے لہذا تنبیہ کردی کہ عاقبۃ الامور [illegible]
کی طرف ہے اور اصل آسمان و زمین کی سلطنت اسی کی ہے اور اسکی حکمت کو کوئی احاطہ نہین کر سکتا پس آسنے اپنی حکمت و مشیت کے [illegible]
نہین رکھا اور چونکہ شاید وہم ہوتا کہ کچھ انہین نقص ہو کہ خلافت نہین رہی تو اسکو اول ہی دفع کر دیا کہ ان مکناہم - اگر ہم خلیفہ زمین [illegible]
خوبیون پر ہونگے لیکن نہ رکھین تو اس سے انکی خوبیون مین نقص نہین ہے بلکہ حکمت بالغہ کاملہ الٰہی ہے جسکو کسی بشر و مخلوق کی عقل احاطہ نہین کر [illegible]
اور کسی کے امکان ہی مین نہین ہے - پھر اس سے یہ بھی اشارہ ہے کہ عاقبۃ الامور کا مرجع اللہ تعالے کی طرف ہے تو یہ ضرور نہین ہے کہ جب امت محمد [illegible]
علیہ وسلم یعنی ان اصحاب مہاجرین و انصار کی پیروی کرنے والے جو انکے طفیل مین قیامت تک داخل ہین اگر عادل ہون تو جب ان مین [illegible]
کوئی خلیفہ نہ ہو تو ضرور نہین کہ ایمان ندارد ہو بلکہ تمکین دینا تو اللہ تعالے کی مشیت و حکمت پر ہے اور وہی اپنے بندون سے خوب واقف ہے اور
وہی جانتا ہے کہ اسکی حکمت اس عالم مین کیونکر جاری ہے تو اہل ایمان کو ایمان سے ذاتی و ایمانی خوبیان ہوئی ہین اور وے انکے ساتھ لازم
ہین خواہ خلافت کے کام مین لگائے جاوین یا نہ لگائے جاوین اور خلافت دیدینا اللہ تعالے کی مشیت پر ہے لیکن اگر اسنے تمکنت دی اور
خلیفہ کیا تو وے نماز قائم کرینگے اور زکوۃ دینگے اور تمام خوبیان جو مذکور ہین بجا لاوینگے - پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس صدق
و اخلاص پر اور اس تمکنت و خوبی پر مدت تک رہیگی جیسا کہ حدیث مشکوۃ مین مذکور ہے کہ اللہ تعالے کے نزدیک میری امت اور اگلی [illegible]
سے بے وقعت نہین ہے آخر تک اور ظاہر ہے کہ اگلی امتین مثل امت موسی علیہ السلام کے مدت تک صدق و اخلاص پر رہین تو جب حدیث
اشارہ فرمایا کہ انسے بڑھکر رہیگی تو عقل سے و نقل سے یہ امر قطعی ہوا کہ یہ امت ایک مدت دراز تک اسی ذاتی و ایمانی خوبی پر رہیگی پھر
عاقبۃ الامور اللہ تعالے ہی کے لیے ہے پس آخر مین جو اللہ تعالے کو منظور ہوگا وہی ہوگا اور اسکی حکمت کا پار کوئی نہین پا سکتا ہے - یہ ظاہر ہے
آخر مین امت مین فساد آیا اور احادیث صحیحہ کثرت سے ہین کہ آپ نے آگاہ فرمایا کہ یہود و نصاری کی طرح [illegible] تم انہین بھی فساد [illegible]
کہ انکے قدم بقدم چلینگے اور بنی اسرائیل مین عورت سے فتنہ پھیلا تھا انہین مال سے پھیلیگا اور بہت سے بیوقوف پیدا ہونگے جو [illegible]
داخل اسلام ہونگے اور وے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ چھوڑ کر اپنی رائے داخل کرینگے [illegible]
قیامت مین ایسے فتنہ ہونگے کہ امانت و تدین جاتا رہیگا اور طمع بڑھ جائیگی اور ہر شخص کو اپنی رائے [illegible] گا اور [illegible]
لگ جاوینگے اور فرمایا کہ نصاری تمام روے زمین پر سواے حجاز عرب کے سب پر غالب [illegible]
امور فتنہ کے ظاہر ہونگے کہ وہان عاقل کی عقل سلیم متحیر ہوگی - اور ارشاد فرمایا ہے کہ جو [illegible]
رہے اسکو سو شہید کے برابر ثواب ہے - بالجملہ اس آیت کے فوائد مین سے ہے کہ [illegible]
درحم ولی و طاعت الٰہی و جبلت مین ایسا راسخ ہو کہ اگر وہ خلیفہ و حاکم اسلام [illegible]

[illegible] اور ایسی خوبیاں بجالاوے۔ بیضاوی رحمہ نے لکھا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا [illegible] کہ شاہان عجم و قیصران روم و مصر وغیرہم پر غالب کر دیا اور اُنکی املاک و اموال و خزائن و قصور کا مالک [illegible] حالت میں بھی وے خالص بندگان حق عزوجل اس دنیائے ناپائدار سے زاہد اور اپنے رب عزوجل کے واسطے عابد رہے [illegible] ثابت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے لباس میں بکثرت پیوند تھے۔ اور صحیح روایت ہے کہ جب سلطنت ایران [illegible] میں ایک تخت زر و جواہرات کا اور ایک بہت دو رنگ کی چادر لعل سفید کی اور ایسے ہی سرخ وغیرہ کی تھی جب سامنے آیا تو اللہ [illegible] سجدہ کیا اور سر اٹھانے کے بعد فرمایا کہ الٰہی یہ وہ چیزیں ہیں جنھوں نے ان قوموں کو تیری بارگاہ سے پھیر کر اپنی طرف کر لیا تھا [illegible] کے بعد ان چادروں کو پھاڑ کر اصحاب کو تقسیم کر دیا۔ یہ اصحاب وہی صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ انھوں نے [illegible] کرکے خیرات کر دیا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ شیخ جلال رحمہ نے [illegible] عاقبة الامور یعنی مرجع امور کا آخرت میں اللہ تعالےٰ ہی کی طرف ہے۔ اور دوسروں نے کہا کہ یعنی مرجع امور کا اللہ تعالےٰ ہی [illegible] و تدبیر کی طرف ہے کسی اور کو اسمیں دخل نہیں ہے۔ یہ اولیٰ و اشمل ہے اور اللہ تعالےٰ ہی کے امور تقدیر ازلی و حکمت لم یزلی قدیم ہمیشہ [illegible] موافق سب ہوتا ہے اور اسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر المرسلین اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو خیر الامم ازل سے اپنی قدیم [illegible] و مشیت و لطف و رحمت سے کر دیا تھا تو اسکے سوائے کوئی الٰہ نہیں ہے وہی مالک و خالق قادر مختار قوی عزیز ہے والحمد للہ رب العالمین۔ پھر اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے واسطے اور جاہلوں کی جہالت سے تکذیب پر صبر کرنے کے لیے و تنبیہ فنائے دنیا کے واسطے ارشاد فرمایا بقولہ

وَإِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ

[illegible] اگر جھٹلا دیں تو ان سے پہلے جھٹلا چکے ہیں نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم

وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ

اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا پھر میں نے ڈھیل دی منکروں کو پھر

اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

[illegible] سو کتنی بستیاں ہمنے کھپا دیں اور وہ گنہگار تھیں

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ اَفَلَمْ

[illegible] اور کتنے کنویں نکمے پڑے اور کتنے محل گچ گیری کے کیا

[illegible] فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا

[illegible] والے جنسے بوجھتے یا کان ہوتے جنسے سنتے سو کچھ

لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝

[illegible] پر اندھے ہوتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] قوم کے جھٹلانے میں تسلی فرماتا ہے۔ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ اور اگر تجھے یہ قوم قریش

[illegible] جھٹلاتے ہین اور داخل آسمین قیامت تک کے تمام دنیا کے کافر ہین جو ایشیا و افریقیہ و فرنگستان و امریکہ وغیرہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت نبوت پہونچی اور انھون نے نہ مانا۔ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ
جھٹلایا نوح کو اُسکی قوم نے یعنی جو وعدہ و وعید نوح علیہ السلام نے اللہ تعالے کی رسالت سے اپنی قوم کو جنکی طرف [illegible]
تو قوم نے نہ مانا اور اُنکو جھوٹا بتلایا۔ وَّعَادٌ اور عاد نے جھٹلایا حضرت ہود علیہ السلام کو وَّثَمُوْدُ اور ثمود نے اپنے پیغمبر صالح [illegible]
کو جھٹلایا۔ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم کو اُسکی قوم نے جھٹلایا وَقَوْمُ لُوْطٍ اور لوط علیہ السلام کو اُسکی قوم [illegible]
وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ اور شعیب علیہ السلام کو مدین والون نے جھٹلایا۔ یہ سب عرب مین معروف و قریب قریب [illegible]
خوب جانتا ہے کہ اُسنے کتنے رسول و نبی بھیجے اور کون کون قومون نے اپنے رسولون کو جھٹلایا۔ غرضکہ بدبخت جنبی لوگون کی عادت جھٹلانے
کی اور رسولون کو نہ ماننے کی ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے کہ رسولون و انبیاؤن کو جھٹلاتے آئے ہین پس [illegible]
انبیاء و رسل کو بھی یہ لوگ جھٹلاوینگے۔ اور شعیب علیہ السلام کو پہلے اصحاب مدین نے جھٹلایا پھر اصحاب ایکہ نے جھٹلایا تو اول کو ذکر فرمایا
وَكُذِّبَ مُوْسٰى اور جھٹلایا گیا موسی۔ موسی علیہ السلام کو اُنکی قوم بنو اسرائیل نے تو نہین جھٹلایا ولیکن فرعون و اُسکی قوم قبطی
نے جھٹلایا۔ فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ پس مین نے کافرون کو ڈھیل دیدی یعنی فوراً عذاب ہلاکت مین گرفتار نہین کیا اور
ایک مدت تک اُنکو مہلت دی مگر وے آخر کو اِسی پر عزم بالجزم کر گئے کہ نہ مانین اور جھٹلانے مین اصرار کیا۔ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ پھر مین نے
اُنکو گرفتار کر لیا شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ بعض سلف نے فرمایا کہ فرعون نے اپنی قوم والوگون کو کہا کہ مین تمہارا بڑا رب ہون اِسکے بعد بھی
اُسکو چالیس سال تک مہلت دی گئی پھر گرفتار کیا۔ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ پھر کیونکر ہوا میرا انکار اُنپر اور عذاب اُنپر۔ بعض نے
کہا کہ استفہام تقریری ہے یعنی دیکھہ کہ پھر کیسے وہ عذاب مین ہلاک ہوے اور جن چیزون پر اتراتے تھے وہ سب خاک مین مل گئین کہ [illegible]
خود ہی خاک سیاہ ہو گئے۔ اظہر یہ ہے کہ استفہام تعجب دلانے کے لیے ہے شیخ ابوحیان نے کہا کہ اِس استفہام مین معنی تعجب کا لگاؤ ہے گویا کہا
کہ کیسا سخت اُنپر میرا انکار رہا۔ زجاج نے کہا یعنی پھر مین نے اُنکو گرفتار کیا تو سخت انکار کیا۔ جوہری رح نے کہا نکیر بیان اسنے پہل [illegible]
منکر کو جیسے حیات کو موت سے اور آبادی کو بربادی سے بدل دینا پس جس حالت پر تھے اُس سے بُری طرح متغیر کر دیا اور یہ انکار اِس معنی
مین نہین ہے جیسے لوگ زبان یا دل سے کسی امر پر انکار کرتے ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ واللہ اعلم یہ نکیر یعنی منکر ہے اور مراد عذاب ہے کہ وہ عذاب
ہے کہ سختی کی وجہ سے منکر ہو کما قال تعالے فیعذبہ عذابا نکرا۔ اور کفر کا عذاب شدید منکر ہے ولیکن ظاہر اعمار لے یہ معنی اسوجہ سے نہین لیے
کہ دنیاوی ظاہر خیال مین وہ عذاب ظاہر نہ تھا۔ بالجملہ چند روزہ مہلت پر ان لوگون کو غرہ ہوا اور آخر گرفتار ہو کر عذاب [illegible]
ہوے۔ حدیث مین ہے کہ اللہ تعالے ظالم کو مہلت دیتا ہے پھر جب اُسکو گرفتار کرتا ہے تو وہ نہین چھوٹتا۔ کما رواہ البخاری و مسلم۔ [illegible]
حدیث مین آپ نے یہ آیت پڑھی کذلک اخذ ربک اذا اخذ القری وہی ظالمۃ ان اخذہ الیم شدید یعنی یون ہی [illegible]
جب اُسنے گرفتار کیا قریون کو اِس حالت مین کہ وے ظالم تھے بیشک تیرے رب کی پکڑ بہت دکھ دینے والی سخت ہے فَكَاَيِّنْ مِّنْ
قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ اور بہت سے قریون کو ہم نے ہلاک کر دیا اِس حال مین کہ [illegible]
مراد قریون کے لوگ ہین یعنی بہت قریے ایسے گذرے ہین کہ اُنکے لوگون نے کفر و شرک [illegible]
اُنکے واسطے رسول بھیجے مگر اُنھون نے کسی طرح نہ مانا [illegible] اللہ تعالی [illegible]

Marfat.com

[illegible] قریہ جو ہلاک ہوئے گرے پڑے ہین اپنی چھتون پر۔ عروش کی تفسیر مین ضحاک نے کہا سقوف یعنی چھتین۔ مراد یہ کہ اُنکے [illegible] ہوگئے [illegible] برباد ہوگئے۔ رازی وخطیب وغیرہ نے لکھا کہ چھتون پر اُنکے گرنے کی صورت یہ کہ جب اُنکے لوگ جاتے رہے ہوئے تو [illegible] پہلے چھتین گر گئین پھر بارش وغیرہ سے ان چھتون پر اُنکی دیوارین گر پڑین۔ اور جائز ہو کہ علی عروشہا خبر مستقل ہو یعنی یہ قریے خالی ہین [illegible] اپنی چھتون پر ہین مگر اُنمین کوئی رہنے والا نہین ہو **وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ** اور بہت سے کنوین معطلہ۔ شیخ ابن کثیر رحمہ نے کہا یعنی اُنمین سے کوئی پانی بھرنے والا نہین اور نہ اُنپر کوئی آنے والا ہو حالانکہ ایک وقت مین اُنکے سینچے و بھرنے والے بہت اژدحام کرتے تھے۔ خطیب نے بھی کہا یعنی خالی بیکار ہین اسلیے کہ کنوین والے مرگئے و ہلاک ہوئے۔ بعض نے لکھا کہ قتادہ رحمہ نے کہا کہ اُسکے لوگون نے اُسکو معطل چھوڑ دیا ہو۔ ابن عباس رضہ نے کہا کہ متروک پڑے ہوئے ہین اُنسے کوئی پانی لینے والا نہین ہو **وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ** اور بہت سے قصر شید۔ بیضاوی رحمہ نے کہا یعنی بہت سے قصر بلند یا گچ کیے ہوئے کہ ہم نے اُنکو خالی کردیا اُنکے رہنے والون سے قول یون ہو بیر معطلہ۔ مین کہا جاوے کہ بہت سے بیر معطلہ کو میدانون وغیرہ مین نظر آتے ہین اُنکے لوگون مین سے کوئی نہین ہو۔ شیخ ابن کثیر رحمہ نے لکھا قصر مشید۔ عکرمہ نے کہا کہ مبیض بالجص یعنی گچ سے سپید چمکتے ہوئے۔ اور اُسی کے مانند حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور مجاہد و عطاء و سعید بن جبیر و ابو الملیح و ضحاک رحمہم اللہ تعالیٰ سے مروی ہو۔ دوسرے علماء نے کہا کہ مشید بلند مستحکم۔ دوسرون نے کہا کہ مشید بمعنی قلعہ کی طرح حصن محکم۔ یہ سب اقوال باہم قریب ہین اور ہر ایک قول مین دوسرے قول کے معنی شامل ہونا کچھ مضائقہ نہین ہو یعنی وہ مکانات گچ کیے ہوئے بلند مثل قلعہ کے مستحکم جو خالی پڑے ہین اور یہ تمام استحکام کچھ کام نہ آیا جب عذاب آیا تو ہلاک ہوگئے۔ اقول یہ غفلت کے واسطے بھی تنبیہ ہو کہ اِن لوگون نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور دنیاوی حیات پر اعتماد کیا اور اُسکے واسطے ایسے مستحکم و بلند مکانات بنوائے اور آخر خود ہلاک کیے گئے اور وے مکانات ابھی تک ویسے ہی خالی پڑے ہین جو اُنکے کچھ کام نہ آئے۔ بیضاوی وخطیب وقرطبی وغیرہ نے اس بیر وقصر کی نسبت روایات لکھی ہین جنکا خلاصہ یہ ہو کہ شہر حضرموت مین یہ بیر وقصر معروف ہین پس قصر ندکور تو ایک بلند پہاڑ کے چوٹی پر ہو جسپر کسی صورت سے چڑھا نہین جاتا ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ ظاہرا اس زمانہ کے لوگ جنھون نے قصر بنایا تھا بسبب شدت قوت و بلندی قد و قامت کے اس پہاڑ کو مثل ٹیکرے یا چبوترہ کے سمجھتے تھے اور اُنکے نزدیک اِس پہاڑ پر چڑھنا آسان تھا اور اخیر زمانہ والے اس قابل نہ رہے کہ جب اِس پہاڑ کی اُنکے لئے کوئی راہ نہین ہو تو اُسپر نہین چڑھ سکتے ہین جیساکہ قرطبی رحمہ نے ذکر کیا اور لکھا کہ یہ کنوان سفح جبل پر ہو اور جو چیز اُسمین گرتی ہو ہوا اُسکو نہین تی باہر نکال دیتی ہو۔ اور ثعلبی وغیرہ نے نقل کیا کہ یمن کے شہر حضر مین تھا اور قصر کے مالک حضری ہین اور بیر ندکور کے مالک بدوی سردار اور لکھا کہ یمن کے قریہ حضورا مین یہ کنوان ہو اور وہان حضرت صالح علیہ السلام کے چار ہزار ساتھی جو اُنپر ایمان لائے تھے اور عذاب سے محفوظ رہ گئے تھے یہ لوگ [illegible] چھوڑ کر مع صالح علیہ السلام کے حضورا مین جا کر اُترے اور صالح علیہ السلام جب وہان اُترے تو وفات پاگئے [illegible] ان لوگون نے حضرموت اُسکا نام رکھا یعنی موت حاضر ہوئی۔ یہ اُس مقام کا نام پڑ گیا پھر اُن لوگون نے قریہ حضورا آباد کیا اور [illegible] اپنے اوپر اُنھون مین سے ایک شخص کو سردار کیا۔ خطیب نے لکھا کہ اِسکا نام جلس بن جلاس تھا پھر یہ لوگ وہان ایک [illegible] مدت تک نسل و اولاد رہتی آئی یہانتک کہ اُس نسل مین سے زمانہ دراز گذرنے کے بعد شرک ظاہر ہوا اور آخر اُنھون نے [illegible] کیا اور ایک بت کی پرستش کرنے لگے پس اللہ تعالیٰ نے اُنپر حنظلہ بن صفوان علیہ السلام پیغمبر کو بھیجا اور پہلے یہ اِس قوم [illegible] قوم نے نہین مانا اور آخر حنظلہ علیہ السلام کو بازار مین قتل کردیا تو اللہ تعالیٰ کا اُنپر عذاب آیا اور سب ہلاک

گر دیے گئے اور وہ بیر معطل رہگیا اور کانون اجڑ گیا۔ اور لکھا کہ قصر مشید ایک قصر تھا [illegible]
و متوحش پڑا ہوا ہی اور لوگ بیان کرتے ہین کہ اس قصر کے گرد کئی میل سے آدمی کو پاس جانے کی [illegible]
کہ یہ لوگ وہ ہین جنکو بخت نصر نے ہلاک کیا ہی جیسا کہ سورہ انبیا رمین تولہ کم قصمنا من قریۃ الآیہ [illegible]
رہگیا اور قصر مشید خراب ہوگیا۔ علامہ نسفی رح نے مدارک مین کہا کہ اظہر یہ ہی کہ یہ کسی خاص کنوین [illegible]
کو شامل ہی جو خالی ویران پڑا ہو۔ اقول شیخ ابن کثیر رح نے بھی اسکے متعلق کوئی روایت نہین بیان کی [illegible]
واللہ اعلم۔ پھر اللہ تعالے نے اہل مکہ پر انکار فرمایا کہ وے ہوش سے روے زمین پر سیر نہین کرتے جنکو [illegible]
حق عزوجل و توحید الٰہی معلوم ہو اور جان لین کہ یہ دنیاوی زندگی محض بے اعتبار چند روزہ متعا ہی [illegible]
فِي الْأَرْضِ سو کیا اہل مکہ نے زمین مین سیر نہ کی۔ اہل مکہ تو اپنے سفرون مین جاتے ہے کما قال تعالے [illegible]
و باللیل افلا یعقلون۔ پس معنی یہ ہین کہ ہوش و عبرت کی نظر سے دیکھتے ہوے سیر نہین کی فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ [illegible]
ہو جاتے اُنکے لیے قلوب ایسے کہ يَعْقِلُونَ بِهَا اُنکے ذریعہ سے عقل پاتے اور سمجھ حاصل ہوتی۔ اقول یہان [illegible]
یہ ہی اور امام غزالی رح نے اوائل احیا رمین عقل کے واسطے چار معانی پر اطلاق بیان کیا ہی از انجملہ عقل جو [illegible]
اہل ایمان کے ساتھ مخصوص ہی اور حیات دنیاوی سے اسکی خصوصیت ایمان کے ساتھ نہین ہی بلکہ اکثر [illegible]
تجربہ و علوم عام ہی جس قسم کا علم و جیسی تجارب ہون پس یہان یہ مراد ہی کہ اگر عبرت کی نظر کے ساتھ سیر کرتے تو اُنکے واسطے قلوب ایسے ہو جاتے
کہ اُنسے سمجھ و عقل اُنکو حاصل ہوتی۔ یعنی اُنکے لیے علم ہوتا۔ حاصل یہ کہ اس مشاہدہ سے عبرت ہوکر اُنکے قلوب مین وہ باتین آتی جانی چاہیے
ہین یعنی اللہ تعالے کی توحید اور دنیاوی زندگی کا فانی ہونا اور نافرمانی سے عذاب کا آنا جس سے [illegible]
کہا کہ اُنکے قلوب مین یہ باتین آتین تو سمجھتے جو اُنھون نے دیکھا و مشاہدہ کیا ہی اور نتیجہ وہ ہوتا جو مذکور ہوا۔ أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا
یا کان ہوتے کہ اُنسے سنتے اور عبرت حاصل کرتے۔ خطیب رح نے لکھا کہ یعنی اگر آنکھون کے اندھے ہون تو [illegible]
جیسے سنتے یعنی خبرین اگلی امتون کی اور اُنکے دیار کا خراب ویران ہونا تو عبرت حاصل کرتے۔ بعض نے لکھا کہ [illegible]
سمجھنے کی نسبت فرمائی بقولہ قلوب یعقلون بہا۔ یعنی ان قلوب سے سمجھتے تو یہ نسبت اسوجہ سے کہ عقل کا محل [illegible]
ہین۔ اور لکھا کہ فلاسفہ مین بڑا اختلاف ہی کہ عقل کا محل کہان ہی ولیکن ہم کو اُنکے اختلافات سے [illegible]
کہ عقل سے تو دے ان چیزون کو دیکھکر کچھ سمجھتے تھے مثلاً تاج گنج کا روضہ اور اسکی صناعی دیکھتے [illegible]
ہو واقعات ہین سننے مین پھر یہان استفہام سے کیا مراد ہی۔ بیضاوی وغیرہ نے جواب کا اشارہ فرمایا کہ [illegible]
وہ سمجھتے اور کانون سے جو سننا چاہیے تھا وہ سنتے یعنی وہ سمجھنا اور سننا جس سے اُنکو عبرت حاصل ہوتی [illegible]
حیات دنیا اور وحدانیت الٰہی عزوجل۔ اور چونکہ ان لوگون نے اپنی سیر و سفر مین دیکھنے سے [illegible]
سفر ہی نہین کیا کیونکہ جب سفر کا فائدہ نہ اٹھایا تو سفر کیا اور نہ کیا دونون برابر ہوگئے۔ شیخ امام [illegible]
کہ خواہ بدن کے ذریعہ سے ہو اور خواہ بذریعہ فکر کے ہو یعنی ملکون کے حالات و واقعات کتابون [illegible]
دوڑاتے تو ضرور ظاہر ہی کہ مثلاً وہ لوگ جنھون نے دنیاوی ثمرہ [illegible]

[illegible] دنیا کی حیات بر [illegible] مٹ گئے اور چھوڑ گئے سوائے اسکے جس نے نیکیان وطاعات مین جہد جمیل کیا اور ساتھ [illegible] اچھار ہا اور سب ہیچ وفانی ہو - [illegible] لکھا کہ امام ابن ابی الدنیا نے کتاب التفکر والاعتبار مین روایت کی کہ حدثنا ہارون بن عبداللہ [illegible] سیار حدثنا جعفر حدثنا مالک بن دینار قال اوحی اللہ الخ یعنی اس اسناد کے ساتھ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اللہ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ دو جوتیان لوہے کی اور عصا لے پھر زمین مین سیر کر پھر نشانون وعبرتون کی تلاش کر یہانتک کہ یہ جوتیان پھٹ جاوین اور عصا ٹوٹ جاوے - مترجم کہتا ہو کہ مراد اس وحی سے یہ نہین تھی کہ اُسکے ظاہری معنی پر عمل کیا جاوے اور دو جوتیان لوہے کی بنوا کر اسطرح پانون سے سفر کیا جاوے بلکہ مجازی معنی بوجہ ظاہر قرینہ کے مراد ہین اور وہ ظاہر قرینہ لوہے کی جوتیان ہین اسواسطے کہ لوہے کی جوتیون پر آدمی ایک منزل بھی نہین چل سکتا ہو بلکہ غرض یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت کے اور توحید کے نشانات اور عبرت کے واقعات ہین اسقدر فکر وغور کرنا چاہیے کہ گویا لوہے کی جوتیان ٹوٹ گئین - واللہ تعالےٰ اعلم مالک بن دینار علماے کبار وائمہ اولیاے ہین سے صاحب کرامات اور معروف ہین - پھر شیخ نے کہا کہ ابن ابی الدنیا نے بیان کیا کہ بعضے حکمار نے کہا کہ اپنے قلب کو مواعظ سے زندہ کر اور فکر سے منور کر اور زہد سے اُسکو موت دے اور یقین سے اُسکو قوت دے اور موت سے اُسکو مطیع وذلیل کر اور فنار کے ساتھ اُسکو قطعی یقین دے اور ناگہانی آفات دنیا کی اُسکو دکھلا - اور دہر کی صولت سے اُسکو بچتے رہنا سکھلا اور گردش ایام اُسکو کھلے کھلے بتلا اور گزرون کی خبرین اُسکو صاف صاف سُنا اور اُس سے پہلے والون کو جو کچھ پہونچا اُس سے اُسکو نصیحت سکھلا اور اگلون کے منازل و دیار مین اُسکو پھرا کر سیر کرا اور اُس سے کہہ کہ دیکھ ان لوگون نے کیا اعمال کیے اور کہان سے پھرے اور کیا چھوڑا اور کیا لے گئے اور کہان جا کر اُترے - مترجم کہتا ہو کہ حکمائے ان علمار کی مراد فلاسفہ نہین ہین نعوذ باللہ من ذلک بلکہ وہ اکابر اولیار ہین جنکو اللہ تعالےٰ نے حکمت صادقہ عطا فرمائی ہو اور یہ وے لوگ ہین جو قدم بقدم سنت سنیہ نبوت پر ظاہر وباطن کی موافقت کے ساتھ چلتے ہین اور جب مقام توحید مین پہونچتے ہین تو اللہ تعالےٰ اُنکو اپنی حکمت ازلیہ کے نور سے عطا فرماتا ہو کہ اُنکی زبان سے اسرار بیان ہوتے ہین جو عین حکمت ہین اور سورہ بقرہ کی تفسیر مین حکمت کے معنی بیان ہوئے ہین فتذکر وتفکر - شیخ رح نے آیت کی توضیح مین لکھا کہ حاصل یہ کہ تم لوگ غور کر کے اگلی امتون کو دیکھو جو اُنکو عذاب ووبال پہونچا فتکون لہم قلوب یعقلون بہا او اذان یسمعون بہا یعنی تاکہ اُنکو اس سے عبرت وپند ونصیحت حاصل ہو - فَاِنَّهَا کیونکہ بات یہ ہو کہ لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ آنکھین تو اندھی نہین ہوتی ہین - وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ لیکن اندھے ہو جاتے ہین قلوب وہی قلوب جو سینون ہین ہین - یعنی اندھاپن یہ آنکھون کا اندھاپن نہین ہو بلکہ اندھاپن وہی ہو جو دل کی بینائی جاتی رہے اگرچہ قوت باصرہ موجود ہو اسمین کچھ آفت نہو بلکہ کچھ جانور کی طرح بہت تیز ہو کہ کوسون کی چیز اُسکو نظر آوے - اگر کہا جاوے کہ آنکھون کے اندھے پن کا بھی شرع نے اعتبار کیا چنانچہ اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہو اور گواہ اندھے کی گواہی نامقبول ہو اور اندھے قاضی کا فیصلہ مردود ہو تو جواب یہ کہ اندھے کے پیچھے نماز مین کراہت تنزیہی اسوجہ سے ہو کہ طہارت [illegible] وہ دیکھتا نہین [illegible] اولیٰ ہو ولیکن اپنے حق مین اندھے کی نماز بہ نسبت آنکھون والے کے بھی بعض لوگون کی نسبت افضل [illegible] نابینائی کے وہ [illegible] قائم ہو اور اللہ تعالےٰ کا فرمان کرامت حدیث صحیح مین وارد ہو کہ جس نے جسکی دونون محبوبہ یعنی آنکھین [illegible] اپنی میری قضار پر صبر کیا تو مین اسکے بدلے سوائے جنت کے کسی جزار پر راضی نہین ہون - یہ اچھی فضیلت ہو - اور اندھا [illegible] نہین دیکھتا اسیطرح قاضی اسوجہ سے گواہی قبول نہین ہو ولیکن یہ امور اسکی ذاتی فضیلت ودرجات آخرت مین مضر نہین

بلکہ تو نے معلوم کیا کہ مفید ہین اور یہ بھی معلوم کیا کہ جنکی آنکھین سالم ہین اُسکو بڑا شکر ادا کرنا چاہیے کہ جنت ہا ... [illegible]
آیات قدرت الٰہی و دیدار قرآن و تلاوت مطالعہ کی نعمت حاصل ہے - تو لیکن جس شخص نے ان آنکھون سے ہی نعمت [illegible]
ادا نہ کیا اور وہ اندھا رہا - ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی الآیۃ - اور جو یہان اندھا رہا وہ آخرت مین بھی اندھا [illegible]
اُٹھایا جائیگا اُسکو سوا ے ہولناک عذاب و شدائد و وبال کے کچھ نظر نہین آویگا الا حسرت و عذاب کے واسطے اُسکو دکھا [illegible]
دکھلائے جاوینگے - اور یہان جو اندھا رہا وہی تو ہے جس نے سب دیکھا اور کچھ بھی نہ دیکھا اسطرح کہ آنکھون کے روبرو [illegible]
مین نقش ہوا اور پہچانا کہ یہ نقش فلان چیز کا ہے اور چاہا تو جو ٹا نقش اُسکا کاغذ وغیرہ پر اُتار لیا کہ ویسے ہی تصویر آدمی کی نظر آتی [illegible]
ہے کہ اِس تصویر سے کیا کوئی فائدہ ہے جو آدمی سے ہوتا ہے تو سوا ے حماقت کے اُسکا کیا نتیجہ ہے مگر اِس زمانہ کے احمق تصویرون پر فخر کرنے اور [illegible]
پاتے ہین یہ کافر محض نادان مغرور ہین جو بچون کی طرح کھیل کھیلتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ اِس آدمی کی اصل و ماہیت و آغاز و انجام کیا ہے [illegible]
آدمی کس نے بنایا اُس پاک مصور عزوجل پر فدا ہو کہ اُسکے مثل تصویر کا ایک بال بنانا محال ہے - یہ سمجھ تو جب ہوتی کہ وہ نقش خیالی صرف حواس
کے کھیل مین نہ پڑتا بلکہ اُسکا علم قلب مین آتا اور وہ اِسمین عقل سے غور کرتا لیکن افسوس کہ قلب تو مضغۂ گوشت تھا وہ آنکھون والا ہوتا تو دیکھتا
اور اِسی کے اندھے ہونے سے یہ حواس والا طفل نادان کی طرح تصویر سے کھیلنے لگا اور اصل کو چھوڑ دیا جیسے بچون کے سامنے ہزارون اصل
آدمی موجود ہین بھروے مورت سے خوشی ہوتے ہین بخلاف بچون کے بوڑھا آدمی اُس مورت کی طرف خیال بھی نہین کرتا اور بچون پر ہنستا و
اُنکی نادانی تصور کرتا ہے تو صاف معلوم ہوا کہ آنکھون کا ہونا و نہ ہونا کچھ نہین ہے اندھاپن تو وہ ہے کہ قلب مین آنکھین نہ ہون اور عقل معطل ہو جاوے
تو اُسکو عقل و عبرت اور پند و نصیحت کچھ نہین حاصل ہوتی ہے - شیخ نے لکھا کہ عبد اللہ بن محمد بن جبارہ اندلسی تستری متوفی ۵۱۶ ہجری نے اِس
مضمون کے چند اشعار اچھے لکھے ہین - مترجم کہتا ہے کہ ہر چند اشعار عربی ہین لیکن اُنکی خوبی سے مین بھی درج کرتا ہون وہ یہ ہین ۔ یا من یصیح لی [illegible]
داعی الشقاوۃ وقد ✦ نادی بہ الناعیان الشیب والکبر ✦ ان کنت لا تسمع الذکرے ففیما تری ✦ فی راسک الواعیان السمع والبصر ✦ لیس الاصم
ولا الاعمی سوے رجل ✦ لم یہدہ الہادیان العین والاثر ✦ لا الدہر یبقی ولا الدنیا ولا الفلک الا ✦ علی ولا النیران الشمس والقمر ✦ لیرحلن عن الدنیا
وان کرہا ✦ فراقہا الثاویان البدو والحضر ✦ ترجمہ اِسکا یہ ہے کہ ای وہ شخص کہ ہر روز سویرے بدبختی کی طرف بلانے والے کی دعوت مین خوش
عیش ہو رہا ہے - تیرا تو یہ حال ہے کہ سپید بال و بڑھاپا دونون تجھے تیری موت کی خبر بلند آواز سے سنا رہے ہین - تو اگر عبرت و نصیحت نہین سنتا
تو پھر تیرے یہ دونون کس کام کے ہین - تیرے سر مین دونون پرمایہ کان و آنکھین یعنی تیرے کان و آنکھین کس لیے [illegible]
و سُنا لیکن تجھے اُنسے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا حقیقت مین بہرا و اندھا کوئی بھی نہین سواے ایسے شخص کے کہ اُسکے [illegible]
والے کان و آنکھ نے راہ نہ بتلائی - زمانہ تو باقی نہ رہیگا اور نہ دنیا رہیگی اور نہ یہ فلک اعلیٰ رہیگا اور [illegible]
بھی نہین رہینگے - دنیا سے تو ضرور کوچ کر جاوینگے اگرچہ بہت ناگوار جانین - دنیا کی جدائی کو اِسمین دونون ٹھہرنے والے [illegible]
حاصل کلام اِس مقام کی تفسیر مین یہ ہے کہ یہ لوگ اندھے ہین لیکن جانورون کے مثل ہونے والے نہین [illegible]
دیکھتے ہین ولیکن آدمیون کے مثل ہونے مین اندھے ہین کیونکہ آدمی کو تو جانور سے [illegible] ہے کہ [illegible]
و کوچ و مقام سے دیکھکر آگاہ ہوتا ہے - اِسطرح کہ صورت ظاہری کو ظاہری آنکھون سے ادراک کرتا [illegible]
لاتا ہے بخلاف جانورون کے کہ اُنمین عقل نہین ہے تو صرف ظاہری صورت دیکھتے ہین [illegible]

Marfat.com

تو آدمی ہی صورت مین آدمی ہو تو بلکہ آدمی نہین جانور ہو گر صورت مین آدمی ہو تو اور جو کسی مین یہ نہو وہ اندھا ہو بلکہ آدمی نہین جانور ہو گر صورت مین آدمی ہو تو جانورون سے کچھ فرق نہین ہو بلکہ جانورون سے بدتر ہو بوجہ اسکے کہ جانور کو اگر معانی باطنہ نظر نہ آئے تو اُسکو عقل ہی نہین ہی بخلاف اس آدمی کے جو آدمی کی صورت مین جانور ہو کہ اُسنے قلب کی آنکھین پھوڑ لین تو یہ معذور نہین ہو بلکہ ماخوذ ہو ... مین مردود ہو ... حکما نے کہا کہ اصل یہ آفت جس سے قلب کی آنکھین جاتی رہتی ہین دنیا و اُسکی حیات پر اعتماد اور ... اُسی پر ... ہو اور مترجم کہتا ہو کہ واللہ قولہ تعالیٰ وما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون - یعنی کسی نفس سے ممکن نہین کہ ایمان لاوے مگر باذن اللہ اور اللہ تعالیٰ پلیدی کو انھین لوگون پر کر دیتا ہو جو عقل نہین رکھتے ہین وقال تعالیٰ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم - ف ــــــ فی العرائس قولہ تعالیٰ فانہا لا تعمی الابصار الآیہ - جو لوگ جاہل ہین یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی معرفت نہین رکھتے ہین اُسکی صفات عالیہ متعالیہ اور اُسکی وحدانیت کاملہ بے مثال سے جاہل ہین وے تو پیران اور ان موجودات کو ظاہری آنکھون سے دیکھتے ہین اور ان اشیاء کے حقائق دیکھنے سے اُنکے قلوب اندھے ہین حالانکہ انھین حقائق سے انوار قدرت وصفات الوہیت جل شانہ کی چمک روشن ومنور ہو - ان جاہلون کو اللہ تعالیٰ نے غفلت وشہوت کے پردہ سے اندھا کر دیا ہو - مترجم کہتا ہو کہ غفلت وشہوت قعانی ہین اور وہ معنوی دیدار سے اندھے ہین تو معنوی دیدار کے اوپر معنوی پردہ بھی ہو - جیسے ظاہری دیدار پر اگر ظاہری پردہ ہو تو کچھ نظر نہین آتا ہو ایسے ہی معنوی پردہ سے معنوی دیدار بھی نظر نہین آتا ہو - شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قلبی بصیرت اور دلی بینائی کا ذرہ برابر نور بھی ہواے نفسانی وشہوت شیطانی پر غالب آتا ہو اور جب بصیرت قلب بالکل نہین رہتی سب زائل ہو جاتی ہو تو اُسوقت شہوت غالب ہو جاتی اور غفلت تہ بر تہ جم جاتی ہو اور بدن اُسوقت گناہون مین خبط ہو جاتا ہو اور کسی طرح حق کا انقیاد نہین کرتا - پھر اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ

اور تجھسے جلدی مانگتے ہین عذاب اور اللہ ہرگز نہ ٹالیگا اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے ہان

كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا

ہزار برس کے برابر ہو جو تم گنتے ہو اور کتنی بستیان ہین کہ مین نے اُنکو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھین پھر اُنکو پکڑا

وَاِلَیَّ الْمَصِيْرُ ۝ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ع ۱۰

اور میری طرف پھر آنا ہو تو کہہ لوگو مین تو ڈر سنا دینے والا ہون تمکو کھول کر سو جو یقین لائے اور کین

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

بھلائیان اُنکے لئے بخشنے ہین اور روزی عزت کی اور جو دوڑے ہماری آیتون کو ہرانے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

وہ ہین لوگ دوزخ کے

... جو ... کو جھٹلانے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول وروز قیامت وعذاب وثواب سے انکار کرتے اور بعضے انین سے ایسے جزم ... تھے کہ عذاب جلدی مانگتے تھے قال تعالیٰ اذ قالوا اللہم ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا ...

بعذاب الیم یعنی مشرکون نے کہا کہ الٰہی اگر یہ یعنی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہین یہی حق ہو تو ہم پر آسمان [illegible]
الیم لا۔ وکما قال تعالے قالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب یعنی روز حساب سے پہلے ہی ہمارا حصہ [illegible]
جھٹلا کر ٹھٹھول سے ایسی باتین کرتے اور مراد یہ تھی کہ اگر روز حساب ہو جیسے یہ رسول کہتا ہو تو اچھا عذاب ہمارا [illegible]
نے تہدید فرمائی بقولہ۔ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ اور جلدی چاہتے ہین تجھسے عذاب [illegible]
سچ ہو تو اچھا ہمارے واسطے جو عذاب موجود ہو وہ ابھی لاؤ۔ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ اور ہرگز اللہ [illegible]
اُسمین وہ ہرگز خلاف نہ کریگا۔ فراء رح نے کہا کہ اسمین اُن کافرون کے لیے دنیا و آخرت مین عذاب کی وعید ہو پس حال [illegible]
روز عذاب دیے گئے یعنی دنیا مین انپر بدر کے روز عذاب آیا اسطرح کہ اُن لوگون نے اس آفت و مصیبت کو جو انپر [illegible]
یہ کہ اللہ تعالے نے وعدہ سابق کر دیا ہی تو اسکا آنا قطعی ضروری ہی اور وے جسکو تاخیر سمجھے ہین وہ درحقیقت جلدی جانا ہی۔ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ
رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ اور تیرے رب کے یہان ایک روز مثل تمہارے شمار کے ہزار برس کے ہی۔ مترجم کہتا ہی اس
حساب سے انکی عمر سو برس سے زیادہ نہوگی تو اگر پوری عمر پر مرین تو بھی ایک روز کے دسوین حصہ کی مہلت پائی گویا ایک دو ساعت کی مہلت
اعلی۔ اور مترجم کہتا ہی کہ ظاہرا یہ بھی سمجھانے کے لیے ہی ورنہ آخرت غیر متناہی کی کوئی نسبت انکی عمر یا دنیا کے زمانہ متناہی سے نہین ہوسکتی
ہی۔ زجاج رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے کے قبضہ سے کوئی چیز گم نہین ہوسکتی ہی اور اُسکے نزدیک ایک روز اور ہزار برس اُسکی قدرت
مین ایک ہین اور قدرت مین وقوع عذاب مین استعجال و تاخیر مین فرق نہین ہی ولیکن اللہ تعالے نے مہلت دینے مین اپنا فضل ظاہر فرمایا ہی
بعض نے کہا کہ عذاب آخرت کا بیان ہی کہ یہان کے ہزار برس کے برابر وہان کا ایک روز ہی تو عذاب انپر بہت زیادہ دراز ہوگا۔ شیخ ابن کثیر رح
نے لکھا کہ حاصل یہ کہ اللہ تعالے جلدی نہین فرماتا ہی مخلوق کے نزدیک مقدار ہزار برس کی اللہ تعالے کے نزدیک بمنزلہ ایک روز کے ہی وجہ
اسکے حلم کے کیونکہ وہ جانتا ہی کہ جب چاہے مخلوق متمرد سے انتقام لیوے اُسکے قبضہ سے کوئی چیز نکل نہین سکتی ہی اگرچہ وہ مہلت دیدے لہذا
فرمایا۔ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ یعنی بہت
قریہ تمہارے مثل ظالم تھے انکو ہمنے مہلت دیدی تو اس سے وے چھوٹے نہین بلکہ جب چاہا انکو گرفتار کر دیا اور رجوع سب کا [illegible]
کی طرف ہی۔ عکرمہ رح سے روایت ہی کہ آخرت کے جمعون مین سے دنیا ایک جمعہ سات ہزار برس کا ہی جنمین سے چھ ہزار گذر چکے [illegible]
و دیلمی نے اسکو انس رض سے بھی روایت کیا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ روایات ضعیف ہین اور صحاح [illegible]
ہی بلکہ یہ آیت قطعیہ کے خلاف کیونکہ صریح آیات مین قیامت کا وقت مبہم ہی کسی کو اسکا علم نہین ہی سوائے اللہ کے [illegible]
ہوے ہین اور ان آثار مین بالیقین اسوقت مین بہت سے مشاہدہ ہوتے جاتے ہین اور بعضے [illegible]
جو انکار کرے اُسکے لیے جسقدر واقع ہوتے چلے آئے ہین وے کافی دلیل ہین کہ جو نہین واقع ہوے [illegible]
کلام آیت کی تفسیر مین اسطرح واضح ہی کہ کفار و مشرکین اس عذاب کے بارہ مین جلدی کرتے ہین جو کفر و شرک [illegible]
صورت مین انکو وعید کیا گیا ہی تو اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ وہ تو ضرور واقع ہوگا جب کہ اللہ تعالے نے اُسکا [illegible]
نے جو موعود کیا وہ خلاف نہ ہوگا اور جلدی کسی چیز کی ایک [illegible] اضافی ہین مثلاً سالہا کے اعتبار سے [illegible]
جلدی ہین اور اس سے ایک مہینہ اور اس سے ایک [illegible] جلدی [illegible]

Marfat.com

[illegible] کہ اللہ تعالے کے یہان ایک روز تمھارے شمار کے ہزار برس ہین پس اگر عذاب ان لوگون پر اُنکے دنیاوی زندگی مین
تمام ہو [illegible] تو موت پر لامحالہ طاری ہو گا وہ بھی پورا ایک روز نہ ہوا کیونکہ روز تو ہزار برس ہی بلکہ سو برس زندگی ہو تو ایک روز کا دسوان
حصہ پھر عذاب کے واسطے استعجال یہ جاہل لوگ کیا کرتے ہین وہ تو جلدی ہی آویگا اور یہ اللہ تعالے کا فضل ہی کہ یہ چند انفاس اُنکو
مہلت دی گئی ہی پھر آگاہ فرمایا کہ ہم نے بہت سے اہل قریہ کو اگلون مین سے اُنکے کفر و شرک کی حالت مین مہلت پائی پھر جب اُنھون نے
رسول و مومنون کو ایسا ستایا کہ اُنکے قتل دایندار کے درپے ہوسے تو اُنکو گرفتار کیا اور یہ چند انفاس بھی داخل عذاب ہوگئے اور مرجع سب کا
اللہ تعالے ہی کی طرف ہی کسی کے واسطے کوئی اور ٹھکانا ہی نہین ہی شیخ ابن کثیر رح نے یہان ان احادیث کو ذکر فرمایا جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ
آخرت کا ایک روز بنزدیک یہان کے ہزار برس کے ہی - ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
فقرار مسلمین جنت مین تو انگر ون مسلمین سے آدھا دن پانچ سو برس پہلے داخل ہونگے - ورواہ الترمذی والنسائی وقال الترمذی حدیث
حسن صحیح - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدھا دن پانچ سو برس کا ہی پورا دن ہزار برس کا ہی - ابن جریر رح نے اِسکو ابو ہریرہ کا قول ترددا
کیا یعنی ابو ہریرہ رض نے اُس وقت بیان مین یہ نہین کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اور دوسرے وقت یہ بھی بیان کیا تو جس
سننے والے نے جسطرح سنا ہی روایت کر دیا ہی - ابو داؤد رح نے آخر کتاب الملاحم مین سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین امید کرتا ہون کہ نہین عاجز ہوگی میری امت اپنے رب کے نزدیک اِس سے کہ میری امت کو اُسکا رب آدھا دن تاخیر
دے سعد رض سے پوچھا گیا کہ آدھا دن کیا تو کہا کہ پانچ سو برس - مترجم کہتا ہی کہ اِس حدیث کے معنی مین علمار رح نے کلام کیا ہی اور صحیح یہ ہی
کہ حدیث مبہم و مشکل ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر مین نکتہ رکھا ہی اور علمار کو یہ نہین معلوم ہو سکتا کہ کس کی بہ نسبت نصف یوم تاخیر
مراد ہی آیا قوم نوح سے یا بنو اسرائیل سے یا کسی خاص وقت سے - ولیکن اِس بارہ مین قطعی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے پانچسو
برس تک تو کسی طرح زوال نہین ہی اور آیندہ جس چیز سے تاخیر مراد لی ہی اگر وہ معلوم ہو جاوے تو اِس سے پانچ سو برس تک تاخیر ہوگی فافہم
واللہ تعالے اعلم - ابن ابی حاتم نے بسند جید بطریق عکرمہ از ابن عباس روایت کی کہ قولہ کالف سنة مما تعدون - کہا کہ اُن ایام مین سے
جنمین اللہ تعالے نے آسمانون و زمین کو پیدا کیا ہی - ورواہ ابن جریر یہی قول مجاہد و عکرمہ کا ہی - اقول بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ ان
ایام مین [illegible] خلق اللہ فیہا ذلک کالف سنة یعنی جن ایام مین اللہ تعالے نے مخلوقات کو پیدا کیا اُنکا ایک روز تمھارے شمار
کے ہزار برس کے برابر ہی - امام احمد بن حنبل نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین اِسکو صریح بیان کیا ہی - ابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین سے روایت
کی کہ [illegible] کتاب کے علمار مین سے جو مسلمان ہو گیا تھا روایت کی کہ اُسنے بیان کیا کہ اللہ تعالے نے آسمانون و زمین کو
[illegible] دن مین پیدا کیا [illegible] روز رب کے نزدیک مثل تمھارے ہزار برس کے ہی اور اللہ تعالے نے دنیا کی عمر چھ روز رکھی اور ساتوین مین
[illegible] ایام گذر چکے ہین اور تم لوگ ساتوین دن مین ہو تو مثال اِسکی ایسی ہی جیسے حاملہ عورت جسکے ایام پورے ہو چکے
[illegible] ساعت مین جو بچہ پیدا ہو گا - مترجم کہتا ہی کہ سابق مین گذرا کہ ابن عدی و دیلمی نے اِسکو انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع
[illegible] کیا اور یہ موضوع ہی اور صحیح یہ ہی کہ [illegible] کتاب کا قول ہی جو محمد بن سیرین وغیرہ نے ایسین سے بعضے اسلام لانے والون سے روایت
کیا [illegible] نے عمداً جھوٹ نہین کہا بلکہ اہل کتاب کی کتابون مین یون ہی اقوال و اخبار بھرے ہوے ہین جنکے صدق و کذب
[illegible] جو مترجم نے بیان کر دیا کہ یہ آیات و احادیث صحیحہ کے خلاف ہی جنمین بیان ہوا ہی کہ کوئی یہ نہین جانتا کہ کس وقت

مین قیامت آویگی اور اِس قول سے معلوم ہوتا ہو کہ اِسی ساتوین ہزار کے اندر ضرور آویگی یہ باطل ہو اور آیات
ہوے ہین جو ایک بعد دوسرے کے واقع ہوتے چلے آتے ہین اور دلیل ہین کہ باقی آثار بھی واقع ہونگے - پھر جب کفار
آنا طلب کیا تو اللہ تعالے نے اول اسکا جواب ارشاد فرمایا کہ وہ قریب ہی ہو جسکو دور سمجھتے ہین لقولہ تعالے انہم یرونہ
ویسے اسکو دور سمجھتے ہین اور ہم اُسکو قریب جانتے ہین - لہذا ثانیاً اپنے رسول کو ارشاد فرمایا - قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ
اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ کہ اے لوگو مین تو تمھارے لیے کھلا ہوا ڈر سنانے والا ہون یعنی تمھارے سامنے جو عذاب
ہو اِس سے تم کو ڈر سنانے کو اللہ تعالے نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہو اور میرے ذمہ تمھارا کچھ حساب نہین ہو تم سب اللہ تعالے کے
ہو وہی تمھارا خالق ہو اُسی کو تمھارا اختیار ہو چاہے تم کو عذاب مین اتنی تاخیر بھی نہ دے اور چاہے اسقدر خفیف مہلت دے اور چاہے
مین سے ایمان لانے والون کی توبہ قبول کرے - فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سو جو لوگ ایمان لائے
کام کیے نیک - لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ اُنکے واسطے مغفرت و رزق کریم ہو - اُنکے اگلے گناہ معاف ہو جاوینگے وقال
ان الاسلام یہدم ما کان قبلہ - اسلام مٹا دیتا ہو جو اُس سے پہلے گناہ گذرے ہون - اور اُنکو آخرت مین جنت ہو اور آثار جنت کے بعد موت
سے ثابت ہو جاتے ہین - وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اور جن لوگون نے سعی کی ہماری آیات مین در حالیکہ
معاجز ہین یعنی لوگون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے روکتے ہین - یہ تفسیر مجاہد و عبد اللہ بن الزبیر سے مروی ہو - یا معاجز
بمعنی منہ موڑنے والے بے رغبت ہین - اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ تو وے جہنم کے رہنے والے ہین - یعنی اُنکا وہی ٹھکانا ہو وہان
کبھی اُنکو نجات نہین ہو - پھر اللہ تعالے جل شانہ نے کافرون پر شیطان کے مکائد بیان فرمائے

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ
اور جو رسول بھیجا ہمنے تجھسے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اُسکے خیال مین

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۙ لِّيَجْعَلَ
پھر اللہ مٹاتا ہو شیطان کا ملایا پھر پکی کرتا ہو اپنی باتین اور اللہ سب خبر رکھتا ہو حکمتون والا اسواسطے

مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ
کہ اُس شیطان کے ملانے سے جانچے اُنکو جنکے دل مین روگ ہین اور جنکے دل سخت ہین

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۙ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ
اور گنہگار تو ہین مخالفت مین دور پڑے اور اسواسطے کہ معلوم کرین جنکو سمجھ ملی کہ

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ
تحقیق ہو تیرے رب کی طرف سے پھر اُسپر یقین لاوین اور دبین اُسکے آگے اُنکے دل اور اللہ سجھانے والا ہو

اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
یقین لانیوالون کو راہ سیدھی

اِس آیت کی تفسیر مین مفسرین ایک واقعہ اُسکی شان نزول کا ذکر کرتے ہین جسمین ظاہر کے بموجب

بجز تابت گمان کرتے ہین اور ایسے موقع پر مترجم کو ضرور ہوا کہ اہل علم و فہم کے واسطے یہ اصول کا قاعدہ ظاہر کردے کہ قرآن مجید کے معانی ظاہر
ہرین اور قیامت تک جبتک یہ کتاب پاک بندون کے واسطے برکت و نعمت موجود ہی اپنے معانی پرفیض و برکت عطا فرمائی ہی تو کسی شان نزول پر
اسکا توقف نہین اور نہ اُسکے بیشمار علوم کا انحصار ہی تو معانی عام ہین اور جو لوگ یہان ذو فہم رکھتے ہین اُنکے واسطے شان نزول و غیر شان نزول کی
اُنکی لیاقت کے موافق معانی واضح و دلائل لائح و ساطع ہین پس مین اول اُسکی تفسیر کلام عرب کے موافق ذکر کرتا ہون اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **وَمَآ اَرْسَلْنَا**
اور ہمنے نہین بھیجا۔ **مِنْ قَبْلِكَ** تجھسے پہلے وقت مین۔ **مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ** کوئی رسول نہ کوئی نبی۔ **اِلَّآ** مگر یہ کہ **اِذَا تَمَنّٰٓى** جب
اُسنے تمنی کی بعض نے کہا یعنی آرزو کی۔ اور جمہور نے کہا کہ یعنی قرارت و تلاوت کی۔ **اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ**۔ تو القا کیا شیطان نے
اُسکی تلاوت مین یا اُسکی آرزو مین یعنی جب رسول نے یا نبی نے اللہ تعالیٰ کا حکم و کلام اپنی قوم پر تلاوت کیا یا قلبی قصد سے آرزو کی اور چاہا کہ یہ لوگ
اللہ تعالیٰ کی رسالت کو قبول کرین اور باینہمہ بوجہ اسکے کہ پیغمبر کو محض نیک خواہی سے آرزو ہوتی ہی کہ یہ قوم اپنے رب عزوجل کی توحید کرے
اور اس عذاب شدید سے جو سامنے ہی بچ جاوے تو اُس پیغمبر کی اس ہمت قلبی و اثر ڈالنے کے برابر ہی شیطان نے القا کیا پس قوم گمراہ
وازلی کافر نے القاء شیطان کو قبول کیا اور پیغمبر کا کہنا رد کردیا۔ کما قال تعالیٰ وان الشیاطین لیوحون الی اولیاءهم لیجادلوکم یعنی
البتہ شیاطین وحی کرتے ہین اپنے اولیاء کو تاکہ وے تم سے مقابلہ و جھگڑا کرین۔ اور فرمایا۔ وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس
والجن یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا۔ یعنی یون ہی کردیا ہم نے واسطے ہر نبی کے عدو انسانی شیطانون کو اور جنی شیطانون کو
وے بعضے بعض کو وحی کرتے یا اُسکے دل مین القا کرتے ہین باطل قول کو دھوکے کو۔ وجہ اسکی یہ کہ ان کافرون مین استعداد اسی
القاء شیطانی اور وحی شیطانی کے قبول کی تھی وہی اُنھون نے قبول کرلی اور وحی پیغمبری و وحی الٰہی کی قبول کی لیاقت ہی نہ تھی
اُسکو رد کردیا اور وحی شیطانی سے اُسکا مقابلہ کیا چنانچہ یہ کفار کہتے کہ یہ قرآن سحر ہی اور جادو ہی اور اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت کے آیات
کے مقابلہ مین کہتے کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا آباؤنا الایہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادے شرک کرتے
اور ایسے ہی فروع مسائل مین مردار حرام ہونے کے مقابلہ مین کہتے کہ جو جانور ہم قتل کرین وہ تو حلال ہو اور جو جانور اللہ تعالیٰ مار ڈالے وہ
کیون حرام ہوگا۔ اور یون ہی کہتے کہ ہم تو مکہ کے رہنے والے ہین ہم یہین مشعر الحرام مین ٹھہرینگے اور باقی لوگ عرفہ مین جاوین اور
ہم لوگ کپڑے پہنے طواف کرینگے اور باقی لوگ مرد ہون یا عورت ہون سب ننگے بدن بالکل بے ستر طواف کرین اور مانند اسکے
شیطانی وحی و القاء کے طریقہ مانتے تھے اور اُسسے اللہ تعالیٰ کے رسول و وحی سے مجادلہ کرتے اور چاہتے کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دین
بعد اُسی قسم کے لوگ فرقہ باطنیہ و الحادیہ پیدا ہوگئے ہین بلکہ نیچری بھی ہین جو قرآن پاک مین وحی شیطانی سے باطل تاویلات کرکے چاہتے
ہین کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مٹادین۔ **فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ** پس میٹ دیتا ہی اللہ تعالیٰ اُسکو جو
شیطان القا کرتا ہی۔ یعنی اللہ تعالیٰ وحی رسالت سے اپنے احکام کو واضح و لائح کردیتا ہی اور جو شیطان نے دھوکا باندھا تھا اُسکو
مٹا دیتا ہی۔ **ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ** پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو محکم کردیتا ہی پس اللہ تعالیٰ کا نور ظاہر ہو جاتا ہی اور اُسی کا
کلمہ بلند ہوتا ہی اگرچہ مشرک لوگ شیطان کے پیرو برا مانا کرین۔ اور ہمیشہ دین اسلام کی حجت سب فرقون پر غالب ہی اور حق ہمیشہ بلند
و مضبوط حجت کلام ہی۔ **وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ** اور اللہ تعالیٰ علیم ہی اُسکا علم سب مخلوق کو محیط ہی پس جو مخلوق کہ اپنے رب کی بندگی
چاہتے ہین اُس سے وحی شیطانی کو دور کرکے وحی الٰہی کو قائم و محکم کردیتا ہی **حَكِيْمٌ** اور اللہ تعالیٰ حکمت والا ہی اُسکی حکمت

Marfat.com

ہوتا ہی تو کوئی اُسکا احاطہ نہین کرسکتا ہی۔ پس جو اللہ تعالے کرتا ہی وہ جس طریقہ سے کرتا ہی مین حکمت ہی۔ مترجم
پاک کی تفسیر ہی جو واضح ہی۔ اور اِس کلام مین فوائد ہین ازانجملہ یہ کہ اللہ تعالے کی حکمت مین جیسے پیغمبر ہدایت [illegible]
راہ ضلالت دکھلاتا ہی اور وہ ہر ایک پیغمبر کا معارض ہوتا ہی۔ پھر لوگون مین سے جو لوگ اہل جنت ہین اُنکے دلون مین [illegible]
آجاتی اور جم جاتی ہی اور القاے وحی شیطانی کو اللہ تعالے اُنکے دلون سے پست دیتا ہی اور وحی رسالت کو محکم کردیتا ہی۔ اور [illegible]
ہین اُنہین القاے وحی شیطانی آتی وجم جاتی ہی اور القاے وحی رسالت کو اُنکے دل نہین قبول کرتے ہین۔ ازانجملہ یہ فائدہ ہی [illegible]
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ہدایت کریگا لازم ہی کہ شیطانی پیروی کرنے والے لوگ اُس سے دشمنی کرین کیونکہ [illegible]
کیفیت ہوگی۔ ازانجملہ جب کہ القاے شیطانی متدارک ہمیشہ موجود ہی تو اللہ تعالے کی طرف سے وحی رسالت بذریعہ [illegible]
فیض ظاہر و باطن سے ہمیشہ موجود ہی اور کتاب الٰہی نائب مناب ہی پس جس نے کتاب الٰہی کو مانا اور اُسکے عقائد و احکام پر یقین کیا اور [illegible]
شیطانی کو دور کیا وہ راہ راست پر ہی اور جس نے اُسکو قبول نہ کیا اُسنے القاے شیطانی کو قبول کیا اور وہ گمراہ ہی۔ ازانجملہ آدمی کو اپنے [illegible]
کی حفاظت کرنی چاہیے اور جاننا چاہیے کہ آدمی کے قلب پر وحی رسالت رحمانی اور وحی شیطانی ان دونون مین سے ایک کا القا ضروری
ہی پس اُسکا قلب ان دونون مین سے کس کو قبول کرتا ہی۔ ازانجملہ یہ کہ اِس عالم مین جو آدمی کے حواس مین آوے اُسی قدر پر محدود منحصر
نہین ہی بلکہ یہ تمام عالم اللہ تعالے کی تسبیح و تہلیل و ذکر و ملائکہ اور نیز شیاطین وغیرہ سے بھرا ہوا ہی اور اللہ تعالے جس بندے کو کامل
کرتا ہی اُس سے ملائکہ بشارت دیتے ہین اور ملاقات کرتے ہین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ ف۔ پھر واضح ہو کہ مفسرین
نے یہان اِس آیت کا ایک سبب نزول ذکر کیا ہی چنانچہ شیخ امام ابن کثیر رح و امام بغوی وغیرہ نے اِس قصہ کو ذکر کیا اور مین تفسیر شیخ
امام ابن کثیر رح وغیرہ سے اِسکو نقل کرتا ہون اور علماء نے جو اِسکی نسبت کلام کیا ہی اُسکو بھی ذکر کرتا ہون اور آخر مین جو بات آیت [illegible]
ہی اور جو تفسیر مذکور ہوئی اُس سے متوافق ہی انشاء اللہ تعالے بیان کرونگا۔ ابن ابی حاتم نے محمد بن اسحٰق رح کی وجہ سے ابن شہاب زہری
رحمہ اللہ سے روایت کی کہ سورۂ والنجم مکہ معظمہ مین نازل ہوئی اور مشرکین کہا کرتے کہ اگر یہ شخص ہمارے الٰہہ کو کچھ بھلائی سے ذکر کرتا ہم [illegible]
اور اُسکے اصحاب کو رہنے دیتے ولیکن وہ تو ہمارے مخالفین یہود و نصاریٰ کو اس بدی سے نہین ذکر کرتا جسقدر بدگوئی جیسا [illegible]
ہمارے الٰہہ کو ذکر کرتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا یہ حال تھا کہ مشرکین کی تکذیب کرتے اور آپ کے اصحاب کو ایذا دینے [illegible]
اصرار شرک واذیت نے آپ کو غمگین کردیا تھا اور آپ اُنکی ہدایت کی تمنا کرتے تھے پس جب اللہ تعالے نے سورۂ والنجم نازل فرمائی [illegible]
مسجد مین اُسکو پڑھا جب اِس آیت پر پہونچے افرأیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ الکم الذکر وله الانثیٰ [illegible]
القا کیے جہان اللہ تعالے نے طواغیت کا ذکر فرمایا ہی اور وہ یہ ہین تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی [illegible]
ہین اور اُنکی شفاعت کی امید ضروری ہی یہ کلمات شیطان کے سجع کے تھے جس سے کافرون کے [illegible]
کے دل مین جڑے اور اُنکی زبانون پر جاری ہوے اور وے اِس سے بہت خوش ہوے اور [illegible]
قوم مکے دین کی طرف رجوع لایا ہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر النجم پر پہونچے تو آیت سجدہ پر آپ نے سجدہ کیا [illegible]
وہان حاضر تھے سب نے سجدہ کیا سواے اُتنی بات کے کہ ولید بن المغیرہ ایک بوڑھا آدمی تھا [illegible]
کرلیا پھر دونون فریق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کی موافقت [illegible]

[illegible] مشرکون نے بدون ایمان و یقین کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ پر سجدہ کیا اور مسلمانون نے وہ کلمات تو سنے نہ تھے
[illegible] نے مشرکون نکے کانون مین القا کیے تھے اور جس سے مشرکون کے دل مطمئن ہوئے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے امنیہ یعنی قرأت مین شیطان نے وہ کلمات القا کیے تھے اور مشرکون کے دلون مین شیطان نے یہی ڈالا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انکو پڑھا ہی پس مشرکون نے اپنے الٰہہ کی تعظیم کے واسطے سجدہ کیا تھا و لیکن مسلمانون کو عجب تھا کہ ان لوگون نے کیسے سجدہ کیا ہی پھر مسلمانون
کی طرف سے تو یہ بیان شائع ہوا کہ مشرکون نے موافقت کی اور سجدہ کیا اور مشرکون کی طرف سے یہ کلمات شائع ہوئے اور شیطان نے خوب
پھونکا یہانتک کہ یہ خبر ملک حبشہ تک پہونچی اور وہان عثمان بن مظعون و اُنکے اصحاب ہجرت کیے ہوئے تھے اور وہان خبر کے موافق باتین ہوئین
کہ اہل مکہ سب کے سب مسلمان ہوگئے اور اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور یہ بھی خبر پہونچی کہ ولید بن المغیرہ نے
ایک مٹھی خاک پر سجدہ کیا اور انکو بیان سے معلوم ہوا کہ مکہ مین مسلمانون کے واسطے امن ہی پس وے لوگ بھی وہان سے جلدی روانہ ہوئے
کہ مکہ ہمکو محبوب ہی اور یہان اللہ تعالے نے اس آیت کو نازل کرکے القاے شیطانی کو نسخ کیا اور میٹ دیا تھا اور اپنی آیات کو محکم کر دیا تھا اور
فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم۔ پھر اللہ تعالی
نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اسمین کیا حکمت ہی بقولہ تعالے۔ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً تاکہ کردے اُسکو جو شیطان
نے القا کیا ہی فتنہ یعنی القاے شیطانی کو فتنہ کردے۔ لِلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ان لوگون کے واسطے جنکے دلون مین
مرض ہی۔ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ اور اُن لوگون کے لیے جنکے دلون مین قساوت ہی۔ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ
اور ظالمین البتہ نفاق بعید مین ہین۔ حاصل یہ کہ یہ فتنہ ہوتا ہی اہل نفاق و مشرکون کے واسطے۔ اور ظالمین یعنی منافقین و کافرین ایک شق
پر ہین جو دور ہی اس شق سے جسپر اہل ایمان ہین۔ ابن شہاب رح نے کہا کہ پھر جب اللہ تعالے نے سجع شیطان کو واضح کر دیا اور پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کو اس سے بری کر دیا تو پھر مشرکین عداوت مین پڑگئے۔ ورواہ ابن جریر فی التفسیر عن الزہری عن ابی بکر بن عبد الرحمن بن الحارث
بن ہشام نحوہ۔ بالجملہ اس قصہ کو ابن ابی حاتم و ابن جریر و بغوی و محمد بن اسحق و ابوبکر و البیہقی و امام بزار وغیرہ نے روایت کیا اور بزار رح
نے کہا کہ امیہ بن خالد راوی نے اسکو سعید بن جبیر کے طریقہ سے ابن عباس سے متصل روایت کیا اور مین سواے امیہ بن خالد کے کسی روایت
سے متصل نہین جانتا ہون اور امیہ بن خالد راوی بیشک مشہور ثقہ ہی ہان کلبی رح نے اسکو البتہ ابو صالح [illegible] سے ابن عباس سے متصل کیا ہی
یعنی کلبی ضعیف ہی۔ اقول شیخ سیوطی رح نے کہا نحاس رح نے بھی دوسری اسناد سے متصل روایت کیا و لیکن اسمین واقدی رح ضعیف ہین۔
شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ابن ابی حاتم نے اسکو ابو العالیہ اور سدی سے مرسل روایت کیا اور یون ہی ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی و محمد
بن قیس سے مرسل روایت کیا ہی۔ اور ابن ابی حاتم و ابن جریر کی روایت زہری رح سے اوپر مذکور ہوئی۔ اور کہا کہ محمد بن اسحق نے اسکو مغازی
مین اسی کے مانند ذکر کیا و لیکن یہ سب روایات مرسل و منقطع ہین واللہ اعلم۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہان بہت سے مفسرین نے قصہ
غرانیق کا اور مہاجرین حبشہ کا رجوع کرنا اس گمان پر کہ اہل مکہ مسلمان ہوگئے ہین ذکر کیا ہی و لیکن جملہ اسانید و طرق سب مرسل ہین اور مین نے
[illegible] صحیح وجہ سے مسند متصل نہین دیکھا ہی۔ واللہ اعلم۔ پھر ذکر کیا کہ ابن ابی حاتم نے کہا کہ حدثنا یونس بن حبیب حدثنا ابو داؤد حدثنا
[illegible] ابی بشر عن سعید بن جبیر قال قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ النجم الی آخرہ۔ یعنی سعید بن جبیر رح نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
[illegible] مکہ مین سورۃ النجم کو پڑھا جب اس موضع پر پہونچے افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری تو القا کیا شیطان نے آپ کی

زبان پر تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی - تو مشرکین کہنے لگے کہ محمد نے کبھی اس روز سے پہلے ہمارے الٰہوں کو [illegible]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو اُنھوں نے بھی سجدہ کیا پس اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی وما ارسلنا من قبلک من
رسول ولا نبی الآیات - اور ابن جریر رح نے اسکو بسند عن غندر عن شعبہ روایت کیا اور یہ روایت مرسل ہے - مترجم کہتا ہے [illegible]
روایت کا یہ ہے کہ شیطان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر القا کیا - اور بعضوں نے تصریح سے لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے چنانچہ شیخ جلال محلی رح نے لکھا کہ قولہ حتی اذا تمنی تغو - یہانتک کہ جب اُسنے پڑھا یعنی اس رسول یا نبی نے
پڑھا وحی کو تو - القی الشیطان فی امنیتہ ای فی قراءتہ مالیس من القرآن مما یرضاہ المرسل الیہم - القا کیا شیطان نے اُسکی امنیہ یعنی اُسکی
قرارت میں وہ چیز جو وحی میں سے نہیں ہے ولیکن ایسی بات ہے جسکو وے لوگ پسند کرین جنکی طرف وہ رسول بھیجا گیا ہے - پھر لکھا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم کو قریش کے ایک جلسہ میں پڑھا جب پہونچے قولہ افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری - کو تو شیطان
نے القا کیا اور آپ نے بدون جاننے کے پڑھ دیا القائے شیطانی کو - تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی پس مشرکین اسسے بہت
خوش ہوئے پھر جبرئیل نے آپ کو آگاہ کیا جو شیطان نے آپ کی زبان پر القا کیا تھا تو آپ غمگین ہوئے پس آپ کو اس آیت سے تسلی دی
گئی تاکہ مطمئن ہوں - مترجم کہتا ہے کہ امام بغوی نے معالم میں اس قصہ کو کلام ابن عباس و محمد بن کعب قرظی وغیرہ سے مجموع ذکر کیا - مترجم
کہتا ہے کہ جو معنی شیخ جلال رح نے اختیار کیے ہیں اسمین مترجم کے نزدیک ایک یہ اشکال قوی ہے کہ الا اذا تمنی الخ - کے معنی تو یہ ہین کہ الا جب
اُسنے تلاوت کی تو القا کیا شیطان نے اُسکی تلاوت میں - پس لازم آتا ہے کہ جب پیغمبر قرارت کرے تو القائے شیطان موجود ہو ولیکن جس طرح
القائے شیطان کو شیخ جلال وغیرہ نے بیان کیا یہ القا ہر بار جب قرارت ہو واقع نہیں ہوا غایت یہ کہ اتفاق سے سورہ والنجم میں پیش آیا اور
اگر اسکا جواب یہ دیا جاوے کہ اذا عام نہیں ہے تو ناپسند جواب ہے باوجودیکہ قولہ علیہ السلام اذا قرأ فانصتوا - یعنی جب امام قرارت کرے تو خاموش
سنو - اور قولہ تعالے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا یعنی عموم کے اختیار پر ہین فافہم - اور دوسرا سخت اشکال یہان یہ ہے جو امام بغوی
وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے عصمت کا وعدہ فرمایا ہے کما فی قولہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس - اور امام رازی وغیرہ نے زیادہ کیا کہ کیونکر یہ جائز ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بتون کی تعریف ہو - مترجم کہتا ہے کہ اس قصہ کے بارہ میں علماء کے دو فریق ہین ایک جماعت علماء بلکہ ائمہ علماء
کے نزدیک یہ قصہ باطل ہے اور دوسری جماعت کے نزدیک اسکا فی الجملہ ثبوت ہے پس مترجم اول تو ائمہ علماء کے وجوہ انکار کو ذکر کرتا ہے پھر اثبات والون
کے اقوال پھر جو اشکال وارد ہوتے ہین اُنکے جواب کے لیے تاویل پھر تاویل میں سے جو احسن و اوفق ہے ذکر کرتا ہون - چنانچہ کمالین وغیرہ میں ہے
کہ بہت سے علماء نے اس قصہ سے انکار کیا ہے - امام بیہقی نے کہا کہ یہ قصہ ازراہ نقل کے ثابت نہیں ہے پھر اُسکے بیانون میں کلام شروع کیا کہ اس
قصہ کے راوی ایسے لوگ ہین جنمین طعن ہے اور امام الائمہ محمد بن خزیمہ نے کہا کہ زندیق لوگون نے اس قصہ کو بنالیا ہے - پھر اُسکے موضوع ہونے کے
بارہ میں ایک کتاب تصنیف کی - اور ملا علی قاری وغیرہ نے اس قصہ کو موضوعات میں درج کیا ہے - اور امام رازی و خطیب وغیرہ نے لکھا
کہ یہ روایت عامہ مفسرین ظاہریہ کی ہے اور رہے اہل تحقیق تو انھون نے کہا کہ یہ روایت باطل موضوع یعنی بنائی ہوئی ہے اور اسکے ابطال میں [illegible]
اُنھون نے قرآن سے اور حدیث سے اور معقول سے تین قسم سے استدلال کیا ہے - قرآن کا استدلال تو کئی وجوہ سے ہے اول قولہ تعالے ولو تقول
علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین الآیہ - دوم قولہ تعالے قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی [illegible]

Marfat.com

سوم قوله تعالے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی - پس اول آیت سے صریح ظاہر ہی کہ اللہ تعالے کی وحی سے خارج کوئی بات اللہ تعالی
پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نہین نکل سکتی ہی - اقول قاضی عیاض نے لکھا کہ امت نے اجماع کیا ہی کہ جو امر تبلیغی ہی یعنی
رسالت کے پہونچانے کا ہی اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہین تو کوئی چیز خلاف واقع آپ سے نہ قصداً صادر ہو سکتی ہی اور نہ سہو سے
اور نہ عمداً اور نہ غلطی سے - اور کہا کہ یہ قصہ باطل ہی عقل و نقل کسی طرح سے صحیح نہین ہی - اور تیسری آیت صریح ہی کہ کوئی نطق آپ سے سوا سے
فقط وحی کے اللہ تعالے کی طرف سے رسالت مین نہین صادر ہو سکتا ہی - اور دلیل سنت مین امام محمد بن خزیمہ و بیہقی کی تردید اور موضوع
ہونے کی تنصیص کے بعد لکھا کہ صحیح حدیث ابن مسعود رضہ کی یہ آئی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم پڑھی اور آخر مین سجدہ کیا اور
آپ کے ساتھ جو کوئی تھا اُسنے سجدہ کیا سوائے اسکے کہ قریش مین سے ایک بوڑھا تھا اُسنے ایک مٹھی سنگریزہ کی یا مٹی کی اُٹھا کر اپنی پیشانی
کی طرف بلند کی اور ماتھے سے لگائی عبد اللہ بن مسعود رضہ نے کہا کہ پھر مین نے اُسکے بعد اُسکو دیکھا کہ وہ کافر مارا گیا - رواہ البخاری و مسلم فی صحیحیہما
اور ابن عباس رضہ سے صحیح ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم مین سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانون و مشرکون و جن و
انس نے سجدہ کیا - رواہ البخاری - پس یہ روایت صحیحین کی ہین اور اسمین کچھ بھی ذکر اِس واقعہ غرانیق کا نہین ہی - رہے دلائل معقول تو وہ
کئی وجوہ سے ہین اول یہ کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ گمان باندھا کہ آپ نے بتون کی تعریف یا تعظیم کی تو وہ شخص کافر ہی
اور کیونکر یہ ہوگا حالانکہ بالیقین بدیہی معلوم ہی کہ آپ کی تمام کوشش یہی تھی کہ ان گمراہون سے بت پرستی کی جہالت دور کرین اور
جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آرزو کی تھی کہ کافرون کے بتون کے بارہ مین ایسی بات نازل ہو جس سے یہ
لوگ خوش ہو جاوین تو وہ بھی کافر ہی کیونکہ کفر کی آرزو کرنا جو کبھی مشروع نہ ہوا ہو بالاتفاق کفر ہی - دوم یہ کہ جب کسی نے یہ تجویز کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اسطرح باطل بات کا تلاوت ہونا جائز ہی تو اُسنے خالص وحی و شریعت مین سے یقین
دور کر دیا اِسواسطے کہ تمام آیات مین جو تلاوت ہوئی ہین یہ شبہہ پڑ گیا اور شیطان نے وسوسہ دیا کہ شاید نسخ کی آیات و محکم کرنے کی
آیات ہم کو نہ پہونچی ہون پھر کیونکر یہ بات جائز ہو سکتی ہی - اِسی طرح امام رازی نے دیگر دلائل ذکر کیے ہین - پھر لکھا کہ ہم نے ان دلائل
قطعی سے یہ بات صریح معلوم کر لی کہ یہ قصہ موضوع ہی بہی صرف اتنی بات کہ بہت سے مفسرون نے اِس روایت کو ذکر کیا ہی تو اسکا جواب
یہی ہی کہ یہ سب اگر ہم فرض کر لین کہ صحیح ہین تو بھی خبر واحد ہوگی یعنی کوئی متواتر و مشہور درجہ کا [illegible] نہین ہو سکتی ہین اور آیات مذکورہ بالا
قطعی ہین تو قطعی کے مقابلہ مین خبر واحد کا کچھ اعتبار نہین ہی - خطیب نے کہا کہ یہی قول صحیح ہی اور رازی پر قلب مطمئن ہوتا ہی اگرچہ شیخ ابن حجر
عسقلانی رحہ نے اُسکی صحت ثابت کرنے مین طول طویل تقریر لکھی ہی اور بیضاوی رحہ نے لکھا کہ یہ قصہ محققین کے نزدیک مردود ہی اور اگر صحت
ہو بھی تو یہ ایک امتحان ہی جس سے سچے ایمان والے اور مذبذب ایمان والے کا حال ظاہر کر دیا جاوے - **مترجم** کہتا ہی کہ اثبات
کرنے والے شیخ ابن حجر عسقلانی و شیخ جلال محلی وغیرہ ہین اور امام بغوی کا کلام بھی اُسی طرف مائل ہی اور شیخ ابن حجر نے اُسکے طرق
اسانید کی نسبت لکھا کہ سب طرق ارسال و انقطاع سے خالی نہین ہین سوائے اِس اسناد کے جو سعید بن جبیر نے ابن عباس سے
روایت کی ہی اور یہ قصہ متعدد طرق سے روایت کیا گیا تو متعدد طرق ہونا اِسکی دلیل ہی کہ کچھ اُسکی اصل ہی - **مترجم** کہتا ہی کہ سعید بن جبیر
سے ابن ابی حاتم و ابن جریر نے روایت کیا جیسا کہ مین نے تفسیر امام ابن کثیر سے اوپر نقل کیا پس ابن ابی حاتم نے تو یونس بن حبیب
عن ابی داؤد الطیالسی عن شعبہ الی آخرہ اور ابن جریر نے بندار عن غندر عن شعبہ روایت کیا یہ دونون اسناد صحیح ہین دیکھ

Marfat.com

سعید بن جبیر کا قول ہر تو مرسل ہر پھر بزار رح نے آسکو امیہ بن خالد راوی کے ذریعہ سے سعید بن جبیر عن ابن عباس
صحیح متصل ہر ولیکن منفرد غریب ہر اسی واسطے ابن کثیر رح نے کہا کہ مین نے کسی صحیح متصل سند سے نہین دیکھا مترجم
ابن جریر رح کی بات مانے لیتے ہین کہ یہ قصہ ثابت ہوی پھر شیخ ابن حجر نے کہا کہ اب اسکی تاویل کرنا ضروری ہر مترجم کہتا ہر
ہر بس اول تو قولہ تعالے الا اذا تمنی الخ - کے معنی بیان کیے جاوین - امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ بخاری رح نے لکھا کہ ابن عباس
کہا ای الا اذا احدث القی الشیطان فی حدیثہ - یعنی جب رسول یا نبی نے باتین بیان کین خواہ تلاوت وحی کی یا شریعت
تو القار کیا شیطان نے آسکی بات مین - علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے مثل اسکے روایت کی ہر - مجاہد نے کہا کہ اذا تمنی یعنی
آسنے کہا - معالم مین بغوی رح نے لکھا کہ اکثر مفسرین نے کہا کہ تو تمنی - کے معنی یہ کہ تلاوت کی اور کتاب الٰہی پڑھی - القی الشیطان
فی امنیتہ یعنی القار کیا شیطان نے آسکی تلاوت مین - ابن کثیر رح نے کہا کہ قولہ تعالے منہم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی - یعنی
یہودیون مین سے امی لوگ ہین کہ جانتے نہین توریت کو الا امانی یعنی پڑھتے ہین تلاوت و قرارت کرتے ہین اور لکھنے والے عالم
نہین ہین - ابن کثیر و خطیب وغیرہ نے لکھا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے مرثیہ مین
کہا کہ ؎ تمنی کتاب اللہ اول لیلۃ * وآخرہا لاقی حمام المقادر - یعنی اول شب مین تلاوت کتاب اللہ کی اور آخر شب مین تقدیر کے
پرندون سے ملاقی ہوا - اور بیضاوی رح نے شعر اسطرح لکھا کہ ؎ تمنی کتاب اللہ اول لیلۃ * تمنی داؤد الزبور علی رسل - یعنی تلاوت
کی کتاب الٰہی کی اول شب مین جیسے تلاوت کرتا تھا داؤد علیہ السلام زبور کو آہستگی کے ساتھ - ضحاک نے کہا کہ تمنی یعنی تلاوت کی
ابن جریر رح نے تفسیر مین کہا کہ یہ قول اشبہ بتاویل کلام ہر یعنی یہی ٹھیک معنی معلوم ہوتے ہین - مترجم کہتا ہر کہ اس بیان سے
معلوم ہوا کہ جمہور کے نزدیک تمنی کے معنی تلاوت کے ہین - اب اس قصہ کی تاویل مین کلام کرنا چاہیے - کیونکہ سوال وارد ہوتا ہر
کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی سے خلاف پہونچایا اور آپ کے حق مین وعدہ عصمت تھا اور مانند اسکے سوالات ہین کیونکہ ظاہر روایت سعید
بن جبیر مین یون مذکور ہر کہ شیطان نے آپ کی زبان پر یہ کلمات تلک الغرانیق العلی الخ القار کیے ہین تو اسکے جواب کئی وجہ سے دیے
گئے ہین لیکن انمین سے ایک طریقہ تو یہ ہر جو شیخ جلال محلی رح نے اختیار کیا کہ یہ القار آپ کے زبان پر تھا مگر آپ کو اسکا علم نہ ہوا مترجم
کہتا ہر کہ اس جواب سے یہ اشکال البتہ حل ہوا کہ آپ نے عمداً و قصداً خلاف وحی کے تلاوت نہین کی ولیکن ان سے عصمت کا اشکال
حل نہین ہوا خصوص وہ اشکال جو امام رازی وغیرہ نے ذکر کیا کہ اگر ایسا تجویز کیا جاوے تو اعتماد جاتا رہیگا اور آپ کی وحی ... سے جون
کی تحریف ہونا اگرچہ وہ نسخ ہو جاوے جائز نہین ہر - مترجم کہتا ہر کہ صحیح جواب اور تحقیق مقام میرے نزدیک یہ ہر کہ سعید بن جبیر رح کی
روایت مین جو یہ مذکور ہر کہ شیطان نے آپ کی زبان پر یہ کلمات القار کیے اسکے معنی یہ ہین کہ آپ وحی کو جس ... سے
تلاوت کرتے تھے اسی سے ملا ہوا شیطان نے یہ سجع بنایا چنانچہ سورہ والنجم مین ہر افرایتم اللات والعزی - ومناۃ الثالثۃ الاخری - الکم
الذکر ولہ الانثی - پس اسی سے ملا کر شیطان نے القار کیا تلک الغرانیق العلی - وان شفاعتہن لترتجی - پس مراد آپکی زبان پر القار
کرنے کی یہ نہین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے آسکو ادا کیا بلکہ یہ ہین کہ اسی زبان ... پر
آسنے یہ کلمات القار کیے - اور یہ معنی صریح محمد بن اسحق کی روایت امام زہری رحمہ اللہ تعالے مین مذکور ہین ...
ترجیح دی اور ابن العربی مالکی نے اسکی تحسین کی ہر - پھر اسکے سواے یہ بات ہر کہ یہ القار ...

سنا تھا [illegible] نہین سنا پس اسی روایت زہری رح وغیرہ سے یہ بات صریح معلوم ہوئی کہ یہ وحی قلبی تھی یعنی شیطان نے اُسکو بطور وحی
کے اِن لوگون پر القاء کیا جو اولیاے شیطان تھے تو اُنھین کے قلب پر یہ طاری ہوا اور اُنکو ایسا ظاہر ہوا کہ گویا اُنھون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اِن کلمات کو سُنا ہی اور مسلمانون مین سے جو اولیاء الرحمٰن تھے اُنمین سے کسی نے کچھ نہین سنا - اگر کہا جاوے
کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ صرف مشرکون نے سُنا تو جواب یہ ہی کہ سعید بن جبیر کی روایت جو متصل ہی وہ اسناد غریب ہی اور محمد بن اسحٰق وغیرہ
کا اثر زہری سے اِس سے کم نہین ہی کہ اِس غریب اثر سعید بن جبیر کے واسطے تفسیر ہوا اور ہمنے صحیحین کی روایت ابن مسعود اور بخاری
کی روایت ابن عباس سابق مین ذکر کر دی کہ جس سے ظاہر ہی کہ مسلمانون ومشرکون اور جن وانس نے سجدہ کیا - یہ صحیح اقوی ہی کہ جس
سے جنون کا سجدہ کرنا ثبوت ہوا اور یہ اتفاقی واقعہ بالقاے شیطانی وتلاوت وحی رحمانی عجیب واقع ہوا - پس القاے شیطانی اگرچہ
اپنے اولیاء شقاوت کے لیے ہمیشہ جاری ہی دلیکن یہ عجیب اتفاق تھا کہ تلاوت وحی قرآنی کے ساتھ ہی اُسکو القاء کی قدرت اپنے اولیاء
پر اِس طور سے دی گئی کہ اہل شرک ونفاق کے قلوب مین وکانون مین ایسا ظاہر ہوا کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت
فرمائی ہی اور یہ اِن کافرون ومنافقون کے لیے فتنہ تھا کما قال تعالے لیجعل مایلقی الشیطان فتنۃ للذین فی قلوبہم مرض والقاسیۃ قلوبہم - چنانچہ
اِن بدبختون نے یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تعریف کی اور اب پھر گئے اور یہ امر زیادہ اِسکا باعث ہوا کہ یہ کافر
ایمان نہ لائے اور اُنھون نے مومنون کو یہان تک تکلیف دی کہ ہجرت واقع ہوئی اور ولید بن المغیرہ وغیرہ ایک مہلت کے بعد بدر کے
روز عذاب مین پکڑے گئے اور مومنون کے لیے زیادہ یقین کا باعث ہوا کہ شیطان اپنے اولیاء پر وحی کرتا ہی اور اُنکے دلون مین شرک
وضلالت ڈالتا ہی جب کہ اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی نہین سُنا تو صریح تھا کہ یہ القاے شیطانی کافرون پر تھا - اِس
بیان سے معلوم ہوا کہ آیت کریمہ کی تفسیر تو وہ ہی جو اول مذکور ہوئی - اور یہ اثر جو غرانیق کا مذکور ہوا اِس تفسیر کی واضح مثال ہی - حاصل تفسیر
یہ ہی کہ اللہ تعالے نے اول سے ہر پیغمبر کے ساتھ شیطان دشمن کو کر دیا ہی جب کسی پیغمبر نے احکام الٰہی ووحی کی تلاوت کسی قوم پر کی تو اُسکی
تلاوت کے ساتھ شیطان بھی القاء کرتا ہی تو شیطان کی وحی کافرون مین جو اُسکے اولیاء ہین جم جاتی اور اُنکے دلون مین خطور کر جاتی ہی اور
مومنون مین صرف وسوسہ ہوتا ہی پھر اللہ تعالے وحی شیطان کو میٹ دیتا ہی اور اپنے آیات کو محکم کرتا ہی - اِسکی عجیب مثال آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مین یون واقع ہوئی کہ آپ نے سورہ والنجم پڑھی تو جب اِس آیت پر پہونچے افرأیتم اللات والعزی الخ تو شیطان
نے مشرکون کے قلوب وکانون مین یہ وحی کی تلک الغرانیق العلی الخ - اور عجیب یہ ہوا کہ کافرون کو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُسکو پڑھا ہی حالانکہ آپ نے بالکل اُسکو نہ پڑھا اور نہ آپ واقف تھے اور کافرون نے اِسکو شائع کیا اور مسلمان تعجب کرتے تھے کیونکہ
اُنھون نے سنا بھی نہین تو اللہ تعالے نے یہ آیت اُتاری وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی الخ - اور اِسکی حکمت سے بھی
آگاہ فرمایا کہ لیجعل مایلقی الشیطان فتنۃ للذین الخ یعنی اِس طرح القاء کہ مشرکون نے گویا اِسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی یہ مشرکون
ومنافقون کے لیے فتنہ تھا کہ وے اِس بات پر جم گئے کہ یہ بت غرانیق علی ہین اور بیشک اُنکی شفاعت کی امید ہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے پہلے تعریف کی اور اب پھرے جاتے ہین تو اُنکو خوب تنگ کرو تاکہ پھر راضی ہو جاوین اور انجام یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان
لوگون کے ایمان کی حرص کی تھی وہ اللہ تعالے کی ازلی تقدیر سے پوری نہ ہوئی اور آپ نے مع اصحاب رضی اللہ عنہم کے ہجرت کی اور وہ وعدہ
پورا ہوا جو اِس کی آیت مین مذکور ہی بقولہ ویستعجلونک بالعذاب ولن یخلف اللہ وعدہ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون وکاین من

قریۃ امليت لہا وہی ظالمۃ ثم اخذتہا والی المصیر۔ پس اللہ تعالے نے بدر کے روز انکو عذاب دیا اور مہلت ختم ہوئی
پڑے گئے پس مشرکون ومنافقون کے واسطے تو یہ فتنہ ہوگیا اور مومنون کو یقین زیادہ ہوا کہ شیطان بیشک اپنے اولیا
اُنکے دلون مین ڈالتا اور کانون مین سناتا ہے کیونکہ اُنھون نے کچھ نہین سنا چنانچہ حق تعالی نے فرمایا **وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا**
اور اسکا فائدہ یہ کہ جو لوگ علم ایمانی ومعرفت یقینی دیے گئے ہین وے جان لیوین کہ۔ **أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ** یہ شان
رب کی طرف سے۔ یعنی بیشک پیغمبر کی قرارت وتلاوت کے ساتھ شیطان اپنے اولیا پر القاء ووحی کرتا ہے۔ اور وحی الٰہی اس سے پاک ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اُنھون نے کچھ نہین سنا۔ **فَيُؤْمِنُوا بِهِ** پس وے اُسکے ساتھ ایمان لاوین۔ ایمان
تو وے پہلے سے لائے تھے مراد یہ کہ اُنکا ایمان مضبوط ومحکم ہوجاوے کہ اللہ تعالے نے جو وحی فرمائی ہے وہ حق عز وجل کی طرف سے حق ہے اور
نے اُسکو اپنے علم وحفظ وملائکہ کی حراست پر نازل فرمایا ہے وہ غیر چیز کے اختلاط سے محفوظ ہے اور اُسکی شان یہ ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من
خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ یعنی کوئی چیز باطل اُسکے سامنے اور داہنے بائین اور پیچھے سے نہین آسکتی ہے یہ تنزیل از جانب حکیم حمید ہے پس اُنکا
ایمان وتصدیق محکم ہوجاوے اور وے یہ فائدہ بھی یاد رکھین کہ یہ صراط مستقیم بہت باریک ہے اس سے ادھر اُدھر بچاؤ کرنا چاہیے۔
فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ پس اسی کے واسطے اُنکے قلوب نرم ہوکر جھکین اور سب طرف سے پھر کر اُسی کے واسطے خضوع وتذلل کرین
اور یہ اللہ تعالے کی رحمت اپنے برگزیدہ بندون پر ہے۔ جیسے مردود بندون پر شیطان کو قابو دیدیا ہے ویسے ہی مقبول بندون کو اپنی
تربیت وحفاظت مین سرفراز فرمایا ہے۔ **وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ** اور اللہ تعالی
ہادی ہے اپنے بندون کا جو ایمان لائے راہ مستقیم کا۔ یعنی دنیا وآخرت مین اُنکو راہ مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے پس دنیا مین تو اُنکو حق دکھلاتا
اور اُسکی اتباع کی توفیق عطا فرماتا ہے اور باطل کو باطل دکھلاتا اور اس سے اجتناب کی توفیق دیتا ہے اور آخرت مین اُنکو اس راہ مستقیم سے
جنت مین پہونچاویگا اور جہنم واُسکے عذاب الیم سے بچاویگا وللہ الحمد۔ ف ـــــ وفی العرائس فی قولہ تعالے وما ارسلنا من قبلک
من رسول ولا نبی الآیہ شیطان اسی واسطے مخلوق ہوا ہے کہ انبیاء واولیاء کو ابتلاء وامتحان مین ڈالے پس ہر وقت اُنکی تلاوت وذکر مین
وساوس وخیالات ڈالتا ہے پس اُنکے ذکر کے انوار سے جل جاتا اور صولت اسرار سے خوار ہوجاتا ہے اور اللہ تعالے انمین اپنے انوار وآیات
کو محکم فرماتا ہے اور یہ حق عز وجل نے کرامت ومعجزہ اپنے بندون پر ہے اور اسمین ایک حکمت یہ ہے کہ بندے اپنی مناجات مین خجل وشرمندہ
ہون چنانچہ موسی علیہ السلام سے اُسنے کہا کہ تونے جو کچھ سنا یہ میرا کلام تھا تو موسی علیہ السلام اس شرم سے پانی پانی ہوگئے۔ لیکن اللہ تعالے
نے موسی علیہ السلام کو اپنے الطاف ورعایت مین لے لیا۔ شیخ سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ مومن کو چاہیے کہ جب تلاوت وذکر کرے تو تمام
ہمت سے اللہ تعالے کی یاد مین ہو تو وہ القاء شیطان سے محفوظ ومصئون رہیگا اور جس نے اپنی قرارت مین کچھ اپنے نفس کا حصہ
لگا رکھا تو وہ موقع القاء شیطان کا ہے تو فتخبت لہ قلوبہم۔ یعنی قرآن حق ہے تو اس لیے جب معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے تو قلوب
فنا ہوجاتا ہے اور قلوب اہل عرفان کے اللہ تعالے کے ساتھ مطمئن ہوتے ہین۔ واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب ربوبیت کی تجلی ہوتی ہے تو
خودی کے آثار محو ہوجاتے ہین۔ بالجملہ اہل حق تو ہدایت پر محفوظ رکھے جاتے ہین اور کافر

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ
اور منکرون کو ہمیشہ رہیگا اُسمین دھوکا جبتک آوے اُنپر قیامت

عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ایک دن کی جسمین راہ نہین خلاصی کی راج اُسدن اللہ کا ہو اُنمین حکومت کریگا سو جو یقین لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ

اور کین بھلائیان نعمت کے باغون مین ہین اور جو منکر ہوے اور جھو ٹھلائین ہماری باتین سو اُنکو ہی

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

ذلت کی مار

عٓ ۹

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور ہمیشہ رہینگے وہ لوگ جو منکر ہوے ہین یعنی موافق علم الٰہی کے اُنکی جبلت کفر پر ہوئی ہی فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ شک مین اُسکی جانب سے۔ سعید بن جبیر و ابن زید نے کہا کہ اُس چیز کی جانب سے جو شیطان نے القا کیا ہی۔ ابن جریج نے کہا کہ قرآن کیجانب سے۔ اور اِسی کو شیخ امام ابن جریر نے اختیار کیا ہی۔ یعنی طبعی کافر ہمیشہ قرآن کے حق ہونے کی طرف سے شک مین پڑے رہینگے۔ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً یہانتک کہ آجاوے اُنپر ساعت اچانک۔ اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ یا آوے اُنپر عذاب روز عقیم کا۔ ساعت سے کیا مراد ہی اور روز عقیم سے کیا مراد ہی۔ شیخ ابن کثیر و سیوطی وغیرہ نے لکھا کہ ساعت سے مراد قیامت یا موت ہی اور روز عقیم کی نسبت مجاہد و ابن عباس و ابی بن کعب و سعید بن جبیر و قتادہ وبہتون نے کہا کہ وہ یوم بدر ہی جسمین ملائکہ کے قتال سے کفار ہلاک ہوے اور ابن کثیر رح نے لکھا کہ اِسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اِس لڑائی کے روز کو عقیم یعنی بانجھ کہا اِسوجہ سے کہ اُس روز کفار کے واسطے کوئی بہتری نہ تھی جیسے ریح عقیم وہ ہوا جس سے نہ پانی برسے اور نہ درخت سیراب ہو بلکہ گرد باد ہوتی ہی یا اِسوجہ سے کہ لڑائی مین لوگ مرتے ہین تو عورتین جو اُنکی مائین ہین گویا بانجھ رہگئین یا اُس روز کافرون کے واسطے کوئی بہتری پیدا نہ ہوئی جیسے بانجھ عورت سے اولاد نہین ہوتی ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ایک روایت مین عکرمہ و مجاہد نے کہا کہ یوم عقیم وہ روز قیامت ہی جسکے بعد رات نہین ہی اور یہی قول ضحاک و حسن بصری رح کا ہی اور یہی قول صحیح ہی اگرچہ یوم بدر بھی منجملہ ان ایام کے ہی جنسے کافرون کو ڈرایا گیا ہی لیکن یہان مراد یوم عقیم سے قیامت کا روز ہی۔ اقول شیخ ابن جریر نے اِسوجہ سے روز بدر سے اسکی تفسیر اختیار کی کہ الساعۃ سے مراد قیامت ہی بوجہ اِسکے کہ گویا الف لام کے ساتھ الساعۃ لقب قیامت کا ہوگیا ہی پس اگر یوم عقیم سے مراد قیامت ہو تو کلام کے معنی یہ ہونگے کہ یہانتک آوے اُنپر اچانک قیامت یا آوے اُنپر عذاب قیامت۔ لہذا مراد اول سے قیامت اور دوم سے عذاب یوم بدر ہی۔ اور شیخ ابن کثیر نے یوم عقیم کی صحیح تفسیر یوم قیامت قرار دی اِس جہت سے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ اُس روز ملک یعنی ظاہر و باطن مین اللہ تعالےٰ ہی کا ہوگا وہی ان سب مین فیصلہ کریگا۔ یہ ضرور قیامت کا دن ہی۔ لہذا مراد یوم عقیم سے قیامت ہی۔ اگر کہا جاوے کہ پھر اِس صورت مین وہ تکرار ضرور لازم آئی جسکی وجہ سے شیخ ابن جریر نے تفسیر یوم بدر اختیار کی ہی تو جواب یہ ہوسکتا ہی کہ اول سے مراد اچانک قیامت ہی اور جب اللہ تعالےٰ نے کسی قوم کو اچانک اُسکی غفلت مین گرفتار کیا تو یہ سخت ہی چنانچہ در تفسیر ابن قتادہ رح نے کہا کہ نہین گرفتار کیا اللہ تعالےٰ نے کسی قوم کو مگر اِس حالت مین کہ وے مطمئن غافل پڑے تھے اور نعمت مین تھے پس تم کبھی اللہ تعالےٰ کے ساتھ مغرور نہو و اترا و نہین کیونکہ یہ تو قوم فاسق کا کام ہی۔ اور دوسرے مقام پر عذاب یوم عقیم ذکر یوم قیامت ہی متعلق مین بس عذاب ہی عذاب ہی۔ یا کہا جاوے کہ تکرار واسطے تاکید کے ہی جس سے ہول و خوف

Marfat.com

...ور ہوتا ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہان ایک اشکال اور ہی وہ یہ کہ اللہ تعالے نے کافرون کے شک کی انتہا یہ فرمائی
یا عذاب یوم عقیم آوے پس معلوم ہوا کہ اِن دونون وقت آنے سے اُنکا شک ختم ہوگا ولیکن یہ معلوم ہی کہ قیامت سے پہلے
اُنکا شک ختم ہو جائیگا لہذا اولیٰ یہ ہی کہ الساعۃ سے مراد ساعت موت لیجاوے یعنی یہ کفار قرآن و رسول سے اسی طرح ہمیشہ شک
رہینگے یہانتک کہ اُنکی موت اچانک آجاوے تب شک ختم ہو جائیگا یا اُنپر عذاب قیامت آجاوے تو جان لینگے کہ قرآن و رسول سے
واقعی یہ عذاب ہی - واضح ہو کہ ایک قوم آخر زمانہ مین ایسی ہونگی جنپر قیامت قائم ہو جائیگی - پھر قیامت کے روز ملک اللہ تعالے ہی کا ہوگا
اِن لوگون مین فیصلہ کر دیگا اور فیصلہ گویا دو فریق مین منحصر ہی جنکی تفصیل فرمائی بقولہ - فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سو جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک کام کیے یعنی اُنکے دل مانے اور اُنھون نے دل سے اللہ تعالے و اُسکے رسول کی تصدیق کی اور موافق
تصدیق کے عمل کیا اور اُنکے قلوب و افعال موافق ہوے تو ایسے لوگ - فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ جنات نعیم مین ہین یعنی اُنکے واسطے
نعمتین دائم قائم ہین وہان سے کبھی زوال نہین اور زیادتی کے سواے کبھی کمی نہین ہی - اور دوسری قسم کا حال بیان فرمایا بقولہ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا - اور جنھون نے انکار کیا یعنی اُنکے دل نہ مانے اور حق کو سچ نہ جانا اور اُسپر نہ جمے وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور اقوال و افعال سے اُنھون
نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور رسول سے مخالفت اور تکبر کیا - فَاُولٰٓئِكَ ایسے لوگ وہ ہین کہ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اُنکے واسطے
عذاب ذلت و خواری کا ہی - ف - فی العرائس فی قولہ جنات النعیم - اُس روز اللہ تعالے اپنے نیک بندون کی مواسات فرمائیگا اور
اپنا فضل اُنپر ظاہر کریگا پھر امیدوارون مین سے اہل انس و عارفین و اہل عشق و محبین ہین پس ہر ایک کو جمال و کمال سے اُسکی امید کے موافق
پورا کریگا - شیخ ابن عطا رح نے کہا کہ قولہ الملک یومئذ اور ملک تو ہمیشہ تمام اوقات و احوال مین اللہ تعالے ہی کے واسطے ہی ولیکن
اُس روز فناے تمام سے ظہور جباریت و قہاریت کا عوام پر عام ہوگا پس معائنہ کے ساتھ کوئی انکار نہین کر سکتا - پھر اللہ تعالے نے
اہل جہاد کا ذکر فرمایا بقولہ تعالے

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا
اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے اللہ کی راہ مین پھر مارے گئے یا مر گئے البتہ اُنکو دیگا اللہ روزی اچھی

حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ
خاصی اور اللہ ہی سب سے بہتر روزی دیتا البتہ پہونچا دیگا اُنکو ایک جگہ جسکو پسند کرینگے

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ
اور اللہ سب جانتا ہی تحمل والا یہ سن چکے اور جسنے بدلا دیا جیسا اُس سے کیا تھا پھر اُسپر کوئی زیادتی کیجیے

لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝
تو البتہ اُسکی مدد کریگا اللہ بیشک اللہ درگذر کرتا ہی بخشتا

اللہ تعالے مہاجرین و اُنکے مرنے والون کے انجام سے آگاہ فرماتا ہی کہ - وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یعنی جنھون
نے فی سبیل اللہ ہجرت کی یعنی اپنے وطنون و دوستون و اہل و عیال کو چھوڑا خالص اللہ تعالے کی رضامندی و اُسکے ثواب کی غرض
سے اور اللہ تعالے کے رسول و اُسکے دین کی نصرت کی نیت سے پس ایسی ہجرت کرنے والے جو کوئی جہاد مین اُنمین سے...

Marfat.com

کے [illegible] ثُمَّ قُتِلُوٓا اَوْ مَاتُوْا پھر دے خواہ قتل کیے گئے یا مرے یعنی بعد ہجرت کے پھر دے خواہ جہاد مین شہید ہوئے
ہو [illegible] ہی کسی طرح مرے۔ بہرحال انھون نے اجر جزیل و ثواب جمیل پایا چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہی ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ
ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علے اللہ۔ یعنی جو شخص اپنے گھر سے خلوص نیت مہاجرت کی اللہ تعالے واسطے رسول کی طرف کر کے نکلا
پھر اُسکو موت آگئی تو اسکا ثواب اللہ تعالے کے فضل سے پورا ہوا۔ اور بیان فرمایا۔ لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا بیشک اللہ
اُنپر اپنے فضل سے جنت مین سے اچھا رزق جاری رکھیگا۔ یعنی قیامت تک منازل راحت مین مقیم ہین اور برابر اُنکے واسطے جنت سے اُنکا
رزق اتارہیگا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اسمین کچھ شبہ نہین ہی کہ اللہ تعالے بہت بہتر رزق دینے والا ہی۔ پس جس نے
پیدا کیا وہ دنیا مین بہتون کو آرام سے رزق دیتا ہی ولیکن دنیا وہی خلقتہی مقام فکر ومحنت ہی اور رزق یہان کا بس اسی دار محنت کے لائق ہی تو
وہی خالق عزوجل جس بندے سے راضی ہوا اور وہ دار آخرت ہی یہ جو مقام بے فکری وراست ہی پہونچا وہان اسکو جس قدرت وکمال
حکمت سے جس خوبی سے چاہتا ہی رزق پہونچاتا ہی وہی بہت اچھا رزق ہی۔ یہ رزق اُن بندون کو قیامت تک پہونچیگا پھر جب قیامت ہوگی
تو اللہ تعالے اُنکو جنت کرامت مین داخل کریگا۔ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ البتہ اُنکو ایسے مقام مین پہونچاتا ہی جسکو وے
بہت پسند کرتے ہین۔ اس ترجمہ پر لیرزقنہم کا بدل ہی یعنی اللہ تعالے اُنکو رزق خوب دیتا ہی اُنکو پسندیدہ مقام مین داخل کرتا ہی۔ اس صورت
مین برزخ کا بیان ہی کہ جس شخص نے ہجرت کی پھر چاہے وہ جہاد مین شہید ہوا یا اپنی موت سے یا بیماری وغیرہ سے مرا وہ عالم برزخ مین رزق
خوب پاتا ہی اور ایسے مقام مین رہتا ہی کہ جسکو وہ بہت پسند کرتا ہی۔ اور شیخ امام وخطیب وغیرہ نے اسکو بدل نہین بلکہ علیحدہ مستقل جملہ قرار دیا اور
معنی یہ ہین کہ بیشک اللہ تعالے اُنکو داخل کریگا ایسے مقام مین جسکو بہت پسند کرینگے۔ یہ مقام جنت ہی جو عالم برزخ کے بعد قیامت مین
ہوگا۔ شیخ امام نے کہا یعنی اُسکے واسطے راحت وایمان وجنت نعیم ہی۔ خطیب نے کہا کہ وہ مقام جنت ہی جس مین اُنکے لیے یہ کرامت ہوگی کہ
وہ چیزین دیے جاوینگے جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی اور کسی کان نے نہ سنی اور نہ کسی بشر کے دل مین اُسکا خطرہ گذرا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ حواس تو
ایسی چیز تک اپنی رسائی رکھتے ہین جسکو اُنھون نے دیکھا ہو یا اُسکی نظیر دیکھی ہو یا اُنھین چیزون سے اُسکی ترکیب وساخت ممکن ہو اور آخرت
کی نعمتین وہ ہین کہ قیاس سے باہر ہین۔ خطیب نے لکھا کہ بعض کے قول مین وہ ایک موتی کا خیمہ ہی جسکے ستر دروازہ ہین۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ
حَلِيْمٌ اور اللہ تعالی جسکی قدرت کاملہ بے انتہا ہی وہ خوب جانتا ہی کہ ان بندون کی نیت صادقہ اور خواہش رضاے الٰہی ہی اور وہ بڑا حلیم ہی
کہ طاعت مین جو اُنسے قصور رہا اُسکو عفو فرماتا ہی اور مواخذہ نہین کرتا۔ مترجم کہتا ہی کہ بندہ اپنے رب عزوجل کے شکر سے عاجز ہی اسلیے کہ جو
اُنھون نے کیا وہ اللہ تعالے کی توفیق وصحت وتندرستی وقوت دینے سے کیا پھر اُنھین نعمتون کا یہ شکر پورا نہوا تو اُسکی طاعت وبندگی کہان ہی
ولیکن اللہ تعالے غفور حلیم ہی اور اپنی رحمت سے بندون کی عاجزی اپنی شان مین خوب جانتا ہی جس بندے نے اپنی عاجزی ظاہر کی اُسکو قبول
فرماتا ہی۔ فــــ یہ فضیلت والذین ہاجروا فی سبیل اللہ یعنی راہ الٰہی مین ہجرت کرنے والون کی ہی۔ بعض مفسرین نے لکھا کہ یہ وہ لوگ
ہین جنھون نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ بعض نے کہا کہ جنھون نے اپنے وطن سے کسی لشکر جہاد مین شرکت کی۔ بعض نے کہا کہ آیت دونون کو
شامل ہی۔ شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ جو شخص کہ فی سبیل اللہ شہید ہوا خواہ وہ مہاجر ہو یا نہ ہو تو اللہ تعالے کے نزدیک زندہ ہی اُسکو رزق پہونچتا ہی
کما قال تعالے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون۔ اور احادیث اس معنی مین بہت ہین اور جو شخص کہ اللہ تعالی
[illegible] مین مرنے کے بعد مہاجر ہو یا نہو تو اس آیت کریمہ ودیگر احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ رزق الٰہی اُسکے واسطے جاری اور اللہ تعالے

Marfat.com

احسان اُسپر بہت ہے - ابن ابی حاتم نے شرجیل بن السمط سے روایت کی کہ ہم لوگ ارض روم میں [illegible]
ڑائی کو زمانہ دراز ہو گیا پھر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا گذر ہماری طرف ہوا تو ہم لوگون سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ [illegible]
آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں مرابط تھا تو اُسکو اللہ تعالےٰ قتل میں ثواب [illegible]
رزق جاری رکھتا ہے اور وہ فتنہ میں ڈالنے والون سے محفوظ رہتا ہے اور تمہارا جی چاہے یہ آیت پڑھو والذین ہاجروا فی سبیل اللہ ثم [illegible]
لیرزقنہم اللہ الآیہ - مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث کو ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے اور بعض لوگون نے کہا کہ مقتول کتاب میں [illegible]
بہ نسبت مرنے والے کے افضل ہے کیونکہ وہ شہید ہے اور مترجم انشاء اللہ تعالےٰ اُسکی تحقیق کا اشارہ کریگا - ابن ابی حاتم نے عبد الرحمن بن جحدم [illegible]
سے روایت کی کہ بحری جہاد میں ہم فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر تھے اتنے میں دو جنازے آئے کہ ایک انمین سے منجنیق
کے صدمہ سے شہید ہوا تھا اور دوسرا مرا تھا - اور ایک روایت میں ہے کہ پھر لوگون نے شہید کے جنازہ کی طرف میل کیا اور خود مرا تھا اُسکو
چھوڑا - پھر فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اس شخص کی قبر کے پاس بیٹھے جو موت سے مرا تھا تو اُنسے ذکر کیا گیا کہ آپ نے شہید کا جنازہ چھوڑ دیا اور
اس جنازہ کے پاس بیٹھے تو فرمایا کہ مجھے تو کچھ پروا نہیں ہے کہ میں ان دونون گڑھون میں سے کس گڑھے سے اُٹھایا جاؤن یعنی میرے نزدیک
دونون برابر ہیں جا ہے جس گڑھے سے میں مرون تو اُٹھایا جاؤن - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ والذین ہاجروا فی سبیل اللہ ثم قتلوا او ماتوا آخر تک
واللہ مجھے کچھ پروا نہیں ہے کہ میں ان دونون گڑھون میں سے جا ہے جسمین سے اُٹھایا جاؤن - رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم کی ایک روایت
میں ہے کہ ہم قلعہ رودس کو محاصرہ کیے تھے اور ہمارے ساتھ فضالہ بن عبید انصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابن جریر کی روایت
میں رودس نام ہے اور ذکر ہے کہ فضالہ رضہ ایک چہارم لشکر پر سردار تھے - مترجم کہتا ہے کہ فی سبیل اللہ - اللہ تعالےٰ کی راہ ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی رضامندی
و ثواب کی راہ میں ہونا عام ہے کہ جہاد میں ہو یا مثلاً دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام میں جاتا ہو اور اپنے وطن سے ہجرت کیے جاتا ہو - کما قال تعالیٰ
ومن یہاجر فی سبیل اللہ - اور اسی کے ساتھ لاحق ہے وہ شخص جو علم دین حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالےٰ کی راہ میں ہو - جیسا کہ احادیث و
آثار میں وارد ہے - ایسے ہی جس شخص نے سنا کہ مثلاً اُسکی ماں بیمار ہے یا اُسکو طلب کرتی ہے اور اُسنے خالص اللہ تعالےٰ کی رضامندی و حکم کی
بجا آوری میں اُس شہر کی طرف سفر کیا جہان اُسکی ماں موجود ہے اور راہ میں مر گیا تو وہ بھی انشاء اللہ تعالےٰ اُسی میں داخل ہے - پھر واضح ہو
ہجرت ابتداے اسلام میں فرض تھی اور وہ کچھ مکہ سے مخصوص نہ تھی مگر مدینہ سے مخصوص اسوجہ سے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں
تشریف رکھتے تھے اور آپ کی طرف ہجرت کرنا فرض تھا پس مکہ والے ہون یا جہان کہین ہون کیونکہ اسوقت دار الاسلام ہوا ہے مدینہ کے
کہین نہ تھا پس ہر جگہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا فرض تھا جب آپ کی طرف ہجرت کی تو مہاجر فی سبیل اللہ ہوا خواہ وہ راستہ میں کافرون کے ہاتھ
سے قتل ہو یا کسی وجہ سے یا اپنی موت سے مر جاوے یا مدینہ پہونچکر مرے یا شہید ہو اس آیت کریمہ کے حکم میں داخل [illegible]
کیا گیا - پھر اہل مدینہ جب کوئی لشکر جہاد کے لیے نکلا اور اُسکے ساتھ فی سبیل اللہ نکلے تو وہ بھی مہاجر فی سبیل اللہ ہوے [illegible]
ہیں اور صحیح مسلم کی حدیث میں ثابت ہے کہ جو کوئی راہ الٰہی میں شہادت کی سچی آرزو رکھتا تھا وہ اگرچہ اپنے بستر پر مرے [illegible]
فی سبیل اللہ ہجرت یا جہاد وغیرہ میں سچی نیت شرط ہے اور اسپر علماء کا اتفاق ہے اور صحیحین وغیرہ کی حدیث [illegible]
نیت ہی پر منوط ہیں اور ہر شخص کے لیے رہی ہے جو اُسنے نیت کی سو جس کسی کی ہجرت اللہ [illegible]
کی طرف ہے اور جسکی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ اُسکو پا دیگا یا کسی عورت کی طرف کہ اُسکو نکاح میں [illegible]

... رواہ البخاری ومسلم ... مین ہجرت مین صدق نیت شرط ہی - پھر وہ ہجرت مفروضہ جو ابتداے اسلام مین تھی بعد فتح مکہ معظمہ ... ہی بحدیث لاہجرۃ بعد الفتح الحدیث - یعنی فتح مکہ کے بعد اب وہ ہجرت نہین رہی جسکے واسطے ثواب عظیم مخصوص تھا - پھر بعض ... نے گمان کیا کہ بعد فتح مکہ کے اب ہجرت کا حکم ہی نہین ہی اور یہ گمان صحیح نہین ہی بلکہ ہجرت کا حکم قیامت تک ہی جہان دارالکفر ہو وہان سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا چاہیے - اور طبرانی وغیرہ کی حدیث مین ہی کہ انا بری من مسلم بین ظہرانی المشرکین - یعنی مین ایسے مسلمان سے بری ہون جو مشرکون کے غلبہ مین انھین کے روبرو رہتا رہے - پھر یہ ہجرت کچھ مکہ یا مدینہ ہی کی طرف مخصوص نہین ہی بلکہ جہان دارالاسلام ہو وہان ہجرت کر جاوے اور ثواب جمیل پاوے لیکن مکہ مدینہ کی طرف اسواسطے افضل ہی کہ یہ مقام افضل ہی اور حدیث صحیح مین قیامت کے آثار مین سے ہی کہ دین حجاز کی طرف ایسے سمٹ کر لوٹ جائیگا جیسے سانپ پھر کر اپنی بانبی کی طرف لوٹ جاتا ہی - پھر واضح ہو کہ جو لوگ دارالاسلام مین رہتے ہون وہ بھی وہین ہجرت کا ثواب اسطرح پا سکتے ہین جب وے اپنی نفس کی خواہش چھوڑین اور اللہ تعالے کے واسطے تقوی کرین کیونکہ حدیث عمرو بن عبسہ مین ہی کہ پھر مین نے پوچھا کہ کون ہجرت افضل ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تہجر ما کرہ ربک - یعنی جو تیرے رب نے مکروہ رکھا ہی اُسکو تو چھوڑ دے - رواہ احمد - اور حدیث ابوہریرہ رضی مین ہی کہ والمہاجر من ہجر الخطایا والذنوب - یعنی مہاجر وہ ہی جس نے چھوٹے بڑے گناہون کو چھوڑ دیا - رواہ البیہقی - اور عبداللہ بن عمرو کی حدیث مین ہی کہ والمہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ - یعنی مہاجر وہی ہی جس نے چھوڑ دی ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالے نے منع فرمایا ہی - رواہ البخاری ومسلم - اور یہ ہجرت تقوی ہی جیسے جہاد کفار کے ساتھ معروف ہی اور دوسری قسم جہاد کی جہاد مع النفس ہی اور یہ قسم افضل ہی کیونکہ کافر دشمن اسلام دشمن خدا تو سامنے موجود ہی اسپر تلوار مار کر قتل کریگا اور یہ نفس خود اسکے پہلو مین دشمن اور ہر وقت موجود ہی حدیث صحیح مین ہی کہ دشمنی مین سب سے بڑھکر تیرا دشمن خود تیرا نفس ہی جو تیرے دونون پہلو کے بیچ مین موجود ہی - اور حدیث صحیح مین ہی کہ افضل جہاد پوچھنے والے کے جواب مین ارشاد فرمایا کہ وہ مجاہد ہی جس نے اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا - یعنی اُسکو جہاد و کوشش سے اللہ تعالے کے ایمان وطاعت پر قائم رکھا - الحاصل جس نے اپنے وطن ظاہری سے یا اپنے جی کے وطن مالوف سے جسپر اسکو عادت تھی چھوڑ کر اللہ تعالے کی راہ مین ہجرت کی تو وہ اللہ تعالی کی راہ مین خالص نیت رضامندی حاصل کرنے کے واسطے ہی پس حق سبحانہ تعالے نے اس آیت مین آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالے اُسکو اچھا رزق دیتا ہی اور جیسے اُسنے اللہ تعالے کی رضامندی چاہی تھی اللہ تعالے اُسکو ایسے مقام مین لاتا ہی جہان وہ خود بہت راضی ہوتا ہی اور حق تعالی ہر بندہ کی نیت خالص کو اور اُسکی آرزو کو خوب جانتا ہی اور ہر ایک کی تقصیر کو معاف فرماتا ہی - ذٰلِكَ یہ امر جو مذکور ہوا یہ تو اللہ تعالے کے فضل سے ایک شان جمیل ہی کہ جو ہجرت کر گیا خواہ شہید ہوا یا نہ ہوا اُسکو اللہ تعالی اپنے فضل سے رزق دیتا و مقام کریم مین لاتا ہی - وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ اور جس نے عذاب دیا یعنی بدلا لیا برابر اسکے جو اُسپر عذاب کیا گیا تھا - یعنی ایک نے کسی پر ابتدا ظلم کیا تو ابتدا کرنے سے اُسپر ایک مظلمہ ہوا اور جو کچھ تکلیف دی وہ دوسرا مظلمہ ہوا پھر جسپر ظلم ہوا اُسنے اسی قدر بدلا لیا جسقدر اُسکو تکلیف دی گئی ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ پھر اس مظلوم پر حد سے تجاوز کیا گیا یعنی پھر ابتدائی ظالم نے بدلا لینے والے مظلوم پر بغاوت کی اور اُسکو تکلیف دی لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ - تو ضرور اللہ تعالے اُسکو نصرت دیگا - ابن جریج نے کہا کہ مشرکون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآپکے اصحاب پر سختی کی اور ظلم سے آپکو مکہ سے نکالنے مین مجتمع ہوے تو اللہ تعالے نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت کا وعدہ دیا اور یہ آیت قصاص کے حکم مین ہی - اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ اللہ تعالے بہت عفو کرنے والا اور بہت مغفرت کرنے والا ہی - اسمین ارشاد بجانب

Marfat.com

عفو ومغفرت ہی - شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ مقاتل بن حیان اور ابن جریر رح نے کہا کہ نزول اس آیت کا اُس ...
اس سے ایک چھوٹا لشکرا ایک گروہ مشرکون سے ماہ محرم مین ملاقی ہوا - اقول معالم وغیرہ مین ہی کہ مشرکین خود ہی ان ...
محرم مین سے دو راتین باقی رہگئین تھین اور آپس مین کہا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ماہ محرم مین قتال کو مکروہ جانتے ہین
کثیر ہو بس آؤ انپر حملہ کرین - پس مسلمانون نے انکو قسم دلائی کہ ماہ محرم مین ہم سے قتال مت کرو مگر مشرکون نے نہ مانا اور قتال ہی ...
مسلمانون نے اللہ تعالے کے نام پر انکے مقابلہ مین دلیری کی اور انسے قتال کیا پس اللہ تعالے نے مسلمانون کو فتح دی - اقول شاید
اس قوم کے مشرکون نے اس قلیل جماعت مسلمانون پر سابق مین جب تک جہاد کا حکم نہ آیا تھا ایذائین دی ہون یا بعد حکم جہاد کے ...
ہو کہ اسکا عوض برابر کا ان لوگون نے لے لیا ہو پھر مشرکون نے ماہ محرم کا انتظار کرکے ماہ محرم مین انکو غفلت دیکر انپر چڑھائی کی اور
قسم دلانے اور غدر کرنے کے نہ مانا اور قتال کیا پس اللہ تعالے نے مسلمانون کو فتح دی - ف - فی العرائس فی قولہ تعالے والذین
ہاجروا فی سبیل اللہ الآیہ - ظاہری کیفیت سے مصداق اُسکے جو بندے ہین وہ تو ظاہر ہین اور باطنی صفات سے وہ ہین جو سوائے اللہ
کے سب چیز سے ہجرت کر گئے اور اپنے وطن نفس سے مہاجرت اختیار کی پھر خواہ وے تیغ محبت سے مقتول ہوے یا غلبہ شوق مین مردہ ہوے
تو اللہ تعالے انکو رزق شاہد اور دوام مقام وصال عطا فرماتا ہی اور حیات جاودانی سے اُسکو زندہ جاوید فرماتا ہی پھر یہ ملک حیات ورزق
کا نہ کبھی منقطع ہو اور نہ کبھی اُس سے منع کیے جاوین - شیخ جریری رح نے فرمایا کہ یہ اصلح ہی کہ فردانیت کے ساتھ توحید کی تصحیح کرے یعنی
یقین بمرتبہ کمال بفردانیت لاوے اور احکام الٰہی وصفات کاملہ کا سمع وطاعت کے ساتھ مطیع ومنقاد ہو - پھر حق سبحانہ تعالی نے اپنی
کمال قدرت وحکمت پر تنبیہ فرمایا بقولہ تعالے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ
یہ اسواسطے کہ اللہ پیٹھاتا ہی رات کو دن مین اور دن کو رات مین اور اللہ سنتا ہی
بَصِيْرٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ
دیکھتا یہ اسواسطے کہ اللہ وہی ہی صحیح اور جسکو پکارتے ہین اُسکے سوائے وہی ہی غلط
وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○
اور اللہ وہی ہی اوپر بڑا

ذٰلِكَ یہ سب جزا اور پر مذکور ہوا کہ وہ مظلوم کو نصرت دیگا اور ظالم کو چاہے عذاب کرے کیونکہ اللہ تعالے عفو کرنے والا اور مغفرت کرنے والا
ہی اور یہ صفت اُسی کے واسطے شایان ہوتی ہی جو انتقام لینے پر قادر ہو تو یہ سب امور - بِاَنَّ اس سبب سے قطعی تعیینی ہین لیکن تمہارے
یقین لانے کے واسطے ظاہر ہین کہ اللّٰهَ اللہ تعالے یعنی جامع کمالات کہ وہ سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین ہی وہ معبود برحق اللہ کامل
اُسکے کمال قدرت سے ہی کہ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ داخل کرتا ہی رات کو دن مین وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ
اور داخل کرتا ہی دن کو رات مین - یون ہی رازی رح نے کبیر مین تقریر کی اور بیضاوی رح نے کہا یعنی اس جہت سے کہ اللہ تعالے قادر ...
کہ اللہ کو لوٹ پوٹ کروے اُسکی قدرت کی عادت جاری ہی کہ جن چیزون مین ہم عناد ہوتا ہی انمین بعض کو ...
اور خطیب رح نے کہا یعنی اللہ تعالے داخل کر دیتا ہی رات کو دن مین اور دن کو رات مین ...

Marfat.com

ہونے [illegible] تاریکی دور ہو جاتی ہو اور دن کی روشنی بڑھ جاتی ہو اور اگر وہ دن بالکل نہ باقی رکھے تو دن کے مصالح معطل و بیکار ہو جاوین اور [illegible] کی تاریکی بڑھ جاتی ہو اور دن مین کمی ہو جاتی ہو اور اگر نہ چاہے تو رات کے زوال سے اُسکے مصالح جاتے رہین یا یہ معنی کہ رات و دن مین ہر ایک کو دوسرے مین داخل کرتا ہو کہ اِس سے زیادتی ہو جاتی ہو اور یہ اُسکی قدرت سے ہو جسکے تحت مین مظلوم کو نصرت و قوت دینا بھی داخل ہو۔ **قال المترجم** اِسطرح اظہار قدرت سے ارشاد یہ ہو کہ بندے اپنے کو اِن امور مین مجبور محض خیال کرین ہر چند کہ بندون کے افعال بھی اُسی کی قدرت مین ہین لیکن جاہل لوگ اللہ تعالیٰ کی دقیق حکمت کو نہین پاتے بلکہ گمان کرتے ہین کہ ہم کو اپنے امور کے پیدا کرنے کی مثلاً کسی پر ظلم کرنے کی یا کسی کی طرف سے ایذا پانے کی قدرت حاصل ہو ولیکن رات کی کمی اور دن کی زیادتی مین اور اُسکے برعکس مین یہ سب جاہل بالیقین اپنے آپ کو مجبور جانتے ہین اور یہ ہرگز اُنکے اختیار مین نہین ہو کہ جب وے چاہین دن بڑا ہو جاوے اور جب چاہین رات بڑی ہو جاوے۔ پھر یہ امور ہر زمانہ مین فصول مقررہ پر ہوتے آتے ہین ہر زمانہ والے جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے یہ امور ایک خاص نظام پر جاری ہین تو یہ مراد آیت مین نہین ہو کہ حکمت الٰہی کسی قاعدہ معقول پر نہین ہو بلکہ یہ مراد ہو کہ یہ امور جو گردش سے واقع ہوتے ہین بلاشبہہ اُسی کی قدرت کاملہ سے ہین اور انسان جسکو عقل عطا کی ہو وہ نادان نہ ہو کہ قدرت پیدا کرنے کی اور امور کی اُلٹ پلٹ اُسکے اختیار مین ہو بلکہ قادر اللہ تعالیٰ ہو اور ہر ایک بندہ اُسکے غالب قدرت سے ڈرے وہی حاکم و خالق ہو۔ **وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ** اور اللہ تعالیٰ سمیع بصیر ہو ہر قول کو وہ سنتا ہو کسی کا قول آہستہ و آواز سے اور مختلف زبانون سے اور کسی وجہ سے ہو اُسکے سننے سے مانع نہین ہو اور کسی جگہ اور کسی حال سے ہو کوئی اُس سے پوشیدہ نہین ہو پس کوئی ذرہ اس سے پوشیدہ نہین ہو۔ اور جسکی یہ صفت کمال ہو اُسکے قبضہ قدرت و صفات الوہیت مین کب کسی غیر کو مجال ہو چنانچہ فرمایا۔ **ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ** یہ سب اِسی جہت سے ہو کہ حق تو وہی اللہ تعالیٰ ہو۔ وہ اپنی مشیت و قدرت و حکمت سے جو چاہتا ہو کرتا ہو یہ کسی غیر کی قدرت و اختیار سے بالکل نہین ہو اگرچہ اُسنے آدمیون کو عقلین دیکر امتحان مین ڈالا ہو پس جو عقیل اُسکے فضل و کرم سے عقل سے منور ہوے وے صاف جانتے ہین کہ حق تو وہی اللہ تعالیٰ ہو۔ **وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ** اور جو بے عقل و کم عقل پکارتے ہین سوائے اُسکے وہی باطل ہو۔ مجاہد رح نے کہا یعنی شیطان ہو۔ کیونکہ درحقیقت جو لوگ قدرت و الوہیت الٰہی عز و جل کو نہین پہچانتے ہین وے گمراہی مین پڑتے ہین اور یہ صفت تصرف کی جہت مین شیطان کے وساوس ماننے والے ہین پس جو اُسنے اُنکو وسوسہ دیا کہ یہ امور بوجہ فلان بت یا فلان تمہارے پیر مرشد یا فلان شخص یا خود تمہاری قدرت سے ہو یہ سب باطل عین شیطان کا ظہور ہو کیونکہ فی الواقع تو [illegible] مین سے کچھ نہین ہو۔ یا کہا جاوے کہ ماسوائے حق عز و جل کے جو پکارتے ہین وہ باطل ہو اُسمین کچھ بھی قدرت الوہیت نہین اور وہ اپنی ذات مین ایک امر معدوم ہو تو جسکو اپنی ذات ہی کا اختیار نہین ہو اُسکو امر غیر کا اختیار کیونکر ہوگا۔ **وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ** اور اللہ تعالیٰ وہی علی کبیر ہو۔ علی تو ظاہر ہو کہ وہ سب چیز پر اپنی قدرت و عظمت و ذات مقدس سے عالی ہو اُسکا مثل و نظیر و مشابہ کوئی نہین ہو اور کبیر اِس وجہ سے ہو کہ کبریائی اُسی کی ہو ہر چیز اُسکی قدرت و عظمت و الوہیت کے تحت مین ذلیل و حقیر ہو کسی کو اُسکی سلطنت مین مجال مخالفت نہین ہو مگر جس نے اُسکی معصیت سے حصہ پایا وہ مخالف کہلایا اور خوار ہو اور جس نے اُسکی موافقت سے فیض پایا وہ بندہ صالح سرفراز ہو اور تمام حمد اُسی کے واسطے ہو۔ **ف** — فی العرائس فی قولہ تعالیٰ ذلک بان اللہ ہو الحق وان مایدعون من دونہ ہو الباطل — [illegible] دل مین ظہور نور حق بشان حقیقت ہوتا ہو تو تمام حوادث و مخلوقات کا اعتبار اُنکے دونون سے ساقط ہو جاتا ہو اور کسی

Marfat.com

چیز کا کسی چیز کے واسطے سبب و علت ہونا انکی نگاہ مین باقی نہین رہتا کیونکہ ہر چیز علت و سبب بھی جا[...] جل شانہ ہی تو جب اللہ تعالے کی قدرت مین ہر ذرہ مسخر ہی تو ظہور قدرت باوضاع و اطوار و صفات ہی اور کوئی [...] ظاہر ہی امتحان ہی شیخ ابن عطا رحمہ نے کہا کہ حق عز وجل نے حقیقت امر کو تجھپر ظاہر کر دیا پس افسوس ہی کہ تیرا [...] کے کسی طرف رجوع کرے کیونکہ جو کچھ سوائے اسکے ہی سب باطل ہی پھر حق سبحانہ تعالے نے اپنے کمال قدرت [...]
دلائل صاف واضح سے ارشاد فرمایا ہی بقولہ تعالے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ
تو نے نہین دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر صبح کو زمین ہوجاتی ہی سبز بیشک اللہ
خَبِيرٌ ۝ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ ع
تدبیرین جانتا ہی خبردار اسی کا ہی جو کچھ آسمان و زمین مین ہی اور اللہ وہی ہی بے پرواہ سب خوبیون سراہا تو نے نہ
أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ
کہ اللہ نے بس مین دیا تمہارے جو کچھ ہی زمین مین اور کشتی چلتی دریا مین اسکے حکم سے اور تھام رکھتا ہی آسمان کو
أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ
اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اسکے حکم سے مقرر اللہ لوگون پر نرمی کرتا ہی مہربان اور اسی نے تمکو جلایا
ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ۝
پھر مارتا ہی پھر جلاویگا بیشک انسان ناشکر ہی

أَلَمْ تَرَ کیا تو نے نہین دیکھا خطاب عام ہی ہر ایسے شخص کو جو اسکی لیاقت رکھتا ہو۔ اور استفہام تقریری ہی تاکہ اقرار کرے۔ **أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً** کہ اللہ تعالے نے سحاب سے پانی اتارا اس پانی مین قدرت کی خاصیات جمع ہین [...] وغیرہ نے لکھا کہ وہ اسطرح کہ ریاح سے سحاب کو ثقیل کیا پھر اس سے مینہ برسایا اور یہ موسمی پانی کا بیان ہی **فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً** پس صبح کرتی ہی زمین اس حال مین کہ وہ سبزہ زار ہی۔ یعنی پہلے اس سے مردہ خشک بے نباتات پڑی تھی بعد پانی پڑنے کے سبزہ زار ہو گئی اول تو انزل ماضی کا صیغہ فرمایا پھر فتصبح مضارع فرمایا۔ جس سے یہ تصویر پیش نظر ہو گویا دیکھا کہ اسحاب سے اللہ تعالے نے مینہ برسایا پھر اب زمین سبزہ سے لہلہاتی ہی۔ اور خطیب وغیرہ نے یہ بھی لکھا کہ فتصبح مضارع سے ایک فائدہ لطیف یہ ہی کہ وہ صبح کرتی رہتی ہی۔ یعنی مینہ کا اثر زمانہ مین ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ مین باقی رہتا ہی اور یہ فائدہ فعل ماضی سے نہین ہی مثلاً کہا جاوے کہ فلان شخص نے مجھ پر فلان سال مین یہ انعام کیا تھا جس سے مین شب و روز راحت پاتا ہون۔ تو اس سے ظاہر ہی کہ اسکا اثر اب تک ہوتا چلا جاتا ہی بخلاف اسکے اگر کہتا کہ جس سے مین نے راحت پائی تو یہ معلوم نہ ہوتا کہ اب بھی رہا یا نہین رہا۔ پھر واضح ہو کہ فتصبح مضارع مرفوع ہی [...] اور استفہام کے جواب مین اگرچہ نصب ہو سکتا ہی لیکن یہان نہین جائز ہی اسلیے کہ نصب بتقدیر حرف ان [...] کے واسطے ہی تو ابھی فعل ہونے کی امید ہوتی تو اخضرار یعنی سبزہ زار ہوجانا ابھی نہ ہوتا اور یہ خلاف [...] سبزہ زار ہو گیا۔ خطیب نے بعد توضیح تمام کے لکھا کہ جو شخص علم سے موسوم ہو اسکو چاہیے کہ اپنے [...]

[illegible] کی ہو اُنکی قدر کرے یعنی ایک وجہ ظاہر جائز ایسے مقام پر نصب کی ہو ولیکن یہان نہین جائز ہو کیونکہ معنی یہ ہین پس اللہ تعالے اُن لوگون کی سعی مشکور فرما وے جنھون نے علم اعراب مین سعی کی - پھر اگر کہا جاوے کہ فتصبح مین تعقیب ہو تو لازم آتا ہو کہ پانی نازل ہونے کے عقب مین زمین سبزہ زار ہو جاوے حالانکہ نازل ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد زمین سبز ہوتی ہو شیخ امام ابن کثیر رح نے جواب دیا کہ تعقیب ہر چیز کی اُسکے مناسب موافق ہوتی ہو جیسے قولہ تعالی فخلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة - یہان دیکھو فا تعقیب ہو کہ نطفہ کے پیچھے علقہ اور پھر علقہ کے پیچھے مضغہ کیا حالانکہ صحیحین کی حدیث سے ثابت ہوا ہو کہ اُنکے درمیان مین چالیس روز کا فاصلہ ہوتا ہو ایسے ہی یہان تعقیب اُسکے مناسب ہو چنانچہ بعد مینہ کے جسقدر مناسب وقت چاہیے اُسکے بعد سبزہ ظاہر ہو جاتا ہو - اور بعض سے مذکور ہو کہ حجاز کی زمین بعد مینہ پڑنے کے فوراً سبزہ ہو جاتی ہو انتہی مترجما - ابن عطیہ نے کہا کہ بعد مینہ کی رات کے یہ اخضرار صبح کو کہین نہین ہوتا سوا اے زمین مکہ اور تہامہ کے انتہی واللہ اعلم - مترجم کہتا ہو کہ صحیح جواب ظاہر اوہی ہو جو اول شیخ نے لکھا کہ مراد تعقیب سے یہ کہ مینہ کے بعد زمین سبزہ زار ہو جاتی ہو یعنی درمیان مین کوئی اور امر ضرور نہین ہوتا سوائے بارش باران اور لیاقت زمین کے پھر اُسکے واسطے ایک وقت مناسب درکار ہو جو اللہ تعالے نے مقرر کر دیا ہو اور وہ وقت بلاشبہہ ہر جگہ یکسان نہین ہو کہین زیادہ اور کہین کم اور کہین بہت ہی کم زمانہ کے بعد زمین سبزہ ہو جاتی ہو اور بعض نے جواب دیا کہ اخضرار سے یہان مراد سبزہ و نباتات سے اخضرار نہین ہو بلکہ ہریری و تر و تازگی مقصود ہو اور وہ خود زمین کو مینہ سے حاصل ہو جاتی ہو پس اس صورت مین زمین بعد مینہ کے فوراً تر و تازہ ہو جاتی ہو - إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ اللہ تعالے لطیف و خبیر ہو - بعض نے کہا کہ لطیف یہ کہ اُسکا علم ہر ذرہ تک پہونچا ہوا ہو بعض نے کہا کہ بندون کو لطف سے اُنکی روزیان پہونچاتا ہو - بعض نے کہا کہ نباتات کے اُگانے مین لطیف ہو اور اُسکا خبیر ہونا ظاہر ہو بعض نے کہا کہ بندون کی مصلحت سے بعض نے کہا کہ حاجت سے خبردار ہو - امام ابن کثیر رح نے کہا کہ زمین و اُسکے اقطار اور ہر ذرہ سے واقف ہو وقال تعالی وما یعزب عن ربک من مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتاب مبین - حاصل آنکہ اللہ تعالی جمیع وجوہ سے لطیف خبیر ہو اور یہان اُسکی مناسبت کی وجہ مین بعض نے کہا کہ بندون کی مصلحت یا حاجت وغیرہ سے خبردار ہو تو اُنکی ضرورت کے لائق پیدا فرماتا ہو اور تو صحیح یہ ہو کہ زمین سے بندون و مخلوقات کو پیدا کیا اور لطیف قدرت و حکمت سے اُسی زمین سے دوسری شکل و ہیات و مزہ و خوشبو مین اُنکا رزق نکالا اور قطعات مین سے کوئی سرد کوئی گرم پیدا کیا اور اُسی مینہ سے وہین کے لوگون و جاندارون کے موافق و مناسب رزق پیدا کیا اور ہر قوم سے جس قسم کے افعال و حرکات چاہیے ہین اُسی اثر و خاصیت کی چیزین وہان پیدا کین پس مینہ کی صلاحیت اور جن لوگون پر برسایا جاوے اُنکی ضرورت و لیاقت اور قطعات زمین کی صلاحیت و لیاقت وغیرہ کثرت سے امور ہین جنکا لحاظ مقدور بشری سے خارج ہو اور اللہ تعالے سب امور کا لطیف خبیر ہو پھر مینہ سے ہر قطعہ زمین نہین اُگاتا ہو اور سبزہ زار نہین ہوتا بلکہ بعضے تو نہ پانی قبول کرین اور نہ کچھ اُگاوین وہ جیسے شورہ زمین اونچی سرکی ہو اور بعضے فقط پانی قبول کرتے ہین اور وہ نیچے سرکی ہین اور باقی کچھ نہ کچھ اُگاتے ہین پھر اُگانے والے قطعات مین سے بعضے لہلہاتے ہوئے خار دار جنگل کے جنگل ہین کہ ظاہری صورت مین اچھے نظر آتے ہین ولیکن باطن مین بدبو اور خار ہین اگرچہ اُنسے جنگل کی سبزی و لہلہاہٹ بڑھی ہوئی ہو لیکن محض خبیث ناکارہ ہین اور بعضے قطعات ہین کہ وے فائدہ کی چیز اُگاتے ہین تو بعضے میوہ پیدا کرتے ہین اور بعضے اناج و بعضے خوشبودار پھل پھول وغیرہ اُگاتے ہین یہ اُسکی قدرت ہو جس نے پیدا کیا کہ ایک تختہ زمین متصل کے قطعات مین یہ عجائبات ہین اور سب کی پیدائش زمین سے اور سب کی پیدا وار

Marfat.com

اسی نیم سے اور انھیں اسباب سے ہے جو ظاہر ہیں ولیکن حقیقی مؤثر وہ اللہ تعالےٰ عز وجل ہے جس نے اپنی
رکھے ہیں اور وہی لطیف خبیر ہے۔ یون ہی حال اُن لوگون وجانورون کا ہے جنکو ان چیزون سے اللہ تعالےٰ نفع [illegible]
شیطانی کے کچھ قبول نہیں کرتے اور بالکل علم سے بے بہرہ ہیں اور بعضے فقط لایعنی قصہ وکہانی لیتے ہیں اور باقی [illegible]
ہوتا ہے لیکن بہت ایسے ہیں کہ انہین علم کی خبیث نتائج نکلتے ہیں اور بجائے اللہ تعالےٰ کی معرفت اور اُسکا [illegible]
منکر ہوتے اور صرف اس دنیائے فانی کی سرسبزی کے واسطے ہیں اور انکا انجام خراب ہے اور باقی تھوڑے ایسے ہیں کہ انہین علم
نتائج پاکیزہ پیدا ہوتے ہیں اور وے اللہ تعالےٰ کو پہچانتے ہیں اور یہ اُنکے قلوب کی زمین و اُنکی حاجات و اُنکی لیاقت جبلی و مشیت
ازلی کے موافق ہے اور اللہ تعالےٰ لطیف خبیر ہے اور یہ سب اُسکی مشیت وقدرت سے جاری ہے جن دلون کو پاکیزہ کیا اور اُسنے پاکیزہ علوم
نکالے وے اُن آثار سے معرفت حق عز وجل پاتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ جب وہ چاہے مُردون کو زندہ کرے اور جب اُسی کی
قدرت کاملہ سے یہ ذرہ ذرہ اپنے اپنے حال پر ہے تو پھر درمیان میں کسی کا کچھ دخل نہیں ہے اور نہ خود کسی میں کچھ قدرت ہے۔ دلیل دوم
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ اسی کا ہے جو کچھ آسمانون میں ہے۔ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کی ملک ہے سب
اُسی کی مخلوق ہے سب اُسی کے بندے ہیں سب اُسی کے مملوک ہیں سب اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہر دم وہر لحظہ مقہور ومسخر ہیں سب اُسی کے
قائم رکھنے سے قائم ہیں سب اُسی کے زندہ رکھنے سے زندہ ہیں سب اُسی کی حرکت دینے سے متحرک ہیں اور سب اُسی کی قدرت سے ساکن
ہیں جب یہ حال ہے تو انکو کچھ قدرت نہیں ولیکن پتھر وانسان ودیوار وجانور میں فرق ہے تو جو کوئی یہ زعم کرے کہ ہم ایسے مجبور ہیں جیسے دیوار
وہ احمق اندھا ہے اُسکا قول باطل ہے اور جو کوئی یہ زعم کرے کہ آدمی جو چاہے کرے وہ احمق جاہل بیوقوف ہے پھر کوئی بت پرست ہے جو کچھ چیز نہیں
محض پتھر ہے اور نصرانی عیسیٰ میں الوہیت مانتے ہیں وہ محض باطل ہے کوئی کسی کو اپنی حاجت پوری کرنے والا جانتا ہے وہ احمق ہے کہ اُسنے اللہ
کو نہیں پہچانا۔ اور عبادات وغیرہ جو آدمی سے پیدا کرتا ہے جیسے زمین سے اناج وغیرہ کہ جو بندون کے کام آتے ہیں ایسے ہی آدمی سے
جو پیدا ہوتا ہے وہ عبادات ہون یا معصیات ہون اُسی بندہ کے ثمرات ہیں جیسے درختون کے پتے اور پھل ہیں کہ اُنکا نفع وضرر اُسی کیطرف
راجع ہے۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ اور اللہ تعالےٰ تو وہی غنی حمید ہے۔ غنی ہے کہ اُسکو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے اور حمید
ہے کہ ہر شان میں وہی محمود اور مستحق حمد ہے۔ اُسکی ذات صفات وافعال سب محمود ہیں۔ امر سوم قولہ تعالےٰ۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ
سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالےٰ نے مسخر کیا تمھارے لیے جو زمین میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ
ہر چیز جو زمین میں ہے اللہ تعالےٰ نے آدمی کے لیے مسخر کر دی ہے تو کوئی چیز جو روے زمین پر ہے آدمی کی تسخیر سے باہر نہیں ہے اگرچہ بعضے
آدمیون کو اُسکی ترکیب وطور کا علم نہ ہو۔ پس چوپایہ ودرندے ودرخت وپہاڑ ودریا وسمندر وکیڑے مکوڑے ولوہا وسونا وچاندی
وجواہرات سب آدمی کے واسطے مسخر ہیں پھر وہ انہیں تصرف کر سکتا ہے پس جس شخص کا تصرف اِن چیزون میں اُس طریقہ سے ہے جو اللہ تعالےٰ
نے مقرر فرمایا ہے وہ تو مطیع ہے اور شایستہ ومہذب ومودب اور لائق انعام ودرجات آخرت ہے اور جس نے انہیں اُسکے خلاف تصرف
کیا تو لامحالہ موافق وساوس شیطانی واقتضائے نفس وشہوات کے ہوگا وہ عاصی ہے اور بیہودہ وغیر مہذب [illegible]
درکات جہنم ہے۔ اور اس سے شان الٰہی ظاہر ہے کہ ضعیف کمزور آدمی کو ہاتھی وشیر وغیرہ پر قابو دیدیا کہاں [illegible]
امر چہارم قولہ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ یہ بھی اللہ تعالےٰ ہی کی تسخیر ہے کہ سمندر میں [illegible]

Marfat.com

ارحم ویمسک السماء ان تقع علی الارض اور وہی روکے رکھتا ہی آسمان کو کہ زمین پر گر پڑے - یہ کرۂ آسمانی ... اپنے مقام پر ہو زمین پر نہین گرتا ہی - الا باذنہ مگر اُسوقت کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت ہو - تو معلوم ہوا کہ گرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت بندون پر ہی ان اللہ بالناس لرءوف رحیم اللہ تعالیٰ اپنے بندون پر رؤف رحیم ہی - قیامت مین آسمان و زمین لپیٹ دیے جاوینگے - اور یہ ظاہر ہی کہ جس نے انکو کشادہ کر دیا ہی وہی انکا اپنے قبضۂ قدرت مین حافظ ہی اگر وہ حفظ نہ فرماوے تو سب فنا ہو جاوے پس جو بندہ اس انعام مین اپنے منافع دنیاوی حاصل کرتا ہی وہ بھی ہوش مین آوے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور جو بندہ ساتھ ہی منافع آخرت بھی حاصل کرتا ہی وہ بے انتہا شکر سے اپنے آپ کو سرنگون و عاجز دیکھے - پھر جو اہل علم ہین وے ان اوضاع و اطوار کی کچھ حکمتین بھی دیکھتے ہین کہ آسمان اس وضع پر ہی اور زمین اُسکے بیچ مین اس وضع پر ہی اور انکو لازم ہی کہ ان دقائق حکمت و جلائل عظمت کو دیکھکر اپنے رب عزوجل کی کبریائی پر حمد کرین اور اُسکی شان اعلیٰ و اعز و اجل کو پہچانین و اپنے قصورات پر نادم رہین - امر ششم قولہ تعالیٰ وھو الذی احیاکم اور وہی اللہ جل شانہ ہی جس نے تم کو زندہ کیا - یعنی زندہ کرنے والا وہی ہی جب اُسنے یہ نعمت تم کو دی تو تم نے یہان کی نعمتین پائین اور بزرگ و خرد اور صالح و طالح سب قسم کے لوگ اُسی نے پیدا کیے - پہلے تم کچھ نہ تھے اور کسی چیز سے واقف نہ تھے - ثم یمیتکم پھر بعد دنیاوی زندگی کے تمہاری عمرون کو اپنی مشیت پر ختم کرتا اور موت دیتا رہتا ہی اور یہ برابر معائنہ ہی اور جاری ہی - پھر وہ آگاہ فرماتا ہی کہ ثم یحییکم پھر وہ تم کو اپنی قدرت سے زندہ کریگا یعنی دنیا کو میٹ کر آخرت ظاہر کرنے اور حساب و کتاب اور اجر و ثواب کے واسطے تاکہ جنت یا دوزخ مین اپنے اپنے ٹھکانے رہو زندہ کریگا اور یہ ظاہر ہی کہ جس نے اول پیدا کر دیا وہ جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے مارے - اُسکی قدرت تو ظاہر ہی لیکن بیوقوف آدمی اپنی جہالت کے وساوس پر جم جاتا ہی اور اُسی کو دانائی خیال کرتا ہی ان الانسان لکفور آدمی بڑا ناشکرا اور جھگڑالو انکار کرنے والا ہی - یہ حال انسان کی جنس کا ہی پھر ان لوگون مین سے جنکو ہدایت دی رب عزوجل کی قدرت ظاہرہ و باہرہ کا اقرار کرتے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے اور اُسکی نعمتون کا اقرار کرتے ہین اور جہانتک ہو سکتا ہی شکر کرتے ہین پھر عاجزی سے اعتراف کرتے ہین کہ الٰہی تو ارحم الراحمین ہی تیری نعمتین بیشمار ہین اور ہم بندے اُنکے شکر سے لامحالہ عاجز و قصوروار ہین تو اللہ تعالیٰ اُنکے عجز کو قبول فرماتا ہی - ف ـــــ عرائس مین زمین کی سرسبزی کو جو پانی نازل ہونے سے ہوتی ہی اشارت مین قلب کو زمین سے اول کیا جیساکہ مترجم نے اول اشارہ کیا ہی اور لکھا کہ قولہ تعالیٰ الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فتصبح الارض مخضرۃ الآیہ یعنی اہل ایمان و یقین کے قلوب باران تجلی صفات سے ترو تازہ و سبزہ زار ہو جاتے ہین انمین تازگی صفات و محبت و شوق و عشق و علم و معرفت و قرب و منزلت پیدا ہوتی ہی اور طرح طرح کے معارف سے شاداب ہوتے ہین اور ان امور مین سے جو قلب جس لائق ہی اور جس مادہ سے اللہ تعالیٰ نے اسمین فیض دیا ہی وہ قلب اُسی صفت سے ترو تازہ ہوتا ہی - بعض نے کہا کہ نزول رحمت سے قلوب اہل معرفت کے ایمان و توحید و معرفت سے سبز ہو کر مشتاق دیدار خالق عزوجل ہوئے اور استقامت سے پختہ ہو کر دونون جہان سے منقطع ہوئے اور حق عزوجل نے انکو قرب رحمت مین جگہ دی اور انکو رزق جنت عطا کیا - قولہ وھو الذی احیاکم الآیہ - اول احیاء بایمان ہی کیونکہ کافر مردہ ہی پھر موت دینا اس فنا سے ہی جو عین بقاء بروح قدس ہی پھر زندہ کیا بعد موت کے جو کہ بقائے حق کے ساتھ دوام بقاء ہی شیخ جنید رح نے کہا کہ اول معرفت سے زندہ کیا پھر اوقات غفلت سے مردہ کیا پھر فتور کے بعد جذب سے زندہ کیا پھر سب سے جدا کرکے تم کو اصل حقیقت فرما دیگا - بالجملہ جب اپنی الوہیت بیان فرمائی تو اُسکے بعد بعض مناسک عبودیت کیطرف ارشاد کیا

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ

ہر فرقے کو ہمنے ٹھہرا دی ہی ایک راہ بندگی کی کہ وہ اُسطرح کرتے ہین بندگی سو چاہیے تجھسے جھگڑا نہ کرین اس

إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِن جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ

بیشک تو ہی سیدھی راہ سوجھا اور اگر جھگڑنے لگین تو تو کہہ اللہ بہتر جانتا ہی جو تم کرتے ہو

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

چکوتی کریگا تم مین قیامت کے دن جس چیز مین تم کئی راہ تھے

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا امت سے مراد نبی کی امت ہی یا ہر زمانہ کا گروہ ہی خواہ کسی نبی کی امت ہو یا نہ ہو اور منسک سے شریعت ہی یا بمعنی ذبح ہی اور منسک مصدر میمی ہی یا ظرف ہو ولیکن مصدر ہونے کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا۔ هُمْ نَاسِكُوهُ امت والے ناسک ہین۔ اور یہ نہین فرمایا کہ اسمین ناسک ہین۔ درمنثور وغیرہ مین ذکر کیا کہ ابن عباس نے کہا کہ ہم ناسکوہ۔ وے اُسکے ذبح کرنے والے ہین اور اُسی کے مانند عکرمہ و مجاہد رح سے مروی ہی۔ اور مجاہد رح نے کہا کہ تو فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ یس تجھ سے شرک لوگ جھگڑا نہ کرین امر ذبح مین۔ یعنی اہل شرک کہا کرتے تھے کہ جسکو اللہ تعالے نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا یعنی جو جانور مر گیا اُسکو تو نہین کھاتے ہو اور جو تم نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا وہ حلال کتنے وکھاتے ہو۔ امام ابن کثیر رح نے کہا کہ امام ابن جریر رح نے کہا کہ منسک اصل زبان عرب مین ایسے مقام کو کہتے ہین جہان آمد و رفت کی آدمی نے عادت کی ہو خواہ بھلائی کے واسطے ہو یا بُرائی کے واسطے ہو اور اسیوجہ سے مناسک حج کا نسک سے نام ہوا ہی کہ لوگ وہان آمد و رفت رکھتے ہین اور عکوف کرتے ہین۔ اور شیخ ابن جریر نے کہا کہ امت سے مراد ہر نبی کی امت ہی شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اگر یہ مراد ہی تو فلا ینازعنک۔ کے فاعل یہ مشرکین ہین۔ معنی یہ ہوے ہم نے ہر پیغمبر کی امت کے لیے ایک منسک مقرر کر دیا وے لوگ اُسکے ناسک ہین پس یہ مشرک لوگ تجھ سے اس امر مین جھگڑا نہ کرین۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید یہود و نصاری وغیرہ بھی شامل ہون اور حاصل معنی یہ ہوے کہ اللہ تعالے نے ہر نبی کی امت کے لیے ایک شریعت مقرر کر دی ہی اور یہ امت محمدیہ منجملہ امت رسالت کے ہی پس مشرکین و یہود و نصاری کو کوئی تجھ سے نہ جھگڑین بلکہ تیرے تابع ہو کر جو تیری شریعت ہی اُسکی پیروی کرین۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اور اگر مراد امت سے ہر گروہ ہی جو اللہ تعالی کی تقدیر سے پیدا ہوا ہی جیسے فرمایا کہ لکل وجهة هو موليها۔ یعنی ہر ایک کے واسطے ایک رخ ہی کہ وہ اُسی کی طرف اپنا منہ کرنے والا ہی تو معنی یہ ہین کہ ہم نے مقدر کر دیا ہی کہ ہر گروہ ایک منسک کا ناسک ہی تو یہ مختلف طریقون والے تجھ سے اس امر مین منازعت نہ کرین۔ اور حاصل یہ کہ جو لوگ مختلف طریقون سے اپنے مناسک رکھتے ہین تو یہ اللہ تعالے کی تقدیر و مشیت سے ہی پس اُنکا جھگڑا کرنا تجھ مین کچھ اثر پیدا نہ کرے اور تو اپنے حق سے بوجہ اُنکی منازعت کے مت پھرنا۔ اقول اس صورت مین فلا ینازعنک حقیقت نہی پر نہین ہی بلکہ کنایہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ممانعت سے۔ زجاج رح نے کہا کہ یہ ممانعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی کہ آپکے ساتھ منازعت نہ کرین اور یہ جائز اسوجہ سے ہی کہ جو فعل دونون طرف سے ہوتا ہی اُسمین ایک کو ممانعت متضمن دونون کی ممانعت کو ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ ان لوگون کو صریح ممانعت کرنے سے ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم و تشریف ہی اور دوم اشارت ہی کہ حق آپ کے ساتھ ہی اور باطل وہ ہی جو آپ سے منازعت کرے اگرچہ اللہ تعالے کی مشیت سے یہ باطل لوگ پیدا ہوے ہین اور باقی بھی رہینگے۔ اور ظاہر وہ ہی کہ جو شیخ ابن کثیر نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ممانعت کے معنی یہ ہین کہ وے لوگ تجھ سے منازعت نہ کرین یعنی تجھ مین اُنکی منازعت کا کچھ اثر نہ ہو

اور تو اپنی ... برابر قائم رہ چنانچہ فرمایا۔ **وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ** اور برابر دعوت فرما تا رہ حق کی طرف۔ یعنی اللہ تعالے کی راہ راست شرع مستقیم کی تو برابر دعوت فرما اگرچہ وے نزاع کریں اور یہ تفسیر اوجہ ہے کیونکہ بنا بر قول زجاج رحمہ وغیرہ کے لازم آتا ہے کہ یہ آیت حکم جہاد سے پہلے ہو چنانچہ خطیب رحمہ نے تصریح کی کہ یہ امر جہاد سے پہلے تھا۔ تو لازم آتا ہے کہ بعد حکم جہاد کے منسوخ ہوا اور جو تفسیر شیخ ابن کثیر رحمہ نے اختیار کی اُسکے موافق کچھ منسوخ وغیرہ کی حاجت نہیں ہے۔ اگر کہا جاوے کہ ظاہر تو زجاج رحمہ کا قول ہے کیونکہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہی کی تو پھر آپ کا حق پر ہونا بیان فرمایا بقولہ۔ **اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ** بے شبہہ تو راہ مستقیم پر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بنا بر قول شیخ ابن کثیر رحمہ کے یہ تاکید وطمانیت ہے کہ ان مختلف گروہوں کے وجود کو اللہ تعالے کی مشیت سمجھکر آنکی منازعت سے کچھ تشویش مت فرمائیو بلکہ تو برابر راہ حق کی دعوت فرما کیونکہ تو بالیقین راہ مستقیم پر ہے۔ معالم وتفسیر خطیب وغیرہ میں ہے کہ مشرکین قریش کے بعضے معاند مثل بدیل بن ورقاء اور بشر بن سفیان اور یزید بن خنیس وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہا کہ یہ تمہارا کیا حال ہے کہ تم جس جانور کو خود قتل کرو اُسکو کھاتے ہو اور جسکو اللہ تعالے نے قتل کر دیا یعنی مردار کو نہیں کھاتے ہو تب یہ آیت نازل ہوئی قول اگر یہ صحیح ہو تو خصوص سبب پر یہ آیات کریمہ منحصر نہیں ہیں بلکہ یہ عام فہم ہیں اگرچہ اس بات کا جواب اسی آیت سے نکلتا ہے جو سورت نازل ہوئی ہو اور ایسے ہی ذبح کی خصوصیت منسک سے نہیں ہے بلکہ مراد عام ہے کہ کوئی امت اور کوئی گروہ تجھ سے منازعت نہ کرے اور تجھ میں کچھ اثر اسکا نہ ہو کیونکہ تو برحق ہے ان گروہوں کو البتہ چاہیے کہ تجھ سے نہ جھگڑیں۔ **وَاِنْ جٰدَلُوْكَ** اور اگر نہ مانیں اور تجھ سے عناد کے ساتھ جھگڑا کریں۔ **فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ** تو کہدے کہ اللہ تعالے خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ یعنی وہ تم کو اُسکی سزا دیگا۔ اِسمیں تہدید ہے خطیب نے کہا کہ اِس تہدید میں نرمی ہے اور صحیح یہ کہ جو شیخ ابن کثیر رحمہ نے فرمایا کہ یہ تہدید شدید اور وعید اکید ہے مانند قولہ تعالے ہو اعلم بما تفیضون فیہ کفی بہ شہیدا بینی وبینکم۔ لہذا یہاں فرمایا کہ۔ **اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ** اللہ تعالے تمہارے درمیان فیصلہ کر دیگا حق وباطل کو جدا کر دیگا۔ **يَوْمَ الْقِيٰمَةِ** قیامت کے روز **فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ** جس امر میں تم اختلاف کرتے تھے۔ پس ناحق پر جدال کرنے والے جہنم میں جاوینگے اور اہل حق کو اللہ تعالی جنت میں اکرام فرما دیگا۔ اِس آیت میں تعلیم ہے کہ جو شخص جدال کرتا ہو اُسکو یہی جواب دیدیں کیونکہ جو آدمی حق بات چاہتا ہے وہ دوسرے کے کلام پر غور کرتا ہے اور جدال نہیں کرتا۔ بعض نے لکھا کہ آیت جہاد سے یہ حکم منسوخ ہو گیا اور یہ قول جب صحیح ہو کہ قولہ وان جادلوک فقل اللہ اعلم۔ سے مراد یہ ہو کہ قتال مت کرو۔ اور یہ مراد ضروری نہیں ہے بلکہ آیت کا مقصود تو یہ ہے کہ جب مخاصم جھگڑا کرے اور حق بات کو نہ سنے تو پھر اس سے کلام مت کرو اور کہدو کہ تمہارے اعمال کو اللہ تعالے خوب جانتا ہے اور تم لوگ اللہ تعالے کی راہ میں جہاد کرو۔ حاصل یہ کہ تم اللہ تعالی پر بھروسا کرو اور ان لوگوں کا جدال ترک کرو اُنسے کہو کہ تمہارے اعمال سے اللہ تعالے خوب واقف ہے اور یہ معنی برابر باقی ہیں آیہ جہاد سے اُسکے منسوخ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالے نے اپنی مشیت وعلم محیط وقدرت کو بیان فرمایا بقولہ

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ

کیا تمکو معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان وزمین میں یہی لکھا کتاب میں یہ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝

اللہ پر آسان ہے

Marfat.com

اللہ تعالےٰ آگاہ فرماتا ہی کہ اُسکا علم اپنے مخلوق کو کامل محیط ہی اور جو چیز آسمانون وزمین مین ہی کوئی ذرہ اُسکے
لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الآیہ۔ یعنی غائب نہین اللہ تعالےٰ سے
مین اور نہ آسمان مین اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ اُس سے بڑا۔ اور آگاہ فرماتا ہی کہ اُسنے مخلوقات کو قبل پیدا کرنے کے
مین لکھدیا ہی چنانچہ حدیث مین عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے
پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے مقادیر خلائق کو تقدیر فرمایا اور اُسکا عرش پانی پر تھا۔ رواہ مسلم فی صحیحہ۔ مترجم کہتا ہی کہ
یوما عند ربک کالف سنۃ الآیہ کی تفسیر ابن عباس رضہ سے تائید لیکر اس حدیث کی تفسیر مین شاید کہ ان پچاس ہزار برس مین
برس کے شمار کا ہوگا تو ہمارے شمار پر یہ بہت کثرت سے تعداد ہوئی کہ ہر مہینہ اسکا تیس ہزار برس کا ہوا اور ہر سال اسمین
برس کا ہوا۔ اور مترجم کہتا ہی کہ عقلی استدلال بھی صریح قطعی ہی کہ اللہ تعالےٰ نے جس مخلوق کو پیدا کیا وہ اُسکی ابتدا سے انتہا تک
ذرہ ذرہ سے علیم خبیر ہی اور سوال یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ ہر نقص سے پاک ہی تو ہم سوال کرتے ہین کہ مثلاً اُسنے زید کو پیدا کیا تو کیا
جانتا تھا کہ زید اسطرح پیدا ہوگا اور ایسے ایسے افعال کریگا اور اسقدر رزق اُسکو ملیگا اور وہ اُسوقت پر مریگا اور مانند اسکے جو حال
تمام عمر مین اُسپر ذرہ ذرہ گذرے ہین سب کو وہ جانتا تھا یا نہین جانتا تھا۔ اگر کوئی احمق جاہل کہے کہ نہین تو نعوذ باللہ یہ لازم آتا ہی کہ
جاہل تھا اور یہ بڑا عیب ہی پس حق سبحانہ تعالےٰ ہرگز جاہل نہ تھا اور جو شخص اُسکا قائل ہی وہ اللہ تعالےٰ سے جاہل اور احمق سخت بیوقوف ہی
پس ضرور ہوا کہ اللہ تعالےٰ جانتا تھا اور جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ جانتا تھا تو ضرور واجب ہی کہ جو اللہ تعالےٰ کے علم مین تھا کہ اسطرح
ہوگا یہانتک کہ زید مر جاوے وہی اسطرح واقع ہوگا۔ کیونکہ جو اللہ تعالےٰ کے علم مین تھا اُسی کے موافق واقع ہوگا پس ضرور ہی کہ ہر شخص کے
حق مین جو اللہ تعالےٰ کی تقدیر مین مقدر تھا وہی واقع ہوگا اور یہی لازم تقدیر ہی پھر یہ معلوم ہی کہ جو اللہ تعالےٰ نے کسی بندے کے واسطے تقدیر
فرمایا وہ اپنے علم سے مقدر فرمایا تو جو مقدر کیا اُسپر وہ قادر ہی اور اپنی ہی قدرت سے مقدر فرمایا ہی ورنہ اگر قادر نہ ہو تو عاجز ہونا لازم آتا ہی نعوذ باللہ
تعالےٰ اور اللہ تعالےٰ ہرگز عاجز نہین اور سب قدرت والا ہی تو زید پر جو واقع ہوا وہ اللہ تعالےٰ ہی کی قدرت سے بدون عاجزی کے واقع
ہوا ہی پس اللہ تعالےٰ ہی کی مشیت سے سب واقع ہوتا ہی اور جو شخص اس مقام پر شیطان کے وسوسہ مین آوے اور گمان کرے کہ ہم مجبور
ہین تو اُس سے پوچھا جائیگا کہ تیری کیا مراد ہی اگر تیری یہ مراد ہی کہ تو اور پتھر برابر ہی تو یہ صریح باطل ہی اور اگر تیری یہ مراد ہی کہ ہم قدرت پیدا
کرنے کسی فعل کی یا کسی چیز کی نہین رکھتے ہین تو صحیح ہی اللہ تعالےٰ ہی عزوجل خالق ہی پس اگر تیری ارادت و محبت سے اُسنے تجھ مین نیکی پیدا
کردی تو تجھکو اللہ تعالےٰ کا ہزار شکر بلکہ اپنی عاجزی ادائے شکر سے بیان کرنی چاہیے اور اگر تجھ مین بدی پیدا کی تو تجھپر ہزار افسوس ہی
اور تمام مخلوقات سب اللہ تعالےٰ ہی کی پیدا کی ہوئی اُسی کی ملک اور اُسی کے بندے اور اُسی کی مخلوقات ہین وہ جسطرح چاہے کرے کسی کا
کچھ اجارہ نہین ہی اور نہ کسی کا کچھ دعوی ہی اور اگر وہ تمام مخلوقات کو ہلاک کردے تو کچھ ظلم نہین ہی اُسکو اپنی چیز کا اختیار ہی بلکہ وہ ظالم ہی جو اُسکا
کچھ کلام کرے حالانکہ وہ اپنے لکھے ہوئے پرچہ کاغذ کو پھاڑتا ہی اور اگر کوئی مزاحم ہو تو اُسپر نالش کرتا اور اُسکو ظالم ٹھہراتا ہی
کہ کاغذ نہ اسکا پیدا کیا ہوا اور نہ وہ اُسکا معبود خالق ہی نہ کوئی مناسبت ہی اور یہان اللہ تعالےٰ تو خالق مالک اُسکا پیدا کرنے والا ہی
کوئی مثال نہین مل سکتی جو اختیار اللہ تعالےٰ کو اپنی مخلوق پر ہی کسی کو کسی چیز پر نہین ہی کیونکہ مخلوق تو مخلوق کے مثل ہی کسی مخلوق کو
مخلوق پر وہ نسبت کہان سے حاصل ہوگی جو خالق جل شانہ کو اپنی مخلوق پر ہی۔ ای بندۂ خدا تو اپنے رب جل شانہ کے واسطے

وسا[illegible] شیطانی چھوڑ دے اور کوئی نفس ایمان نہین لاسکتا مگر باذن اللہ سبحانہ وتعالے - اور جو کچھ وہ اپنے مخلوق مین چاہتا ہی وہی
[illegible] بندہ مومن سے ایمان ومعرفت چاہی اُسکو معرفت نصیب ہوئی الحمد للہ عزوجل - اور بندہ کافر ومشرک سے حق عزوجل کا انکار
وشرک چاہا اس سے وہی ظاہر ہوا اس سے خلاف نہین ہوسکتا اور یہ اُسکا ارادہ غالب ہی کہ بندہ مومن اس عجیب قدرت کو دیکھتا ہی
اور حق عزوجل کی حمد وثنا کرتا ہی کہ باوجود اسطرح ظہور شان عظمت وجلالت کے دیکھو کہ مشرک وکافر کس طرح منکر ومشرک ہی کہ کسی طرح اُسکے
دل مین حق کا ظہور نہین ہوتا ہی - معرفت اللہ تعالے کی قدرت وسلطنت سے کوئی مخلوق باہر نہین ہی سب اُسکے فرمان کے تحت مین مقہور
ہین ولیکن جسطرح کافر ومشرک قدرت حق عزوجل کے تحت مین روان ہین شرع رحمت مین اُسکا نام معصیت ہی اور جسطرح مومن دیندار
اُسکی قدرت کے تحت مین مطیع ہی اُسکا نام طاعت ہی اور اول فریق جانب ملک جہنم جاتا ہی اور فریق دوم جانب جنت جاتا ہی اور ان
دونون مین کھلا ہوا اختلاف ہی جو وقت موت کے معلوم اور وقت قیامت کے ظاہر ہو جائیگا - معرفت اللہ تعالے کافر کی معصیت سے پاک
ہی اور اللہ تعالے مومن کی طاعت سے پاک ہی ہر ایک نے جو کچھ کمایا ہی اُسی کے ساتھ ہی اور اللہ تعالے ہو الغنی الحمید - اس سے صاف
ظاہر ہوا کہ دنیا مین جو گروہ مختلف مذاہب کے موجود ہین سب اللہ تعالے کی مشیت وقدرت کے تحت مین اُسکے علم قدیم ومشیت کے
موافق موجود ہین اور کوئی اُسکے علم سے باہر نہین ہی اور یہ سب آپس مین جھگڑتے ہین ہر ایک مدعی ہی کہ ہم رحمت کی راہ پر ہین ولیکن انمین
سے رحمت کی راہ پر صرف اللہ تعالے کی معرفت صحیح رکھنے والے اُسکے مومن بندے ہین تو اللہ تعالے قیامت مین سب مجمع مین فیصلہ
کر دیگا اگرچہ ہر شخص کو وقت موت کے ظاہر ہو جائیگا ولیکن ہر جماعت کو اپنی راہ قیامت مین روبرو ہو جائیگی اللہ تعالے نے فرمایا -
اَلَمۡ تَعۡلَمۡ ای بندہ صادق - اور بہتر خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو آپ کے طفیل مین معرفت رکھتے ہین سب سے اقرار کرایا کہ
کیا تو نہین جانتا کہ **اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ** بے شبہہ اللہ تعالے جانتا ہی جو آسمان وزمین مین ہی
ای رب ہان بیشک تو جانتا ہی اور تیری سب شان وصفات اعلی واجل ہین جسطرح تیرے رسول برحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائین
صحیح وسچ ہین مین نے سب کا اقرار کیا اور دل سے مانا الٰہی میرا یہ عہد اپنے نزدیک قبول فرمائے کہ مجھے میری موت کے بعد اور قیامت
کے روز وفا کر دے تو ارحم الراحمین ہی واللھم صل علی محمد عبدک ورسولک وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم **اِنَّ ذٰلِکَ فِیۡ کِتٰبٍ**
یہ سب جو آسمان وزمین مین ہی اللہ تعالے کے یہان کتاب یعنی ام الکتاب مین یا لوح محفوظ مین موجود ہی **اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ**
بے شبہہ یہ تو اللہ تعالے پر بہت آسان ہی یعنی اُسکی شان اعلی واجل پر جب بندے نے دل سے نظر کی تو وہ شان بے انتہا برتر اور بزرگ ہی کہ
جو چیز بڑی سی بڑی کبھی وہ خیال مین لاتا سب اسقدر حقیر ہی کہ اُسکی شان اعلی کے سامنے نظر ہی نہین آتی بلکہ ناپید ہی - ذرہ کی مثال بالکل
لایعنی ہی کیونکہ ذرہ تو آفتاب سے یا آسمان سے کچھ نسبت رکھتا ہی اور اُسکی شان کے سامنے کسی چیز کو کچھ نسبت ہی نہین ہی - لا الٰہ الا اللہ
اللھم غفرانک - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ سنن مین ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول جو
چیز اللہ [illegible] پیدا فرمائی وہ قلم ہی اس سے ارشاد فرمایا کہ ای قلم لکھ اُسنے عرض کیا کہ ای رب جل جلالہ مین کیا لکھون ارشاد فرمایا کہ لکھ جو ہونیوالا
[illegible] پس قلم رواں ہوا اُس چیز کے ساتھ جو قیامت تک ہونیوالا ہی - مترجم کہتا ہی کہ ان احادیث کے سمجھنے والے اہل ایمان ومعرفت ہین کہ
[illegible] شان الوہیت جل جلالہ کی صفات مین سے اس طور پر ظہور پہچانتے ہین اور حدیث مین اشارہ فرمادیا کہ قلم سب ہونیوالے کے ساتھ
[illegible] کوئی شخص جو علم مین لائق نہ ہو اُسکو اپنے واسطے عالمانہ ثواب حاصل کرنے کا وقت ہی کہ اُسکا دل اس نور ایمان سے

Marfat.com

یقین کرے اور اسکو یہ روا نہین ہی کہ اپنے خیالات کو دوڑا وے اور کاتب کے مانند کہ کاک کا قلم اور لکھوانے [illegible]
قیاس کرے کہ جو وہ بتلایا جاوے قلم سے کاتب لکھتا جاوے نہ قلم اُسکے اختیار مین اور وہ قلم مین جان کر لکھے [illegible]
مین معارف ہین ولیکن نہ سمجھ مین آوے تو خود انسان کا قصور ہی اتنی تیری شان قیاس وگمان سے باہر ہی [illegible]
فضل سے رحم فرمائیو سبحانک اللهم وبحمدک انت الحق المبین - ابن ابی حاتم رہنے ابن لہیعہ کے طریق سے سعید بن جبیر سے [illegible]
عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے لوح محفوظ کو مانند سو برس کی راہ کے پیدا کیا اور خلق کو پیدا کرنے سے پہلے قلم کو [illegible]
فرمایا کہ لکھ اور اللہ تعالے جل شانہ اپنے عرش پر تھا پس قلم نے عرض کیا کہ اے رب تبارک وتعالے مین کیا لکھون ارشاد فرمایا کہ لکھ میرا
علم میری مخلوقات مین اُس دن تک کہ قیامت قائم ہوگی پس جاری ہوا قلم اس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالے کے علم مین قیامت تک [illegible]
ہی - یہی اللہ تعالے نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماء والارض الآیہ - ورواہ ابن [illegible]
نے لکھا کہ تمام علم الٰہی جل شانہ سے ہی کہ اللہ تعالے نے اشیاء بیشمار کو اُنکے ایجاد کرنے سے پہلے جانا اور ہر ایک فرد اسکے علم مین [illegible]
اللہ تعالے نے اُسکو مقدر فرمایا پھر اسکو لکھ بھی دیا پس بندے جو کچھ کرتے ہین اللہ تعالے عزوجل نے اُنکے وجود سے پہلے جانا اور جس وجہ سے
اور جس صورت سے کرنے ہین اُسی صورت سے اللہ تعالے کے علم مین تھا پس پیدا کرنے سے پہلے اُسنے جانا کہ یہ شخص اپنے اختیار سے [illegible]
مستقیم رحمت و رضاے حق کی طاعت کریگا اور وہ شخص اپنے اختیار سے اس راہ سے نافرمانی کریگا - مترجم کہتا ہی کہ اول بندہ کو چاہیے کہ
اللہ تعالے کی صنعت عالم ایجاد مین اور اُسکا رزق پہونچانا مثلاً ہر چیز کو خیال کرے پھر صفات غور کرے تو جب وہ اللہ تعالے کے فضل و
کرم پر بھروسا کر کے اُسکی درگاہ مین ادب و عاجزی کے ساتھ اپنے دل مین نظر کریگا تو اپنے رب عزوجل کی عظمت وجلال وکبریائی وکمال
مین متحیر ہو جائیگا مثلاً فرض کرو کہ اس زمین پر جنگل وبیابان بیشمار وپہاڑ وگڈھے وکھوہ وقطعات زمین اور ملک و درخت وہر شاخ و پتے [illegible]
کب سے شروع ہین اور قیامت تک پیدا ہوتے اور مرتے جاوینگے اور کیا کیا چیز ہی اور کیسے کیسے حالات اسپر گذرتے ہین پس پاک ہی وہ
خالق جل جلالہ جسکا علم ان سب کو قیامت تک محیط ہی اور یہ علم کون قیاس کر سکتا ہی ؎ اے برتر از خیال وقیاس وگمان و وہم
وز ہرچہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم ؎ اللہ تعالے کی ایک تعریف مین قیامت تک تمام درخت قلم ہون اور تمام سمندر دوات ہون
اور ایسے صد ہزار بار پیدا ہون اور گھس کر فنا ہون تو کبھی تمام نہو ویسے ہی باقی رہے اور جسکی ماہیت کوئی مخلوق نہ جانے تو اسکی تعریف
کیا کر سکے یہ تو حال اونی معرفت کا ہی کہ عقل وقلب متحیر ہین اور امین گنجایش ہی نہین کہ اندازہ کر سکین سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ [illegible]
اے بھائی جس نے ذرہ برابر اللہ تعالے اپنے رب جل شانہ کو پہچانا کہ اُسی کی قدرت سے یہ چیزین موجود اور اُسی کے قیوم ہونے سے
ان مخلوقات کا قیام ہی اگر اُسکی صفت قیومی کا فیض نہ ہو تو نیست ہو جاوین اور اُسی کے ارادت وخوشی سے [illegible]
مین اُسکی جو صفت وشان ہی ایسے ہی کمال پر بے قیاس ہی تو جب بندہ نے پہچانا اور ایمان لایا تو اسکے [illegible]
گنجایش ہی نہین رہی کیونکہ شرک کی یہان صورت ہی نہین ہی لہذا شرک بضعف ہی کہ اُس نے [illegible]

حق عزوجل نے فرمایا

وَيَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهِۦ سُلۡطَٰنٗا وَمَا لَيۡسَ [illegible]

اور پوجتے ہین اللہ کے سوا ایسے کو جسکی [illegible]

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

اور بے انصافون کا کوئی نہین مددگار اور جب سنائیے انکو ہماری آیتین صاف تو پہچانے منکرون کے منہ

الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ

بری شکل نزدیک ہوتے ہین کہ دوڑ پڑین انپر جو پڑھتے ہین انکے پاس ہماری آیتین تو کہہ مین تمکو بتاؤن ایک چیز اُس سے بُری

ع ۹ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ۧ

وہ آگ ہی اُسکا وعدہ دیا ہی اللہ نے منکرون کو اور بہت بُری ہی پھر جانیکی جگہہ

اللہ تعالے نے مشرکون کے حال سے آگاہ فرمایا کہ وے اپنے رب عزوجل کی معرفت سے تو جاہل رہے۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ اور عبادت کی ایسی چیز کی کہ اللہ تعالے نے اُسکے واسطے کوئی حجت نہین اُتاری مثلاً بت وغیرہ پوجے اور ایسی چیز کی کہ اُسکا اُنکو کچھ علم نہین ہی مثلاً عیسی علیہ السلام کو فرزند بنایا اور مانند اسکے شگون سعد و نحس کے نکالے اور ستارون کی گردش سے پانی برسنا اعتقاد کیا اور ایسے ہی دیگر امور مین تخمینہ و اٹکل پر ایمان لاکر اللہ تعالی سے منکر ہوے اور دین توحید سے مخالفت کی اور اِس اختلاف مین اُنکے پاس علم کچھ نہین ہی سواے اِسکے کہ یا تو اُنھون نے اپنے اگلون سے ہی پایا اور اُسی پر تقلید کرتے آتے ہین یا اپنی راے و تخمینہ سے اٹکل لگائی اور اُسپر جم گئے ہین اور اِنھین دونون باتون کو اپنے واسطے دلیل ٹھہرایا ہی۔ اور اصل اِسمین شیطان کی تسویل و زینت ہی یعنی شیطان نے دلیل کی صورت مین اور حجت مین اُنکے دل پر ظاہر کر دیا کہ یہ استدلال قوی و حجت ظاہر ہی اور جو اِس سے مخالف ہو وہ دین کی زنجیر مین مقید اور دل کا کمزور ہی۔ یہ الٹا معاملہ ان کافرون کے ساتھ ہی کہ حق کو ناحق و باطل سمجھتے ہین اور جو باطل و حماقت ہی اُسکو بہتر و خوب جانتے ہین۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ اور ظالمون کا تو کوئی مددگار نہین ہی۔ جو غضب الٰہی اُنپر طاری ہی اُس عذاب سے چھڑانے والا جیسے کوئی نہین ویسے ہی حالت اُنکی آخرت مین ساتھ ہی کہ وہان عذاب سے چھڑانے والا کوئی نہین ہی۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ اور جب ہماری آیات واضحات اُنپر تلاوت کیجاتی ہین یعنی جیسے اللہ تعالے عزوجل کی توحید و وحدانیت و کمال صفات ظاہر باہر بحجت قطعی ہین تو تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ پہچان لیتا ہی تو کافرون کے چہرون پر ایسا امر جو منکر ہی یعنی ناگواری و ترشروئی و غصہ و انکار اُنکے چہرون سے برسنے لگتا ہی جسکو تو پہچان لیتا ہی۔ کافرون و مشرکون کا یہی حال ہی کہ جب قران کی آیات سے واضح حجت اُنپر تلاوت کیجاتی ہی کہ لا الہ الا اللہ اور اللہ تعالے کے رسول سب برحق ہین اور جو اُنھون نے رسالت پہونچائی سب سچ ہی تو بہت ناگواری سے ترشرو ہوتے اور بڑبڑاتے ہین يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ایسا لگتا ہی کہ حملہ کرین ان لوگون مومنون پر جو ہماری آیات اُنپر تلاوت کرتے ہین بالجملہ جو شخص قران پاک و احادیث صحیحہ کی تفسیر سے اُنپر صحیح دلائل لاتا ہی اُسپر زبان درازی کرتے اور غصہ سے قریب ہوتا ہی کہ اُس سے ہاتھا پائی کرین۔ قُلْ کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ بھلا تم کو آگاہ کر دون اس سے بدتر چیز سے۔ یعنی تمہارے یہان کی ترشروئی و غصہ وغیرہ کی بدصورتی سے بھی بدتر جو تمہارے حق مین ہی اُسکو بتلا دون۔ اَلنَّارُ وہ آگ ہی۔ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ اللہ تعالی نے وعدہ دیا کافرون کو وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور وہ مرجع جان جاؤگے بہت بُرا ہی۔ بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اہل ایمان تلاوت

Marfat.com

مواھب الرحمٰن
اون پر جو تم حملہ کرنے سے برائی ہونچاتے ہو اس سے برتر تمہارے واسطے جو چھپا ہی وہ تم کو بتلا دون
یعنی آیات مین عذاب جہنم کی جو کیفیت مذکور ہی اللہ تعالے اس سے ہر مسلمان کو بچاوے وہان کافرون ومشرکون کی
ہو جائیگی اُسکی ایک ڈاڑھ مثل احد پہاڑ کے ہو جائیگی اور نیچے کا ہونٹھ لٹک کر ناف تک آویگا اور حرارت آگ سے
نکل پڑینگی جسکو جہنم مین کھینچتا پھریگا اور انواع تکالیف وعذاب کے بعض امور سابق مین جابجا مذکور ہو چکے ہین - ف
مین سے بہت اس زمانہ مین وہ ہین کہ ان امور کا اعتقاد دل کی کمزوری کہتے ہین اور اگر وے اپنے باپ دادون سے پوچھ سکتے
کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالے کے بندے صادق الایمان وہ شیر تھے جنھون نے آٹھ برس کے عرصہ مین تمام سلطنتین لوٹ دی
اور تمام کافرون کو مقہور ومطیع کر لیا اور اللہ تعالے کا کلمہ بلند ہوا اور کفر میٹ دیا اور اب تو صدق یقین بہت کم ہی قیامت بہت
قریب ہی اور انشاء اللہ تعالے عنقریب ایک گروہ اہل صدق کا اُنکے مقابل ہوگا کہ اہل کفر اُسکی ہیبت سے تتر بتر ہونگے اور آخر سب
ایمان لاوینگے - اور کیونکر وے لوگ بیدل وکمزور ہوتے کہ آخرت اُنکے روبرو تھی اور دنیا دی حیات سے بیزار تھے اور اب تو حیات
دنیا خوشگوار اور آخرت وموت ناگوار وبیزار سمجھی جاتی ہی الٰہی ہم لوگون کو ایمان پر مستقیم کردے اور تو ارحم الراحمین ہی - ف
فی العرائس فی قولہ تعالے واذا تتلی علیہم آیاتنا بینات الآیہ - حق عزوجل نے بیان فرمایا کہ شواہد ملک وملکوت کے جو موجود نظر آتے ہین
سب کے سب اس انتظار مین ہین کہ خطاب ازل کو سنین اور شوق کے کان لگائے ہین کہ معادن صفات کی خوشبو پاوین یعنی کلام
قدیم سے معطر ہون اور پاکیزہ ارواح سماع غیب کے منتظر ہین کہ اپنے کانون سے سنین اور عقول ملکوتی سے سمجھین پس جب رسول
کریم اشرف الخلق صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو خطاب ازل سے مخاطب کیا تو اُنکے اسرار اور تمام مخلوقات کے اسرار منجذب ہوکر
مواقع خطاب کی طرف جاتے ہین اور نور حق جل شانہ اُنپر پڑتا ہی پس وہان سے منور بنور صفات ہو جاتے ہین اور یہ نور اُن عارفون
کے چہرون سے ظاہر ہوتا ہی جو اس حال مین واصل ہین ولیکن دیکھنے والے وہی لوگ ہین جنکی نظر قابل انوار ملکوتی ہی اور نور خطاب
سے موجودات کا ہر ذرہ اُنکو نظر آتا ہی - رہے وہ لوگ جو غبی جاہل وبارگاہ کبریائی ازلی سے ملعون مردود مطرود ہین وہ تو تاریکی جہالت
مین نور سے بہت دور پڑے ہین اور پردہ ضلالت اُنکو قہر کے ظلور مین ڈھانپے ہوے ہی اُنکے کان البتہ سماع قرآن سے بوجہ بغض امتحان
محجوب ومحروم ہین اور انکار سے اُنکے اسرار کی سیاہی اُنکے چہرون سے ظاہر ہوتی ہی جس بندے کو اللہ تعالے نے بصیرت عطا فرمائی
ہی وہ اسکو دیکھ لیتا ہی اور ان کافرون کی کمال شقاوت سے یہ بات ہی کہ نور جلال وازل وکمال مین سے کچھ نہین پہچانتے مین کاش
وے مصدر قہریات ہی کو پہچانتے جس نے اُنکو اس میدان غفلت مین خوار کیا ہی کیونکہ اگر وے اپنے معادن فطرت کو پہچانتے تو قرآن
وغیرہ جسکا ظہور معادن لطف سے ہوا ہی اس سے مخالفت نہ کرتے کیونکہ جمیع مصادر ازلیہ جمیع وجوہ سے واحد ہین - شیخ ابوبکر بن طاہر نے
فرمایا کہ جو لوگ رب عزوجل سے اعراض کرتے ہین اُنپر آثار وحشت وتاریکی کے ظاہر ہونے مین کیونکہ نور سے خلاف ظلمت کا ظہور ہوتا ہی کیونکہ ظاہر
پر روشنی اسرار کی ہی اور اسرار کو روشنی صرف نور حق جل شانہ سے ہوتی ہی پس جس شخص کا سر باطن ہی نور سے خالی ہو تو اسکے اسرار کے آثار
نور کہان سے ظاہر ہونگے اور جب بجاے نور کے باطن مین سیاہی ہو تو اُسکے ظاہر پر بھی سیاہی ظاہر ہوگی پھر جو شخص اپنے عمل سے
جو کوئی عوض واجرت ومخلوق چیز کو نظر مین رکھے وہ تاریکی مین رہیگا جب تک کہ وہ حق عزوجل کے واسطے اخلاص نہ کرے اور
اُسکے ساتھ کسی کو مشاہدہ نہ کرے تو اسوقت البتہ اُسپر مشاہدہ حق عزوجل کا نور ظاہر ہوگا - پھر حق عزوجل نے

کے واسطے مثل بیان فرمائی

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اے لوگو ایک کہاوت کہی ہو اُسکو کان رکھو جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سواے

لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَـيْــــًٔا

ہرگز نہ بنا سکین ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہون اور اگر کچھ چھین لے اُنسے مکھی

لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ

چھڑا نہ سکین وہ اُس سے بودا ہی چاہنے والا اور جنکو چاہتا ہی اللہ کی قدر نہین سمجھی جیسی اُسکی قدر ہی

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

بیشک اللہ زورآور ہی زبردست

اللہ تعالے نے شرک کرنے والون کی عموماً اور بت پرستون کی خصوصاً مثل بیان فرمائی جس سے مشرکون کی جماعت اور اُنکے معبودات کی عاجزی وبتون کی حقارت واضح ہوتی ہی پس خطاب فرمایا کہ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ یعنی عاقلون کی طرح خطاب کیا تاکہ ہوش گوش عقل کی راہ سے ملازم ہون اور شرم کرکے اچھی طرح سنین اور حماقت پر نادم ہون لہذا فرمایا کہ اے لوگو ضُرِبَ مَثَلٌ ایک مثل بیان کی گئی ہی یعنی جسکو مشرکین پوجتے ہین اُسکے واسطے مثل بیان کی گئی ہی۔ نحاس رح نے کہا کہ احسن تفسیر یہ ہی کہ اللہ تعالے نے مشرکون کے سمجھانے کو مثل بیان کی اُسکی جسکو سواے اللہ تعالے کے پوجتے ہین یعنی تمہارے اور تمہارے معبودات کی مثال بیان کی گئی۔ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ سو تم اُسکے سُننے کو کان لگاؤ۔ یعنی غور سے سنو اور سمجھو یہ مثل بیان کرکے سمجھانا اسی واسطے زیادہ مفید ہی کہ جلدی سمجھ مین آجاتا ہی لیکن شرط یہ ہی کہ سُننے والا غور سے سنے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا جن لوگون کو تم سواے اللہ تعالے کے پکارتے ہو وے ہرگز پیدا نہین کرسکتے ہین ایک مکھی۔ وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ اگرچہ وے سب اس کام کے واسطے جمع ہوجاوین۔ بعض نے کہا کہ ماسواے اللہ تعالے کے جنکو پکارتے ہین مراد اُنسے بت ہین اور وہ خانہ کعبہ کے گرد جمع تھے۔ ایک قول یہ کہ مراد وے سردار کفار ہین جنکی پیروی کرتے اور وے اُنکو راہ اسلام سے روکتے تھے۔ ایک قول یہ کہ مراد شیاطین ہین جنھون نے اُنکو بت پرستی وشرک پر آمادہ کیا تھا۔ قول اول تمام سیاق سے مناسب ہی۔ لن يخلقوا مین لن سے نفی واسطے تاکید کے ہی گویا فرمایا کہ ان لوگون سے مکھی پیدا کرنا محال ہی۔ مکھی کی تخصیص واسطے اہانت کے ہی کہ ایسی حقیر چیز بھی نہین پیدا کرسکتے۔ اور جانورون مین مکھی بہت نادان ہی کیونکہ وہ ہلاکت مین کودپڑتی ہی اور چالیس روز زندہ رہتی ہی اور اصل مین وہ عفونت سے پیدا ہوتی ہی پھر اُسکی نسل جوڑے سے چلتی ہی۔ حدیث صحیح مین ہی کہ اُسکے ایک پر مین بیماری ہی اور دوسرے پر مین اُسکے شفا ہی ولیکن وہ اپنا وہی پر مارتی ہی جسمین بیماری ہی اور جب کھانے مین گرپڑے تو چاہیے کہ اُسکو غوطہ دیکر نکال کر پھینکدے۔ اور سورہ نحل مین گذرا کہ مکھیون کے جملہ اقسام جہنم مین ہین سواے شہد کی مکھی کے۔ اور حدیث طبرانی وغیرہ مین ہی کہ کل موذی فی النار۔ یعنی ہر موذی دوزخ مین ہی۔ سیوطی رح نے بدور مین کہا کہ اسنادا اچھی ہی اور اسکے دو معنی ہوسکتے ہین ایک یہ کہ جو شخص یا جو چیز موذی ہی وہ جہنم مین جائیگی دوم یہ کہ ہر چیز وجانور جس سے ایذا ہو جیسے مکھی وغیرہ سب جہنم مین رکھی جاویگی۔ الحاصل یہ معبودات ایک حقیر مکھی کو بھی نہین پیدا کرسکتے ہین اگرچہ سب کے سب مجتمع

کرانکی کوشش کرین - پھر جب انہین پیدا کرنے کی قدرت نہین ہو تو کسی چیز اور کسی فعل کے پیدا کرنے کی قدرت نہین
پہونچانے بافر پہونچانے کی بھی قدرت نہین ہو کیونکہ یہ افعال بھی پیدا کیے جاتے ہین تو جب پیدا کرنے کی قدرت ہی نہین تو
چیز نہین پیدا کر سکتے ہین - پھر مکھی وغیرہ جانور سے اسواسطے عاجزی بیان کی کہ وہ بالکل ظاہر ہو بخلاف افعال کے کہ انمین التباس ہو اور
وجہ یہ ہو کہ افعال تو آدمی کے اندر پیدا کیے جاتے ہین یعنی اسکے ہاتھ پانوّن وزبان کی حرکات دینے سے فعل کیا پیدا کیا جاتا ہو اور آدمی
کے قلب مین اسکا ارادہ ڈالا جاتا ہو تو آدمی نادانی سے یہ سمجھتا ہو کہ اس فعل کو مین نے پیدا کیا اور یہ التباس اسی فعل مین ہو جو آدمی کے
اندر پیدا ہو بخلاف مکھی وغیرہ کے جو آدمی سے باہر ہین بلکہ جو افعال آدمی سے باہر کسی جانور مین ہین انکو آدمی نہین پیدا کر سکتا ہو لیکن
جانور کا خود پیدا کرنا بالکل واضح ہو کہ وہان چارناچار آدمی کو اقرار ہو کہ کوئی اسکو نہین پیدا کر سکتا ہی - پھر اللہ تعالے نے تنبیہ فرمائی
کہ ایسے ہی وہ افعال کے پیدا کرنے سے بھی عاجز ہین چنانچہ فرمایا - **وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ**
یعنی کمال درجہ کی عاجزی ہو کہ اگر مکھی انسے کوئی چیز چھین لیجاوے تو اس سے چھڑا نہین سکتے ہین - ابن کثیر رح نے کہا یعنی ان بتون کو
مکھی سے مقابلہ کی اور اس سے انتقام کی طاقت بھی نہین ہو چنانچہ جو کچھ خوشبو وغیرہ انپر لگی ہی اگر اسمین سے کچھ مکھی لیجاوے پھر یہ چاہین
کہ اس سے چھین لین تو ہرگز اسپر قابو نہ پاوینگے - حالانکہ مکھی نہایت کمزور ضعیف ہو **ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ**
ابن عباسؓ نے کہا یعنی ضعیف ہو بت اور مکھی - اسی کو ابن جریر رح نے اختیار کیا اور یہی ظاہر سیاق ہو - سدی وغیرہ نے کہا کہ
ضعیف ہو عبادت کرنے والا اور اسکا مطلوب بت - خطیب رح نے لکھا کہ کفار قریش کی جہالت وبیوقوفی ظاہر کرنے مین یہ آیت بہت
بلیغ ہو اور صاف ظاہر ہو کہ شیطان نے انکو فریب صریح دیا کہ انہون نے الوہیت کا وصف ایسی مورتون مین ٹھہرایا جنکو یہ قدرت
نہین ہو کہ نہایت ضعیف وکمزور ایک مکھی کو پیدا کرین اور اگرچہ سب مجتمع ہو کر چاہین تو بھی نہین پیدا کر سکتے حالانکہ الوہیت کا وصف درحقیقت
اسکے واسطے ہو جو سب مقدورات پر قادر ہو اور سب معلومات کو محیط ہو - پھر اس سے بھی زیادہ یہ واضح ہو کہ اگر مکھی انسے کچھ چھین لے
تو اس سے واپس نہین لے سکتے ہین - اقول یعنی یہ مکھی جو اللہ تعالے نے پیدا کی کیسی حقیر وذلیل چیز ہو وہ ان بتون سے بہتر ہو کہ اس سے
یہ بت کچھ نہین چھین سکتے ہین اور وہ انسے چھین لیجاتی ہو - یہ نہایت عجیب بات ہو جو ضرب المثل قرار پائی ہو - اور یہ اول دلیل شیطان
کے انکے دلون پر حاوی ہونے کی ہو اور وسوسہ شیطانی کا ثبوت اس سے بالکل واضح ہو - خطیب نے ذکر کیا کہ ابن عباس رض سے
روایت ہو کہ مشرک لوگ بتون کو زعفران سے طلا کرتے اور انکے سرون کو شہد سے طلا کرتے تھے اور دروازے بند کر دیتے تھے پھر
سوراخ سے کبھی مکھی گھسکر چاٹ جاتی تھی - ابن زید نے کہا کہ بتون کو نہلاتے اور انکو جواہرات وہاتھ پتو وغیرہ کے زیور پہناتے اور
اقسام کی خوشبو سے طلا کرتے تھے پس اکثر اوقات مکھیان اسکو چاٹ جاتین اور انپر گوہ لگتی تھین پھر ان بتون مین کیا تھا کہ مکھی کو
اپنی چیز لینے یا روک سکتے - مترجم کہتا ہو کہ یہی حال تمام مخلوق کا ہو فرق اسی قدر التباس کا ہو کہ بتون مین تعظیم ظاہر ہو اور
مین التباس ہو پھر جس نے بتون وغیرہ مین سمجھ لیا اللہ تعالے نور ایمان سے اسکو سمجھ دیتا ہو کہ وہ موثر حقیقی ہے اللہ تعالے
کو جانتا ہو اور وہ کسی مین الوہیت نہین خیال کرتا کیونکہ محال ہو بلکہ الوہیت صرف اللہ تعالے ہی مین جانتا ہو
نے اللہ تعالے کو کچھ نہین پہچانا کہ اسکے ساتھ ان بتون وغیرہ کو جنکا یہ حال ہو شریک کر مانا وقال تعالے
حَقَّ قَدْرِهِ نہین تعظیم جانی انہون نے اللہ تعالے کی جو حق اسکی تعظیم کا ہو

Marfat.com

الوہیت مین شریک مانا حالانکہ بالکل مباینت ہی - اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ بے شبہہ اللہ تعالے قوی ہی جو چاہے
اور جو چاہا پیدا کر دیا اور وہی سب پر غالب ہی اور تمام مخلوق اُسکے قبضۂ قدرت مین عاجز مسخر مقہور ذلیل ہین بدین معنی کہ جو اُسنے
ان سے چاہا لامحالہ وہ اُسی کی فرمانبرداری مین ہی - پھر اپنے کرم و معزز بندون سے وہ چاہا جس سے اُنکو شرف و اکرام دیا ہی
شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ حق عز و جل فرماتا ہی کہ اُس سے بدتر ظالم کون ہی کہ وہ چلا کہ میرے مخلوق
کی مانند بناوے سو وہ پیدا کرین مثل میرے پیدا کرنے کے ایک چیونٹی یا ایک مکھی یا ایک دانہ - و رواہ البخاری و مسلم نحوہ خطیب
و کلبی رح نے ایسی آیات مین کہا کہ اِن آیات مین یہودی احبار کا رد ہی کہ اُنھون نے باوجود بڑے دعوی علم کے اللہ تعالے کو کچھ
نہین جانا چنانچہ کہتے تھے کہ جب اللہ تعالے آسمانون و زمین کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو چت لیٹ کر اُسنے آرام کیا اور اپنا ایک
پاؤن دوسرے پاؤن پر رکھا - مترجم کہتا ہی کہ یہ یہودی ہون یا نصرانی ہون معرفت الٰہی جل شانہ سے محض جاہل ہین اُنھون نے
اپنے خیال کے اندر ایک تصویر بنائی اور اللہ تعالے جل شانہ کو مخلوق سے مشابہت دیکر بس اسقدر قرار دیا جیسے کوئی بڑا بادشاہ
ہوتا ہی اور یہ نہین جانا کہ ہفت اقلیم کا بادشاہ اور تمام مخلوق و ملائکہ کوئی ہو سب اُسکی مخلوق ہی وہ پاک ہی کوئی چیز اُس سے مشابہ نہین
ورنہ کوئی چیز اُسکے مانند ہی اور اللہ تعالی نے ان آیات مین ان لوگون کے خیالات کو مردود بتلایا اور فرمایا کہ وما مسنا من لغوب - ہمکو
کوئی تکاوٹ چھو نہین گئی - امام رازی رح نے کہا کہ اِن جاہلون نے جو اپنے آپ کو عالم سمجھتے تھے اسوجہ سے ایسی کفریہ باتین کہین
اُنھون نے لا الٰہ الا اللہ کو نہین پہچانا بلکہ اللہ تعالے کو مشابہ مخلوق کے قرار دیا کیونکہ اُنھون نے اللہ تعالے کو خیال مین محدود کرنا
چاہا اور اہل ایمان کو اللہ تعالے نے ہدایت فرمائی کہ وے اللہ تعالے کو ہر چیز کے ساتھ تشبیہ و تمثیل وغیرہ سے پاک جانتے ہین
پس واجب ہی کہ بندۂ مومن عالم ہو یعنی اللہ تعالے کی معرفت سے جاہل ہو یعنی یہودی عالمون کو اللہ تعالے نے فرمایا کہ وے اللہ تعالے
پر ایمان نہین لائے بقولہ قاتلوا الذین لایومنون باللہ الآیہ - پس مومن وہ ہی کہ اللہ تعالے پر ایمان لایا اُسکو ضرور یقین کرنا چاہیے
کہ اللہ تعالے کی ذات کسی سے مشابہ نہین ہی - اِس اعتقاد سے وہ ان کافرون سے علحدہ ہوگا جو اللہ تعو کو تشبیہ دیتے ہین اور اللہ تعالی
کی صفات سے کوئی چیز مشابہ نہین ہی پس وہ کرامیہ فرقہ سے علحدہ ہوگا اور اللہ تعالے کے افعال سے کوئی کسی کے افعال مشابہ نہین ہین
پس معتزلہ فرقہ سے علحدہ ہو جاوے پس اللہ تعالے کے افعال سراسر حکمت ہین ولیکن اُسکی کوئی غرض نہین اور نہ کوئی چیز اُسکو داعی
و باعث ہوئی ہی اور نہ اُسکے واسطے تعریف یا مذمت کا استحقاق ہی شیخ عارف ابو القاسم انصاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حق جل شانہ
کے اوصاف کامل خوب اور بے مثال ہین کوئی وہم بھی اُنکو تصور مین نہین لا سکتا ہی اور کسی کا فکر و قیاس و گمان اُسکو تصور نہین کر سکتا ہی
اور کسی عقل مین اُنکی کوئی مثال نہین مل سکتی ہی اور کوئی زمانہ اُنکو ادراک نہین کر سکتا اور کوئی جہت و طرف اُنکو احاطہ نہین کر سکتی ہی اور نہ کسی
حد سے محدود ہین ہو اللہ احد اللہ الصمد ذات اُسکی صمدی اور صفات اُسکے سرمدی ہین - سب کا مرجع اُسی کی طرف ہی لا الٰہ الا ہو
له الحمد فی الاولی و الآخرۃ - ف - فی العرائس فی قولہ تعالے وان یسلبھم الذباب الآیہ اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ مخلوق اُسکے
عزت قدیم کبریائی کے تحت مین ذلیل ہی تاکہ جو بندہ عزت سرمدی چاہے وہ ان ذلیل و ضعیف کی طرف منھ نہ رکھے کیونکہ
عزت ازلیہ احدیہ سے ممنوع ہی کسی مخلوق مین یہ قوت نہین ہی اور مخلوق کے واسطے مشیت و قدرت کہان سے آوے کیونکہ سب تو
عاجز و ذلیل ہین اور سب اُسی کی عزت و جلال کے اسیر ہین اُسنے خلق کو اپنی طرف و جلال کی طرف دعوت فرمائی اور

حدوث محتاج ذلیل کی طرف منھ کرنے سے منع فرمایا تاکہ عزت ربوبیت کو پہچانیں اور خلقت کے ذلیل ہونے کو جانیں
کہا کہ اس کلام پاک سے مخلوق کو اُنکی مقدرت پر تنبیہ کیا چنانچہ کوئی شخص جو کیسی ہیبت و سطوت و عظیم سلطنت کا مدعی ہو
کمزور سے احتراز ممکن نہیں ہو یعنی بڑے بادشاہ کو مکھی سے بچاؤ نہیں ہو اور جو وہ لے بھاگے اُس سے چھین لینے کی طاقت نہیں
عاجزی و کمزوری کو پہچانے اور اپنی عبودیت و ذلت کو جانے اور کسی آدمی پر اپنی دنیا کی وجہ سے فخر نہ کرے ۔ شیخ …
کہ یہ دونوں طالب و مطلوب ضعیف ہیں ۔ پھر اللہ تعالے نے مخلوق کی عاجزی و ذلت بیان کرنے کے بعد اپنے جلال کبریائی …
بیان فرمایا اور سوائے خود حق عزوجل کے کوئی اُسکو نہیں پہچان سکتا ہو بقولہ تعالے ما قدروا اللہ حق قدرہ ۔ حق عزوجل … امام …
و عقول سب کو درمیان سے زائل کر دیا کہ اُسکی عظمت و جلال کا ادراک کسی سے ممکن نہیں ہو ۔ مترجم کہتا ہو کہ حدیث صحیح میں …
ما عرفناک حق معرفتک ۔ ہم نے تجھے نہ پہچانا جیسے چاہیے ہو ۔ پس اس آیت سے کیا مراد ہو تو جواب یہ ہو کہ حدیث صحیح میں اصطلاح اللہ تعالے
کی قدر کو پہچانا کہ ایسی عظیم شان ہو کہ ہم نہیں پہچان سکتے ہیں بخلاف کافروں کے کہ اُنھوں نے مخلوق سے مشابہت دی کہ اوروں میں
الوہیت ثابت کی شیخ نے کہا کہ جب مشرکوں نے غیر کی طرف توجہ کی تو اللہ تعالے نے تنبیہ کی کہ ایسی چیز کی طرف مت متوجہ ہو جسکو قوت
از لیہ و عزت سرمدیہ نہیں ہو ۔ ان اللہ لقوی عزیز ۔ عزت و قوت صرف اللہ تعالے ہی کو ہو واسطی رح نے کہا کہ حق عزوجل کی قدر کو فقط وہی
عزوجل پہچانتا ہو کوئی اور نہیں پہچان سکتا ہو اور اُسکی قدر کو کون پہچان سکتا ہو حال تو یہ ہو کہ اللہ تعالے کے رسولوں و انبیاء و صدیقین
و اولیاء کی قدر کو نہیں پہچان سکتے ہیں ۔ پھر اللہ تعالے کی معرفت قدر یہ ہو کہ اللہ تعالے کے سوائے غیر کی طرف التفات نہ کرے اور اُسکی
یاد سے غافل نہ ہو اور اُسکی طاعت میں فتور نہ کرے اور جب یہ کیا تو اُسکی ظاہری قدر کو بندہ نے پہچانا اور رہی حقیقت قدر تو وہ سوائے
حق عزوجل کے کوئی نہیں پہچان سکتا ہو ۔ پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے نے ملائکہ اور آدمیوں سے رسول برگزیدہ کیے
ہیں جو لوگوں کو آگاہ فرماتے ہیں کہ وے عاجز ہیں اللہ تعالے کی ذات و صفات کا ادراک نہیں کر سکتے ہیں اور اللہ تعالے تو ہی عزیز ہی
خطیب نے سراج میں کہا کہ جب اللہ تعالے نے آلہیت سے آگاہ فرمایا تو پھر نبوت سے آگاہی دی بقولہ تعالے ۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

اللہ چھانٹ لیتا ہو فرشتوں میں سے پیغام پہونچانیوالے اور آدمیوں میں سے اللہ سنتا ہو دیکھتا جانتا ہو جو اُنکے

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

آگے اور جو اُنکے پیچھے اور اللہ تک پہونچ ہو ہر کام کی

امام رازی رح نے کہا کہ جب اول میں بتوں کی عبادت کو باطل بیان فرمایا تو مشرکوں کے زعم میں اکثر آدمیوں سے ہونے … اللہ
کی شرکت و عبادت کو باطل کیا ۔ شیخ جلال محلی رح نے لکھا کہ جب مشرکوں نے کہا کہ ءانزل علیہ الذکر من بیننا الآیہ یعنی کیا ہمارے درمیان
میں اس طفل یتیم پر ذکر نازل ہوا ۔ کہنے والوں کا سردار ولید بن المغیرہ تھا تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا ۔ خطیب نے کہا … کر …
تو اللہ تعالے کو ہو وہ ملائکہ اور آدمیوں میں سے جسکو چاہتا ہو رسالت کے واسطے چھانٹ لیتا ہو اور وہی خوب جانتا ہو کہ …
کہاں رکھتا ہو ۔ **اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا** اللہ تعالے اختیار کرتا …
کو ۔ یعنی اپنے اختیار سے ملائکہ میں سے رسول بناتا ہو جیسے جبرئیل و اسرافیل و میکائیل و عزرائیل

Marfat.com

... لوگون مین سے رسول بناتا ہے۔ جیسے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ و علیہم اجمعین۔ شاید یہ مراد ہو کہ ملائکہ کو انبیاء کی ... بھیجتا ہے اور انبیاء کو لوگون کی طرف ارسال فرماتا ہے یا یہ معنی ہون کہ انبیاء کی رسالت لوگون کی طرف واسطے تعلیم توحید و معرفت ہے اور ملائکہ کی رسالت لوگون کی طرف واسطے اُنکے منافع یا قبض ارواح یا ارسال عذاب وغیرہ کے ہے اور مترجم کہتا ہے کہ کوئی طریقہ خاص کا بیان نہین ہے بلکہ اسقدر ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رسالت ملائکہ اور انبیاء دونون مین جاری ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین کسی قوم کی طرف رسول نہین ہین بلکہ مانند بلا و غضب و قہر کے باذن الٰہی کسی شخص یا قوم پر مسلط ہو جاتے ہین اور شیطان اپنے اتباع کو واسطے گمراہی کے بھیجتا ہے مگر یہ شیاطین سب ملعون ہین انمین سے کوئی مصطفےٰ نہین ہو سکتا ہے عکرمہ رح سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو کلام کے ساتھ اور ابراہیم کو خلت کے ساتھ برگزیدہ کیا۔ (کلیم اللہ کیا ۱۲ خلیل اللہ کیا) رواہ الحاکم و صححہ۔ انس رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران صفی اللہ ہے۔ رواہ الحاکم و صححہ۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول جو اسکا پیغام پہونچاتے ہین تو وہ جسطرح پہونچاتے ہین اللہ تعالیٰ سنتا و دیکھتا ہے اور لوگ جو رسول کو جواب دیتے ہین اور جس طرح پیش آتے ہین اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے اُسکے علم قدرت سے کوئی ذرہ پوشیدہ نہین ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے رسول سب معصوم ہین سب اللہ تعالیٰ کی رسالت کو جس طرح چاہیے پہونچاتے ہین اُسکے بندون کے ساتھ خالص خیرخواہی کرتے ہین اور اُنپر عذاب نہین چاہتے ہین دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ الٰہی میری قوم کو ہدایت کر دے کہ وے تو جانتے نہین ہین پس اللہ تعالیٰ سمیع بصیر ہے جن بندون کو اُسنے برگزیدہ کیا ہے تو ہر حال مین امتحان مین لائق و مطیع و منقاد ثابت ہوے ہین اور گناہ سے معصوم ہین پس اللہ تعالیٰ نے رسالت کو اپنے علم برحق کے موافق اپنے موقع پر رکھا ہے۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو اُنکے روبرو ہے اور جو پیچھے ہے ایک قول مین معنی یہ کہ جو اعمال اُنھون نے پہونچائے اور جو ہونگے دوم یہ کہ جو پہونچائے اور جو چھوڑے۔ سوم یہ کہ جو گذرے اور جو کرینگے۔ اور چہارم جو اُنکے روبرو ہے دنیا ہے اور جو پیچھے ہے وہ آخرت ہے۔ پنجم اور یہی معنی راجح ہین کہ روبرو سے مراد آخرت ہے اور پیچھے جو چھوڑ چکے ہین۔ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور مرجع امور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔ خطیب نے لکھا کہ قولہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم یعنی رسول جس بات پر مطلع ہین اور جو اُنسے پوشیدہ ہے اللہ تعالیٰ سب پر حاوی ہے تو وے بدون اذن الٰہی کے کچھ نہین کر سکتے ہین و قولہ والی اللہ ترجع الامور۔ یعنی جس دن اللہ تعالیٰ فصل القضاء کے واسطے قیامت مین تجلی فرماویگا تو مرجع امور کا اُسی کی طرف ہوگا پس امر الٰہی بدون کسی خفاء کے ظاہر ہوگا اور جس چیز کا صدور ہوگا وہ عین عدل کے ساتھ ہو ہر شخص پر ظاہر ہوگا اور اُس روز کسی کو دوسرے کی طرف التفات نہ ہوگا۔ خطیب نے لکھا کہ قولہ ترجع الامور۔ مین ابن عامر و حمزہ و کسائی کی قرأت بفتح التاء و کسر الجیم ہے اور باقیون کی قرأت بضم التاء و فتح الجیم ہے۔ ف — فی العرائس فی قولہ تعالیٰ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا الآیہ۔ ملائکہ واسطۂ انبیاء ہین اور انبیاء واسطہ عموم لوگون کے ہین اور اولیاء فقط اولیاء کا واسطہ ہین۔ پھر جبکہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ملک و امر فقط حق سبحانہ تعالیٰ کے واسطے ہے تو ایسے بندون کو خطاب فرمایا جو دین الٰہی پر چلتے ہین اور لوگون مین سے وہی مخلص ہین۔ اور چونکہ رجوع الامور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے تو بندون مین عصیان کرنے واسطے باز رہین اور طاعات پر متوجہ ہون لہذا فرمایا بقولہ تعالیٰ

حمیدی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا

ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو

تُفْلِحُونَ ۝ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ

بھلا پاؤ اور محنت کرو اللہ کے واسطے جو چاہیے اُسکی محنت اُسنے تمکو پسند کیا

فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ

دین مین کچھ مشکل دین تمھارے باپ ابراہیم کا اُسنے نام رکھا تمھارا مسلمان

مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ

پہلے سے اور اس قرآن مین تا رسول ہو بتانے والا تمپر اور تم ہو بتانے والے

عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ

لوگون پر سو کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور بھروسے رہو اللہ کے وہ تمھارا صاحب ہی

فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝

سو خوب صاحب ہی اور خوب مددگار

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے ایمان والو۔ خطاب یہان مومنین کو یا تو اسوجہ سے کہ وہی اللہ تعالی کے واسطے نماز پڑھتے ہین یا اسوجہ سے کہ آپر شرع نماز کی اسطرح مقرر کرنا مقصود ہی کہ ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا رکوع کرو اور سجدہ کرو یعنی دونون کو جمع کرو۔ خطیب نے ذکر کیا کہ ابن عباس رض سے روایت کی جاتی ہی کہ ابتداے اسلام مین سجدہ کرتے بغیر رکوع کے یا رکوع کر لیتے بدون سجدہ کے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ مترجم کہتا ہی کہ اشعار فی الجملہ اس اثر محمد بن اسحق سے بھی پایا جاتا ہی جو زہری رح سے مرسل روایت کیا کہ سورہ والنجم کی قرأت مین جب مشرکون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا تو حبشہ تک یہ افواہ پہونچی کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے اور انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسوقت نماز مین اسقدر تخفیف تھی خطیب وغیرہ نے اسکی تفسیر مین کہا کہ مراد ارکعوا واسجدوا سے نماز ہی یعنی تم وہ نماز پڑھو جو اللہ تعالی نے تمھارے واسطے شروع کی ہی کیونکہ نماز بدون رکوع وسجود کے نہین ہوتی ہی اور مترجم کہتا ہی کہ جمہور کے نزدیک یہ سورہ مدنیہ ہی تو یہ زیادہ موید اس امر کے لیے ہی کیونکہ نماز مدینہ مین اول سے مشروع بارکان رکوع وسجود تھی۔ اور سورہ والنجم سے پہلے معراج مین اسکا فرض ہونا معروف ہی لہذا امام ابو حنیفہ وسفیان ثوری وغیرہم نے کہا کہ مراد یہان رکوع کے ساتھ سجدہ ہی اور یہ سجدہ صلوتیہ ہی نہ سجدہ تلاوت۔ اور امام شافعی واحمد رح نے کہا کہ یہان سجدہ تلاوت بھی مسنون ہی۔ خطیب نے کہا کہ یہی قول عمر وعلی وابن عمر وابن مسعود وابن عباس کا ہی [illegible] کہ اماموں نے سورہ حج کے اس دوسرے سجدہ مین اختلاف کیا ہی کہ یہ مشروع ہی یا نہین اور ہم نے سابق مین [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کر دی کہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا سورہ حج کو دو سجدون سے فضیلت دی گئی ہی [illegible] ہان اور جو کوئی انہین سجدہ نہ کرے تو وہ ان دونون کو نہ پڑھے۔ خطیب رح نے کہا کہ بیضاوی رح [illegible] سے جو اوپر مذکور ہوئی استدلال کیا تو یہ استدلال ضعیف ہی کیونکہ اس حدیث کو ترمذی رح نے روایت کیا

[اور] صحیح ابن کثیر رح نے ترمذی کے ضعیف کرنے کو نہ مانا اور اسکو منظور فیہ قرار دیا اور مترجم نے وہین لکھدیا ہو کہ امام مخرج کا تضعیف اور تعمل ہونا چاہیے الا آنکہ دوسری اسناد صحیح موجود ہو ورنہ امام مخرج حدیث بہ نسبت دوسرون کے اس حدیث کے علل سے زیادہ واقف ہو واللہ اعلم۔ خطیب نے کہا کہ جن ائمہ نے یہان سجدہ نہین کیا وے کہتے ہین کہ یہان رکوع کا سجود سے ملان ہو اور یہ دلیل ہو کہ نماز مراد ہو نہ سجدہ تلاوت۔ پھر واضح ہو کہ نماز چونکہ راس العبادات ورکن اسلام ہو لہذا اُسکی تاکید کو مقدم فرماکر پھر دیگر عبادات کے واسطے عام حکم فرمایا بقولہ۔ وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ یعنی جمیع عبادات بجالاؤ جنکا اللہ تعالے نے تم کو حکم فرمایا ہو۔ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ اور بہتری کو کرو۔ مفسرین نے لکھا کہ یعنی جو خیر ہو اُسکو بجالاؤ اور یہ حکم واجب وسنت ومستحب سب کو شامل ہو۔ اور بعض نے کہا کہ خیر سے یہان مندوب مراد ہین۔ مترجم کہتا ہو کہ اولی یہ ہو کہ اسمین وہ بھی شامل ہو جو عبادات مین احسن ہو یعنی ہمیشہ بہتر کا قصد کرو مثلاً وضو مین پانون دھونا بہ نسبت مسح موزہ کے افضل ہو اور قیام سے نفل پڑھنا بہ نسبت بیٹھنے کے افضل ہو تو بہتر کا قصد رکھو بمانند قولہ تعالے وامر قومک یاخذوا باحسنہا الآیہ۔ خطیب نے کہا کہ مانند صلہ رحم وعیادت مریض ودیگر اخلاق حسنہ وغیرہ کے بجالاؤ۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اس امید پر کہ تم کو فلاح نصیب ہو۔ یعنی جب تم یہ سب کرو تو فلاح کے امیدوار رہو۔ وہ جنت ہو پس طمع کرو اپنے رب عزوجل کے فضل کے ساتھ اور اسپر یقین مت کرلو اور اعمال پر بھروسا مت کرو۔ امام ابو القاسم انصاری نے کہا کہ یہ امید کا کلمہ آگاہ کرتا ہو کہ کمتر ایسا ہو کہ آدمی سے اداے فرائض مین تقصیر ہو اور وہ یقین نہین کرسکتا کہ جو اُسنے کیا ہو وہ اللہ تعالی کے نزدیک مقبول ہو کیونکہ انجام کار مخفی ہو اور یہ جو کیا وہ تو جوجس واسطے مخلوق ہو وہ کام اُسپر آسان ہوگیا ہو اور میسر آگیا ہو یعنی بدلیل قولہ علیہ السلام کل میسر لما خلق لہ۔ جسکے واسطے جو پیدا کیا گیا ہو وہ اُسکو میسر ہو۔ حاصل آنکہ یہ امور تو وہ ہین کہ اللہ تعالے نے ہم کو شرع مین اسکا مکلف فرمایا ہو جنت ان اعمال کا نتیجہ نہین ہو بلکہ قبول الٰہی کا نتیجہ ہو اور قبول ہونا امر دیگر ہو اور وہ اللہ تعالے کے فضل پر ہو۔ حدیث صحیح مین ہو کہ کسی کو اُسکے اعمال جنت مین داخل نہ کرینگے یعنی اپنے اعمال سے جنت مین داخل نہ ہوگا تو صحابہ رضہ نے عرض کیا کہ اور نہ آپ یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ اور نہ مین الا اس صورت مین کہ اللہ تعالے مجھے اپنی رحمت مین ڈھانپ لے۔ پھر اللہ تعالی نے جہاد کا حکم دیا بقولہ۔ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ اور جہاد کرو اللہ تعالے کے معاملہ مین حق اُسکے جہاد کا۔ مفسرین کے دو قول یہان ہین ایک یہ کہ جہاد سے مراد کافرون سے [...] اللہ تعالے کی توحید پر لڑائی کرنا جب کہ کفار اُسکو نہ مانین اور اہل توحید کو تکلیف دین۔ تو مراد یہ کہ اللہ تعالے کا کلمہ بلند ہونے کی خالص نیت سے جہانتک طاقت ہو جہاد کرو۔ قول دوم یہ کہ جہاد یہان لغوی معنی پر پوری کوشش ہو خواہ کفار سے لڑائی مین ہو خواہ طاعت وخیرات ادا کرنے مین ہو اور حق جہادہ اہ حق جہاد اللہ۔ اسمین جہاد کو اللہ تعالے کی طرف اضافت کیا گیا اور اصل مین حق جہادکم فی اللہ تھا یعنی تمھارا جہاد جو اللہ تعالے کے واسطے ہو پورا حق ادا کرو پس اللہ تعالے کی طرف اضافت کردیا بغرض مبالغہ وتاکید کے۔ اور اکثر مفسرین نے قول دوم اختیار کیا اور خطیب نے کہا کہ جہاد کے معنی حقیقی تو کافرون سے جہاد ہو یعنی جہاد کے معنی دوم مجازی ہین اور مترجم کہتا ہو کہ مراد خطیب [...] یہ کہ شرع مین حقیقی معنی جہاد کے کافرون سے لڑائی ہو ولیکن یہ شاید اسوجہ سے کہ شرع مین جہاد نفس کے واسطے اطلاق معلوم نہین ہوا اور خطیب نے کہا کہ یہ جو بیضاوی رح نے حدیث ذکر کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے واپس ہوکر فرمایا کہ جہاد اصغر سے واپس ہوکر جہاد اکبر کی طرف آئے تو کہا کہ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا اور کہا کہ اُسکی اسناد ضعیف ہو

Marfat.com

دوسرون نے کہا کہ اسکی کچھ اصل نہین ہے اور جہاد اصغر جہاد مع الکفار ہے اور جہاد اکبر جہاد مع النفس ہے۔ اول
ہے تو شرع مین اطلاق جہاد کا جہاد مع النفس پر نہین ہوا تو حقیقی یعنی تو کافرون کے ساتھ جہاد کے ہوئے اور عام [illegible]
ہوے۔ مترجم کہتا ہے کہ نہین بلکہ یہ اطلاق بھی حقیقت شرعی ہے بلکہ یہی حقیقت ہے کیونکہ اصل لغت مین جہاد [illegible]
کا نام ہے اور اسی سے شرع نے اللہ تعالے کی رضامندی و فرمانبرداری مین وسعت بھر کوشش کو جہاد کہا ہے [illegible] فضالہ بن
انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجاہد یعنی جہاد کرنے والا وہ ہے جس نے طاعت الٰہی
اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا۔ رواہ الترمذی وابن حبان اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بیہقی نے بھی شعب الایمان مین [illegible]
روایت کیا ہے پس بیان جہاد اللہ تعالے کی طاعت مین حد بھر کوشش ہے خواہ جہاد کفار مین ہو یا جہاد نفس ہو۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ
نظیر اس آیت کی قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ۔ یعنی تقوی کرو اللہ تعالے کے ساتھ جو حق اُسکے تقوی کرنے کا ہے
سراج وغیرہ مین ہے کہ مقاتل وکلبی نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے بقولہ تعالے فاتقوا اللہ ما استطعتم الآیہ۔ یعنی اللہ تعالے سے تقوے کرو
جہانتک تم کو وسعت ہو۔ ولیکن محققین فقہاء نے اسمین کلام کیا اور کہا کہ دونون کے معنی واحد ہین کوئی ناسخ و منسوخ نہین ہے کیونکہ اللہ
نے بندہ کو اُسی قدر مکلف فرمایا ہے جسقدر اُسکی وسعت ہے تو یہی فرمایا کہ جہانتک تمکو وسعت ہے اللہ تعالے کا تقوی کرو۔ اور یہی تقوی
حق تقوی ہوگا کیونکہ جہانتک اُس سے ہوسکا اُس نے کوشش مین دریغ نہین کیا۔ عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ مجھ سے عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ بھی تو پڑھا کرتے تھے کہ جاہدوا فی اللہ حق جہادہ فی آخر الزمان کما جاہدتم فی اولہ یعنی اللہ تعالے
کی شان مین تم آخر زمانہ مین جہاد کرنے کا حق جہاد کرو جیسے تم نے اول مین جہاد کیا ہے تو مین نے کہا کہ ہان ولیکن اے امیر المومنین یہ کب ہوگا
تو فرمایا کہ یہ اسوقت ہوگا کہ جب بنو امیہ کی بادشاہت ہوگی اور بنو المغیرہ وزیر ہونگے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ جہاد ظاہر ہے کہ زبان سے ممانعت کا
تھا کیونکہ بنو امیہ جو بادشاہ بغداد ہوے وے کافر نہ تھے تو اُنپر جہاد نہ تھا کیونکہ احادیث صحیحہ کثرت سے ہین جنمین لڑائی سے ممانعت ہے ولیکن
ایسی ہی احادیث ہین کہ اُنمین کلمہ حق کہنے کے بارہ مین تاکید ہے۔ پس جس بندہ سے جہانتک اُسکو وسعت دی گئی ہے کوشش کرے مثلاً
ایک تندرست ہے تو وہ قیام و وضو سے فرائض ادا کرے اور دوسرا بیمار ضعیف ہے کہ وہ کھڑا نہین ہوسکتا تو وہ بیٹھکر اور [illegible] تیمم سے
پڑھے اور دونون مین سے ہر ایک نے حق کوشش جہانتک وسعت ہوئی ادا کی۔ اور حق عزوجل نے ترحم کے ساتھ فرمایا کہ **هُوَ**
اجْتَبٰكُمْ اُسنے اپنی رحمت سے تم کو اپنی عبودیت کے واسطے برگزیدہ کیا۔ **وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ** اور تم پر
دین مین کوئی تنگی نہین قرار دی ہے۔ **مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ** تم لو اپنے باپ ابراہیم کی ملت کو۔ ابن کثیر رح نے [illegible]
کے اور کہا کہ جیسے قولہ تعالے قل اننی ہدانی ربی الی صراط مستقیم دینا قیما ملۃ ابراہیم حنیفا الآیہ۔ اور ابن جریر رح نے کہا کہ یعنی [illegible]
تم پر آسانی دیدی ہے جیسے تمہارے باپ ابراہیم کی ملت آسان تھی۔ مترجم کہتا ہے کہ اول اولی ہے اور حدیث مین ہے کہ [illegible]
السمحۃ۔ یعنی مین ملت حنیفیہ سہلہ کے ساتھ مبعوث ہوا ہون اور معاذ و ابو موسی رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجتے وقت [illegible]
و سختی مت ڈالیو اور بشارت دیجیو نفرت مت دلائیو۔ اور ابن کثیر رح نے لکھا کہ دین مین تم پر حرج یعنی [illegible]
نہین دی جو تم سے نہ اُٹھے اور بہت تکلیف مین تم پر آسانی کر دی ہے حتی کہ نماز جو بعد ایمان کے افضل ہے وہ [illegible]
کر دی اور خوف مین بعض اماموں کے اجتہاد مین بوجہ حدیث صحیح کے ایک رکعت ہے اور [illegible]

...بیٹھکر ورنہ لیٹ کر پڑھ لے۔ سراج وغیرہ مین ہو کہ علمار نے اسمین کلام کیا ہو کہ یہ حرج کیا ہو جو اللہ تعالے نے اِس امت سے
...دیا ہو۔ بعض نے کہا کہ چار تک عورتون کی حلت نکاح اور علاوہ اِنکے لونڈیون کی ملکیت سے حلت۔ بعض نے کہا کہ مسافر کی نماز کا
...قصر اور روزہ کا افطار اور جسکو قدرت نہ ہو اُسکی نماز بیٹھکر یا لیٹ کر اشارہ سے۔ اور لولے لنگڑے سے جہاد کا سقوط اور اضطرار کے وقت
مردار حلال ہونا اور ملکون مین چاند کے مختلف طلوع ہونے سے روزہ رکھنے و افطار کرنے و عید و قربانی مین تقدیم یا تاخیر ہو جانے کے
...منافی وغیرہ ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ امام ابو حنیفہ کے اصول مین معنی یہ ہین کہ جو بات شاق ہو اُسکی تکلیف سے معاف فرمایا ہو حتی کہ حدیث
مین ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کو شاق قرار دیکر اُٹھا دیا اور یہ حکم نہ دیا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کرین یعنی حدیث شریف سے آگاہ
کر دیا کہ یہ بھی حرج و تنگی ہو ورنہ تم پر لازم ہوتا پس جو امر اُسکے مانند شاق ہو جاوے اور اُس سے تنگی پیش آوے وہ اللہ تعالیٰ نے عام
حکم سے اُٹھا دیا ہو اور یہ اِس امت کے واسطے خاص رحمت ہو ورنہ بنی اسرائیل پر بوجہ اُنکے ظلم کے شریعت کا التزام سخت کر دیا تھا۔ بعض
نے کہا کہ رفع حرج سے یہ مراد کہ گناہ کے واسطے توبہ کو مغفرت قرار دیا ہو اور جن جرمون مین جرمانہ و کفارہ و قصاص ہو اُنسے تکفیر گناہ کی ہو
اور غصب وغیرہ مین جو غصب کیا وہ یا اُسکے مثل یا قیمت واپس کرے تو مواخذہ سے چھوٹ جاوے غرضکہ دین اسلام مین ایسا کوئی
موقع نہین ہو کہ بندے کو گناہ و عذاب سے چھوٹنے کی راہ نہ نکلے۔ بعض نے کہا کہ دین سے مراد توحید ہو اور اسمین کوئی تنگی نہین بلکہ
تخفیف ہو کیونکہ وہ اگلے گناہون کو مٹا دیتا ہو اور وہ کسی وقت و زمانہ و مکان کے ساتھ مخصوص نہین ہو جس جگہ ہو جو وقت ہو جو
عمر ہو جب چاہے ایمان لاوے مقبول ہو اور اِس سے اگلے سب گناہ معاف ہو گئے۔ اور صحیح واللہ اعلم یہ ہو کہ جو حرج اِس امت
مرحومہ سے اُٹھا دیا ہو وہ کسی خاص حرج کا رفع نہین ہو بلکہ جو امور ہر ایک قول مین مذکور ہین سب رفع فرمائے ہین اور ما سوا اسکے
اُنکے جن امور مین حرج لازم آتا ہو وہ سب اللہ تعالے کے فرمان کرامت عام سے مرفوع ہین پس حق عزوجل نے خاص رحمت سے
اپنے رسول اکرم خاتم المرسلین افضل الخلق اجمعین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہر ایسے تعبد کو جسمین مشقت تھی اُٹھا دیا ہو خواہ
اِسطرح کہ اول ہی سے اِن ضعیف بندون کو اُسکا مکلف ہی نہین کیا جیسے اور امتون کو مکلف کیا تھا اور خواہ اِسطرح کہ مکلف
فرما کر اسمین تخفیف کر دی یا اِسطرح کہ جاہو یہ کر دیا بجائے اُسکے دوسرے طریقہ آسان کو مشروع کر دیا۔ قرطبی رح نے علماے
شافعیہ وغیرہ سے حکایت کیا کہ یہ حرج کا اُٹھا دینا اُسی شخص کے اوپر سے ہو جو ایمان لا کر ... مستقیم ہوا اور جو مستقیم نہ ہو جیسے چور
اور رہزن وغیرہ تو ایسے لوگون پر حرج لازم ہو کیونکہ اُنھون نے جب دین کے طریقہ کو چھوڑا تو اپنے اوپر حرج لازم کر لیا انتہی مترجم
اور مترجم کہتا ہو کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہ تقریر ٹھیک نہین ہو اِسواسطے کہ جو بندہ ایمان لایا وہ بتواتر احادیث صحیحہ و آیات
کریمہ سے خارج از اسلام نہین ہو وہ مومن ہو اگرچہ خطاوار اور گنہگار ہو پھر اللہ تعالیٰ نے مومنون کے اوپر سے حرج اپنے فضل سے
اُٹھا دیا ہو تو اُسپر سے بھی اُٹھا دیا پھر کسی شخص کو یہان قیاس کی مجال نہین ہو کہ وہ اُسپر سے نہ اُٹھنے دیوے پس اللہ تعالیٰ کا فضل
عام ہو ہر ایک گنہگار بندہ اپنے آپ کو خطاوار و گنہگار قیاس کرے تو یہ رفع حرج ایک نعمت عظیم ہو اور یہ آیت بڑی نعمت و بڑا فضل
اللہ تعالے عزوجل کا اِس امت پر ہو مانند قولہ تعالے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر الآیہ۔ و مانند قولہ تعالے ربنا ولا تحمل علینا
اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا الآیہ۔ اور اِس ہر ایک دعا کے واسطے اللہ تعالے نے جواب
مین فرمایا کہ مین نے ایسا ہی کر دیا جیسا کہ حدیث صحیح کا بیان اِس آیت کی تفسیر مین گذر چکا ہو۔ اور اسمین احادیث بہت کثرت سے

Marfat.com

واردہین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ
حرج کیا ہے جو اللہ تعالے نے رفع کیا ہے فرمایا کہ ضیق یعنی تنگی - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا
دین مین نہین ہے کہ ہم چوری کرین یا زنا کرین تو ابن عباس رضہ نے کہا کہ حرج کیون نہین ہے تو ابوہریرہ رضہ نے کہا کہ اسکے
کیا معنی ہین تو ابن عباس رضہ نے کہا کہ جو گناہ وسختی کا معاہدہ بنو اسرائیل پر رکھا تھا وہ اللہ تعالے نے تم پر سے اٹھا لیا
نے مومنون پر فضل رکھا کہ یہ ملت آسان دی جو تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ہے کیونکہ عرب کے وہ قطعاً باپ تھے اور
کے ساتھ انکو مثل باپ کے جانتے ہین اور فرمایا کہ اسمین کچھ تم پر حرج نہین ڈالا اور تم کو اپنی عبودیت کے واسطے چھانٹ لیا
مین سے جو اہل ایمان ہر زمانہ مین ہین وہ اللہ تعالے کے چھانٹے ہوئے بندے ہین کہ انکو اپنی عبودیت کے واسطے پسند کیا -
سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ اُسنے تم کو مسلمان کیا پہلے سے - وَفِيْ هٰذَا اور اسکے اندر - عبدالرحمن بن زید
سے مروی ہے کہ انھون نے ہو سماکم کا مرجع ابراہیم علیہ السلام کو قرار دیا بدلیل قولہ تعالے ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ الآیہ اور فی ہذا کے
کہ اسکے حکم سے یہ ہے کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے مسلم ہے نحاس رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ یعنی ہمارے علماے امت سے منقول
خلاف ہین اور شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ اس قول کی توجیہ بھی معقول نہین ہے کیونکہ فی ہذا سے مراد اس قرآن مین - اور ابراہیم نے
اس قرآن مین کیونکر انکو مسلمان کہا ہے پس یہ قول بے وجہ ہے - پس ہو سماکم المسلمین من قبل وفی ہذا - کے معنی یہ ہین کہ وہی اللہ
تمھارا رب جس نے تم کو برگزیدہ کیا اُسنے تمھارا نام مسلمان رکھا پہلے سے یعنی اگلے آسمانی کتابون مین اور اس ذکر قرآن مین شیخ
ابن کثیر رح نے لکھا کہ امام عبداللہ بن المبارک نے بسند صحیح ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ تعالے ہو سماکم - یعنی اللہ تعالے
نے تمھارا نام مسلمین رکھا - یہی قول مجاہد وعطاء وضحاک وسدی ومقاتل وقتادہ رح کا ہے یعنی ضمیر اللہ تعالے کی طرف ہے - اور
شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ مجاہد رح نے فرمایا کہ قولہ ہو سماکم المسلمین من قبل یعنی اللہ تعالے نے تمھارا نام مسلمان اگلی آسمانی
کتابون مین رکھا اور ذکر مین یہی نام رکھا - وفی ہذا یعنی قرآن مین تمھارا یہی نام رکھا - اسیطرح دوسرے علماء کا بھی قول ہے شیخ نے
کہا کہ یہی صواب وصحیح ہے - امام احمد نے حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے
جاہلیت کی پکار سے پکارا تو وہ جثی جہنم سے ہے تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز
پڑھے آپ نے فرمایا کہ ہان اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے سو تم لوگ اللہ تعالے کی پکار سے پکارو کہ اُسنے تمھارا نام مسلمین مومنین
عباد اللہ رکھا ہے - رواہ البخاری فی التاریخ والنسائی والترمذی والبیہقی وقال الترمذی حدیث حسن صحیح - حاصل یہ کہ اللہ تعالے
نے اگلی کتابون مین تمھارا نام مسلمان رکھا جنکو احبار ورہبان یہود ونصاری پڑھتے ہین اور پھر قرآن مجید مین تمھارا یہی نام رکھا
لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ تاکہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم پر شاہد ہو - یعنی جب تم مسلمین مومنین
اور اللہ تعالے کے نام رکھنے سے ہوئے تو ضرور تم اس صفت سے موصوف ہوے کیونکہ اللہ تعالے عالم الغیب ہے
کہ تم مین یہ صفت درحقیقت موجود ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت تمھارے حق مین مقبول ہے وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ
عَلَى النَّاسِ - اور تم شاہد ہوگے اور لوگون پر یعنی گواہی دوگے کہ اُنکے رسولون نے انکو اللہ تعالے کی رسالت پہنچائی
اس کلام سے ظاہر کردیا کہ اللہ تعالے نے جو انکو مسلمین نام رکھا ہے اس سے یہ حکمت دامنگیر ہے

Marfat.com

...کی گواہی اسوجہ سے قبول ہوئی کہ انھون نے کسی رسول سے انکار نہین کیا اور اپنے رسول اکرم محمد صلی اللہ
...کی وجہ سے قرآن سے معلوم کرلیا کہ انبیاء علیہم السلام سب معصوم ہین سب نے اپنی اپنی امت کو اللہ تعالے کا پیغام پہونچا دیا
...انکی گواہی قبول ہوئی اور حاکم عادل جل جلالہ عالم الغیب والشہادۃ نے قبول فرماکر اگلون پر یہ گواہی لازم کی۔ کعب احبار
...ہی کہ اس امت کو تین باتین دی گئی ہین جو کسی امت کو نہین دی گئی ہین ایک تو انکو لوگون پر گواہ کیا دوم دین مین انپر
...نہین کی سوم فرمایا کہ ادعونی استجب لکم۔ مجھ سے مانگو مین تمہاری دعا قبول کرونگا۔ ابن زید سے مروی ہی کہ اللہ تعالے نے
...ت کے سوائے کسی کا نام مسلمین مومنین نہین رکھا صرف اسی امت کے واسطے دونون جمع فرمائے ہین۔ مکحول رح سے مرسل روایت
ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کا نام سلام ہی اس سے میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ تعالے کا نام مومن ہی
اس سے میری امت کا نام مومنین رکھا۔ خطیب نے کہا کہ آیت مین دلیل ہی کہ گواہی سوائے مسلمان کے مقبول نہین ہی۔ مترجم
کہتا ہی کہ اسقدر تو قطعی ہی کہ مسلمان کی گواہی مقبول ہی بشرطیکہ اسلام اپنے طور پر معلوم ہو اور رہا یہ کہ سوائے اسلام کے تو کافرون کی
گواہی کافرون پر قبول ہی اور کافر کی گواہی مومن پر باطل ہی۔ اور واضح ہو کہ اس امت مرحومہ کے خصائص بہت سے ہین جنکا ذکر
کرنا بہت طول ہی اور یہ فضیلت سب سے اعلی ہی کہ انکو خاتم المرسلین افضل الانبیاء والرسل اجمعین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کردیا
ہی وقال تعالے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر الآیہ اور یہان انکی عدالت وکمال کے بعد متفرع فرمایا
بقولہ فَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ پس نماز کو ٹھیک قائم کرو یعنی اسپر مداومت کرو اور نماز تمہارے اور رب عزوجل کے درمیان
وصال ہی۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوۃ دو۔ یہ تمہارے اور تمہارے بھائیون کے درمیان ملاپ ہی۔ وَاعْتَصِمُوا بِاللّٰهِ
اعتصام چنگل سے مضبوط پکڑ لینا۔ پس معنی یہ کہ مضبوطی سے اللہ تعالے ہی پر بھروسا کرو۔ هُوَ مَوْلٰكُمْ وہی تمہارا مولی ہی۔ پس
تمہارے تمام امور کا متولی ہی تو تم کو سب طاعات آسان فرما دیگا اور تم کو تمہارے دشمنون پر غالب کریگا۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ
وہیب بن الورد رح نے کہا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ ای آدمی جب تجھے غضب وغصہ آوے تو مجھے یاد کر کہ مین تجھے اسوقت یاد فرماؤنگا جب تو
غضب مین پکڑا جائیگا اور جب تجھ پر ظلم ہو تو صبر کر کہ مین تیرا ناصر ہون تو اپنے نفس کے لیے تیرے خود مددگار ہونے سے میرا مددگار ہونا
اور تیرے واسطے بدلا لے لینا بہتر ہی۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ سو کیسا اچھا ہی وہ مولی اور کیسا
اچھا ہی وہ ناصر سبحان اللہ وبحمدہ۔ جب اللہ تعالے کسی بندہ کا متولی ہوا تو کافی ہوتا ہی اور [illegible] تقرب النوافل کی گذر چکی ہی کہ
بندہ نوافل سے اللہ تعالی سے قرب چاہتا رہتا ہی یہانتک کہ اللہ تعالے اسکو محبوب کرلیتا ہی اور جب محبوب کرلیا تو تفصیل ذکر فرمائی
کہ خود اسکا ہر طرح متولی ہوتا ہی اور حدیث مین ہی کہ جسکا تو متولی ہو وہ کبھی ذلیل نہین ہوتا اور جسکے ساتھ تو عداوت فرماوے وہ ہرگز عزت سے
بہرہ نہ پاویگا۔ خطیب رح نے کہا کہ یہ تقوی کا نتیجہ ہی اور اس سے پہلے جو افعال گذرے وہ اسکی دلیل ہین پس آخر سورہ شریف اول سورۃ
...لق اور مقطع ومطلع متوافق ہی فافہم۔ ف — فی العرائس قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم۔ یہ مقام
...البہ مین مکاشفہ کا ہی یعنی جب مشاہدہ کبریائی کا شہود ہو تو رکوع کرو اور جب مشاہدہ عظمت کا شہود ہو تو سجدہ کرو اور جب مشاہدہ ربوبیت
...وحید الہی مین فنا ہو جاؤ۔ قولہ تعالے وافعلوا الخیر۔ یعنی طالبان معرفت کو تعلیم وتربیت کرو اور انکو آگاہ کرو۔ قولہ لعلکم تفلحون۔ یعنی تاکہ
...تم مجھے پاؤ اور خود فنا ہو کر میری بقاء سے باقی ہو جاؤ۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ رکوع کرو اور سجدہ کرو اور خضوع قلبی سے مناجات

Marfat.com

مین رہوا ور احکام الٰہی کے واسطے مطیع ہو اور قضا و قدر الٰہی کے واسطے سر تسلیم جھکاؤ راضی رہو تو تم [illegible]
افعلوا الخیر - وسیلہ ڈھونڈھو لعلکم تفلحون - شاید تم اُسکی طرف راہ پاؤ - پھر حق عزوجل نے بندون کو الجھاد [illegible]
معاد کو یا دین کیونکہ حکم رکوع و سجود کا بمقدار عبودیت ہی بقولہ تعالے وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ - یہ گمان مت [illegible]
سے محال ہی کیونکہ حقیقت کے ادراک سے بشری طاقت عاجز ہی پس کیونکر یہ حکم بجالاوے اسکا جواب یہ ہی کہ مراد این [illegible]
مین فنا ہو جاوے اور یہ امر ممکن ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہان یہ شبہہ بھی ہوتا تھا کہ حکم دیا حق جہاد کا اور اکرم الخلق صلی اللہ علیہ وسلم
کا ماعرفناک حق معرفتک الحدیث اور جواب یہ ہی کہ یہان حق جہاد کا حکم وسعت تک ہی اور حدیث مین اقرار حقیقت کا ہی یعنی تیری
حقیقت یا تیرے لائق عبادت ہم سے ادا نہین ہوئی اگرچہ ہم نے حد بھر کوشش کی پس گویا اقرار ہی کہ ہم عاجز ہین اور یہ عاجزی [illegible]
نوع کی معرفت ہی جیسا کہ عظمت و کبریائی عظیم الوہیت کے ساتھ پہچانی تو جانا کہ حقیقت عبادت جیسی لائق ہی ادا نہین ہو سکتی
قولہ ہو اجتباکم - یہ اجتبائیت و اصطفائیت اسی طرح ہی کہ عبودیت کے وجود سے فنا کر کے باقی ببقاے حقیقت کر دیا اسطرح کہ نور [illegible]
سے عدم کو سرفراز فرمایا بخلاف کافرون و مشرکون کے کہ اُنکو مردہ چھوڑ دیا - پس معنی قولہ جاہدوا فی اللہ حق جہادہ - یعنی فنا فی اللہ ہو
جیسے چاہیے ہی حتی کہ بعد فنا کے اُسکی بقا مین تم کو فنا ہونا یاد بھی نہ ہو ورنہ ہنوز بقیہ فنا موجود ہی پس اسوقت تم بالکل فنا ہو کر اُسکے
وجود کو اُسی سے دیکھوگے اپنے دیکھنے سے نہین دیکھوگے پس اسی واسطے تم کو اجتبا کیا کیونکہ اس سے تم اسکا مشاہدہ پاؤگے اور جب
مشاہدہ پایا تو اُسی مین فنا ہو جاؤگے - پھر بیان فرمایا کہ اس دین شریف اور طریق مستقیم مین حرج و غیر ممکن تکلیف نہین ہی بقولہ وما جعل
علیکم فی الدین من حرج - مشاہدہ جمال ازل سے فنا آسان ہی کیونکہ جس نے دیکھا وہ عاشق ہوا اور جو عاشق ہوا وہ خوش عیش مین [illegible]
کدورت سے نابود ہوا اور اپنے آپ کو قربان کرنا اُسپر سہل و آسان ہی حتی کہ آگ مین جلنا و قربان ہونا اُسکے نزدیک عیش ہی لہذا فرمایا
ملۃ ابیکم ابراہیم - ابراہیم علیہ السلام کی ملت عشق مین خلت و محبت و انقیاد و طاعت و تسلیم و رضا ہی اور وجود کو کرم وجود لفر دی
قربان کرنا اُسی کا شیوہ ہی - قولہ ہو سماکم المسلمین من قبل وفی ہذا - شیخ رح نے ضمیر کو ابراہیم علیہ السلام کی طرف خیال کیا اور
کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تم لوگون مین یہ استعداد دیکھی تو تمہارا نام مسلمین رکھا - قولہ لیکون الرسول علیکم شہیدا حبیب مصطفٰے
صلی اللہ علیہ وسلم نے تم مین شاہدہ ان ادہٰنا و ندکا کیا وہ تمہارا گواہ ہی اور اُسنے معارف الٰہی جل شانہ تم کو تعلیم کیے ہین قولہ وتکونوا
شہداء علی الناس وے لوگ جس حال مین گذرے تم پہچانتے ہو اور رسولون نے اُنکو دعوت پہونچا دی تم جانتے ہو پھر ان صحابہ
و تابعین و اتباع سب کو نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور زکوٰۃ ادا کرنے کو تعلیم فرمایا کہ نعمت کا شکر کرین یعنی نماز کے مقام مناجات
مین مجھے ڈھونڈھو اور ہمت کے ساتھ نماز مین داخل ہو اور دنیا و مافیہا سے تجرید کر کے اپنی جان کو قربان کرو اور تم ان سب مقامات مین
وصول کی توفیق مجھی سے چاہو اور مجھی سے استعانت چاہو لہذا فرمایا - واعتصموا باللہ ہو مولکم - ناصر و مولی ازل مین تمہارا فنعم المولی [illegible]
سواے کوئی مولی نہین ہی ونعم النصیر - جسکو خوار کیا اُسکا کوئی ناصر نہین اور جسکو نصرت دی وہ کبھی خوار نہین ہی - شیخ جعفر [illegible]
حق المجاہدہ قلب پر ہی کیونکہ نفس بمقابلہ حق مجاہدہ کے نہین ٹھہر سکتا ہی اور حق مجاہدہ یہ ہی کہ اللہ تعالے کے سواے کسی چیز [illegible]
جیسے اُسنے تم کو اختیار کیا - بعض مشائخ نے کہا کہ مجاہدہ کئی قسم کا ہوتا ہی ایک مجاہدہ کافرون اعداء کے ساتھ - دوم مجاہدہ [illegible]
ساتھ - سوم مجاہدہ نفس کے ساتھ اور یہی مجاہدہ سب سے زیادہ سخت ہی اور یہی جہاد فی اللہ [illegible]

Marfat.com

طرف رجوع کیا - رواہ البیہقی باسناد ضعیف یعنی مجاہدہ نفس کیطرف رجوع کیا اسطرح کہ نفس کی اتباع
کرین - مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث کی اسناد مین کلام ہی اور تحقیق ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ حدیث نہین
کا قول ہی جو اسلئے ایک حدیث صحیح سے استنباط فرمایا - حدیث صحیح مین آیا ہی کہ آنحضرت صلعم سے دریافت کیا گیا کہ مہاجر
یعنی ہجرت کا ثواب کس شخص کو کامل طور پر حاصل ہوتا ہی آپ نے فرمایا کہ مہاجر وہ ہی جس نے ایسی چیزون کو چھوڑ دیا
جنسے اللہ تعالی اور اسکے رسول نے منع کیا ہی - عرض کیا گیا کہ مجاہد یعنی جہاد کرنے والا کون شخص ہی - آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجاہد وہ ہی
جسنے اپنی نفس کے ساتھ اللہ تعالی کے معاملہ مین جہاد کیا - مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث کی تفسیر یہ ہی کہ ہجرت وجہاد ایسے دو کام ہین جنکی
سے ہجرت کرنیوالے وجہاد کرنیوالے کو خدا ے تعالی کے یہان اعلی درجہ حاصل ہوتا ہی لیکن پہلے پہچاننا چاہیے کہ ہجرت کیا چیز ہی
اور جہاد کیا چیز ہی اور عنقریب (تذئیل) مین مفصل بیان کیا جائیگا یہان یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جہاد ایک قسم یہ بھی ہی کہ تقوی وطاعت مین خدا
کے واسطے اپنے نفس سے جہاد کرے - اور اسمین شک نہین کہ کافرون کے ساتھ جہاد مین غیر پر تلوار مارنا ہوتا ہی اور تھوڑی دیر مین یا قتل
ہوا یا شہید ہوا یہ معاملہ ختم ہوجاتا ہی بخلاف جہاد نفس کے کہ یہ وار اپنے اوپر باطنی صبر وصدمہ اٹھانے کا ہوتا ہی اور تادم آخر رہتا ہی اور
نفس اس مدت مین ہر دم وہر لحظہ ہزارون طرح کے وساوس کفر وضلالت کے پیدا کرتا ہی اور طرح طرح سے اسکو ابھارتا ہی اور یہ بے شبہہ
سخت ہی پس یہان سے استنباط ہوا کہ یہ جہاد اکبر ہی اور کافرون سے قتال کرنا جہاد اصغر ہی - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اللہ تعالی کے
برگزیدہ کرنے سے لازم آیا کہ یہ خوبی کے ساتھ مجاہدہ کرین اگرچہ مجاہدہ کرنے سے کوئی شخص برگزیدہ نہین ہو سکتا ہی بلکہ برگزیدہ ہونے
سے مجاہد ہوتا ہی - شیخ ابن عطار رح نے کہا کہ ملت ابراہیم سخاوت وقربانی وتجرید ہی یعنی سخاوت وجوانمردی سے جان قربان کرنا
اور نفس سے خارج ہونا اور اخلاق حمیدہ اختیار کرنا اور اہل وعیال ومال کی محبت سے باہر ہو جانا - اسی خلت کا یہ اثر تھا کہ خود آگ
مین ڈالے جانے سے ثابت قدم رہے اور اپنے اکلوتے فرزند کو قربانی کرنے پر آمادہ ہوے - اور شیخ ابن عطار رح نے قولہ ہو سماکم المسلمین
مین کہا کہ اسنے تم کو خواص بندون کی زینت مین آراستہ کیا پہلے اس سے کہ تم کو پیدا فرماوے اسواسطے کہ تم قدرت مین قبل ایجاد کے
بھی ویسے ہی تھے جیسے بعد ایجاد کے ہو گئے ہو اللہ تعالی نے تمہارے واسطے خصوصیت ازل ہی مین مقدر کر رکھی تھی - شیخ ابو الحسن
رح نے کہا کہ اعتصام باللہ - خواص کا مرتبہ ہی اور اعتصام بحبل اللہ - یہ عوام کا مرتبہ ہی جسکا حکم دیا بقولہ اعتصموا بحبل اللہ جمیعا ایہا
المومنون پھر اعتصام بحبل اللہ کے یہ معنی ہین کہ سنت کے موافق احکام الہی بجالاوے اور منہیات سے اجتناب کرے اور اعتصام
باللہ یہ ہی کہ ... وقلب کو ایسے امور سے محفوظ رکھے جو اللہ تعالے سے غافل کرکے اپنی طرف مشغول رکھین - اور ہمیشہ مراقبہ مین
... تمہارے امور کا وہی متولی ہی اگر تم نے کامون سے مشغولی چھوڑکر اسی کی طرف منہ کیا تو وہ تمہاری
... فرمادیگا - شیخ ... رح نے کہا کہ - فنعم المولی - اپنے بندہ کا اچھا کارساز ہی - نعم النصیر - بہت خوب ناصر وبندہ نواز ہی (ع س) مترجم
... حدیث مین آیا کہ جو بندہ اپنے رب عزوجل کی یاد اور تلاوت کتاب مین مشغول ہوکر اپنے واسطے دعا سے غافل ہو جاتا ہی تو اللہ تعالی
... کہ مین ایسے بندہ کو مرادین مانگنے والون سے بہتر عطا کرتا ہون (الترمذی وغیرہ) اور حدیث سے ثابت ہی کہ اللہ تعالی کی بہت
... جان ومال کے ساتھ جہاد کرنے والے سے بھی بہتر ہی چنانچہ قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا الآیۃ کی تفسیر
... تعالے بیان آویگا (تذئیل) ہجرت وجہاد کی تفصیل یہ ہی کہ لغت مین ہجرت بمعنی چھوڑ دینا اور شرع مین اللہ تعالی کی رضامندی

Marfat.com

کے لیے ایسی چیز چھوڑنا جسکے چھوڑنے مین اُسکی رضامندی شرعی دلیل سے معلوم ہو اور مال وطن وغیرہ
وغیرہ کو چھوڑ کر ایسی جگہ ہجرت کرنا جہان توحید کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت ممکن ہو لہذا جب کفار
شروع کی تو بعضے صحابہ رضی نے وطن مالوف چھوڑ کر خدا کے واسطے ملک حبش کو ہجرت کی کیونکہ وہان
ولیکن مسلمانون کے دینی زہد وعبادت کو دیکھکر خوش ہوتا تھا آخر اُسنے اچھی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات
ملک کے عالمون وراہبون نے بالیقین گواہی دی کہ بیشک یہ وہی پیغمبر ہین جنکی بشارت حضرت مسیح ع نے دی ہی
ایمان لائے اور مکہ والون مشرکون نے انکو ملامت کرنی شروع کی کہ تم نے اپنا دین چھوڑ دیا تو اُنھون نے اِن جاہلون کی طرف
مکہ مین رسول اللہ صلعم کو نہ پایا کیونکہ آپ ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تھے یہ لوگ وہان سے مدینہ آئے - یہان یہودیون نے انکو
اور اُنھون نے یہودیون کو قائل کیا کہ تم لوگ مدت سے گمراہ ہو - پہلے تم نے مسیح ع سے کفر کیا اور اب خاتم النبیین محمد صلعم سے کافر ہوئے
ہجرت کا حکم فرض ہوا کہ لوگ اپنے وطن سے مدینہ ہجرت کرین - یہ حکم آٹھ برس کے واسطے فرض تھا جب مکہ فتح ہوگیا تو پھر مدینہ کی خصوصیت
اور معنی اول باقی رہے کہ جس ملک مین توحید کے ساتھ عبادت نہ ہو سکے وہان سے ایسی جگہ ہجرت کر جاوے جہان اسطرح عبادت کر سکے
ملک رہنے کہا کہ کچھ مکہ ومدینہ کی خصوصیت نہین ہے - مترجم کہتا ہی کہ مکہ ومدینہ کی فضیلت بہت ہی اور حدیث مین آیا کہ آخر زمانہ مین دین وہان سمٹ
جاویگا - اس لحاظ سے وہان ہجرت کرنا افضل ہی - اس ہجرت سے آدمی کا نفس دنیاوی لگاوٹ سے پاک ہو جاتا ہی - اور اس سے بڑھکر خاص ہجرت
ہی جو ہر شخص کو ہر وقت حاصل ہی - اسکا بیان یہ ہی کہ انحضرت صلعم سے عرض کیا گیا کہ ہجرت کرنیوالا کون ہی آپ نے فرمایا کہ جس نے وہ باتین
چھوڑین جنکو رب عزوجل مکروہ رکھتا ہی - اس سے معلوم ہوا کہ تقوی کرنے سے ہر متقی کو ہجرت کا ثواب ملتا ہی بلکہ حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ یہ ہجرت
سب سے بہتر وافضل ہی - مترجم کہتا ہی کہ جس بندہ نے تقوی کا قصد کیا اُسنے ہجرت کا قصد کیا اور جن ممنوعات سے تقوی کیا اُسی وجہ کی ہجرت
حاصل کی - یہ امر ہر متقی کے لیے بڑی فضیلت کا مقام ہی اللھم ارزقنا برحمتک وبرکۃ حبیبک صلعم - رہا بیان جہاد تو جاننا چاہیے کہ ہجرت وجہاد
مین اول فرق ذاتی ہی یعنی ہجرت بذات خاص بہت عمدہ عبادت ہی - جس سے اعلی مرتبہ ملتا ہی اور جہاد مین کافرون سے لڑنا ذاتی عبادت نہین ہی
بالذات یہ امر منظور نہین کہ سب کافرون کو قتل کیا جاوے بلکہ بضرورت یہ کام کیا جاتا ہی کیونکہ کفار اپنی سرکشی وشرارت سے دین توحید مٹانا چاہتے
ہین اور ایسی ایسی تدبیرین کرتے ہین جس سے دین توحید کی حقارت ہو لہذا اُنپر جہاد کرنا لازم آتا ہی حتی کہ جب جہاد سے کفار مغلوب ہوجاوین تو
پھر اُنکو امان دینا چاہیے اور اُنکے ساتھ نیکی کرنا چاہیے اور اُنکے جان ومال کی حفاظت کرنا چاہیے جبتک کہ بدعہدی کرکے لڑائی کرین - ثانیاً ہجرت
کرنا اور دنیا کی الفت چھوڑ کر دار الآخرۃ اختیار کرنا ذاتی عبادت ہی لیکن کفار ومشرکین جو دنیا کے طالب ہین اپنی شرارت سے مومنون کو
تنگ کرتے ہین لہذا وہ دنیا مین فراغت سے یاد الٰہی وسامان آخرت جمع نہین کر سکتے ہین تو اس بلا کو دور کرنے کے لیے جہاد کا حکم ہی
بلا دو طرف سے آتی ہی ایک کفار کی طرف سے - اور دوم خود اپنے نفس سرکش کی طرف سے ہی - پس کفار سے جہاد کرنا اسلیے
ہو کہ کلمہ توحید بلند ہو مشہور رہے اور نفس کی کجروی دور کرنا کہ راہ توحید پر مستقیم رہے جہاد افضل ہی فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

تم بحمد اللہ الجزء السابع عشر ویتلوہ الثامن عشر من سورۃ المومنون انشاء اللہ تعالیٰ

Marfat.com

Marfat.com

فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و با عظمت شرح مشہور و معروف اور آخر مین تکملہ زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم جدید الطبع۔

ہدایہ۔ حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات مین بشرح ذیل۔

۱۔ جلدین اولین عبادات۔

۲۔ جلدین آخرین معاملات۔

فتاواے عالمگیری۔ ہر چہار جلد کامل در جلد

ہدایہ مع شرح الکفایہ۔ از سید جلال الدین کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد مین اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے ہین بہ تفصیل ذیل۔

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح۔

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب۔

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ۔ از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو مجلد کامل۔

شرح وقایہ۔ از امام صدر الشریعہ جلی قلم مع کامل حاشیۂ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط و صحیح۔

شرح وقایہ خرد۔ مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم۔

ذخیرۃ العقبی۔ حاشیۂ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف۔

اشباہ والنظائر۔ مع شرح حموی مستند متداول

ملا مسکین۔ از ... محشی ...

کنز الدقائق۔ محشی متداول درسی

مستخلص الحقائق۔ شرح کنز الدقائق مشہور متداول۔

عینی شرح کنز الدقائق۔ محشی ہر چہار جلد مستند معروف متداول دو مجلدین۔

(۱) جلدین اولین عبادات مین۔

(۲) جلدین آخرین معاملات مین۔

مختصر وقایہ محشی۔ از امام صدر الشریعۃ درسی متداول۔

عمدۃ البضاعۃ۔ فی مسائل الرضاعۃ از مولوی تراب علی مرحوم۔

قدوری محشی۔ تالیف امام ابو الحسن درسی متداول۔

اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق۔ ترجمۂ اخلاق جلالی۔

تہذیب النفوس۔ از سید فخر الدین حسین۔

باب دانش۔ مؤلفہ مولوی محمد کریم بخش۔

اوقات عزیزی۔ از سید غلام حیدر خان۔

ترجمۂ عوارف المعارف۔ کامل دو جلد مین ترجمۂ مولانا ابو الحسن فریدآبادی۔

خزینۂ دانش۔ ہوشمندی کی تعلیم از مولوی محمد کریم بخش۔

بستان تہذیب۔ جامع اخلاق و ادب ... سلیمان ...

تہذیب الاخلاق ...

پیراہن یوسفی ...

کا نظم شعر ...

مطالب مع فوائد ...

تفصیل ذیل۔

(جلد اول) ترجمۂ ...

(جلد دوم) ترجمۂ ...

اخلاق رضی۔ ...

شجرۂ معرفت محشی۔ ...

ترجمۂ سید غلام حیدر ...

تحفۂ سروری۔ ...

از مفتی غلام سرور ...

کنز الاسرار ...

Marfat.com